# جدید فقہی مباحث

## احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت کے اثرات

بحث و تحقیق

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

بانی

حضرت مولانا قاضی مفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد (۱۸)

ناشر

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

مجمع الفقہ الاسلامی (الہند)

Islamic Fiqh Academy (India)

اجازت نامہ سلسلۂ مطبوعات اسلامی فقہ اکیڈمی

محترمی نعیم اشرف نور، فہیم اشرف نور سلمہم اللہ تعالیٰ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دعائے عافیت دارین اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے اور دینی ودنیاوی ترقیات سے نوازیں، آمین۔ اسلامی فقہ اکیڈمی کی جملہ مطبوعات کی پاکستان میں اشاعت وطباعت وتقسیم کے لیے آپ کے ادارے ''ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ'' کو اجازت دی جاتی ہے، اور پاکستان میں یہ حق صرف آپ کے ادارے کو حاصل رہے گا۔ تمام پرسان احوال کو میرا اسلام پہنچادیں۔

والسلام مجاہد الاسلام قاسمی

صدر اسلامی فقہ اکیڈمی

باہتمام.................................نعیم اشرف نور

ناشر.................................ادارۃ القرآن گلشن اقبال

کراچی، فون: 021-34965877

اشاعت.................................۲۰۰۹ء

ڈسٹری بیوٹرز

☆ مکتبۃ القرآن، بنوری ٹاؤن کراچی 021-34856701

مرکز القرآن اردو بازار کراچی 021-32624608

ملنے کے پتے

☆ دارالاشاعت اردو بازار کراچی 021-32631861

☆ بیت القرآن اردو بازار کراچی 021-32630744

☆ ادارۃ المعارف دارالعلوم کورنگی 021-35032020

☆ مکتبہ معارف القرآن دارالعلوم 021-35031565-6

☆ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ H-8/1 اسلام آباد

☆ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور 042-37353255

☆ بیت العلوم نابھہ روڈ پرانی انارکلی لاہور 042-37352483

☆ مکتبہ رحمانیہ لاہور 042-37334228

☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ 2668657

أشهد أن محمداً رسول الله

بسم الله الرحمن الرحيم

# فہرست مضامین

## تیسرا باب: فقہی نقطۂ نظر

### مفصل مقالات:

## مختصر مقالات

# ابتدائیہ

اللہ تعالی نے دنیا میں جو چیزیں پیدا کی ہیں، ان کو تغیر وتبدل کا محل بھی بنایا ہے، وہ مختلف تبدیلیوں کے مرحلہ سے گزرتی ہیں، یہ تبدیلیاں صورت کے اعتبار سے بھی وجود میں آتی ہیں اور اشیاء کی صفات وخصوصیات میں بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے، بلکہ علماء منطق کے نزدیک اس دنیا کے فانی ہونے کی دلیل ہی یہ ہے کہ یہاں کی ہر شئ تغیر پذیر ہے اور جو شئ تغیر پذیر ہوتی ہے وہ فانی بھی ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی مخلوق فنا کے عیب سے محفوظ نہیں، یہ صرف خالق کائنات کی شان ہے کہ اس کی ذات وصفات فنا کی خامی سے مبرا ہے۔

اشیاء میں تغیر درحقیقت انسان کے لئے بہت بڑی رحمت ہے، خود انسان کا وجود اسی تغیر کا نتیجہ ہے، انسان ایک قطرۂ ناپاک سے اتنے خوبصورت قالب (احسن تقویم) کے سانچہ میں ڈھال دیا گیا ہے، یہ تبدیلیٔ حقیقت ہی کا فیض ہے، جو دانہ اور پھل ہم کھاتے ہیں وہ بھی قدرت کی طرف سے مسلسل تغیر کے عمل کے ذریعہ وجود میں آتے ہیں، قرآن مجید نے خاص طور پر جانوروں کے دودھ کا ذکر کیا ہے، ایسی مفید، نفع بخش اور صاف ستھری غذا اسی گھاس پھونس کی بدلی ہوئی شکل ہے، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "**وان لکم فی الأنعام لعبرة، نسقیکم مما فی بطونه من بین فرث ودم لبناً خالصاً سائغاً للشاربین**" (النحل:۶۶)۔

بہت سی پاک چیزیں تغیر کی وجہ سے ناپاک ہو جاتی ہیں، انسان جو غذائیں کھاتا اور جو مشروبات پیتا ہے، وہ بنیادی طور پر پاک اور حلال ہوتی ہیں، اسی کی بدلی ہوئی شکل انسانی فضلات کی ہے، جن کے ناپاک ہونے پر اتفاق ہے، پھلوں کا رس حلال ہے، لیکن جب یہ شراب

کی صورت اختیار کرلے تو اب حرام ہے۔ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں، لیکن ایک اس کا برعکس پہلو ہے، بعض دفعہ ناپاک چیزیں مکمل طور پر تبدیل ہوجاتی ہیں، جیسے گوبر کو جلایا گیا اور اب وہ راکھ بن گیا، کوئی حرام چیز نمک کی کان میں رکھ دی گئی، اب وہ مکمل طور پر نمک بن گئی، یا شراب میں کوئی ایسا جزء ڈال دیا گیا کہ نشہ کی کیفیت ختم ہوگئی اور شراب سرکہ بن گئی، پھر کیا اس صورت میں بھی تبدیلی کی وجہ سے حکم میں تبدیلی آئے گی؟ کیا اب وہ ناپاک شی پاک اور حرام چیز حلال سمجھی جائے گی؛ اس میں فقہاء کے دو نقاط نظر پائے جاتے ہیں: ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ اس صورت میں بھی حکم بدل جائے گا، یہ حنفیہ کی رائے ہے، دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو چیز ایک دفعہ ناپاک ہوچکی وہ ہمیشہ ناپاک ہی رہے گی، اسی طرح جس چیز پر ایک دفعہ حرام ہونے کا حکم لگ چکا، اس سے ہمیشہ یہی حکم متعلق رہے گا۔

حنفیہ کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ شریعت میں حلال وحرام اور پاکی وناپاکی کے احکام اشیاء سے متعلق ہیں، جب ان اشیاء کی حقیقت بدل گئی، تو اب اس کا حکم بھی بدل جانا چاہئے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ اشیاء کی حقیقت بدلنے سے کیا مراد ہے؟ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے؛ کیونکہ دو قریبی اصطلاحات ہیں اور ان میں فرق کرنا ضروری ہے، ایک ہے اشیاء کا اختلاط اور اس کی وجہ سے کسی جز کا بہ مقابلہ دوسرے اجزاء کے مغلوب ہوجانا، اور ایک ہے کسی شی کا اپنی حقیقت کو کھودینا اور اس کا مکمل طور پر تبدیل ہوجانا، پہلی صورت میں حکم بدلتا نہیں ہے، بلکہ حلال وحرام کا اختلاط ہوجائے، تو احتیاطاً حرام کو غالب شمار کیا جاتا ہے اور حرام ہوجانے کا حکم لگایا جاتا ہے، چنانچہ فقہ کا مشہور قاعدہ ہے: ''**إذا اجتمع الحلال والحرام فغلب الحرام**''، جیسے ایک بالٹی پانی میں اگر ایک گلاس شراب ڈال دی جائے، تو گو یہ اس کا بہت ہی مغلوب جز ہوگا؛ لیکن یہ پورا پانی ناپاک سمجھا جائے گا، احکام میں تبدیلی حقیقت میں تبدیلی سے ہوتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ حقیقت میں تبدیلی سے کیا مراد ہے؟ کیمیاوی طور پر شی کے اجزاء کا بدل جانا یا اس شی کی صفات وخصوصیات کا تبدیل

ہو جانا؟

یہ ایک اہم اور دقیق موضوع ہے اور متعدد شرعی مسائل اس سے متعلق ہیں، خاص کر جلاٹین اور الکحل ایسی چیزیں ہیں، جن کا استعمال غذا اور دواء میں کثرت سے ہوتا ہے، اسی پس منظر میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے تیرہویں فقہی سمینار منعقدہ جامعہ سید احمد شہید کٹولی (یوپی) میں ایک موضوع ''انقلاب ماہیت'' کا بھی رکھا تھا، جس میں بنیادی طور پر یہ بحث کی گئی تھی کہ کس تبدیلی پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق ہوگا؟ اور اسی کے ذیل میں الکحل اور جلاٹین کے موضوعات بھی زیر بحث آئے تھے، چنانچہ اس مجموعہ میں فقہاء و ارباب افتاء کے مقالات بھی ہیں اور موضوع کے فنی پہلو پر ماہرین کی تحریریں بھی شامل ہیں، اس سلسلہ میں محبی فی اللہ جناب ڈاکٹر محمد اسلم پرویز خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے سمینار کے دوران بھی فنی لحاظ سے صورت مسئلہ کی بڑی اچھی تفہیم کی اور نقل ہونے کے بعد نظر ثانی کرتے ہوئے مزید اس کے نوک پلک سنوار دیئے، نیز دیگر مجلات کی طرح اسے بھی مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور تجاویز کو شروع میں رکھا گیا ہے، جو سمینار کا لب لباب ہے، مولانا امتیاز احمد قاسمی رفیق شعبۂ علمی نے بڑی توجہ کے ساتھ اس کی ایڈیٹنگ اور ترتیب کی خدمت انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرمائے اور اکیڈمی کی اس پیشکش کو مقبول و نافع بنائے۔

خالد سیف اللہ رحمانی

(جنرل سکریٹری)

۱۰ر شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ

۱۳ر اگست ۲۰۰۸ء

# عرض داعی

حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ ☆

مجمع الفقہ الاسلامی الہند کے تیرہویں فقہی سمینار میں آپ اصحاب علم ودانش کو خوش آمدید کہتے ہوئے میں اپنا دل ایک عجیب پُر کیف احساس سے لبریز پاتا ہوں، اس احساس میں سب سے بڑا حصہ اس ذات یکتا وبرحق تعالی شانہ کے لئے جذبات امتنان واحسان کا ہے جس نے ہم ناتواں بندوں کو اپنی شریعت کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائی، پھر آپ تمام اہل علم وفضل کے لئے تشکر کا ہے جن کی علمی وعملی معاونت سے فقہ وتحقیق کی وادی سنگلاخ کا یہ قافلہ جواں ہمتی کے ساتھ رواں دواں ہے۔

یادش بخیر کہ آج سے بارہ سال قبل جس شدید ضرورت سے بے چین ومضطرب ہوکر چند دوستوں نے اکیڈمی کی داغ بیل ڈالی تھی، اس کرم وتوفیق پر بارگاہ ایزدی میں فریضہ شکر بجالانے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں کہ اکیڈمی کا یہ پوداس عرصہ میں کتنے برگ وبار اور ثمر لاچکا ہے، آج ہم تیرہویں فقہی سمینار میں اکٹھے ہوئے ہیں، گذشتہ بارہ سمیناروں میں اقتصادی، تجارتی، طبی ومعاشرتی اور اصولی قسم کے ۳۶؍موضوعات زیر بحث لائے گئے اور ان پر آپ حضرات کے فیصلے امت کے سامنے آئے، ان فیصلوں سے بہت سارے مسائل میں امت مسلمہ کو رہنمائی ملی اور ہندوستان سے باہر بھی آپ کے فیصلوں کے حوالے دیئے گئے۔ ان سمیناروں

---

☆ بانی اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا۔

میں تقریباً ڈیڑھ ہزار مقالات پیش کئے گئے جو جدید فقہی سرمایہ میں وقیع اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کا بڑا حصہ مطبوعہ شکل میں تشنہ کامان علم وتحقیق کو سیراب کر رہا ہے۔

آج ہمارے گردوپیش کے جو حالات ہیں انہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ اس جیسی اکیڈمی اور ایسی بحث وتحقیق کی ضرورت پہلے سے دوچند ہوتی جارہی ہے، حالات میں جو تبدیلی پہلے برسوں میں آیا کرتی تھی اب وہ مہینوں نہیں دنوں بلکہ گھنٹوں کی رفتار سے آنے لگی ہے، اور ہر تبدیلی کے ساتھ مسائل ومشکلات کا ایک انبار سا آرہا ہے، ہمیں اس بات کا اطمینان ہے اور اس پر اللہ کا شکر بجالاتے ہیں کہ اکیڈمی نے نئے موضوعات ومسائل پر سوچنے، غور وتحقیق کرنے اور طویل مطالعہ وجستجو کی روشنی میں ان کے شرعی حل پیش کرنے کی فکر اور عمل رکھنے والی ایک نسل تیار کردی ہے، پڑھنے اور لکھنے کا ذوق پیدا ہوگیا ہے اور ہمارے یہ فاضل اصحاب افتاء وتحقیق اس ڈگر پر اپنا سفر جاری رکھیں گے۔

حضرات گرامی قدر! علمی تحقیق وتنقید زندگی کی علامت ہوتی ہے، اور اس سے علم وقوم کو جلا ملتی ہے، ان فقہی سمیناروں میں بھی ہم آپ بیٹھ کر علمی تحقیق کرکے مسائل معلوم کرتے ہیں، یہ اس امت کا ایک امتیازی وصف ہے، اور اس کی پوری تاریخ میں یہ تسلسل مختلف سطحوں پر جاری رہا ہے اور مستقبل میں بھی زندگی کے ساتھ اسلامی شریعت کی ہم آہنگی اسی علمی تنقیح وتحقیق سے وابستہ ہے۔

آج جس طرح کے انتہائی پیچیدہ مسائل سے ہم دوچار ہیں اور امت مسلمہ جن جدید مشکلات کے شرعی حل کے لئے علماء امت کی طرف دیکھ رہی ہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اسلامی شریعت میں ایسے اصول وہدایات اور ایسی بنیادی رہنمائیاں موجود ہیں جن سے ان مسائل ومشکلات کا حل نکالا جاسکتا ہے، ہمارے لئے یہ بھی مقام اطمینان ہے کہ اسلام کے دور اولین اور صحابہ کرام وتابعین عظام سے لے کر ائمہ مجتہدین، فقہاء ومحدثین اور اسلاف امت تک

نے نئے مسائل کے حل کے باب میں ہمارے لئے واضح نقوش راہ چھوڑے ہیں، اور ہم کو آج بھی ان راہوں پر چل کر اور ان مناہج کو اپنا کر مسائل کا حل نکالنا چاہئے۔

حضرات علماء کرام! مسائل پر غور وخوض میں سب سے پہلا مرحلہ مسائل کی تنقیح وتصویر کشی کی ہے، اس پہلو سے ہم دیکھتے ہیں کہ جو مسائل ہمارے سامنے پیش آرہے ہیں ان کی کئی قسمیں ہیں:

ایک قسم ان مسائل کی ہے جو آج کی پیداوار نہیں بلکہ قدیم ہیں لیکن وہ آج نئے نام کے ساتھ اور نئی شکل میں سامنے آئے ہیں، جیسے حرام مشروبات کی نئی اقسام، سودی کاروبار کی نئی شکلیں، ظلم واستحصال کے نئے ہتھکنڈے۔

دوسری قسم ایسے مسائل کی ہے جو پہلے سے موجود تھے لیکن ان سے شریعت کا جو مقصود تھا آج وہ پورا نہیں ہورہا ہے بلکہ اس کے برعکس عدل کی جگہ پر ظلم مرتب ہورہا ہے، جیسے اولیاء کے اختیارات، شوہروں کے ظالمانہ تصرفات، کرنسی کی قوت خرید میں گراوٹ سے پیدا ہونے والی مشکلات۔

تیسری قسم میں ایسے مسائل ہیں جو عرف اور رواج کی تبدیلی سے پیدا ہوئے ہیں، پہلے جو عرف تھا اس کے مطابق احکام دیئے گئے تھے، لیکن اب عرف بدل گیا ہے جیسے معاملات اور تجارت میں نئے نئے عرف کا عموم، نکاح سے متعلق مختلف امور میں بدلتا عرف وغیرہ۔

چوتھی قسم ان مسائل کی ہے جو اصلاً تو قدیم ہیں، لیکن ان کے وسائل اور ذرائع جدید ہیں، جیسے سفر کے جدید ذرائع اور ان سے پیدا ہونے والے مسائل، کھانے پینے کے جدید وسائل، ثبوت وتفتیش کے جدید طریقے، اعلان واشتہار کے جدید وسائل وغیرہ۔

پانچویں قسم میں ایسے مسائل آتے ہیں جو جدید نظام حکومت اور مخلوط آبادیوں میں اصولی نوعیت کے پیدا ہورہے ہیں جیسے غیر مسلم حکومت کے ماتحت بسنے والی اقلیتوں کے متنوع مسائل۔

چھٹی قسم ایسے مسائل کی ہے جو جدید ترقیات کے نتیجہ میں نئے پیدا ہوئے ہیں، قدیم اسلامی معاشرہ ان سے ناآشنا تھا جیسے میڈیکل سائنس کے میدان میں ہونے والی حیرت انگیز ترقیاں، کلوننگ، مصنوعی بارآوری، اعضاء کی پیوند کاری، انشورنس، شیئرز، بلڈ بنک، اور دودھ بنک سے آگے بڑھ کر منی بنک، تجارت کے جدید تصورات، قبضہ کی نئی شکلیں، معاہدات کے جدید طریقے، جنگ وحرب میں استعمال ہونے والے نئے آلات واسلحے، دفاع اور احتجاج کے جدید طریقے وغیرہ۔

ان مختلف قسم کے مسائل میں اسلامی حل کی جستجو وتلاش یکساں نہیں ہوگی، بلکہ ہر قسم کی نوعیت کو سامنے رکھتے ہوئے شریعت کے اصول وکلیات اور روح ومزاج کے مطابق احکام دیئے جائیں گے۔

گرامی قدر علماء کرام! آپ اچھی طرح واقف ہیں کہ شریعت پوری کی پوری عدل ومصلحت پر مبنی ہے، احکام شرع لوگوں کے مصالح کے لئے مرتب ہوئے ہیں، مشہور عالم وفقیہ علامہ شاطبی لکھتے ہیں: ''إن الأحکام شرعت لمصالح العباد'' (الموافقات ۲/ ۳۱۸)۔ علامہ ابن القیم کی یہ عبارت آپ کے پیش نظر ہوگی کہ ''فإن الشریعة مبناها وأساسها علی الحکم ومصالح العباد فی المعاش والمعاد، وهی عدل کلها ورحمة کلها ومصالح کلها، وحکمة کلها، فکل مسألة خرجت عن العدل إلی الجور وعن الرحمة إلی ضدها وعن المصلحة إلی المفسدة وعن الحکمة إلی العبث فلیست من الشریعة وإن أدخلت فیها التأویل (اعلام الموقعین ۳/ ۵)، تمام احکام شرع کا مقصود صرف پانچ مقاصد کی تکمیل ہے یعنی انسان کے دین، جان، مال، عقل اور آبرو کا تحفظ۔

آپ سے زیادہ اس بات سے بھی واقف کون ہوگا کہ احکام شرع تمام کے تمام یکساں مرتبہ ودرجہ کے نہیں ہیں، بلکہ شرعی احکام کے مراتب اور مدارج مختلف ہیں، اور ان کی رعایت

میں ذراسی کوتاہی شریعت کی روح سے بہت دور لے جاسکتی ہے، ان مدارج احکام کا تعلق حالات کے فرق اور اشخاص کے فرق سے بھی ہے اور تمام احوال کے لئے اور تمام اشخاص کے لئے ایک ہی مسئلہ میں احکام یکساں نہیں ہوسکتے۔

تیسری اہم ترین بات یہ بھی ہے کہ شریعت کا جو سرمایہ ہمارے سامنے ہے ان میں کچھ مسائل منصوص ہیں اور کچھ غیر منصوص واجتہادی، جن میں اجتہاد جاری رہے گا، نہ تو منصوص مسائل کو غیر منصوص کا درجہ دیا جاسکتا ہے اور نہ غیر منصوص کو منصوص کا، منصوص مسائل میں بھی کچھ ایسے ہیں جن کی بنیاد کسی علت یا کسی عرف پر ہے اور اس علت یا عرف کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی آسکتی ہے۔

علامہ ابن القیم نے اعلام الموقعین میں ایسی متعدد احادیث کو یکجا کیا ہے جن میں صاحب شرع علیہ الصلاۃ والسلام نے احکام کے علل اور ان میں موثر اوصاف کا ذکر فرمایا ہے، ابن القیم کے الفاظ ہیں: "وقد ذکر النبی ﷺ علل الأحکام والأوصاف المؤثرة فیها لیدل علی ارتباطها بها وتعدیها بتعدی أوصافها وعللها" آگے وہ لکھتے ہیں: "وقد کان أصحاب رسول الله ﷺ یجتهدون فی النوازل ویقیسون بعض الأحکام علی بعض ویعتبرون النظیر بنظیره" (اعلام الموقعین ۱/ ۱۵۵)۔

احکام پر عادات ورواج کی اثر اندازی سے متعلق علامہ شاطبی تحریر فرماتے ہیں:

"العوائد أیضا ضربان بالنسبة الی وقوعها فی الوجود، أحدهما العوائد العامة التی لا تختلف بحسب الأعصار والأمصار والأحوال کالأکل والشرب والفرح والحزن والذم... والثانی العوائد التی تختلف بحسب الأعصار والأمصار والأحوال کهیئات اللباس والمسکن.... وأما الثانی فلا یصح أن یقضی به علی من تقدم البتة حتی یقوم دلیل علی الموافقة من خارج فاذ ذاك

يكون قضاء على ما مضى بذلك الدليل لا بمجرى العادة" (الموافقات ۲/ ۲۸۹)۔

اور علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں: "إن في نزع الناس عن عاداتهم حرجاً عظيماً" (نشر العرف)۔

دوسری جانب ہمارے شرعی سرمایہ میں جہاں کچھ ایسے مسائل ہیں جن پر علماء امت کا اجماع ہو چکا ہے، اوران میں کوئی نئی رائے اپنانا خرق اجماع ہوگا، وہیں کچھ دوسرے مسائل ایسے بھی ہیں جن میں علماء امت میں اختلاف رہا ہے، ایک مسئلہ میں دورائیں یا متعدد آراء رہی ہیں، اور ہر رائے کے قائلین میں بڑے مجتہدین اوران کے دلائل ہیں، بلکہ متعدد مسائل ایسے ہیں جن میں دور صحابہ سے اختلاف رائے چلا آرہا ہے، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی شاہکار تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں صحابہ کرام کے اختلاف کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: "فرأى كل صحابي ما يسره الله له من عبادته وفتاواه وأقضيته فحفظها وعقلها وعرف لكل شيء وجها من قبل حفوف القرائن به فحمل بعضها على الإباحة وبعضها على النسخ لأمارات وقرائن كانت كافية عنده" آگے لکھتے ہیں: "فكثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فأجاب كل واحد حسبما حفظه أو استنبط وإن لم يجد فيما حفظه أو استنبط ما يصلح للجواب اجتهد برأيه وعرف العلة التي أدار رسول الله ﷺ عليها الحكم في منصوصاته فطرد الحكم حيثما وجدها لا يألوا جهداً في موافقة غرضه عليه الصلاة والسلام فعند ذلك وقع الاختلاف بينهم" (حجۃ اللہ البالغہ ۱/ ۱۴۱)۔

حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی نے مثالیں دے کر بتایا ہے کہ صحابہ کرام اوران کے بعد تابعین اور بعد کے فقہاء کے مابین دلائل کی بنیاد پر متعدد مسائل میں اختلافات واقع ہوئے، وہ لکھتے ہیں: "وقد كان في الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرأ البسملة ومنهم من لا يقرؤها ومنهم من يجهر بها ومنهم لا يجهر بها وكان

منهم من يقنت فی الفجر ومنهم من لا يقنت فی الفجر ومنهم من يتوضأ من الحجامة والرُعاف والقیء ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من مس الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من أكل لحم الإبل ومنهم من لا يتوضأ من ذلك (حجۃ اللہ البالغہ ۱/ ۱۵۹)۔

بلکہ علامہ ابن القیم نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ دور رسالت میں نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی صحابہ کرام نے مختلف مسائل میں حسب ضرورت اجتہاد کیا اور آپ ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا، ابن القیم کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: "وقد اجتهد الصحابة فی زمن النبی ﷺ فی كثير من الأحكام ولم يعنفهم" اس کے بعد ابن القیم نے مثالیں دی ہیں کہ غزوۂ احزاب میں صحابہ کو حضور ﷺ نے ہدایت دی کہ بنوقریظہ میں نماز عصر پڑھیں اور اس حکم کی تطبیق میں صحابہ کے درمیان اختلاف ہوا، حضرت علیؓ نے ایک بچہ پر تین اشخاص کے جھگڑے میں قرعہ اندازی سے ایک کے لئے بچہ اور بقیہ دو کے لئے پہلے شخص پر ایک ایک تہائی دیت کا فیصلہ کیا، بنوقریظہ کے مسئلہ میں حضرت سعد بن معاذ نے فیصلہ کیا، دو صحابہ کو سفر میں وضو کی ضرورت پیش آئی اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں نے نماز پڑھ لی، پھر وقت کے اندر پانی ملا تو ایک نے نماز کا اعادہ کیا اور دوسرے نے نہیں، ان تینوں معاملات میں حضور ﷺ نے تائید فرمائی اور ان کے اختلاف پر کسی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا (اعلام الموقعین ۱/ ۱۵۵)۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین عظام، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بے شمار مسائل میں اختلاف رائے ہوا، جس کے مختلف اسباب رہے، لیکن چونکہ سبھوں کے پیش نظر اتباع شریعت تھی، اور ہر صاحب رائے کسی شرعی دلیل پر ہی اپنی رائے کی بنیاد رکھتا تھا اس لئے یہ اختلاف بڑی خوش دلی سے گوارا کئے جاتے رہے، جب بھی اپنی رائے کے خلاف دوسری رائے زیادہ قوی اور کتاب وسنت سے اقرب نظر آئی، بلا کسی تامل اور تاخیر کے انہوں نے دوسری رائے قبول کر لی،

لیکن جب تک اپنی رائے ہی مدلل اور راجح محسوس ہوتی رہی اپنی رائے پر اصرار کے باوجود دوسروں کی آراء کا بھرپور احترام کیا جاتا رہا، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں: "ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض مثل ما كان أبوحنيفة وأصحابه والشافعي وغيرهم يصلون خلف أئمة المدينة من المالكية وغيرهم وإن كانوا لا يقرأون البسملة لا سراً ولا جهراً، وصلى الرشيد إماماً وقد احتجم، فقيل له: فإن كان الإمام قد خرج منه الدم ولم يتوضأ هل تصلي خلفه؟ فقال كيف لا أصلي خلف الإمام مالك وسعيد بن المسيب، وروى أن أبا يوسف ومحمد كانا يكبران في العيدين تكبير ابن عباس لأن هارون الرشيد كان يحب تكبير جده... وفي البزازية عن الإمام الثاني وهو أبويوسف أنه صلى يوم الجمعة مغتسلاً من الحمام وصلى بالناس وتفرقوا، ثم أخبر بوجود فأرة ميتة في بئر الحمام فقال: إذاً نأخذ بقول إخواننا من أهل المدينة إذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثاً" (حجۃ اللہ البالغہ ۱/ ۱۵۹)۔

حضرات گرامی! ہمارے ان مقتدی اسلاف کی پاکیزہ سیرت میں ہم خوشہ چینیاں بان علم کے لئے بڑا درس اور سبق ہے، انہوں نے اپنے عمل اور طریقہ سے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ امت کی بہت سی دشواریوں اور مشکلات کے ازالہ میں اسلاف کی ان مختلف آراء سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اگر امت کسی حرج اور تنگی میں ہے تو شریعت اس حرج کو دور کرتی ہے، "الحرج مدفوع" فقہی قاعدہ ہے، جو قرآن کریم کی اس ہدایت پر مبنی ہے کہ "وما جعل عليكم في الدين من حرج" (حج/ ۷۸)، نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ اور حضرت موسیٰ کو یہی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا تھا: "بشرا ولا تنفرا يسرا ولا تعسرا..." (صحیح بخاری: کتاب الجہاد والسیر باب نمبر: ۱۶۴)، اور اسی کی روح فوت ہوتی محسوس کر کے آپ ﷺ نے حضرت معاذ کو تنبیہ فرمائی تھی کہ "أفتان يا معاذ"۔

پس امت سے حرج کا ازالہ اور تنگی کی دوری اہل علم کی ذمہ داری رہی ہے، اور علماء دین نے ہر عصر میں اپنے عظیم و وسیع فقہی سرمایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ذمہ داری کو انجام دیا ہے۔

محترم اصحاب! جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نصوص محدود ہیں اور واقعات لامحدود ہیں تو ہم اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ روزمرہ زندگی میں ایسے واقعات اور مشکلات پیش آسکتی ہیں جن کا صریح حکم نصوص شریعت میں موجود نہ ہو، اور اسی طرح یہ بات تو بدرجہ اولی ممکن ہے کہ کسی ایک مجتہد وفقیہ یا ایک فقہی مسلک کی آراء سے تمام مسائل زندگی کا احاطہ نہ ہو رہا ہو، ہم اگر اپنے اسلاف کی تحقیقات اور ان کی آراء کا مطالعہ کریں تو ایسے مسائل ہمارے مطالعہ میں آئیں گے جن میں ایک فقہی رائے جو اگرچہ کسی وقت بہت مناسب وہم آہنگ رہی ہو لیکن حالات کی تبدیلی کے نتیجہ میں اس رائے سے امت کی مشکلات اور حرج کا ازالہ نہیں ہوتا، وہیں پر دوسری فقہی رائے ایسی موجود ہے جس سے وہ حرج دور ہو جاتا ہے، یہ صورت حال ایک فقہی مسلک کی مختلف آراء کے درمیان بھی پیش آسکتی ہے اور مختلف فقہی مسالک کے درمیان بھی۔

آپ اصحاب علم و دانش اچھی طرح واقف ہیں کہ خود ہندوستان میں محقق و بالغ نظر علماء کرام نے اپنے وقت کے پیچیدہ مسائل اور سخت مشکلات میں اختلاف آراء سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسئلہ کا حل نکالا ہے اور بسا اوقات لوگوں کو ارتداد کا شکار ہونے سے بچالیا ہے، مجدد وقت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ہندوستان اور حجاز کے معاصر علماء کے مشورہ سے مظلوم خواتین کے متعدد مسائل کا حل فقہ مالکی کی روشنی میں نکالا، جنہیں ''الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ'' میں دیکھا جاسکتا ہے، حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ اور ان کے بالغ نظر رفقاء کرام نے دارالقضاء امارت شرعیہ میں فسخ و تفریق کے متعدد مسائل میں دیگر فقہی آراء سے استفادہ کرتے ہوئے مظلوم خواتین کی جہنم زار زندگیوں کو اسلامی نظام رحمت کا خوشگوار سایہ عطا کیا۔

محترم حضرات! آج جن حالات میں ہم اور آپ سانس لے رہے ہیں، وہ مشکلات اور مسائل بھرے حالات ہیں، آج نہ صرف بہت سارے عرف اور رواج بدلتے جارہے ہیں، حالات میں تبدیلی آرہی ہے بلکہ انسانی سوچ اور تصورات میں بھی انقلاب آرہا ہے، ایسے ایسے واقعات پیش آرہے ہیں جن کا پہلے تصور بھی محال تھا، اسلام نے جن امور میں اجتماعی نظم قائم کرکے اور فرائض وحدود کی ترتیب بنا کر عادلانہ نظام پیش کیا تھا، آج ہم ان میں اجتماعی نظم سے اور ذمہ داری اٹھانے والے عناصر سے محروم ہیں، غیر اسلامی نظام حکومت کے تحت پیش آنے والے مسائل ومشکلات ان پر مستزاد، یہ صورت حال ہمارے اصحاب افتاء اور فاضل علماء کرام سے مخفی نہیں ہے، حالات کی سنگینی کا اندازہ انہیں یقیناً ہے، اور چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں فقہ اسلامی کا جو عظیم الشان اور قیمتی سرمایہ ہمارے اسلاف عظام نے تیار کیا ہے (اللہ ان کی روحوں پر رحمتیں وبرکتیں نازل فرمائے) ان کی روشنی میں انشاء اللہ یہ مسائل اور مشکلات بھی حل ہوتی رہیں گی۔

اس وقت کا سب سے عظیم مسئلہ تہذیبی یلغار ہے اور ذرائع ابلاغ کا استعمال کرکے اسلام کی شبیہ بگاڑنے کا ہے، مغربی تہذیب، بلکہ اب مشرکانہ تہذیب بھی حملہ آور اور اقدامی پوزیشن میں ہے اور مسلمانوں کو معذرت خواہانہ لہجہ اختیار کرنے پر مجبور کررہی ہے، علماء وفقہاء اسلام کے لئے یہ وقت کا سب سے بڑا چیلنج ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ ملک اور حکومتیں جو ہار چکے لیکن وحی نبوت کے ذریعہ ملنے والی ان تہذیبی اور اخلاقی اقدار کو کسی قیمت پر بھی ضائع نہیں ہونے دیں گے، حکومتوں کی ہار سے زیادہ بڑا مسئلہ تہذیبوں، اعتقادات اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کی ہار ہے۔

مسئلہ کی سنگینی اس لئے اور بڑھ جاتی ہے کہ جدید تہذیب سے خود مسلم آبادی اس طرح متاثر ہوئی ہے کہ ہم عملی زندگی میں ان تمام اقدار کو قبول کر چکے ہیں جو مغرب سے آئی ہیں یا شرک کے مراکز سے آئی ہیں، پس عمل پہلے بگڑا ہے تو پھر اعتقادات کی حفاظت بہت مشکل ہے، پس

شریعت سے گریز، اس کے احکام پر عمل درآمد سے فرار اور تہذیب حاضر کی چکا چوند کی وجہ سے جو گمبھیر مسائل پیدا ہوئے ہیں ان میں امت کی صحیح رہنمائی کرنا ہمارا فرض ہے اور جو مشکلات پیدا ہورہی ہیں شریعت کے ڈھانچہ میں رہتے ہوئے ان کو دور کرنا ہماری ذمہ داری ہے، ضرورت ہے تنقید اور تمحیص کے ذریعہ مصالح عناصر کو مضر عناصر سے چھانٹ کر کیا قابل قبول ہے اور کیا قابل رد اس کا فیصلہ کیا جائے۔

بہرحال وقت کے اس عظیم الشان چیلنج کو گہرے مطالعہ اور شعور کے ساتھ اور اس فکری طوفان کو بہت غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے جس کے لئے حضرات علماء کو متوجہ کرنا ہی اپنا بڑا فرض سمجھتا ہوں۔

اس وقت میں ملک کے مختلف حصوں سے آنے والے تمام علماء کرام اور مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں بالخصوص رئیس المحاکم القطریہ شیخ عبد الرحمٰن عبد اللہ آل محمود اور رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر عبد اللہ عبد المحسن الترکی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے رابطہ کے تحت قائم المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کے ایک بڑے ذمہ دار اور سکریٹری جنرل ڈاکٹر صالح بن زابن المرزوقی کو اس سمینار میں شرکت کے لئے بھیجا، اسی طرح ڈاکٹر محروس المدرس، ڈاکٹر نور الدین الخادمی کا شکریہ ادا کرتا ہوں، آخر میں جناب سید سلمان حسینی ندوی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس سمینار کی میزبانی قبول فرمائی، ساتھ ہی جامعہ سید احمد شہید کے تمام اساتذہ، طلبہ اور کارکنان کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے اس اجلاس کی تیاری میں اپنی بھرپور محنت صرف کی۔ سب سے آخر میں خصوصیت کے ساتھ اپنے ان رفقاء اکیڈمی کا شکر ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے سمینار کی تیاری کے لئے حسب روایت طویل محنتیں کیں، اللہ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

# خطبہ صدارت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ☆

الحمد لِلّٰه رب العالمين، والصلاة والسلام على خاتم أنبيائه الكريم محمد، وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد!

محترم حضرات! میرے لئے بڑی مسرت کی بات ہے کہ میں فقہ اکیڈمی کے اس وقیع اور اہم اجتماع میں حاضر ہوں، اور آپ سے مخاطبت کا شرف حاصل کر رہا ہوں، اسلامک فقہ اکیڈمی کے ناظم قاضی شریعت جناب مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی اور ان کے رفقاء کار ان اجتماعات کے ذریعہ جو کوشش کر رہے ہیں، وہ بہت قابل قدر ہے، ہم کو امید ہے کہ ان اجتماعات کے ذریعہ شریعت اسلامی کی وضاحت اور اس کے سلسلہ میں اٹھائے جانے والے سوالات کا جواب شریعت اسلامی کے اعلی اور محکم اصولوں کے تحت بہت اچھے طریقہ سے دیا جا سکے گا، اور اس سے شریعت اسلامی کی نصرت کا کام انجام پائے گا۔

حضرات! فقہ اکیڈمی کا یہ تیرہواں فقہی سمینار ہے جو جامعۃ الامام السید أحمد الشہیدؒ کٹولی ملیح آباد ضلع لکھنؤ میں منعقد کیا جا رہا ہے، اس میں جو مسائل زیر غور و بحث لائے جا رہے ہیں، ان کا گہرا تعلق موجودہ تمدن کے لائے ہوئے حالات سے ہے، ان حالات کے بعض پہلوؤں کے سلسلہ میں جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہنوں میں کچھ سوالات ہیں، ان میں سے بعض

☆ ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔

تو ترقی یافتہ تمدنی وسائل سے تعلق رکھتے ہیں، اور بعض نئے سماجی حالات اور مالی معاملات کے سلسلہ کے ہیں، ان سوالات کے تعلق سے پڑھے لکھے ذہنوں کو مناسب وضاحت سے واقف کرانا اور کوئی اشکال ہو تو اس کا مناسب حل بتانا ایک ضروری کام ہے۔

تمدن وعلم کی ترقی کے موجودہ عہد میں نئے ابھرنے والے سوالات کا جواب اور مشکلات کا حل پیش کرنا علوم شرعیہ میں پوری دستگاہ رکھنے والوں کا اہم فریضہ ہے، اور یہ کوئی ناممکن کام نہیں ہے، اس سلسلہ میں ہمارے سامنے فقہ اسلامی کی تدوین کے زمانہ میں تمدنی زندگی سے ابھرنے والے مسائل پر شریعت اسلامی کی تطبیق کی شاندار مثالیں موجود ہیں، تدوین فقہ اسلامی کا یہ عہد اپنے بعض پہلوؤں میں موجودہ عہد سے اس کی بعض تمدنی وسماجی تبدیلیوں میں ملتا جلتا ہے، اسلام کے عہد اول میں سیدھے سادے عربوں کو رومی اور ساسانی علم وتمدن سے آراستہ سماجی زندگی سے سابقہ پڑا تھا، اور عرب ومسلمان فضلاء نے بالکل اجنبی اور پیچیدہ مسائل اور تقاضوں کو شریعت اسلامی کا صحیح راستہ دکھایا اور اس پر چلایا، اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا سماج محدود اور بدوی سماج کے دائرہ سے نکل کر ترقی یافتہ بلکہ نہایت ترقی یافتہ سماج کی شکل میں ابھرا جس میں مالی نظام کے سارے تقاضوں کا حل تھا، اور انتظامی نظام کے لئے بھی یا اس کی ضرورت کے مطابق شریعت اسلامی کی پوری ہدایات حاصل ہوتی تھیں، اس عظیم عہد کے بعد سے موجودہ عہد تک ہمارے علماء عظام واسلاف کرام کی رہنمائی ہماری ضرورت کو پورا کرتی رہی ہے۔ اب عہد حاضر کے چند تمدنی وسماجی حالات نے کچھ نئے سوالات پیدا کئے ہیں، ان کے لئے ہمارے عہد کے علماء ومفکرین کو شریعت اسلامی کی روشنی میں مناسب جواب دینا ہے۔ ان میں ایک تو آلات ربط اور انٹرنیٹ کا استعمال ہے، ان کو دینی ومذہبی مقاصد میں کس حد تک استعمال کیا جا سکتا ہے؟ اور بیع وشراء اور عقود ومعاملات وشہادت کے سلسلہ میں ان سے استفادہ کس حد تک صحیح قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور اس سلسلہ میں فقہی لحاظ سے جو شرائط رکھے گئے ہیں وہ کس حد تک پورے ہوتے یا

ہوسکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ اب ترقی یافتہ تمدن اور وسائل ربط وتعلق انسانوں کی عام زندگی میں داخل ہوچکے ہیں، اوران سے اس طرح فائدہ اٹھایا جانے لگا ہے جس طرح آپس میں براہ راست رابطہ قائم ہونے کی صورت میں ہوتا ہے تو ایسی صورت میں شریعت اسلامی کی روشنی میں عقود ومعاملات کوان کے ذریعہ کس حد تک عمل میں لایا جاسکتا ہے، جبکہ دیگر تمام پڑھے لکھے حضرات اپنے تمام دیگر ذمہ دارانہ معاملات میں ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قدیم عہد میں مادہ کے عناصر بہت کم تھے، اوران کی تحتی خصوصیات بھی محدود تعداد میں تھیں، موجودہ ترقی یافتہ دور کی تحقیق وجستجو سے ان دونوں کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا ہے، نیز ان کی تحلیل وتجزیہ کے عمل نے بھی بڑی ترقی کی ہے، اس ضمن میں قلب ماہیت کی بھی مختلف صورتیں سامنے آئی ہیں، گندی اورنجس اشیاء کی تحلیل وتنقیح کا عمل بھی خاصا ہونے لگا ہے، اورموجودہ زندگی کی مختلف ضرورتوں میں اس کا رواج ہوتا چلا جارہا ہے، لہذا فقہ اسلامی کواس کے مختلف پہلوؤں اورشکلوں پرنظرڈال کرشریعت اسلامی کی رہنمائی حاصل کرنا ہے۔

زکاۃ سے حاصل ہونے والی رقوم کے مصارف متعین طریقہ سے بتائے گئے ہیں جن پرعمل کیا جاتا ہے، لیکن موجودہ عہد اپنے سابقہ عہد سے بایں طورمختلف ہے کہ قدیم عہد میں جہاں مسلمانوں کی معتد بہ تعداد ہوتی تھی وہاں حکومت مسلمانوں کی ہی ہوتی تھی، وہ حکومت غریبوں کی غربت دورکرنے کی بڑی حد تک ذمہ دار ہوتی تھی، اس طریقہ سے اموال زکوۃ صرف ان لوگوں میں تقسیم ہوتے تھے جوحکومت وقت کی عنایات سے مستفید نہ ہوسکتے تھے، لیکن اب یہ فرق ہوا ہے کہ جہاں مسلمانوں کی حکومتیں نہیں ہیں وہاں بھی مسلمان خاصی تعداد میں ہیں، ان کے تمام دینی وسماجی معاملات خود مسلمانوں کوحل کرنا ہوتا ہے، ایسے ملکوں یا علاقوں میں ان کوصرف عوامی تعاون سے کام چلانا پڑتا ہے، ایسے علاقوں میں عموماً زکاۃ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے، لیکن اس کے مصارف متعین ہیں، ان کی پابندی کے ساتھ کیا بعض ایسی شکلیں ہوسکتی ہیں جن میں زکوۃ کے

اموال سے عوام مسلمانوں کے معیار کو بہتر بنانے اور ان کے لئے مال زکوۃ سے استفادہ کی نئی شکلیں اختیار کرنے کے مواقع نکالے جاسکتے ہیں، نئے تمدنی نظام میں وہ کون سے مواقع ہو سکتے ہیں جن کو اختیار کر کے اموال زکوۃ سے مزید فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اور مسلمان عوام کو مزید مالی سہارا دیا جاسکتا ہے؟ غور وتحقیق سے ایسی شکلیں معلوم کی جاسکتی ہیں جو شریعت اسلامی کی تعلیمات سے ٹکراتی نہ ہوں اور مفید اور قابل عمل ہوں۔

فقہ اسلامی کے اس سمینار میں جبری شادی کی مختلف صورتیں بھی جو ملک اور بیرون ملک میں پیش آرہی ہیں زیر غور لائی جائیں گی، شادیوں میں لڑکے اور لڑکی کا راضی اور متفق ہونا اہم جزء ہے، اسی کے ساتھ ساتھ لڑکے ولڑکی کا خام تجربہ، زندگی اور اشیاء پر نظر کا غیر پختہ ہونا بھی عموماً اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ ماں باپ کو اللہ تعالی نے بچوں کے سرپرست وخیر طلب ہونے کے باعث رہنمائی اور توجہ دہانی کا جو حق دیا ہے اس کو عمل میں لایا جائے، اور یہ ضرورت مخلوط ماحول میں جیسا کہ یورپ میں یا اس کی نقل کرنے والے مشرقی ممالک میں ہے زیادہ بڑھ جاتی ہے، اور بعض وقت اسلام وایمان پر باقی رہنے اور اس سے محروم ہوجانے کا مسئلہ سامنے آجاتا ہے، ایسی صورت میں جبر کی حد کیا ہونا چاہئے؟ یا ماں باپ کو کیا حکمت اختیار کرنا چاہئے؟ اس بات کو مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے کر طے کرنا ہوگا کہ زوجین کی زندگی کی خوش دلی اور راحت کا بھی انتظام ہو، اور ان کے دینی واخلاقی کردار ومقام کو بھی نقصان نہ پہنچے، یہ معاملہ بہت غور وفکر کا ہے، اسے بہت سوچ سمجھ کر حل کرنا ہوگا۔

حضرات! شریعت اسلامی کی پیروی کا مسئلہ ہمارے دین وایمان کا بنیادی مسئلہ ہے، اس کو ہماری تمدنی وثقافتی وانتظامی ضرورتوں سے ہم آہنگ بنانے کا کام وحی الٰہی کے ذریعہ حاصل شدہ ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے نہیں کیا جاسکتا، وحی الٰہی اور سنت نبوی کے ذریعہ حاصل شدہ ہدایات میں اگر کوئی ہدایت ہماری محدود سمجھ کے دائرہ میں کسی وقت نہ آتی ہو تو بھی اس سے انکار یا

اس کو بدلنے کی کوشش ہمارے ایمانی فریضہ کے خلاف ہوگا۔ حریت فکر وعمل کے جو نظریات یورپ نے ہم کو دیئے ہیں، اور زندگی کے جن معاملات کو زندگی کی لازمی ضرورتوں میں قرار دیا ہے، اور مساوات کا جو تصور ہمارے سامنے پیش کیا ہے ہم کو ان کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ وہ انسان کی عمومی ضرورت نیز دین کے متعینہ پیمانوں سے کہاں تک ہم آہنگ ہیں، ہم کو آنکھ بند کر کے ان کی صدائے بازگشت نہیں بننا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہم کو اپنی نئی ضرورتوں کے مناسب حل معلوم کرنا ہے، اور ان کے سلسلہ میں ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا قابل اطمینان جواب بھی پیش کرنا ہے، اس کام کو ہمارے موقر علماء شریعت سے اپنی گہری واقفیت کی مدد سے انشاء اللہ بخوبی انجام دے سکتے ہیں، امید ہے کہ ہمارا یہ سمینار مفید کام انجام دے سکے گا۔

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين ۔

پہلا باب

# تمہیدی امور

# سوالنامہ

حق تعالیٰ نے اس کائنات میں بے شمار چیزیں پیدا فرمائی ہیں جن کو ہم مختلف شکلوں میں اپنی ضروریات میں استعمال کرتے ہیں، خواہ یہ استعمال غذا کے طور پر ہو یا دوا کے طور پر، نباتات، جمادات، حیوانات وغیرہ، یہ استعمال کبھی اشیاء کو ان کی اپنی شکل پر باقی رکھتے ہوئے، اور خالص انہیں اشیاء کا ہوتا ہے اور کبھی ان کو دوسری چیزوں کے ساتھ ملا دیتے ہیں، اس طرح کہ ظاہری طور پر ان کا کوئی اثر نہیں دکھائی دیتا، اور کبھی تنہا ہونے میں بھی جلا کر یا کسی دوسری طرح، شکل وصورت بلکہ صفت بھی بدل جاتی ہے، اس ردوبدل کو کم از کم بعض صورتوں میں ماہیت کا بدلنا (انقلاب ماہیت، تحول عین اور استحالہ وغیرہ) کہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اہم سوال ان اشیاء کا ہے جن کے استعمال کو شریعت نے ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے، اور ظاہر ہے کہ عام حالات میں اس طرح کی اشیاء کا بعینہ استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں ہوگا، دوسری صورت یہ ہے کہ ان اشیاء کے ساتھ کوئی اور چیز جو حلال وطیب ہے ملادی جائے اور اس ملاوٹ کی وجہ سے اس شئ کی ہیئت اور خاصیت بدل جائے، یا کوئی اور شئ ملائی تو نہ جائے لیکن کسی خاص طبعی یا ماحولیاتی کیفیت کی وجہ سے اس میں خود بخود تغیر پیدا ہو جائے، اس تغیر کے نتیجہ میں اس شئ کی ہیئت، کیفیت اور خاصیت بدل جائے تو ایسی اشیاء کی حرمت اور نجاست حسب سابق قائم رہے گی یا اس تبدیلی کی وجہ سے حکم میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔

قدیم فقہی ذخیرہ میں اس بابت نمک کی کان میں ملنے والی اشیاء کا نمک بننا، کنویں وغیرہ کی تہہ میں کسی شئ کا مل کر وہی صورت اختیار کر لینا، شراب کا سرکہ بننا، یا سرکہ کا شراب بننا، یا

شیرۂ انگور کا شراب بننا، یا نطفہ کا علقہ اور علقہ کا مضغہ بننا، اس قسم کی اشیاء کا تذکرہ ملتا ہے۔

اور آج تو بہت سی چیزیں ایسی مل جائیں گی، جن میں اس قسم کا ردوبدل ہوتا ہے یا محسوس کیا جاتا ہے، اس کی وجہ سے کھانے پینے اور دیگر استعمال کی چیزوں کے بارے میں سوالات ہوتے رہتے ہیں، لہذا اہم کو درج ذیل سوالات پر غور کرکے کسی واضح نتیجے تک پہنچنا ہے:

۱- کسی بھی شئ کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئ کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگر چہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات ہوئے ہوں؟

۲- انقلاب ماہیت (یا استحالۂ عین وتحول عین) کا کیا مطلب ہے اور اس کے لئے کسی شئ کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، مثلاً شئ کے تین ضروری لوازم، رنگ، شکل اور صفت (بووغیرہ) ان میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے، یا بعض کا کافی ہے؟

۳- اگر شئ میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، جن اشیاء سے مل کر یہ شئ بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس شئ میں برقرار نہ رہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئی پیدا ہونے والی شئ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، کیا ہر دو صورتوں کا ایک ہی حکم ہوگا یا کچھ سابق خصوصیات وکیفیات کے برقرار رہنے کی وجہ سے باوجود بنیادی عناصر میں تغیر کے ہم اسے تبدیلئ ماہیئت نہیں قرار دے سکتے؟

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت کیا مختلف نجس اشیاء کے درمیان بھی کوئی فرق ہوگا، یا اس حکم میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں؟

۵- قلب ماہیت کے اسباب کیا ہیں یا کیا ہو سکتے ہیں، مثلاً جلانا، دھوپ دکھانا، کسی شئ

کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا، اس طرح کے اور کیا امور ہیں جو اس باب میں مؤثر ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں؟

۶-فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے، ایک شئ سے دوسری، دوسری سے تیسری، سلسلہ وار نکالنا، جیسے خوشبو دار پتیوں اور پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنا اور نکالنا، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا، مختلف قسم کی شرابوں سے ان کے جوہری جزء کو نکالنا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئ کے اجزاء کو علاحدہ کردینا، اس کی کیفیت اور خاصیت کو بدل ڈالنا کیا یہ عمل قلب ماہیت کے تحت آئے گا؟

۷-دوائیں، جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال، ان میں شئ کا خلط واختلاط کیا حکم رکھتا ہے، جب کہ اس کے نتیجے میں مجموعی شکل وتاثیر ضرور بدلتی ہے، لیکن ہر جزء اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ مطلوب ہوتا ہے، اور اس کے مطابق دوا مؤثر ہوا کرتی ہے، فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں ''استہلاکِ عین'' کہتے ہیں، تو کیا یہ استہلاک قلب ماہیت ہے؟ آج کل انگریزی دواؤں میں بکثرت الکحل کا استعمال ہے جو شراب کا جوہر ہے جس سے کسی شئ میں اسکار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

۸-صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں، یہ چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے، اور مردار خنزیر بھی ہوسکتا ہے، تو چربی وغیرہ کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن یا اس طرح کی کوئی اور استعمالی شئ تیار کرنا، یہ قلب ماہیت ہے یا نہیں؟ مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں ایسی چربی ملائی جاتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، یہ ہڈیاں مردار وخنزیر یا کسی کی بھی ہوسکتی ہیں، اس پر بھی غور کرنا ہے۔

۹-مذبوح جانوروں کے خون کو مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے،

اسی طرح دوسرے اجزاء کا معاملہ بھی ہوسکتا ہے یا ہوتا ہے۔

۱۰- جلاٹین کا معاملہ آج کل بہت عام ہے، اور اس کے بارے میں بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوال ہوتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ جلاٹین عام طور پر چمڑہ اور ہڈی ہوتا ہے جس کی شکل وصورت بدل جاتی ہے، یہ چمڑہ اور ہڈی کسی بھی جانور کا ہوسکتا ہے (بشمول خنزیر) اور مردار وذبیحہ کا بھی امتیاز نہیں، اور ہوتا یہ ہے کہ چمڑے پر ابتدائی مرحلے میں دباغت کا عمل جاری کیا جاتا ہے، اس کو چونے وغیرہ میں ڈال کر پکاتے اور دھوتے وصاف کرتے ہیں حتی کہ بال ختم ہوجاتے ہیں اور کھال سے چپکی ہوئی نجس رطوبات بھی، اور اس مرحلے سے نکال کر بجائے اس کے کہ چمڑے کو سکھائیں اور اس سے کوئی دوسرا کام لیں، بعض ادویہ کے واسطے سے اس کو گلانے کی تدبیر کرتے ہیں اور پھر اس سے گوند یا اس جیسی بعض اشیاء تیار کرتے ہیں یا کھانے کی چیزیں بناتے ہیں یا اس میں ملاتے ہیں، خاص طور سے اعلیٰ قسم کے بسکٹ اور ٹافیاں اور آئس کریم میں اس کو ملا کر لذت کو بڑھاتے بھی ہیں اور ان میں جماؤ پیدا کرنے کی سعی بھی کرتے ہیں۔

جلاٹین کا کیا حکم ہے؟ کیا مذکورہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی؟

اکیڈمی کے فیصلے

# احکام شرعیہ میں تبدیلی حقیقت کے اثرات

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بنیادی مقصد موجودہ عہد میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حکم واضح کرنا ہے، اس کے لئے اکیڈمی اجتماعی غور وفکر کے ذریعہ فیصلہ کرتی ہے، چنانچہ ۱۳-۱۶/اپریل ۲۰۰۱ء کو اس کا تیرہواں فقہی سمینار ہندوستان کے علمی وتاریخی شہر لکھنؤ کی دینی درسگاہ جامعہ سید احمد شہید ملیح آباد میں منعقد ہوا، اس سمینار میں پورے ملک سے تقریباً دوسو علماء، ارباب افتاء، ڈاکٹرس اور فارماسسٹ شریک ہوئے، جس میں کشمیر سے لے کیرالہ تک اور مشرقی ہندوستان سے لے کر وسطی ہندوستان تک ہر علاقہ کے مندوب موجود تھے، ہندوستان کے علاوہ کویت، سعودی عرب، قطر، عراق، بنگلہ دیش اور نیپال سے بھی اصحاب نظر علماء نے شرکت فرمائی۔ اس پس منظر میں جو قراردادیں منظور ہوئیں وہ اس طرح ہیں:

۱- شریعت میں جن اشیاء کو حرام یا ناپاک قرار دیا گیا ہے، ان کی حرمت ونجاست اس شیٔ کی ذات سے متعلق ہے، اگر کسی انسانی فعل، کیمیائی یا غیر کیمیائی تدبیر یا کسی انسانی فعل کے بغیر طبعی اور ماحولیاتی اثر کے تحت اس شیٔ کی اصل حقیقت اور ماہیت تبدیل ہوگئی تو اس شیٔ کا سابق حکم باقی نہیں رہے گا، اس میں نجس العین اور غیر نجس العین کا کوئی فرق نہیں۔

۲- تبدیلی ماہیت سے مراد یہ ہے کہ اس شیٔ کے وہ خصوصی اوصاف بدل جائیں جن سے اس شیٔ کی شناخت متعلق ہے، دوسرے غیر مؤثر اوصاف جو اس شیٔ کی حقیقت میں

داخل نہیں، کا اس شئ میں باقی رہ جانا تبدیلی ماہیت میں مانع نہیں۔

۳- اگر حلال و پاک اشیاء میں حرام و ناپاک شئ کا صرف اختلاط ہو، اصل حقیقت تبدیل نہ ہوتو وہ حرام اور ناپاک ہی باقی رہے گی۔

۴- یہ سمینار محسوس کرتا ہے کہ الکحل اور جیلاٹن وغیرہ میں قلب ماہیت کے متحقق ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے پہلے ماہرین کیمیا سے مناسب معلومات حاصل کرنا ضروری ہے، اس لئے یہ سمینار اسلامک فقہ اکیڈمی کے ذمہ داروں سے خواہش کرتا ہے کہ اس موضوع پر فیصلہ کو کسی قریبی آئندہ سمینار تک کے لئے ملتوی رکھا جائے، اور پہلے اس سلسلہ میں ماہرین سے ضروری معلومات حاصل کی جائیں اور ان سے علماء وارباب افتاء کو آگاہ کیا جائے تاکہ ان کو رائے قائم کرنے میں سہولت ہو۔

۵- سمینار مسلمان میڈکل سائنس دانوں اور خاص کر عالم اسلام کے ارباب حل وعقد سے خواہش کرتا ہے کہ وہ طبی اغراض کے لئے دواؤں میں استعمال ہونے والے حرام وناپاک اجزاء کا متبادل نباتات، جمادات اور حلال مذبوح حیوانات سے دریافت کریں تاکہ حرام ومشتبہ دواؤں سے اجتناب ممکن ہو سکے کہ بحیثیت مسلمان یہ ان کا نہایت اہم مذہبی اور دینی فریضہ ہے۔

## اکیڈمی کے فیصلے

# جلاٹین

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بنیادی مقصد موجودہ عہد میں پیدا ہونے والے نئے مسائل کا شرعی حکم واضح کرنا ہے، اس کے لئے اکیڈمی اجتماعی غور وفکر کے ذریعہ فیصلہ کرتی ہے، چنانچہ ۲۰- ۲۲ رجون ۲۰۰۴ء کو اس کا چودھواں فقہی سمینار ہندوستان کے علمی وتاریخی شہر حیدرآباد کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم سبیل السلام میں منعقد ہوا، اس سمینار میں پورے ملک سے تقریباً ڈھائی سو علماء، ارباب افتاء، میڈیکل سائنس اور فارما وادویہ سازی کے ماہرین شریک ہوئے، جس میں کشمیر سے لے کیرالہ تک اور مشرقی ہندوستان سے لے کر وسطی ہندوستان تک ہر علاقہ کے مندوب موجود تھے، ہندوستان کے علاوہ کویت، سعودی عرب، ایران اور نیپال سے بھی اصحاب نظر علماء نے شرکت فرمائی۔ اس پس منظر میں جو قراردادیں منظور ہوئیں وہ اس طرح ہیں:

۱- جلاٹین ایک نامیاتی (Organic) مرکب ہے، جو ایک قسم کا پروٹین ہے۔ یہ جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں موجود ایک دیگر قسم کے پروٹین کولاجن (Collagen) سے کیمیائی تبدیلیوں کے بعد بنایا جاتا ہے۔ جو کیمیائی اور طبعی طور سے کولاجن سے یکسر مختلف ایک نئی قسم کے پروٹین کی شکل اختیار کرلیتا ہے، اور اپنی رنگت، بو، ذائقہ اور خصوصیات میں بھی کولاجن سے جدا ہوتا ہے۔

۲- شریعت نے جن اشیاء کو حرام قرار دیا ہے اگر ان کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہوجائے تو ان کا سابق حکم باقی نہیں رہتا ہے۔ کسی شئی کے وہ خصوصی اور بنیادی اوصاف جن سے اس شئی کی شناخت ہوتی ہے، وہی اس شئی کی حقیقت وماہیت ہیں۔ اکیڈمی کے سامنے فنی ماہرین

کے ذریعہ جو تحقیق سامنے آئی ہے، اس کے مطابق جلاٹین میں ان جانوروں کی کھالوں اور ہڈیوں کی حقیقت باقی نہیں رہتی ہے جن کے کولاجن سے جلاٹین بنایا جاتا ہے۔ بلکہ وہ ایک نئی حقیقت کے ساتھ نئی چیز ہوجاتی ہے۔ اس لئے اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔ ماہرین کی رائے میں اختلاف کے پیش نظر شرکاء سمینار میں سے مولانا بدرالحسن قاسمی نے حرام جانوروں کے اجزائے جسم سے حاصل شدہ جلاٹین کے استعمال سے گریز کرنے کو ترجیح دی۔

۳-فقہاء کے اختلاف اور غذائی اشیاء کی اہمیت ونزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے سمینار مسلمان صنعت کاروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ حلال جانور اور اس کے حلال اور پاک اجزاء سے جلاٹین تیار کریں، تاکہ اس کے حلال و پاک ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

## الکحل

۱- الکحل ایک کیمیائی مادہ ہے، جو مختلف پھلوں اور اناج کے نشاستہ (Carbohydrate) یا شکر سے بنایا جاتا ہے، اس کی بہت ساری قسمیں ہیں جن میں صرف ایک قسم نشہ آور ہے۔

۲-بعض دواؤں میں ایتھائیل الکحل (Ethyl Alcohol) کا استعمال ہوتا ہے، یہ الکحل نشہ آور ہے، اور دوا میں شامل ہونے کے بعد بھی اس کی حقیقت نہیں بدلتی لیکن علاج ومعالجہ کے باب میں شریعت نے جو سہولت روا رکھی ہے اس کے تحت مجبوراً الکحل آمیز ادویہ کا استعمال درست ہے۔

۳-عطریات میں جو الکحل استعمال ہوتا ہے، فنی ماہرین کی تحقیق واطلاع کے مطابق وہ نشہ آور نہیں ہے۔ اس لئے یہ ناپاک نہیں ہے۔

عرض مسئلہ:

# نجاست اور طہارت کا اسلامی فلسفہ
# انقلاب ماہیت کے تناظر میں

ڈاکٹر مفتی محمد فہیم اختر ندوی ☆

## تمہید

نجاست اور طہارت کا فلسفہ اسلام کے بنیادی تصورات سے تعلق رکھتا ہے، انسان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں بالخصوص انسانی غذاؤں کے ساتھ اس کا گہرا ربط ہے، اسلام نے طہارت کو نصف ایمان بتایا: "الطهور شطر الإيمان" (طہارت جزء ایمان ہے)، اس نے حلال وطیب غذا کو استعمال میں لانے اور حرام وخبیث اشیاء سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے، قرآن وحدیث کی ہدایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیزیں طیب اور پاکیزہ ہیں انہیں حلال قرار دیا گیا ہے، اور جو چیزیں خبیث وگندی ہیں انہیں حرام بتایا گیا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں کہا گیا: "ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث" (سورۂ اعراف: ۱۵۷)، اہل ایمان کو طیب غذا استعمال کرنے کا حکم دیتے ہوئے قرآن کہتا ہے: " يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم " (سورۃ البقرہ: ۱۷۲)، یہی حکم انبیاء ومرسلین کو بھی دیا گیا تھا، قرآن میں اسی کا تذکرہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إن الله طيب

☆ لکچرار مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد۔

**لا يقبل إلا طيباً وإن الله تعالىٰ أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال تعالى: "يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا إني بما تعملون عليم" وقال تعالى: "يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم" ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء يا رب يا رب ومطعمه حرام و مشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فأنى يستجاب لذلك"** (مسلم: کتاب الزکاۃ)،

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"إن أول ما ينتن من الإنسان بطنه فمن استطاع أن لا يأكل إلا طيبا فليفعل"** (بخاری: کتاب الأحکام)۔

انسان جن اشیاء کو اپنی غذاء میں استعمال کرتا ہے انہیں کبھی تو ان کی اصل حالت وشکل میں استعمال کرتا ہے، جیسے مختلف اقسام کے پھل وغیرہ، اور کبھی انہیں اپنے ذوق کے مطابق مختلف تبدیلیوں سے گزارتا ہے، جیسے پھلوں سے مشروبات کی تیاری، غلہ جات اور اجناس سے انواع واقسام کے کھانے، یہ تبدیلی بھی مختلف قسم کی ہوتی ہے، کبھی ایک چیز میں کئی چیزیں ملائی جاتی ہیں، کبھی ایک ہی چیز کو دوسری شکل میں بدل دیا جاتا ہے اور کبھی ایک شئ کے مختلف اجزاء علاحدہ کئے جاتے ہیں اور پھر انہیں حسب خواہش شکل دی جاتی ہے، ان غذائی اشیاء میں کبھی انسانی عمل دخل کے بغیر ماحولیاتی عوامل کے نتیجہ میں تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے، اشیاء کی شکلیں جوں جوں بدلتی ہیں ان کے اوصاف اور اثرات بھی بدلتے رہتے ہیں۔

دوسری طرف موجودہ دور کی جدید ترقیات اور تبدیلیوں کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کچھ تو انسان کی بڑھتی ضروریات کے پیش نظر اور کچھ اسلامی تصورات سے کنارہ کشی کے نتیجہ میں بہت ساری ایسی غذائی اور استعمالی اشیاء تیار کی جانے لگی ہیں جن میں مختلف انداز سے یا مختلف تبدیلیوں سے گزار کر حرام ونجس چیزوں کی آمیزش کی جاتی ہے اور ایسے سامانوں کی ایک طویل فہرست ہے، جو نہ صرف بازاروں میں علی العموم فروخت ہوتے ہیں بلکہ مسلم گھرانوں میں ان کا

استعمال عام ہے۔

ذیل کی سطروں میں ہم جاننے کی کوشش کریں گے کہ ایسی حرام اشیاء اور نجس عناصر کون کون سے ہیں، غذاؤں، دواؤں اور گھریلو استعمال کے دوسرے سامانوں میں ان کی آمیزش کس طرح کی جاتی ہے اور ایسے سامانوں کو تیاری کے دوران کن کن مراحل سے گزارا جاتا ہے، پھر چونکہ ایسی اشیاء کے بارے میں انقلاب ماہیت کا اصولی سوال زیر بحث آتا ہے، اور اسی سوال کے جواب پر ان اشیاء میں حکم شرعی کی تعین کا مدار ہے، اس لئے انقلاب ماہیت کی حقیقت اور احکام کی تبدیلی میں اس کے اثرات کے بارے میں ائمہ مجتہدین وعلماء متقدمین کی آراء پر نظر ڈالی جائے گی، پھر معاصر فقہاء کرام واصحاب افتاء کی آراء اور ان کے دلائل کا ذکر کیا جائے گا۔

## غذائی واستعمالی سامانوں میں نجس اشیاء کی ملاوٹ

اس وقت سب سے زیادہ جس چیز کا استعمال غذائی واستعمالی سامانوں اور دواؤں میں کیا جارہا ہے وہ الکحل اور جلاٹین ہیں، الکحل اور جلاٹین دونوں کے عناصر ترکیبی میں نجس اشیاء شامل ہوتی ہیں، ان کے علاوہ بعض سامانوں میں خنزیر اور مردار جانوروں کی چربیاں ملائی جاتی ہیں، بعض دواؤں میں خون کا استعمال ہوتا ہے، پینے کے پانی کی قلت دور کرنے کے لئے گندے اور فضلات آمیز پانی کو کیمیاوی طریقہ پر صاف کر کے پینے اور دوسرے استعمالات کے قابل بنایا جاتا ہے، جانوروں کی غذا کے طور پر جانوروں وغیرہ کے فضلات اور آلائشوں کی آمیزش سے مصنوعی غذا بنائی جاتی ہے، ذیل میں ان اشیاء میں سے ہر ایک کی تفصیل پیش ہے:

### جلاٹین

جلاٹین: (Gelatin) کی حقیقت اور اس کے عناصر پر روشنی ڈالتے ہوئے انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کہتا ہے: ”جلاٹین حیوانی پروٹینی مادہ ہے جس کے اندر جیلی (یعنی گاڑھا لیس

دار مادہ) بنانے کی خصوصیت ہوتی ہے، یہ کولاجین (Collagen) سے حاصل کیا جاتا ہے، کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پروٹین ہوتا ہے، جسے جانوروں کی موٹی کھال، پتلی کھال، ہڈیوں، خلیوں اور نسچوں کو الکلی (Alkali) یا تیزاب (Acid) میں کافی وقت تک بھگونے اور پھر اس کو ابالنے کے بعد حاصل کیا جاتا ہے، یہ بآسانی ہضم ہونے والی خالصۃً پروٹینی غذا ہے، دانوں کی شکل میں جلاٹین بے بو اور تقریباً ذائقہ ہوتی ہے، جلاٹین باریک سفوف کی شکل میں شکر، رنگ، ایسڈ اور خوشبو کے ساتھ بھی بازار میں ملتی ہے، جب اس کو خشک حالت میں کمرے کے درجۂ حرارت پر کسی ہوا بند ڈبہ میں رکھا جائے تو عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہے''۔

جلاٹین کے بارے میں انٹرنیٹ سے حاصل کی گئی معلومات یہ بتاتی ہیں کہ جلاٹین ایک قسم کا پروٹین ہے جو کہ جزوی ہائڈرولسس (ایک کیمیائی عمل جس میں پانی میں بھگو کر اشیاء کو نرم کیا جاتا ہے اور ان کو گلایا یا حل کیا جاتا ہے) کے ذریعہ جانوروں کی ہڈیاں اور کھال میں موجود کولوجین سے حاصل کیا جاتا ہے۔

جلاٹین کی تیاری کے لئے جدید تکنیک اور معیاری ضابطوں کا خیال رکھا جاتا ہے جس کے باعث اعلیٰ قسم کا خالص جلاٹین حاصل ہوتا ہے۔

اس کی تیاری کیلئے سب سے پہلے بہت اچھی طرح گائے بھینسوں کی ہڈیوں سے چکنائی دور کی جاتی ہے، گوشت کے نرم ریشے اور چکنائی وغیرہ صاف کئے جاتے ہیں، اس کے بعد کئی دنوں تک انہیں ہائڈروکلورک ایسڈ میں بھگو کر رکھا جاتا ہے، اس کے بعد ان میں سے ایسڈ صاف کیا جاتا ہے اور پھر کولاجن حاصل کیا جاتا ہے، گائے بھینسوں کی کھالوں کو الکلی (چونے کے پانی) سے ٹریٹ کیا جاتا ہے اور انہیں ہفتوں اس میں بھگو کر رکھا جاتا ہے اس کے بعد گرم پانی کی مدد سے جلاٹین حاصل کرتے ہیں، جلاٹین کے محلول کو چھان کر، گاڑھا کر کے اور تقریباً 4% ڈگری پر اس کو گرم کر کے (جراثیم مارنے کے لئے) اس کو خشک کرلیا جاتا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کی تعریف اور دیگر ماہرین کی تحقیقات پر غور کرنے سے جلاٹین کے بارے میں مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱-جلاٹین کوئی قدرتی مادہ نہیں ہے۔

۲-یہ جانوروں کے کولاجین سے حاصل ہوتا ہے۔

۳-کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پورٹین ہوتا ہے، اسی طرح خنزیر کے یخ بستہ گوشت کی اوپری پرت سے حاصل کیا جاتا ہے۔

۴-کولاجین کو مختلف کیمیائی مراحل سے گزارا جاتا ہے، جس کے بعد وہ ایک لیس دار مادہ ہو جاتا ہے۔

۵-ان مراحل میں ہڈیوں اور کھالوں کو صاف کرنے کے بعد پہلے ایک لمبے وقت تک تیزاب میں رکھتے ہیں، پھر گرم پانی میں ابالتے ہیں، پھر ٹھنڈا کر کے خشک کرتے ہیں، اور جب نمی اڑ جاتی ہے تب انہیں پیس کر جلاٹین بنا لیتے ہیں۔

۶- جلاٹین کی طبیعاتی خصوصیات براہِ راست جانوروں کے کولاجین اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیائی مادوں وغیرہ سے متعلق ہو جاتی ہیں۔

۷-جلاٹین غیر زہریلا ہوتا ہے اور جسمانی رطوبتوں میں جسم کے درجۂ حرارت میں بآسانی تحلیل ہو جاتا ہے۔

ان امور کا خلاصہ یہ ہے کہ جلاٹین کے بنیادی عنصر میں خنزیر یا مردار جانور کی کھال، ہڈی اور نسچوں کے اجزاء ہوتے ہیں، اور انہی کیمیائی طور پر صفائی و تبدیلی کے مراحل سے گزار کر نئے نام اور نئے اوصاف کا حامل ایک مادہ بنا دیا جاتا ہے، انٹرنیٹ کی معلومات میں جلاٹین کے عناصر کی نشاندہی یوں کی گئی:

## خام مال

گائے، بھینسوں کی ہڈیاں ۳۱ فیصد

خنزیر کی کھال ۴۲ فیصد

گائے، بھینسوں کی کھال ۲۷ فیصد

جلاٹین کا استعمال کہاں کہاں ہوتا ہے، اس کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کہتا ہے: ''جلاٹین کا استعمال جیلی والے گوشت، سوپ، ٹافیاں بنانے کے لئے شکل دئے ہوئے میٹھے کھانوں (مثلاً جیلی اور اس طرح کے دیگر کھانے) اور جھاگ دار غذاؤں مثلاً آئس کریم، اور پانی کے ساتھ مختلف قسم کے روغن اور چکنائیوں کا مکسچر بنانے کے لئے کیا جاتا ہے''۔ ساؤتھ افریقہ کی ایک مسلم تنظیم ''ساؤتھ افریقن نیشنل حلال اتھارٹی'' کے مطابق مختلف مٹھائیوں اور دودھ سے بنی اشیاء میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے، دیگر ماہرین کہتے ہیں کہ سر اور چہرہ میں لگائی جانے والی مختلف قسم کے کریم میں اور آرائشی مصنوعات میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے، دواؤں کی طرف آیئے تو چھ سو سے زائد ایسی دوائیں ہیں جن میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے، ان دواؤں میں کیپسول اور کھانسی دور کرنے والی دوائیں زیادہ ہیں، ان کے علاوہ جلاٹین کا استعمال فوٹوگرافی کی فلم، کاغذ، رنگوں اور لیتھوگرافی (پتھر یا دھات سے چھپائی) کے لئے بھی کیا جاتا ہے، انٹرنیٹ کی معلومات میں بتایا گیا ہے کہ ''جلاٹین کی بے شمار خصوصیات جیسے جیلی بننا، کسی شئ کا گاڑھا کرنا اور اس کو جمانا، فلم بنانے کیلئے اس کی شکل پذیری میں معاون ہونا اور اشیاء کو گاڑھا کرنا، کے باعث درج ذیل صنعتوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے:

☆ غذا (مٹھائیاں، دودھ سے بننے والی اشیاء، گوشت کی مصنوعات وغیرہ)

☆ دواؤں کی صنعت

☆ فوٹوگرافی

☆ بے شمار تکنیکی استعمالات

## الکحل

الکحل کے بارے میں ڈاکٹر محمد علی بار کہتے ہیں: یہ دراصل عربی لفظ "الغول" کی تحریف ہے، "غول" عربی میں نشہ اور درد کی اس کیفیت کا نام ہے جو شراب سے پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب سے اس وصف کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: **"لا فیھا غول ولا ھم عنھا ینزفون"** (سورہ صافات: ۴۷) (نہ اس میں دردسر ہوگا اور نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا)، اہل مغرب نے اس لفظ کو عربی سے نقل کر کے "الکحل" بنا دیا۔

الکحل کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: الکحل ایک بے رنگ، بخار بن کر اڑ جانے والا سیال ہے جو کاربن ہائیڈوریٹ (آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ساتھ کاربن کا مرکب) میں خمیر اٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

الکحل ایک ایسا نامیاتی مرکب (Organic Compound) ہے جو گیس کی تین اقسام کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے، الکحل کی دو قسمیں ہیں: (۱) میتھائل الکحل (Methyl agcohal) اور ایتھائل الکحل۔

الکحل کی عام خصوصیات میں سے یہ ہے کہ زیادہ تر الکحل بے رنگ اور رقیق ہوتے ہیں، اس میں ایک مخصوص قسم کی بو اور آتشی ذائقہ ہوتا ہے، عام الکحل پانی سے ہلکے ہوتے ہیں، اور پانی میں مکمل طور پر حل ہو جاتے ہیں۔

میتھائل الکحل نوعیت کے اعتبار سے زہریلا اور نشہ آور ہوتا ہے، اگر اس کو پینے میں استعمال کیا جائے تو اس سے اندھا پن بلکہ موت واقع ہوسکتی ہے، یہ ہلکے شعلے کے ساتھ جلتا ہے، اس کا استعمال پینٹ اور لکڑی کی پالش کو حل کرنے، مختلف عطریات اور دواؤں میں بطور پگھلانے

والے مادے کے ہوتا ہے، ایتھائیل الکحل بھی نشہ آور ہوتا ہے، اور بہت تیزی سے اڑ جانے والا ہوتا ہے، یہ شراب کی روح اور اس میں سکر پیدا کرنے کا سبب ہے۔

الکحل کی اقسام میں سب سے زیادہ استعمال ایتھائل الکحل ہی کا ہوتا ہے، ایتھائل الکحل دو طرح سے بنایا جاتا ہے (۱) شکر یا نشاستہ کو خمیر کر کے، (۲) ایتھین میں پانی ملا کر (Hydration) زیادتر ایتھائل الکحل مولاسیس (Molasses) سے تیار کیا جاتا ہے، مولاسیس ایک گہرے رنگ کے گاڑھے شربت کی طرح رقیق ہوتا ہے، جو گنے کے رس سے شکر کے دانے بنانے کے دوران، دانے بننے کے بعد بچارہ جاتا ہے، مولاسیس کے اندر اس کے بعد بھی تقریباً ۳۰ فیصد شکر موجود ہوتی ہے جس کو دانوں کی شکل میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے، لہذا خمیر کے نتیجہ میں مولاسیس میں موجود شکر کو ایتھائل میں تبدیل کرلیا جاتا ہے۔

ایتھائل کا استعمال پینٹ، وارنش، دوائیں، رنگ، صابن اور مصنوعی ربڑ بنانے میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے پٹرول کے بدل کے طور پر موٹر کو چلانے کیلئے بھی مستعمل ہے، ایتھائل کو جراثیم کش کے طور پر زخموں کو صاف کرنے اور سرنج وغیرہ صاف کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

الکحل آمیز مشروبات میں ایتھائل استعمال کیا جاتا ہے، ایتھائل کو محلول کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، نیز غیر منجمد رکھنے والے مرکبات (Anti freege Mixtures) بنانے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے میں بھی ہوتا ہے، کچھ دوسری دواؤں میں صرف ایک خاص نکہت اور لذت پیدا کرنے کی غرض سے ملایا جاتا ہے، مختلف قسم کے انجکشن میں ایتھائل کا استعمال ہوتا ہے، کھانسی کی شربت میں بھی استعمال ہوتا ہے، ہومیو پیتھک ادویات میں الکحل کا استعمال تیز رفتار سواری کے طور پر ہوتا ہے، جب کہ ایلو پیتھک دواؤں میں الکحل کا استعمال احساس کو دبانے کے لئے ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں الکحل کی بابت درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱-الکحل ایک نشہ آور مرکب ہے۔

۲-یہ مختلف اقسام کی گیسوں سے مل کر بنتا ہے، نیز مولاسیس سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔

۳-مولاسیس گنے کے رس سے نکلنے والا ایک گاڑھا رقیق مادہ ہے۔

۴-الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے والے مادہ کے طور پر نیز ایک خاص نکہت پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

۵-الکحل احساس کو کم کرنے کے لئے بھی دواؤں میں ملایا جاتا ہے۔

## دواؤں میں خون کا استعمال

جانوروں کے خون کا بعض ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے، مریض کے خون میں ہیمو گلوبین (Hemoglobin) کی کمی ہو جائے تو اسے پورا کرنے کے لئے بعض ایسی ادویات استعمال کی جاتی ہیں جو جانوروں کے خون سے نکالے گئے ہیموگلوبین کو ایک خاص شکل دے کر بنائی جاتی ہیں۔

اسی طرح جانوروں کے خون سے انٹی بایل ٹیکے بنائے جاتے ہیں جن کے ذریعہ جسم کے زہریلے اثرات کو ختم کیا جاتا ہے۔

## گندے پانی کو صاف وقابل استعمال بنانا

اسی ذیل میں نالے کے گندے پانی اور دوسری قسم کی گندگیوں کی صفائی کا کام ہے، ماہرین بتاتے ہیں کہ نالوں کے گندی پانی کو چار مراحل سے گزار کر صاف کیا جاتا ہے: (۱) پہلے ایسے گندے پانی کو ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے تا کہ گندگی نیچے بیٹھ جائے، (۲) پھر اوپر سے پانی کو

نکال لیا جاتا ہے، (۳) اب ایسے پانی میں جو جراثیم اور بیکٹر یاز ہوتے ہیں انہیں ختم کیا جاتا ہے، (۴) چوتھے مرحلے میں اس کے اندر کلورین ملائی جاتی ہے تاکہ اس میں نئے جراثیم پیدا ہونے کی صلاحیت ختم ہوجائے۔

ماہرین کے مطابق ان تبدیلیوں سے گزارنے کے بعد اس پانی کا رنگ، مزہ اور بو بدل جاتا ہے، اور سابق نجاست کا کوئی اثر باقی نہیں رہ جاتا ہے۔

## فضلات کو جانوروں کی غذا کے قابل بنانا

جانوروں کے لئے مصنوعی غذاؤں کی تیاری میں اب ایسی غذا تیار کی جارہی ہے جس میں گیہوں اور مکئی کے چوکر، مختلف سبزیوں و پھلوں کے چھلکوں وغیرہ کے ساتھ جانوروں اور مچھلیوں کی آلائش، فضلات بشمول خون، نجاست، کھال، ہڈی آنتیں وغیرہ بھی ملائی جاتی ہیں، کیونکہ ان سے مرغیوں اور پرندوں کی غذا میں بڑی مقدار میں پروٹین حاصل کی جاتی ہے۔

ایسی غذاؤں کی تیاری کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ گوشت یا ان فضلات کو پہلے دیگوں میں پکایا جاتا ہے تاکہ ان کے جراثیم مرجائیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، اس کے بعد انہیں پیسا جاتا ہے، اور پھر ان میں وٹامن اور دوسری چیزیں ملائی جاتی ہیں، اس طرح یہ جانوروں کے لئے تیار اور مقوی غذا بن جاتی ہے۔

## انقلاب ماہیت–مسئلہ کا تعارف اور ائمہ مجتہدین کی آراء

شریعت میں حلال و حرام امور طے شدہ ہیں، اور ان کی بنیاد اجتہاد پر نہیں بلکہ وحی آسمانی پر ہے: "ولا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال و هذا حرام" (سورہ نحل: ۱۱۶)، طیبات کی حلت اور خبائث کی حرمت کا اصولی ضابطہ بتانے کے علاوہ تفصیلی طور پر بھی اشیاء کا نام لے کر ان کے حلال یا حرام ہونے کر صراحت کی گئی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں

اعلان کیا گیا: "حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردية والنطيحة وما أكل السبع إلا ما ذكيتم وما ذبح على النصب" (سورہ مائدہ: ۳)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كل ذي ناب من السباع ذی مخلب من الطير فأكله حرام" (بخاری ومسلم)۔

اوپر کی سطور میں ذکر ہوا کہ بہت سی غذائی اور استعمالی اشیاء نیز دواؤں وغیرہ میں جلاٹین، الکحل، جانوروں کے خون اوران کے فضلات کا استعمال ہوتا ہے، جن اشیاء کے استعمال کو شریعت نے ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے، ظاہر ہے کہ عام حالات میں اس طرح کی اشیاء کا بعینہ استعمال کرنا تو جائز ہی نہیں ہے، لیکن اگر ان اشیاء میں کوئی تبدلی پیدا ہو جائے خواہ انسانی عمل کے نتیجہ میں ہو یا طبعی اور ماحولیاتی طور پر، اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان اشیاء کی سابقہ ہیئت، حقیقت اور خاصیت بدل جائے تو اب ان کا کیا حکم ہوگا؟

اس ذیل میں تین امور بحث کے قابل ہیں:

اول: کیا جلاٹین، الکحل اور دوسری مذکورہ اشیاء حرام ہیں؟

دوم: اگر حرام ہیں تو کیا ان میں انقلاب ماہیئت پایا جاتا ہے، اور انقلاب ماہیت کا کیا معیار ہے؟

سوم: انقلاب ماہیت کے بارے میں فقہاء وعلماء کی آراء کیا ہیں؟

ا۔ پہلا زیر بحث امر یہ ہے کہ ملائی جانے والی مذکورہ اشیاء حلال ہیں یا حرام؟

اس میں یہ تو واضح ہے کہ جانوروں کے خون ناپاک ہیں، جانوروں کے فضلات جیسے ان کے لید و گوبر کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ غیر ماکول اللحم جانوروں اور پرندوں جیسے خنزیر، عقاب، باز اور گدھ کے گوبر بالاتفاق نجس ہیں، ماکول اللحم جانوروں اور پرندوں کے گوبر کے بارے میں تین اقوال ہیں: پہلا قول مالکیہ کا مشہور قول اور امام احمد کی ایک روایت جو ان کا مذہب

بھی ہے یہ ہے کہ ایسے جانوروں اور پرندوں کے گوبر پاک ہیں، دوسرا قول شافعیہ کا مسلک، امام احمد کی ایک روایت اور مالکیہ کا غیر مشہوق قول یہ ہے کہ تمام جانوروں کا گوبر نجس ہے، تیسرا قول حنفیہ کا ہے کہ ایسے جانوروں کا گوبر نجس ہے، پرندوں میں زمین پر بیٹ کرنے والے تمام پرندوں کی بیٹ نجس ہے، ہوا میں بیٹ کرنے والوں میں ماکول اللحم کی بیٹ پاک اور غیر ماکول اللحم کی نجاست خفیفہ ہے۔

جہاں تک جلاٹین کا تعلق ہے اس کے تعارف میں یہ گزر چکا ہے کہ جلاٹین جانوروں کی ہڈیوں اور کھالوں سے حاصل ہونے والے کولاجین سے بنتا ہے، یہ جانور خنزیر بھی ہو سکتے ہیں، اور دیگر مردار یا غیر شرعی مذبوحہ جانور بھی، اسی طرح خنزیر کے گوشت کی اوپری پرت سے بنائے جاتے ہیں، کیونکہ خنزیر کے گوشت سے .نا جلاٹین کیپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے۔

الکحل کے بارے میں پچھلی سطور میں بتایا جا چکا ہے کہ میتھائل الکحل اور ایتھائل الکحل دونوں نشہ آور ہوتے ہیں، ایتھائل الکحل کا ہی زیادہ استعمال مختلف مشروبات اور دواؤں میں ہوتا ہے، نشہ آور ہونے کی وجہ سے الکحل کا کھانے پینے میں استعمال حرام ہوگا، لیکن کیا الکحل نجس بھی قرار پائے گا؟ اس سلسلہ میں دو نقطہ نظر ہیں: جو دراصل اس اختلاف پر مبنی ہیں کہ شراب اور دیگر مسکرات نجس ہیں یا نہیں؟

جمہور علماء وفقہاء شراب کی نجاست کے ہی قائل ہیں، لیکن بعض علماء کے نزدیک شراب حرام تو ہے نجس نہیں ہے، اس کی نجاست صرف معنوی ہے۔

اس وقت دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل زیادہ تر انگور اور کھجور سے نہیں بلکہ جو، شہد، جوار اور دیگر مختلف چیزوں سے بنتا ہے، امام ابوحنیفہ وامام ابو یوسف کے نزدیک کھجور اور انگور کے علاوہ سے بنی مشروبات یا الکحل اگر نشہ کی حد تک نہ پہنچائے تو جائز ہے۔

۲- دوسرا زیر بحث اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ جانوروں کے خون وفضلات، الکحل اور

خنزیر و مردار کے اجزاء سے تیار شدہ جلاٹین کو جب غذائی اشیاء میں آمیز کیا جاتا ہے تو وہ اپنی اصل حالت پر باقی رہتا ہے یا ان میں تبدیلی عمل میں آجاتی ہے، اور اگر تبدیلی پیدا ہوتی ہے تو کس حد تک؟

جانوروں کے خون کے اجزاء سے جو دوائیں تیار ہوئی ہیں، تیاری سے پہلے انہیں کن مراحل سے گزارا جاتا ہے، اس کی تفصیلات ابھی دستیاب نہیں ہوسکی ہیں۔

جانوروں کے فضلات اور آلائش وغیرہ کی آمیزش سے جانوروں کے لئے جو غذائیں تیار کی جاتی ہیں، جس سے پرورش پانے والے جانوروں کے گوشت غذا میں استعمال کئے جاتے ہیں، یہ تیاری کئی مراحل سے گزرتی ہے، جیسا کہ پیچھے آچکا ہے کہ خون، گندگی اور مردار کے اجزاء وغیرہ پر مشتمل یہ نجاسات اور فضلات پہلے بڑے دیگوں میں پکائے جاتے ہیں، اور اس طرح ان کے سارے جراثیم اور بیکٹر یاز ختم کردئے جاتے ہیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، اور اس کے بعد انہیں پیسا جاتا ہے، پھر اس سفوف میں وٹامن والی دوسری اشیاء اور اجزاء ملائے جاتے ہیں، اور اس طرح وہ غذا بن کر تیار ہوتی ہے۔

اس عمل سے گزرنے کے بعد سابق نجاست کے اوصاف بدل جاتے ہیں، رطوبت کی جگہ خشکی آجاتی ہے، رنگ دوسرا ہو جاتا ہے، اور دوسرے کیمیائی مواد کے اضافہ کی وجہ سے نجاست کی بو بھی ختم ہو جاتی ہے، اب اس کا نام بھی نیا ہوتا ہے، اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ ان اوصاف میں تبدیلی کی وجہ سے نجاست کی حقیقت بدل گئی، اور انقلاب ماہیت ہو گیا۔

الکحل کی تعریف میں جو تفصیلات مذکور ہوئی ہیں ان سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ الکحل کا لازمی وصف نشہ آوری ہے، وہ مختلف اقسام کی گیسوں سے مل کر بنتا ہے، اس کا استعمال جسمانی صحت کے لئے مضر اثرات بھی رکھتا ہے، الکحل کا خالص استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ دواؤں میں ملا کر کیا جاتا ہے، دوا میں ملنے کے بعد اس میں کیا تبدیلی پیش آتی ہے اس پر ماہرین روشنی

ڈال سکتے ہیں۔

جلاٹین کے بارے میں بتایا جاچکا ہے کہ یہ جانوروں بشمول خنزیر کی ہڈی اور کھالوں سے تیار کیا جاتا ہے، اس کی تیاری کے طریقے کی تفصیل پر بھی روشنی ڈالی جا چکی ہے، ہڈیوں اور کھالوں کو کئی مراحل سے گزارا جاتا ہے، سب سے پہلے انہیں صاف کر کے ایک لمبے عرصہ تک تیزاب میں رکھا جاتا ہے، پھر تیزاب سے نکال کر بسا اوقات چونا میں ایک عرصہ تک رکھتے ہیں، پھر اسے گرم پانی میں ابالتے ہیں، پھر باہر نکال کر ٹھنڈا کرتے ہیں، پھر اسے خشک کرتے ہیں، اس کے بعد اس کی نمی اڑائی جاتی ہے، پھر اسے پیسا جاتا ہے، ان تبدیلیوں کے بعد جو مادہ تیار ہوتا ہے وہ ایک لیس دار سا ہوتا ہے، اس میں سابق رنگ، مزہ اور بو نہیں ہوتا، وہ ایک نئے نام کے ساتھ اور نئے اوصاف کا حامل ہو جاتا ہے۔

نالے کے گندے پانی کو کیمیائی طریقہ پر صاف کرتے ہوئے انہیں جن مراحل سے گزارا جاتا ہے وہ چار ہیں: پہلے ایسے گندے پانی کو اس طرح جمع کیا جاتا ہے کہ اس کی گندگی نیچے بیٹھ جائے، پھر اوپر کے پانی کو علاحدہ کرلیا جاتا ہے، تیسرے مرحلہ میں اس پانی کے تمام جراثیم کیمیائی طریقہ پر ختم کئے جاتے ہیں، اور چوتھے مرحلہ میں اس میں کلورین ڈال کر آئندہ جراثیم پیدا ہونے کے امکان کو ختم کیا جاتا ہے، ان تبدیلیوں سے گزرنے کے بعد سابقہ گندے پانی کی نجاست کا رنگ، مزہ اور بو کچھ باقی نہیں رہتا۔

اس بحث کا دوسرا جز یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کا کیا معیار ہے، اس پر آئندہ تفصیل آرہی ہے۔

۳- تیسرا زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کی بابت ائمہ مجتہدین اور فقہاء اسلام کی آراء کیا ہیں؟ اگر کسی نجس شئ کی ماہیت اور حقیقت بدل جائے تو کیا وہ پاک ہو جائے گی؟ اس بابت ائمہ مجتہدین کی آراء میں دو نقطہ نظر ہیں:

پہلا نقطۂ نظر: استحالہ اور انقلاب ماہیت سے نجس چیز پاک ہوجاتی ہے۔

یہ مالکیہ اور ظاہر یہ کا مسلک، حنفیہ کا مختار مسلک اور امام کی ایک روایت ہے، یہی ایک رائے شافعیہ کی بھی ہے جسے امام الحرمین جوینی، ابوزید اور خضری نے اختیار کیا ہے، حنفیہ نے اس کی مثالوں میں ذکر کیا ہے کہ خنزیر اگر نمل کی کان میں گر جائے اور نمک بن جائے، پاخانہ اور نجاست جل کر راکھ ہوجائے تو وہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاک ہوجائیں گے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: "**والظاهر أن مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكر في انقلاب عين النجاسة**" وہ مزید لکھتے ہیں: "**فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المترتب عليها**" (ردالمحتار ۱ / ۳۹)، اسی طرح کی عبارت فتح القدیر اور البحر الرائق ۶ / ۳۹ میں بھی ہے۔

مالکیہ نے خون کو مشک میں بدلنے کی مثال دی ہے کہ وہ خون کے تمام اوصاف سے بدل کر دوسرے اوصاف کا حامل ہوجاتا ہے اور اس کا نام بھی دوسرا ہوتا ہے، علامہ قرانی کہتے ہیں: "**إن الله تعالى إنما حكم بالنجاسة في أجسام مخصوصة بشرط أن تكون موصوفة بأعراض مخصوصة مستقذرة، وإلا فالأجسام كلها متماثلة واختلافها إنما وقع بالأعراض، فإذا ذهبت تلك الأعراض ذهابا كلياً ارتفع الحكم بالنجاسة إجماعاً كالدم يصير منياً ثم آدمياً**" (ذخیرہ ۱ / ۱۸۸)۔

امام احمد کی اسی روایت کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی اختیار کیا ہے، دیکھئے: (مجموعۃ الفتاوی ۲۱ / ۴۸۲ - ۵۱۴، اعلام الموقعین ۱ / ۱۹۶، المحلی ۱ / ۱۳۸)۔

دوسرا نقطۂ نظر: انقلاب ماہیت اور استحالہ کی وجہ سے نجس العین پاک نہیں ہوگا۔

یہ شافعیہ کا مسلک اور حنابلہ کا ظاہر مذہب ہے، اور یہی حنفیہ میں سے ابو یوسف کی رائے ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر شراب خود بخود سرکہ بن جائے تو پاک ہوجائے گا۔

## انقلاب ماہیت کا معیار

یہ تو انقلاب ماہیت اور استحالہ عین کے سلسلہ میں فقہاء متقدمین اور ائمہ مجتہدین کی آراء تھیں، اب آیئے اس نکتہ پر بحث کر کے صورت مسئلہ کو واشگاف کریں کہ انقلاب ماہیت کا معیار کیا ہے۔

دراصل یہی وہ موضوع ہے جسے اسلامک فقہ اکیڈمی کے تیرہویں سمینار میں زیر بحث لایا گیا ہے، یعنی انقلاب ماہیت کی حقیقت کیا ہے، اور انقلاب ماہیت کے لئے کسی شئ کے کن عناصر کا اور کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، اور انہیں سے متعلق چند دیگر مباحث زیر غور ہیں۔

اکیڈمی نے اس ضمن میں جو سوال نامہ تیار کیا ہے اس میں کل دس سوالات ہیں، یہ سارے سوالات مذکورہ بنیادی سوالات سے ہی متعلق ہیں، ذیل میں ہم بالترتیب ان سوالات اور ان پر علماء کرام کی آراء ذکر رہے ہیں:

## شئ کے بنیادی عناصر کیا ہیں

پہلا سوال ہے کہ کسی بھی شئ کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئ کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگر چہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہوئے ہوں۔

اس سوال کے جواب میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں کہ فقہاء نے اس کی کوئی واضح حد مقرر نہیں کی ہے، بلکہ زیادہ تر مثالوں پر اکتفاء کیا ہے، ان مثالوں کی روشنی میں مولانا کی رائے یہ ہے کہ کسی شئ میں پائے جانے والے آثار واوصاف کو معیار تصور کیا جائے، اور یہ آثار وہی رنگ، بو اور مزہ ہیں۔

مولانا عبد الرشید قاسمی، مولانا ارشاد قاسمی، مولانا ارشاد اعظمی، مولانا صادق مبارکپوری، مولانا ابو العاص وحیدی اور مولانا ظفر الاسلام نے انہی تینوں اوصاف کا بدلنا ضروری بتایا ہے،

مولانا سعید الرحمٰن فاروقی، مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی، مفتی عزیز الرحمٰن، مولانا خورشید احمد اعظمی اور مولانا سلطان احمد اصلاحی صاحبان کے نزدیک ہر شئی کے بنیادی عناصر وہ خواص اوصاف اور آثار مختصہ ہوں گے جن کے بغیر اس شئی کا قیام ممکن نہ ہو، حضرت مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب کی رائے ہے کہ صرف رنگ و بو میں یا اس جیسے دوسرے خواص میں تبدیلی آجانا انقلاب ماہیت نہیں ہے، بلکہ اس کی حقیقت اور اصل خاصیت وتاثیر بدل جائے، مولانا عبید اللہ اسعدی صاحب نے مخصوص نام وشکل وصورت کو بنیادی عناصر فرمایا ہے، مولانا قدرت اللہ باقوی صاحب نے اجزائے ترکیبی، صورت، رنگ اور خصوصیت میں اور مولانا اسرار الحق سبیلی نے پورے اوصاف کے ساتھ طبیعت میں تبدیلی کو ضروری بتایا ہے، مولانا نعیم اختر، مولانا محمد یعقوب قاسمی نے شرط لگائی ہے کہ پہلی شئی کی ہر چیز مثلاً نام، کام، صورت اور عمومی مزاج وخاصیت سب کچھ تبدیل ہو جائے، مفتی جمیل احمد نذیری صاحب نے ایک طویل تمہید کے بعد بتایا ہے کہ نام، صورت وہیئت، رنگ، بو، مزہ، امتیازات، خواص وآثار ساری چیزیں بدل جائیں تب انقلاب ماہیت ہوگا، موصوف نے کئی معاصر اکابر مفتیان کرام کے فتاویٰ بھی نقل کئے ہیں، مثلاً مفتی نظام الدینؒ کا فتویٰ ہے کہ ’’سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص وآثار و امتیازات باقی رہیں‘‘، مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتوی ہے کہ ’’تبدل حقیقت صورت کے بدلنے سے ہوتا ہے نہ کہ حل ہو جانے سے‘‘، مولانا تھانویؒ کا جواب ہے کہ ’’انقلاب حقیقت مطہر ہے، انقلاب وصف مطہر نہیں‘‘، مولانا ظفر عالم ندوی نے بھی سابق حقیقت بالکل ختم ہو جانے اور دوسری حقیقت وجود میں آجانے کی رائے دی ہے، لیکن مولانا اختر امام عادل بڑی تفصیلی تمہید کے بعد لکھتے ہیں کہ انقلاب ماہیت کے لئے اصل مادہ اور حقیقت کی تبدیلی ضروری نہیں ہے، طبعی خصوصیات اور بنیادی کافی ہے۔

ان آراء پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت کی کوئی متعین اور واضح حد کتب فقہیہ میں مقرر نہیں ہے، فقہاء کرام نے صرف مثالیں ذکر فرمائی ہیں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مفتی جمیل احمد نذیری وغیرہ صاحبان نے ایسی بعض مثالیں جمع کی ہیں جیسے:

☆ انسان اور جانور کے فضلات کو جلا کر راکھ بنا دینا۔

☆ کتا، خنزیر اور گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا۔

☆ لید کا کنویں میں گر کر کالی مٹی بن جانا۔

☆ شراب کا سرکہ بن جانا۔

☆ انسان یا کتے کا صابن بنانے والے دیگچے میں گر کر صابن بن جانا۔

☆ صابن میں ناپاک تیل یا مردار کی چربی ملانا۔

☆ گوریا کا کنویں میں گر کر مٹی بن جانا۔

☆ نجاست کا زمین میں دفن ہو کر مٹی بن جانا اور اس کا اثر ختم ہو جانا۔

☆ نجس مٹی سے اینٹ بنا کر پکالینا۔

☆ گندے پانی سے نمک بنالینا۔

ان مثالوں میں انقلاب ماہیت تسلیم کیا گیا ہے، لیکن:

☆ ناپاک دودھ کا کھویا یا پنیر بن جائے۔

☆ ناپاک گیہوں کا آٹا بنا کر روٹی بنالی جائے۔

☆ پیشاب سے نمک بنالیا جائے۔

تو ان مثالوں میں قلب ماہیت تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔

ان مثالوں کی روشنی میں ہی علماء کرام نے شئی کے بنیادی عناصر کی تحدید کرنے کی

کوشش کی ہے، اس سلسلہ میں جو آراء اوپر ذکر کی گئی ہیں ان میں دو رائیں ہیں:

ایک رائے میں صرف رنگ، بو اور مزہ ان تین اوصاف کو بنیادی عناصر مانا گیا ہے، اور ان کے بدلنے کو انقلاب ماہیت کا معیار قرار دیا گیا ہے، اور دوسری رائے میں ان تین اوصاف کے علاوہ امور کو بھی بنیادی عناصر میں شامل مانا گیا ہے، چنانچہ بعض لوگوں نے اصل خاصیت اور تاثیر کا بدلنا، بعض نے نام کا بدلنا، بعض نے عمومی مزاج اور طبیعت کا بدلنا، اور بعض نے امتیازات کا بدلنا بھی شامل مانا ہے، مفتی نظام الدینؒ کے فتویٰ میں ان سارے امور کو جمع کرلیا گیا ہے۔

## کن عناصر کا بدلنا ضروری ہے

دوسرا سوال یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شیٔ کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے یا بعض کا کافی ہے؟

اس کے جواب میں مولانا سعید الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں کہ شراب کے سرکہ بن جانے سے صرف سکر کی کیفیت زائل ہوتی ہے ورنہ تمام چیزیں بعینہ حسب سابق رہتی ہیں، لہذا ہر چیز میں مکمل تبدیلی وتغیر لازم نہیں ہے، مولانا عبد الرشید قاسمی بھی لکھتے ہیں کہ اگر کسی چیز کے تین اوصاف میں سے بنیادی عناصر میں سے غالب عنصر کا تبدیل ہو جانا کافی ہے۔

ان حضرات کے ماسوا دیگر علماء کرام نے تمام اوصاف اور خصوصیات و امتیازات کا مکمل طور پر بدل جانا ضروری قرار دیا ہے۔

## اجزاء کے سابق خواص کا اثر

تیسرے سوال میں یہ دریافت کیا گیا ہے کہ کسی شی کے جوہری عناصر، نام اور مجموعی

مزاج میں تبدیلی آجانے کے بعد اب جو چیز وجود میں آئی ہے، اس میں ملائے جانے والے اجزاء کے سابق اثرات اور خواص باقی نہیں رہتے ہیں، یا اس میں ان اجزاء کے خواص و کیفیات بھی برقرار رہتی ہیں، ان دوصورتوں کا کیا حکم ہوگا؟

اس کے جواب میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فرماتے ہیں کہ رنگ، بو اور مزاہ یہ اوصاف مکمل طور پر تبدیل ہو جائیں لیکن سابق حقیقت کے بعض خواص باقی رہ جائیں تو وہ انقلاب حقیقت میں مانع نہیں ہیں، کیونکہ شراب سرکہ بن جائے تو رقت وسیلان کی کیفیت باقی رہتی ہے، چربی صابن میں ڈالی جائے تو دسومت ختم نہیں ہوتی، اور فضلات مٹی میں دفن کردئے جائیں تو بارآور کرنے کی صلاحیت مٹی میں بھی باقی رہتی ہے، لیکن ان امور کو فقہاء نے انقلاب ماہیت کے لئے مضر نہیں سمجھا۔

یہی رائے مولانا برہان الدین سنبھلی کی ہے کہ صرف کچھ خصوصیات کے برقرار رہنے کے باوجود بھی حقیقت اور نتیجہ حکم میں تغیر ہو جانا بعید نہیں بشرطیکہ جوہری وصف یعنی اصل، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ارشاد قاسمی، مولانا ارشاد اعظمی، مولانا عبید اللہ اسعدی بھی اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں، مفتی جمیل احمد نذیری کے نزدیک صرف ظاہری خواص کا ختم ہو جانا ضروری ہے، باطنی خواص یعنی موروثی خصوصیات کا ختم ہونا ضروری نہیں ہے، البتہ مولانا سعید الرحمٰن فاروقی نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر کچھ موروثی خصوصیات باقی رہیں تو ان میں ممنوع شرعی کا حقیقی عنصر قائم نہ رہے۔

دوسری طرف مولانا محمد صادق، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی، مولانا ابوالعاص وحیدی اور مولانا سید اسرار الحق سبیلی دونوں صورتوں میں فرق کرتے ہوئے دوسری صورت کو جس میں کچھ سابق خصوصیات باقی ہوں انقلاب ماہیت میں مانع قرار دیتے ہیں۔

## نجس العین وغیر نجس العین کا فرق

چوتھے سوال میں انقلاب ماہیت کے باب میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق پوچھا گیا ہے۔

اس بابت شرکاء سمینار کی آراء دونوں طرف ہیں، بعض حضرات نے انقلاب ماہیت میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق نہیں کیا ہے، فقہاء نے جو مثالیں دی ہیں ان میں خنزیر کے نمک بن جانے اور گدھا کے نمک بن جانے دونوں کا ذکر ہے، اس رائے کے حاملین میں مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مفتی عزیز الرحمٰن بجنوری، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا صادق مبارک پوری، مولانا سعید الرحمٰن فاروقی، مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا سلطان احمد اصلاحی، مولانا عبد الرشید قاسمی، مولانا اختر امام عادل، مولانا خالد قاسمی، مولانا ارشاد اور مولانا نعیم اختر ہیں۔

جب کہ مولانا محمد اعظمی، مولانا ظفر عالم ندوی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی اور مولانا ابو العاص وحیدی کے نزدیک دونوں میں فرق ہونا چاہئے، ان حضرات نے اپنی رائے کی تائید میں کوئی واضح وقوی دلیل ذکر نہیں کی ہے۔

## قلب ماہیت کے اسباب

پانچواں سوال قلب ماہیت کے اسباب سے متعلق ہے۔

اس کے جواب میں متعدد حضرات نے یہ لکھا ہے کہ قلب ماہیت کے اسباب متعدد ہو سکتے ہیں، اس باب میں اصل نتیجہ ہے نہ کہ ذرائع ووسائل، اس دور جدید میں کیمیاوی اور غیر کیمیاوی متعدد اسباب سے قلب ماہیت ہوسکتا ہے، بعض حضرات نے چند اسباب کا ذکر بھی کیا ہے، جیسے:

☆ جلانا

☆ کسی چیز کی آمیزش کرنا

☆ دھوپ میں رکھنا

☆ زمین میں دفن کرنا

☆ کافی تعداد میں تیزاب ڈالنا وغیرہ

## تحلیل و تجزیہ کا حکم

چھٹا سوال فلٹر کرنے، کشید کرنے، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو علاحدہ کردینے سے متعلق ہے کہ کیا یہ تحلیلی اور تجزیاتی عمل انقلاب ماہیت کے تحت آئے گا یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں دو نقطہائے نظر ہیں: پہلا نقطہ نظر یہ ہے کہ فلٹر کرنا اور کشید کرنا انقلاب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، یہ تو صرف کسی شئی کے اجزاء میں سے بعض اجزاء کو علاحدہ کرلینا ہے، یہ صرف تجزیہ ہے۔

یہ رائے مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا مصطفیٰ قاسمی، مولانا خورشید احمد، مولانا محمد صادق، مولانا اسرار الحق، مفتی جمیل نذیری، مولانا نعیم اختر اور مولانا ظفر الاسلام اعظمی کی ہے۔

دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ جو چیزیں بذات خود نجس ہیں جیسے پاخانہ، پیشاب، خون، ان میں اگر کیمیائی عمل کے ذریعہ بعض اجزاء کو کشید کیا جائے تو بھی وہ ناپاک رہیں گی، کیونکہ ان کا ہر جزء ناپاک ہے، ان کے اجزاء تحلیل نہیں ہوئے ہیں، صرف ان کو ایک دوسرے سے علاحدہ کردیا گیا ہے، لیکن جو چیزیں بذاتِ خود تو نجس نہیں ہیں، کسی ناپاکی کے مل جانے کی وجہ سے نجس ہوگئی ہیں، ان میں سے اگر ناپاک اجزاء نکال دئے جائیں تو وہ پاک ہوجائیں گی، جیسا کہ مردار کا چمڑا دباغت کی وجہ سے پاک ہوجاتا ہے، اس رجحان کے حاملین میں مولانا خالد سیف اللہ

رحمانی، مولانا ظفر عالم ندوی اور مولانا ابوالعاص وحیدی ہیں۔

مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا محمد اعظمی، مولانا اختر امام عادل اور مولانا سلطان احمد صلاحی صاحبان نے گندگی کے اجزاء نکال دینے پر اس پانی کے پاک ہونے کی رائے دی ہے۔

صرف مولانا ارشاد اعظمی نے بغیر کسی تفصیل کے تجزیہ کو استحالہ کی بہترین شکل بتایا ہے۔

اس موقع پر یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت قائم المجمع الفقہی الاسلامی نے اپنے گیارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۹ء میں ایسے پانی کے پاک ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

## استہلاک عین کا حکم

ساتویں سوال میں پوچھا گیا ہے کہ کیا استہلاک عین قلب ماہیت کے تحت آتا ہے، اس میں کئی اجزاء کی اختلاط سے جو چیز وجود میں آتی ہے اس میں ہر جز اپنے جملہ خواص وصفات کے ساتھ موجود رہتا ہے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب لکھتے ہیں کہ استہلاک قلب ماہیت کو مستلزم نہیں ہے، اگر ناپاک جزء کی حقیقت نہیں بدلتی تو وہ مجموعہ ناپاک ہی رہے گا، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب بھی کہتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ اختلاط سے قلب ماہیت ہو جائے، استہلاک عین کو قلب ماہیت میں شامل نہ ماننے کی رائے سے مولانا ظفر الاسلام اعظمی، مولانا سعید الرحمٰن فاروقی، مولانا نعیم اختر، مولانا جمیل احمد نذیری، مولانا اسرار الحق سبیلی، مولانا محمد صادق، مولانا خورشید اعظمی اور مولانا ابوالعاص وحیدی بھی اتفاق کرتے ہیں۔

مولانا عبید اللہ اسعدی کی رائے میں کہیں تو یہ عمل خلط شیٔ کی ماہیت کو بدل دیتا ہے، اور

کہیں نہیں۔

دوسری جانب مولانا قدرت اللہ باقوی اور مولانا سلطان احمد اصلاحی استہلاک عین کو قلب ماہیت کے حکم میں مانتے ہیں، مولانا اختر امام عادل بھی دواؤں میں الکحل ملانے کو قلب ماہیت مانتے ہیں۔

الکحل کے تعلق سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے وضاحت کی ہے کہ اگر وہ انگور اور کھجور سے نہ لیا گیا ہو تو حنفیہ کے یہاں حرام وناپاک نہیں ہے، اور آج کل جن اشیاء سے الکحل تیار ہوتا ہے دائرۃ المعارف البریطانیہ میں ان میں کھجور انگور کا ذکر نہیں ہے، نیز اگر کچے انگور سے ہی الکحل تیار ہوا ہو تو اگر اس دوا کا متبادل موجود نہیں ہے یا موجود ہے لیکن مریض کے لئے خریدنا ممکن نہیں ہے تو بدرجۂ ضرورت الکحل آمیز دوا کا استعمال جائز ہے، مولانا ظفر عالم صاحب کی بھی یہی رائے ہے، مولانا محمد اعظمی صاحب نے الکحل کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کرتے ہوئے الکحل آمیز دواؤں سے اگر سکر نہ پیدا ہو تو انہیں انقلاب عین مانتے ہوئے، نیز ان دواؤں کا متبادل نہ ہونے اور ضرورت کی بناء پر ایسی دواؤں کا بقدر ضرورت استعمال رفع حرج کے لئے شرعاً مباح بتایا ہے۔

## مردار کی چربی وہڈی کی آمیزش

آٹھویں سوال میں، صابن اور بسکٹ کے اندر مردار بشمول خنزیر کی چربی ملانے اور ٹوتھ پیسٹ میں ہڈی کا پاؤڈر ملانے کی بابت پوچھا گیا ہے۔

اس سوال کے اندر کئی باتیں پوچھی گئی ہیں، ہم انہیں علاحدہ کر کے ذکر کرتے ہیں، کیونکہ ہر جزء کے تعلق سے جوابات علاحدہ ہیں۔

۱- مردار کی چربی صابن میں ملانا۔

۲-مردار کی چربی بسکٹ میں ملانا۔

۳-مردار کی ہڈی کا پاؤڈر ٹوتھ پیسٹ میں ملانا۔

۴-خنزیر کی چربی صابن اور بسکٹ میں ملانا۔

۵-خنزیر کی ہڈی کا پاؤڈر ٹوتھ پیسٹ میں ملانا۔

یہ پانچ اجزاء سوال کے ہیں۔

پہلے جز یعنی مردار کی یا نجس چربی صابن میں ملانے کی بابت تقریباً علماء کرام لکھتے ہیں کہ ایسے صابن کی طہارت کے فتاوی موجود ہیں، اور صراحتاً یہ مذکور ہے: " ويطهر زيت تنجس بجعله صابونا وبه يفتى" (درمختار ۱/ ۵۱۹)، "وعليه يتفرع ما لو وقع إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً لتبدل الحقيقة..... ثم اعلم أن الحقيقة عند محمد هي التغير وانقلاب الحقيقة وأنه يفتى به" اس جزء میں انقلاب ماہیت تسلیم کرتے ہوئے طہارت کی رائے دی گئی ہے، لیکن مولانا ابوالعاص وحیدی اور مولانا حسن نعمانی اس میں بھی قلب ماہیت نہیں تسلیم کرتے، لہذا ایسا صابن ان کے نزدیک حرام ہے۔

مولانا عبیداللہ اسعدی لکھتے ہیں کہ صابن میں تغیر وانقلاب ماہیت کا اعتبار کیا گیا ہے جیسا کہ شامی وغیرہ کا جزئیہ معروف ہے، اگرچہ اس بابت ارباب افتاء کے دوسرے نظریات بھی ہیں، یعنی صابن میں وہ انقلاب ماہیت نہیں مانتے، مولانا موصوف اسی دوسری رائے کو درست مانتے ہیں۔

دوسرا جزء ہے مردار کی چربی بسکٹ میں آمیز کرنا، اس کے بارے میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں کہ بسکٹ میں چربی کا اس طرح استعمال جس طرح پکوان میں گھی اور تیل کا ہوتا ہے، یہ خلط ہے، انقلاب نہیں، لہذا ایسے بسکٹ کو کھانا حلال نہیں ہے۔ بسکٹ

میں چربی کی آمیزش کو انقلاب ماہیت کے تحت نہ تسلیم کرنے والوں میں مولانا ابو العاص وحیدی، مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا اسرار الحق سبیلی، مفتی جمیل احمد نذیری اور مولانا نعیم اختر بھی ہیں۔

جب کہ مولانا اختر امام عادل اور مولانا سلطان احمد اصلاحی اسے قلب ماہیت تسلیم کرتے ہوئے پاک قرار دیتے ہیں۔

تیسرا جزء مردار کی ہڈی کا پاؤڈر ٹوتھ پیسٹ میں ملانے سے متعلق ہے، اس کے جواب میں مفتی جمیل احمد نذیری لکھتے ہیں کہ اس میں اجزاء صرف تحلیل ہوتے ہیں، انقلاب ماہیت نہیں ہوتا، اس لئے مذبوح جانور کی خشک وتر ہڈیوں کا پاؤڈر ملانا درست ہے، انقلاب ماہیت نہ ہونے کی رائے مولانا ابو العاص وحیدی اور مولانا نعیم اختر صاحب کی بھی ہے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور مولانا خورشید اعظمی لکھتے ہیں کہ اگر اس کے اوصاف ثلاثہ بدل جائیں اور قلب ماہیت ہوجائے تو درست ہے، ان دونوں حضرات نے زیر بحث صورت پر تطبیق حکم لگانے سے گریز کیا ہے۔

مولانا ذاکر حسن نعمانی بھی اس کو قلب ماہیت نہیں تسلیم کرتے، اور ایسے بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کو ناجائز تصور کرتے ہیں۔

چوتھا اور پانچواں جزء خنزیر کی چربی اور ہڈی سے متعلق ہے، اس کے متعلق مولانا محمد اعظمی کہتے ہیں کہ خنزیر نجس عین ہے، اس لئے خنزیر کی چربی او ہڈی کے پاؤڈر سے بنی اشیاء کا استعمال محل نظر ہے، مفتی جمیل احمد نذیری صاحب اور مولانا ظفر الاسلام صاحب بھی خنزیر کے اجزاء کی آمیزش کو صرف خلط مانتے ہوئے حرام بتاتے ہیں۔

مولانا خورشید اعظمی اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کی رائے ہے کہ خنزیر کے یہ اجزاء بھی انقلاب ماہیت کے بعد استعمال ہوتے ہوں تو حلال ہے۔

## مذبوح جانوروں کا خون

نواں سوال ہے مذبوح جانوروں کا خون یا ان کے دوسرے اجزاء کا دواؤں میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

اس سوال کا تفصیلی اور واضح جواب دیتے ہوئے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں کہ مذبوح جانور اگر حلال ہوتو ذبح کی وجہ سے اس کے تمام اعضاء پاک ہیں، اور سات اعضاء کے علاوہ جن کو فقہاء نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے باقی حلال بھی ہیں، لہذا اس تفصیل کے مطابق ان کا گوشت، چمڑا اور ہڈی وغیرہ کا دواؤں میں استعمال خواہ دوا کھانے کی ہو یا خارجی استعمال کی، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر خنزیر کے علاوہ کوئی اور حرام جانور ہوتو ان سات اعضاء ممنوعہ کے علاوہ باقی حرام تو ہیں لیکن ذبح شرعی کی وجہ سے ناپاک نہیں ہیں، ان دواؤں کا خارجی استعمال درست ہوگا، کھانا درست نہیں ہوگا، جس کا بہتا ہوا خون بہر حال حرام اور ناپاک ہے، اس میں حلال وحرام کی کوئی تفریق نہیں، اس لئے خون سے بنی ادویہ کا کھانا درست ہے نہ کہ خارجی استعمال۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مزید لکھتے ہیں کہ یہ عمومی احکام ہیں لیکن دواؤں میں ان اجزاء کا استعمال قلب ماہیت کے بعد ہوتو ان کا داخلی اور خارجی استعمال درست ہوگا اور حلال و حرام اور ذبیحہ ومردار کا فرق نہیں رہے گا۔ اس طرح ضرورت کا موقع ہوتو حرام اشیاء سے علاج درست ہوگا، لیکن درواؤں میں خون کے آمیز ہونے سے کیا قلب ماہیت پیش آتا ہے یا نہیں، مولانا موصوف نے یہ نہیں بتایا ہے۔

مولانا عبید اللہ اسعدی، مولانا خورشید اعظمی اور مولانا سلطان اصلاحی نے بھی خون سے بنی ادویہ میں انقلاب ماہیت ہونے یا نہ ہونے کی صراحت سے گریز کرتے ہوئے صرف اصولی جواب دیا ہے کہ اگر قلب ماہت ہوجائے تو استعمال درست ہے۔

صرف مولانا اختر امام عادل اور مولانا سعید الرحمٰن فاروقی ایسی دواؤں میں قلب ماہیت ہو جانے کا ذکر کرتے ہیں، البتہ کوئی تفصیل یا دلیل انہوں نے نہیں دی ہے۔

مذکورہ حضرات کے علاوہ بقیہ علماء کرام نے قلب ماہیت کی بحث سے گریز کرتے ہوئے صرف اتنا ذکر کیا جاتا ہے کہ خون نجس العین ہے، لہذا جن ادویہ میں خون کی آمیزش ہے ان کا استعمال عام حالات میں جائز نہیں ہے، جن حالات میں تداوی بالحرام کی اجازت ہے، ان میں گنجائش ہے۔

## جلاٹین کی حقیقت

آخر سوال جلاٹین سے متعلق ہے، سوال میں جلاٹین بنانے کی مختصر تفصیل بتاتے ہوئے پوچھا گیا ہے کہ کیا جلاٹین میں قلب ماہیت واقع ہوتا ہے یا نہیں۔

اس سوال کے جواب میں شرکاء سمینار نے تین رجحانات اپنائے ہیں، پہلا رجحان یہ ہے کہ سوال میں جلاٹین بنانے کی جو شکل بتائی ہے اس کی رو سے انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے، لہذا ایسی اشیاء کا استعمال جائز ہوگا، اس رجحان کے حاملین میں مولانا سیف اللہ رحمانی، مولانا قدرت اللہ باقوی، مولانا سلطان اصلاحی، مولانا خورشید احمد اعظمی، مولانا ابوالعاص وحیدی، مولانا ظفر الاسلام اعظمی اور مولانا محمد اعظمی ہیں۔

مولانا عبید اللہ اسعدی لکھتے ہیں کہ گلانے کا عمل قلب ماہیت کا عمل ہے جو پاکی کا ذریعہ ہے۔

دوسرا رجحان اپنانے والوں نے جلاٹین پر اصول قلب ماہیت کے انطباق کی بابت صراحتاً کوئی حکم نہیں لگایا اور صرف اتنا کہہ کر گزر گئے کہ اگر قلب ماہیت ہو جاتا ہو تو ان سے بنی اشیاء جائز ہیں ورنہ حرام۔ اس رجحان کو مولانا محمد صادق، مولانا سعید الرحمٰن فاروقی اور مولانا

عبدالرشید قاسمی صاحبان نے اپنایا ہے، مولانا ارشاد اعظمی صاحب نے جلاٹین میں پاکی کا احتمال مانتے ہوئے ابتلاء عام کے پیش نظر اس کے استعمال کی اجازت دینے کی رائے دی ہے. حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی نے بھی قلب ماہیت کا صراحتاً حکم نہیں لگایا ہے، البتہ وہ یہ لکھتے ہیں کہ راقم کو جنوبی افریقہ میں بعض ماہرین نے ایک کارخانہ میں لے جاکر جلاٹین بنانے کے عمل کا مشاہدہ کرایا اور بتایا کہ اس طرح حقیقت بدل جاتی ہے اور پچھلے اثرات بالکل ختم اور تبدیل ہوجاتے ہیں، لیکن وہاں کے بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ حقیقت نہیں بدلتی، مولانا موصوف نے یہ ذکر نہیں کیا ہے کہ جن علماء جنوبی افریقہ نے حقیقت نہ بدلنے کی رائے دی ہے ان کے دلائل کیا ہیں۔

تیسرا رجحان صراحتاً یہ کہتا ہے کہ جلاٹین بنانے کا عمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جاسکتا، اس میں تیزاب کا استعمال ایک سے لیکر پانچ فیصد تک ہوتا ہے جس سے مردار اور خنزیر وغیرہ کا چمڑا اور ان کی ہڈیوں کی حقیقت تبدیل ہوجانا ممکن نہیں، نیز چمڑے یا ہڈیوں کو چونے میں رکھنے، گرم پانی میں ڈالنے اور پھر ان کو پیسنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی ہے، یہ دلیل مولانا اسرار الحق سبیلی صاحب نے دی ہے، اس رجحان سے اتفاق کرنے والوں میں مولانا نعیم اختر، مولانا ظفر عالم ندوی اور مفتی جمیل احمد نذیری صاحبان ہیں۔

آخر میں یہ ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی جدہ کے تیسرے فقہی سمینار منعقدہ عمان ۱۹۸۶ء میں یہ سوال پیش ہوا تھا کہ خنزیر سے حاصل اجزاء سے جو جلاٹین بنائے جاتے ہیں، ان کا استعمال کیسا ہے، اس کے جواب میں سمینار کا یہ فیصلہ ہوا کہ ''خنزیر سے حاصل عناصر سے بنائے ہوئے جلاٹین کا غذاؤں میں استعمال کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے، مذبوحہ جانوروں اور نباتات سے بنائے جانے والے جلاٹین سے ضرورت پوری ہوجاتی ہے''۔

دوسرا باب

# تعارف مسئلہ

# جلاٹین

## علماء کرام کی خدمت میں چند معروضات

ڈاکٹر عمر افضل ☆

گذشتہ ۲۰ - ۲۵ برسوں میں جلاٹین کی حلت وحرمت کا مسئلہ بار بار اٹھایا جاتا رہا ہے، علماء کرام کے غور وخوض کے لئے چند ضروری معلومات درج ذیل ہیں، امید ہے کہ ان سے مسئلہ کو سمجھنے میں خاصی حد تک مدد ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر فیصلہ کرنے میں مدد دے آمین۔

الف- جلاٹین، Collagen پروٹین سے بنایا جاتا ہے، ریڑھ کی ہڈی والے حیوانات کے جوڑنے والے Tissues میں Collagen پایا جاتا ہے جسے دیر تک گرم پانی میں جوش دینے سے جلاٹین اور چپکانے والا لعاب (Glue) نکل آتا ہے، ان Tissues کو ایک معینہ مدت تک الکلی (Alkali) یا تیزاب (Acid) میں رکھنے کے بعد گرم پانی میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ Collagen بالکلیہ تحلیل ہوجائے، نکلنے والے لعاب کو Filter کرنے کے بعد صرف ایک سیال (Solution) باقی رہ جاتا ہے جو ٹھنڈا ہونے پر جمایا جاسکتا ہے۔

ب- غذائی استعمال: آج کل بہت سے تیار شدہ غذائی مرکبات میں جلاٹین استعمال ہونے لگا ہے۔ جیلی آئس کریم، پھلوں اور ذائقہ کی آمیزش والے دہی، کیک اور طرح

☆ اتھاکا، نیویارک امریکہ۔

طرح کی مٹھائیوں میں اس کا استعمال عام ہے۔

جلاٹین دواؤں کے کیپسول (Capsole)، دواؤں کے اجزاء کی ترکیب، چھاپنے کی روشنائی، کیمرہ کی فلم وغیرہ کے لئے بھی کارآمد ہے اور بڑے پیمانے پر استعمال ہو رہا ہے۔

ج- ماخذ (Sources): جلاٹین بہت سے دودھ دینے والے حیوانات (Mammals) کی کھالوں کی ریشہ دار تہہ سے بنایا جاسکتا ہے۔ جن میں مرغیاں، اژدہے، خرگوش وغیرہ بھی شامل ہیں، مگر گائے، بچھڑے اور سور کی کھالوں اور سوکھی ہوئی گائے بیل کی ہڈیوں کا استعمال ہی عام ہے، مچھلیوں میں سے Carp, Cod، گھڑیال Lungfish، شارک، مینڈک، وھیل وغیرہ میں بھی Collagen ہوتا ہے اور ان کو بھی حال ہی میں Gelatin بنانے کے لئے استعمال کیا جانے لگا ہے اگر چہ اس کی تجارتی (Commercial) مانگ پوری کرنے میں کئی مشکلات حائل ہیں۔

نباتات میں سے Agar (فالودہ) کا استعمال بہت عام ہے، اگر چہ گیہوں کے Gluten سے بھی ایسا Solution نکالا جاسکتا ہے جو ٹھنڈا ہونے پر کسی حد تک جم سکے، نباتات سے بنائے جانے والا جلاٹین میں بہت سی وہ خصوصیات نہیں ہوتیں جو حیوانی آخذ سے ملنے والے Collagen سے بنے جلاٹین میں ہوتی ہیں، اسی لئے نباتاتی جلاٹین کا استعمال بہت محدود ہے۔

کھال اور ہڈیوں سے جیلاٹین بنانے کا طریقہ بہت پیچیدہ ہے، اگلے صفحے پر کھال کی تصویر سے ماخذوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی، سوکھی ہڈیوں کی تصویر سے بھی صورت حال بہتر طور پر سامنے آتی ہے۔ عام طور پر یورپی ممالک میں سوکھی ہڈیاں ہندوستان وغیرہ سے درآمد کی جاتی ہیں، امریکہ میں زیادہ تر کھالوں سے جلاٹین بنایا جاتا ہے اگر چہ اب مچھلیوں سے Extraction بھی کیا جارہا ہے۔

حیوانی کھال

بال

اوپری کھال Epidermis

جلاٹین کے لئے ریشہ

کھال کا وسطی حصہ جو جلاٹین بنانے میں کام آتا ہے

چربی اور گوشت دونوں جلاٹین میں استعمال نہیں ہو سکتے

چربی

Fig. 1 Schematic cross-section of ox-hide

I. RAW MATERIALS

سوکھی ہڈیاں جو جلاٹین یا گوند (glue) بنانے کے لئے یورپ میں استعمال ہوتی ہیں

Fig. 2 Bone degreased by the Chayen-Process.

سوکھی ہڈیاں مرکب سے گلانے کے بعد

Fig. 3 Enlarged view of bone piece from Chayen-Process.

(c) Passage of bone through the impulse renderer takes less than a second, so that the degreasing can be carried out as a continuous process.

Figure I is a flow sheet explaining the Chayen-Process.

The crushed raw bones pass through the impulse renderer, where they are subjected to the under water action of a high speed mill. The cell walls are ruptured and fat released from the cells. The mixture passes from there, as degreased bones, with the cold rendered fat, through the screen into a separating vessel. The bones settle under gravity and are continuously removed by a scroll conveyor on which they are washed with cold water. The cold washed bones pass through a squeezer and are briefly washed with hot

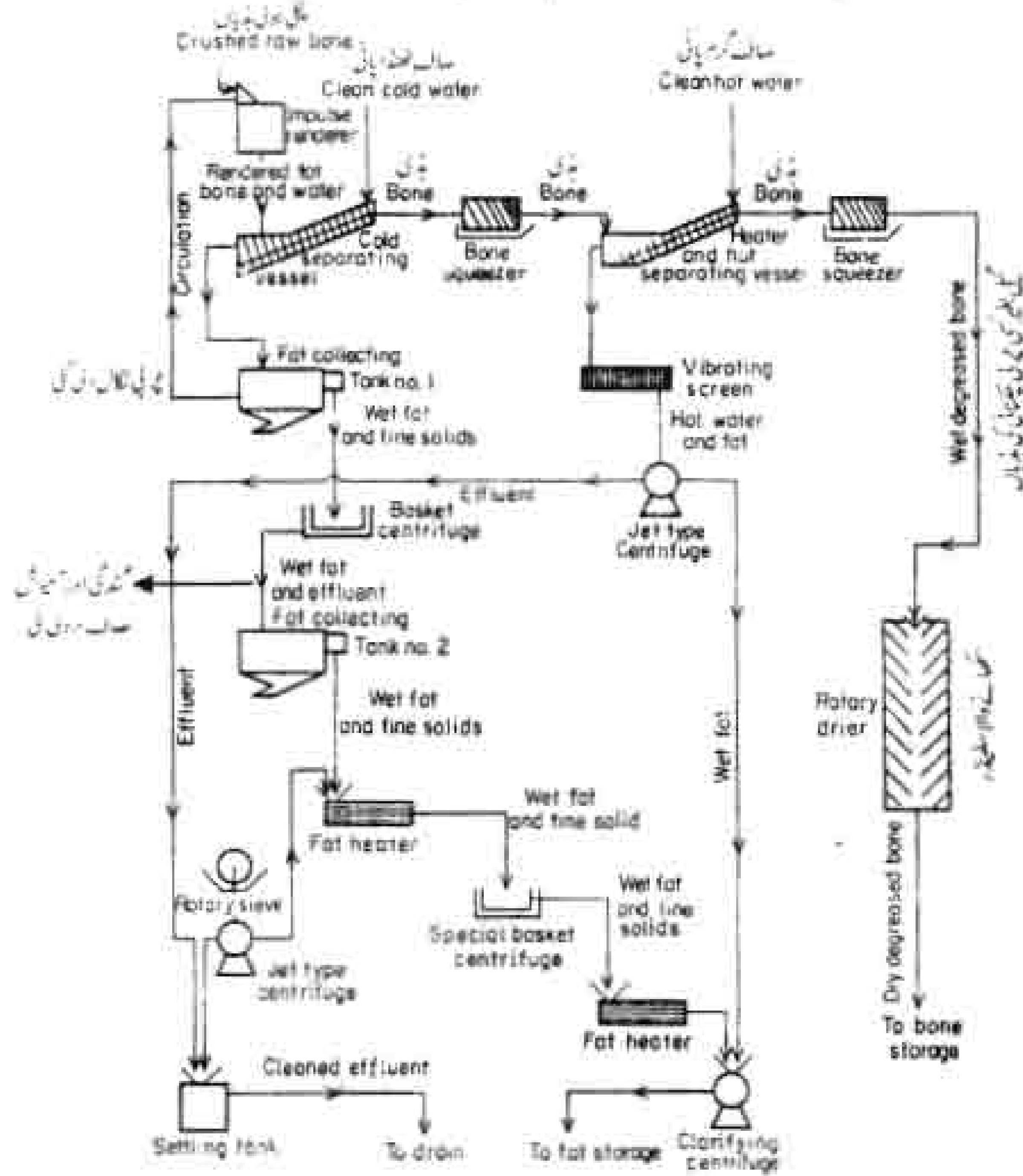



Fig. 4. Chayen-Process flow sheet.

## گائے / بیل / بچھڑوں کی کھالیں

جلاٹین فیکٹریوں کو دباغت دینے والی فیکٹریوں سے ہر طرح کی کھالیں ملتی ہیں، کٹی پھٹی کھالوں کے ٹکڑے، بال صاف کی ہوئی کھالیں، کچی کھالوں کے ٹکڑے اور نمک لگی کھالیں،

ان سب کو اچھی طرح دھویا جاتا ہے تا کہ نمک، دھول، مٹی، چونا اور دوسری ساری گندگیاں صاف ہو جائیں۔ اگر کھالوں پر بال ہیں تو بال نکال دئے جاتے ہیں۔ صاف شدہ کھالوں کو بہت اچھے چنبک پر سے گزارا جاتا ہے تا کہ دھات کا کوئی ٹکڑا کھال پر لگا نہ رہے۔ پھر سب کے چھوٹے چھوٹے انسانی ہتھیلی کے برابر ٹکڑے کاٹ لئے جاتے ہیں، کچھ فیکٹریوں میں کھالوں کو ریزہ ریزہ کردینے کا بھی طریقہ استعمال ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ مشکل سوکھی ہوئی کھالوں سے Collagen الگ کرنے میں ہوتی ہے، گرم پانی میں عرصہ تک رکھنے کے باوجود ان سے Collagen اچھی مقدار میں نہیں نکل پاتا۔

## سور کی کھالیں

جلاٹین فیکٹریوں کو سور کی کھالیں جمی ہوئی حالت (Frozen) میں ملتی ہیں تا کہ ان کی تازگی برقرار رہے۔ وقت آنے پر سب سے پہلے ان کو غیر منجمد کیا جاتا ہے۔ سور کی چربی کو کھال سے الگ کرنے کے لئے خشک بھاپ استعمال کی جاتی ہے۔ بھیڑوں کی کھال میں بھی چربی بہت ہوتی ہے اس لئے اس کا استعمال کم ہوتا ہے، جلاٹین بنانے کے لئے ساری چربی کا نکل جانا بہت ضروری ہے۔

د- تیاری کے طریقے: Collagen کو جیلاٹین بنانے کا مرحلہ ابھی بہت دور ہے۔ کھالوں کے ان چھوٹے ٹکڑوں کو چار طریقوں سے مزید Process کیا جاتا ہے۔

۱- Acid Process تیزاب میں ڈال کر صاف کرنے کا طریقہ

۲- Alkali Process الکلی میں رکھ کر صاف کرنے کا طریقہ

۳- Dual soak Process دونوں میں بھگو کر صاف کرنے کا طریقہ

۴- Auto claving Process

ان میں سے کسی ایک یا دو طریقے استعمال کرنے کے بعد Collagen کو مقطر کیا جاتا ہے اور اس کی ساری کثافتوں کو Filter کرنے کے بعد پانی کے جز کو بھاپ بنا کر سکھا دیا جاتا ہے، نیچے دئے ہوئے Diagram میں مقطر کرنے کا ایک طریقہ دکھایا گیا ہے۔

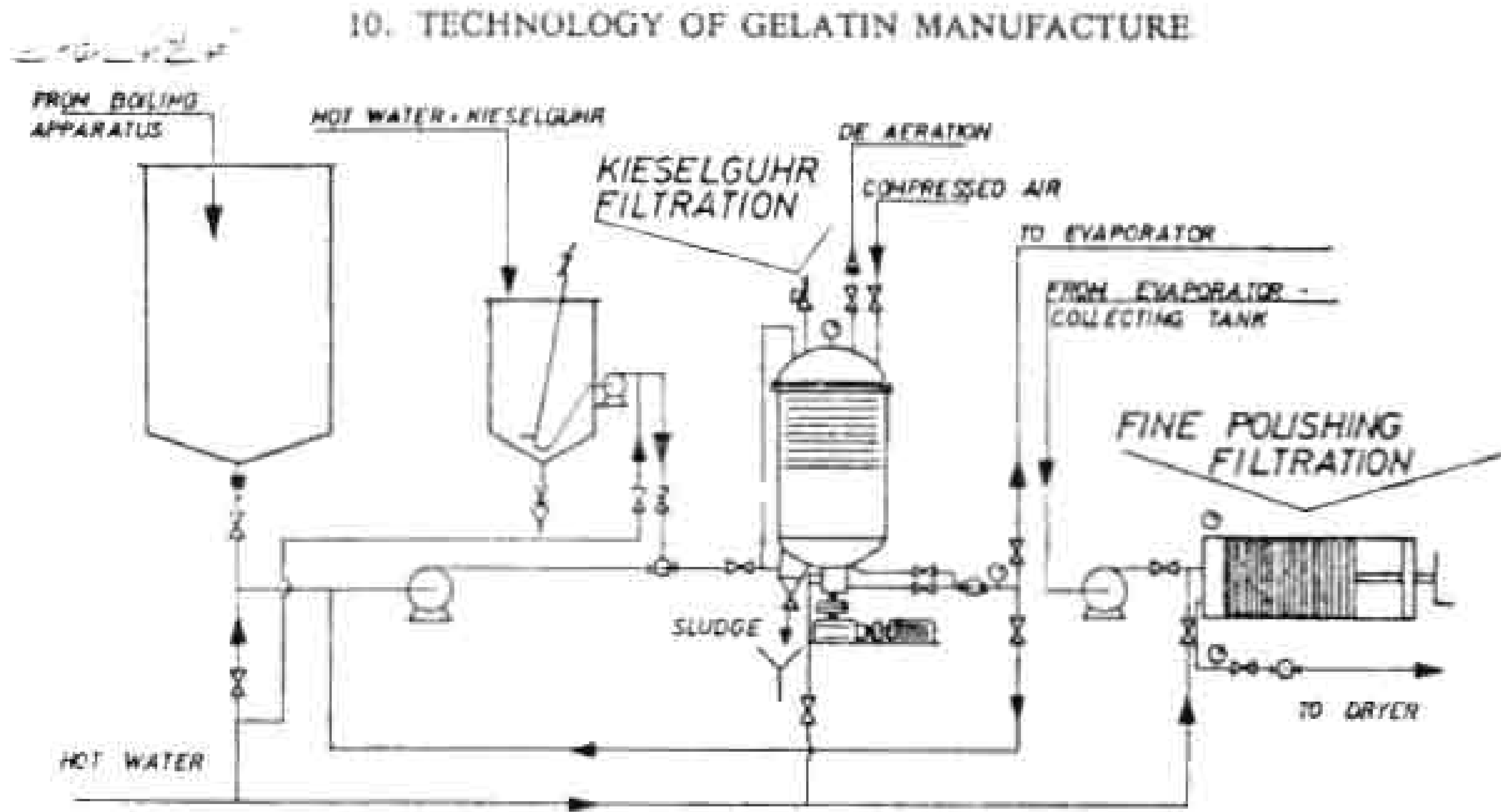



FIG. Flow diagram—gelatin filtration system "Sohenk-Fitterbau."

(مزید تفصیلات کے لئے The Science and Technology of gelatin (1977) ملاحظہ فرمائیے)۔

تیار شدہ جلاٹین میں نہ تو کسی جانور کی کھال یا اس کا اثر باقی رہا اور نہ ہی یہ پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس جانور کی کھال سے اسے تیار کیا گیا ہے۔ سوکھی ہوئی ہڈیاں تو زیادہ تر ذبح کردہ جانوروں سے برصغیر سے درآمد کی جاتی ہیں۔

جلاٹین غذا کے طور پر اسپتالوں میں عام ہے، یہ تقریباً اتنا ہی ہلکا پھلکا ہوتا ہے جتنا پانی، اور آپریشن وغیرہ کے بعد کئی دن تک صرف جلاٹین ہی مریضوں کو دیا جاتا ہے۔

ھ- تنقیح طلب امور

غذائی مرکبات میں استعمال ہونے والا جیلاٹین مسلمانوں کے لئے حلال ہے یا حرام؟ اس سوال کے تین جواب ملتے ہیں:

۱- ہر طرح جلاٹین حرام ہے، حتی کہ اگار اگار سے بنے والا بھی۔

دلیل: حرام جانور (سور)، ناپاک اجزا سے تیار شدہ (ما کثیرہ حرام، قلیلہ حرام)

۲- ہر طرح کا جلاٹین حلال ہے۔

دلیل: (۱) قلب ماہیت، (۲) بالکل نیا مرکب جو اپنی اصل سے بالکل جدا ہے

الف- اللہ تعالی نے صرف لحم الخنزیر حرام کیا ہے، دوسرے اجزا کی حرمت قطعی نہیں احتیاطی ہے۔

ب- کچھ فقہاء دباغت کے بعد سور کی کھال کا استعمال بھی جائز قرار دیتے ہیں، سور کی چربی لکڑی کی کشتیوں وغیرہ پر ملنے کی اجازت بھی ملتی ہے۔

ج- Collagen انسانی غذا کا جز نہیں۔

د- جلاٹین جس process سے گذر کر بنتا ہے ان میں اصل ماخذ کسی شکل میں باقی نہیں رہتا۔

۳- صرف نباتات اور اجناس سے بننے والا محلول (جلاٹین جیسا) حلال ہے بقیہ حرام، مچھلی سے بننے والا جلاٹین پر کوئی جواب نظر سے نہیں گذرا۔

دلیل: جلاٹین کا ماخذ کھال ہو یا ہڈی دونوں حرام/ناجائز۔ ہڈیاں غیر مذبوح جانوروں کی بھی ہوسکتی ہیں، اسی طرح یہ یقین نہیں کہ صرف گائے، بیل، بچھڑے کی کھال سے ہی جلاٹین بنایا گیا ہے، سور کی کھال کا کوئی جز شامل نہیں۔

ملیشیا میں چند گروپ حرام پر مصر ہیں۔ ایران کے فقہا اور عالم عرب کے علماء حلال

کے قائل ہیں۔محتاط مسلمانوں کا بڑا حصہ اس کا قائل ہے کہ صرف نباتات واجناس سے بننے والا جلاٹین حلال ہے، بقیہ حرام۔

یہودیوں میں بھی جو گروپ Kosher کی سختی سے پابندی کرتے ہیں تین حصوں میں منقسم ہیں:

۱-سارے جلاٹین جائز ہیں۔دلیل: (۱) قلب ماہیت، (۲) جن اجزاء سے بنتا ہے وہ انسانی غذا کا جز نہیں، اس لئے اسے غذا ہی تسلیم نہیں کیا جاسکتا، (۳) جلاٹین ایک نیا مرکب ہے۔

۲-صرف Kosher طریقے سے ذبح کردہ جانو [illegible] ا جلاٹین حلال ہے، بقیہ نا قابل استعمال۔

۳-سارے جلاٹین جب تک Kosher نہ قرار دئے گئے ہوں نا قابل استعمال ہیں۔

امید ہے کہ یہ تفصیلات اہم نکات پر غور وفکر کے لئے بنیادی مواد فراہم کردیں گی۔

یہ وہ تفصیلات تھیں جو ہم نے مختلف کتابوں اور ذرائع سے حاصل کرکے یکجا کردیا، ان سے مسئلہ کی تہہ تک پہنچنے اور شرعی نقطۂ نظر واضح کرنے میں یقیناً مدد ملے گی، اب ہم کچھ شرعی وضاحت بھی کرنا چاہتے ہیں اس امید کے ساتھ کہ آپ حضرات علماء اس پر عالمانہ نظر ڈالیں گے۔

اسلام میں حرام وحلال واضح ہیں، اسی طرح قلب ماہیت کی بنیاد پر حلت وحرمت کے احکام بدل سکتے ہیں، یہ اصول بھی حدیث وفقہ سے واضح طور پر ثابت ہے، اسلام نے اصلاح ارض، (بمقابلہ فساد فی الارض) کو ہر معاملہ میں بنیادی اصول قرار دیا ہے، بلاضرورت حرمت کا دائرہ ان اشیاء تک وسیع کردینا جو بداہتاً حرام نہیں ہیں، اسلام کے منشا سے ٹکراتا ہے، شراب کا سرکہ بن جانے سے اس کی حرمت زائل ہوجاتی ہے، گدھے کا گوشت اور ہڈی کان نمک میں نمک بن جانے کے بعد حلال ہوجاتی ہیں، انہی پر قیاس کرکے بہت سے مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے، مفتی کفایت اللہ مرحوم وغیرہ کی ''اسپرٹ'' کی بحث ان بہت سے مفتیان کرام کے لئے

قابلِ غور ہے جو قیاساً کتنی ہی غذائی اور ماکولاتی اشیاء کو حرام کے زمرے میں گردان دیتے ہیں جو نہ لحم خنزیر ہیں اور نہ شحم خنزیر وغیرہ، شراب کا سرکہ بن کر حلال ہو جانے سے کیا یہ اصول اخذ کرنا غلط ہے کہ نہ کسی شئ کی حرمت اس لئے ہے کہ اس کی اصل کیا تھی، اور نہ ہی یہ کہ اس اصل سے کون سے اجزاء دوسری اشیاء میں پائے جاتے ہیں، ورنہ انگور (اور وہ ساری چیزیں جن سے شرابیں بنائی جاسکتی ہیں) بھی حرام اور پانی بھی حرام ہوتا۔

یونیورسٹی میں حلال وحرام کا کورس پڑھاتے وقت مسائل اور دوسرے مذاہب کے اصولوں کی بحث سے یہ بات بہت کھل کے سامنے آتی (حوالہ کے لئے الکحل پر میرا مضمون دیکھا جاسکتا ہے) کہ مذہبی حرمت کی بنیاد اصل کے استعمال تک محدود ہے۔ قلبِ ماہیت کے بعد اگر اصل برقرار نہ رہے تو اس کی حرمت ختم ہو جاتی ہے (چاہے اس کی کراہیت برقرار رہے)۔

بہت سے علماء شراب کی حرمت کا سبب الکحل (Alcohal) قرار دے کر ہر اس چیز کو حرام قرار دے دیتے ہیں، جس میں الکحل کسی بھی مقدار میں موجود ہو، اگر انہیں الکحل کی تعریف کا علم ہوتا تو شاید وہ اپنی رائے پر نظر ثانی کر لیتے، جب ہم کسی سیب یا انگور کے دانے کو دانتوں سے کاٹتے ہیں تو الکحل بننا شروع ہو جاتا ہے، کیا اس کا مطلب یہ کہ ہر وہ پھل جس کو دانتوں سے کاٹتے ہی الکحل بننے کا عمل شروع ہو گیا ہو حرام ہے؟ شراب کی حرمت خامر العقل ہونے کی بناء پر ہے نہ کہ اس کے اجزاء ترکیبی پر، جب بھی کسی مشروب میں سکر کم سے کم اس درجہ پر پہنچ جائے جب وہ خامر العقل ہو جائے تو اس کی حرمت کیمیاوی طور پر ثابت ہو جاتی ہے۔

صرف الکحل کو حرمت کی بنیاد قرار دینے سے بہت سے پیچیدہ مسائل پیدا ہو جاتے ہیں، مثلاً جن کھانوں کے پکانے میں سرخ شراب Red Wine استعمال کی گئی ہو کیا وہ بھی حرام ہیں؟ (یہ ذہن میں رہے کہ پکاتے ہی سرخ شراب کی الکحل اڑ جاتی ہے)، میری نظر میں اس کی حرمت، سدباب ذریعہ کی وجہ سے ہے، نہ کہ اصل کی وجہ سے، تفصیلات میں جائے بغیر

صرف یہ کہوں گا:

۱-بنیادی عناصر میں تغیر کا مفہوم علم کیمیاء کے ماہرین سے معلوم کیا جائے۔

۲-اسلامی معاشرہ کو سد باب ذریعہ کی بنیاد پر حلت وحرمت کا حق حاصل ہے، انفرادی طور پر اس کا فیصلہ شخصی اختیار پر چھوڑ دیا جائے، جلاٹین، آئس کریم، دہی وغیرہ میں شامل اجزاء اسی ضمن میں آتے ہیں۔

# جلاٹین - اور اس کے مآخذ

ڈاکٹر محمد اسلم پرویز ☆

صدر جلسہ و حاضرین کرام!

جیسا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے بطور سائنس کے ایک طالب علم کے، جلاٹین سے متعلق جو میرے پاس معلومات ہیں جسے میں اکٹھا کرسکا وہ آپ حضرات کے سامنے پیش کروں، یہاں پہلی تحریر میں آپ کو کولاجین اور جلاٹین دو نام نظر آرہے ہیں، یہ دونوں نام ایک ساتھ اس لئے ہیں کہ یہ مادّے درحقیقت پروٹین نامی مادّوں کے خاندان کا حصہ ہیں، تمام جاندار کے جسم کو بنانے والے جو اہم ترین مادّے ہیں، ان میں پروٹین ہیں جن کو عموماً اردو میں لحمیات کہا جاتا ہے، کیونکہ ان کی کافی مقدار گوشت میں یعنی لحم میں پائی جاتی ہے، اگر ہم انسان یعنی جانور سے حاصل کرنا چاہیں، اور اگر پیڑ پودوں سے حاصل کرنا چاہیں تو دالوں میں ان کی وافر مقدار پائی جاتی ہے، یہ پروٹین کہلاتے ہیں، دوسری چیز کاربوہائیڈریٹ جس کو اردو میں نشاستہ کہا جاتا ہے، تیسری چیز چکنائی ہے، چوتھی چیز پانی ہے، پھر نمکیات ہیں، وٹامنس ہیں، یعنی ترجیحی اعتبار سے جانداروں کے لئے جو سب سے اہم چیز ہے وہ پروٹین ہیں، جو کہ جسم کو بنانے میں ہر جاندار کے لئے ضروری ہیں، چاہے وہ پیڑ پودے ہوں یا جانور ہوں یا انسان ہوں ہر ذی حیات جاندار کا جسم پروٹین سے بنا ہوا ہوتا ہے، یعنی اس کے جسم میں سب سے زیادہ مقدار پروٹین کی پائی جاتی ہے۔ یہ وہ بنیادی

☆ پرنسپل ذاکر حسین کالج (دہلی یونیورسٹی) نئی دہلی، مدیر مجلّہ "سائنس" نئی دہلی۔

مادّے ہیں جن سے ہر جاندار بنتا ہے، اور یہ اللہ تعالی کی حکمت کا بڑا نادر نمونہ ہے، کہ بظاہر اتنا تنوع ہمیں کائنات میں نظر آتا ہے، انواع واقسام کے پیڑ پودے نظر آتے ہیں، چھوٹے سے لے کر بڑے تک، سمندر سے لے کر ریگستان تک، اور زمین سے لے کر ہواؤں تک یعنی ایسے بھی پودے ہیں جو ہواؤں میں اڑتے ہیں لیکن ہمیں نظر نہیں آتے ہیں، کیونکہ بہت چھوٹے ہیں، اسی طرح جانوروں میں تنوع ہے، لیکن اس کے باوجود بنیادی طور پر دیکھیں تو ہر جانور ہر جاندار ان بنیادی مادوں سے مل کر بنا ہوا ہے، کاربو ہائیڈریٹ، پروٹین، فیٹ، ایک اور مادّہ ہے جو نیوکلیائی مادہ کہلاتا ہے۔ ان مادّوں کو بنانے والے عناصر کو ایٹم کہا جاتا ہے، اگر آپ ان کی تفصیل میں جائیں تو مزید حیرت ناک بات کھلتی ہے کہ صرف کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائیٹروجن، فاسفورس، سلفر، یہ چھ عناصر ہیں، تمام زندہ چیزیں ان چھ عناصر کے مختلف انداز کے مظاہر ہیں، یعنی کسی بھی جاندار کا آپ تجزیہ کرلیں، تو اس کے اندر یہ چھ کے چھ عناصر ملیں گے، مختلف مقدار میں، مختلف مادوں کی شکل میں، تناسب الگ ہے، مادّے کی ماہیت الگ ہے، کیفیت الگ ہے، لیکن بنیاد یہی ہے، یعنی اگر کوئی ایسی مشین ایجاد کرے جس سے ہر جاندار کو اس کے عناصر میں تحلیل کردیا جائے، تو ہر تحلیل کے بعد ہمیں کاربن، ہائیڈروجن، آکسیجن، نائیٹروجن، فاسفورس، سلفر یہ چھ چیزیں ملیں گی، یہ اللہ تعالی کی بے انتہا حکمت کا نمونہ ہے، کہ یہ چھ عناصر جو ہر جگہ پائے جاتے ہیں، مٹی میں بھی موجود ہیں، مٹھی بھر مٹی اٹھا لیجئے اس میں چھ عناصر موجود ہیں، لیکن یہ اللہ تعالی کی حکمت اور اس کی خلاّقی کا نمونہ ہے کہ وہ اس انداز سے ہر ایک کو ترتیب دیتا ہے کہ زندگی وجود میں آتی ہے اور مختلف شکلیں وجود میں آتی ہیں، پورا تنوع نظر آتا ہے۔ تو یہ پروٹین کا وہ خاندان ہے جس کے دو رکن یہ ہیں: کولاجن اور جلاٹین، ان کا نام ایک ساتھ اس لئے لکھے ہیں کیونکہ جلاٹین کی تیاری کے لئے بنیادی طور سے کولاجین کو استعمال کیا جاتا ہے، تو چونکہ جلاٹین کے بنانے میں کولاجین کا استعمال ہوتا ہے، یہی وہ خام مال ہے جس سے جلاٹین بنتا ہے، اس لئے

کولاجین کے اوپر ہم غور کریں گے کہ کولاجین ہے کیا، تو جیسا میں نے آپ سے عرض کیا کہ پہلا نقطہ یہ ہے اور اسے ذہن میں رکھنا چاہئے کہ کولاجین کا تعلق پروٹین کے خاندان سے ہے جس کی میں نے تھوڑی سی وضاحت کردی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کولاجین ریشے کے پروٹین کے زمرے میں آتا ہے، پروٹین کی مختلف شکلیں ہیں، کچھ پروٹین وہ ہیں جو ہمارے جسم میں خامرے بناتے ہیں، جس کو انگریزی میں اینزائمس (Enzymes) کہا جاتا ہے، یہ وہ مادّے ہیں جو ہر طرح کا کیمیائی عمل ہمارے جسم میں کراتے ہیں، جس میں ہاضمے کا نظام بھی شامل ہے، دوسرے پروٹین وہ ہیں جو ساخت بناتے ہیں یہ ریشے والے پروٹین ہوتے ہیں یہ وہ پروٹین ہیں جو ہمارے پٹھوں میں پائے جاتے ہیں، گوشت کو آپ دیکھیں، مسلس (Muscles) کو دیکھیں، یہ ریشہ والا پروٹین ہے، تو کولاجین کا خاندان اسی ریشے والے پروٹین کے زمرے میں آتا ہے۔

تیسرا نقطہ یہ ہے کہ جو ریڑھ دار جانور ہیں یعنی وہ تمام جانور جن کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہیں ان کے جسم میں موجود کل پروٹین کا ایک تہائی کولاجین ہوتا ہے، یعنی اگر کسی جاندار کے جسم میں ساٹھ کیلو پروٹین ہے تو اس میں بیس کیلو کولاجین ہوگا، اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جانوروں کے جسم میں کتنے وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں، اور اس کی وجہ بھی صاف ہے کیونکہ یہ ریشے دار پروٹین ہیں جو جسم کی ساخت اور بناوٹ میں شامل ہے، اس لئے اس کی مقدار نسبتاً زیادہ ہے، یہ وجہ بہت اہم ہے کہ کولاجین سے کیوں جلاٹین بنائی جاتی ہے؟ اور ہمیں اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ جلاٹین ایک تجارتی مادّہ ہے ایک کمرشیل پروڈکٹ ہے، جس کو بنانے والا یا کسی بھی مال کو بنانے والا یا کوئی کاریگر تو یہ جانتا ہے کہ خام مال کو کہاں سے اٹھانا ہے اور اس سے جو چیز میں بناؤں گا اس میں منافع مجھے کتنا مل سکتا ہے، اس لئے کوشش یہ ہوتی ہے کہ خام مال سستا کہاں سے حاصل کیا جائے، اب اس میں یہ ہے کہ اگر ایمانداری کا اصول اس کے

یہاں شامل ہے وہ مومن ہے تو وہ سستا مال جب لینا چاہے گا تو اس کے لئے اس کی کوالیٹی میں کمپرومائز نہیں کرے گا، یعنی گھٹیا مال نہیں اٹھائے گا، بلکہ ارزاں مال کی تلاش کرے گا جس کی ارزانی کی وجہ دوسری ہو، اس کی ایک وجہ اس کا وافر مقدار میں ہونا ہوسکتی ہے، کہ جو چیز وافر مقدار میں پائی جاتی ہے وہ ارزاں ہوتی ہے، حالانکہ اس کی وجہ سے کبھی کبھی ناقدری بھی ہوتی رہتی ہے، پانی بڑی وافر مقدار میں پایا جاتا ہے، اور ارزاں ہے لیکن ہم میں سے اکثر اس کی قدر نہیں کرتے، تو یہ وافر مقدار میں پایا جانے والا پروٹین ہے اس لئے اس کو استعمال کیا جاتا ہے، اس تجارت میں، اس انڈسٹیریل پروڈکٹ میں اس کو لیتے ہیں، کیونکہ یہ خام مال بہت عام ہے، یہ سستا مل جاتا ہے۔

چوتھا نقطہ یہ ہے کہ جانور کے جسم میں سب سے زیادہ مقدار اسی پروٹین کی پائی جاتی ہے۔ ہمارے جسم میں بھی سب سے زیادہ مقدار اسی پروٹین کی ہوتی ہے، یہ اونٹ کے جسم میں بھی ہوگا ہاتھی کے جسم میں بھی ہوگا، گائے کے جسم میں بھی، ہر ایک جانور کے جسم میں سب سے زیادہ پروٹین کولاجین ہوگا۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ اس کے ریشے لیس دار ہوتے ہیں۔ یہ پانی میں نہیں گھلتے ہیں اور نا قابل ہضم ہوتے ہیں، اس کو آپ اس طرح پہچانیں کہ اگر قصاب کی دکان پر آپ گوشت کو دیکھیں تو جن چیزوں سے گوشت ہڈی سے جڑا رہتا ہے، وہ سفید لسلسا سا مادہ جو بہت سخت ہوتا ہے، یہی وہ مادّے ہیں جسے کولاجین کہا جاتا ہے، خاص طور سے جو لوگ پائے کھانے کے شوقین ہیں، اور بھینس کے پائے کھاتے ہیں، تو پائے کے ساتھ یہی سفید حصہ آتا ہے لمبا سا جس کو ہم قصائی سے ذرا سی چوٹ لگوا کے گدوا لیتے ہیں تا کہ گلنے میں آسانی ہو جائے، یہ پانی میں نہ صرف گھلتے نہیں ہیں بلکہ ہضم بھی نہیں ہوسکتے، اگر چہ ان کو بہت زیادہ گرم نہ کیا جائے پکایا نہ جائے، اس لئے جب پائے پکائے جاتے ہیں تو ان میں یہ چیز سب سے دیر میں گلتی ہے اور اگر اس کو قصائی

سے چوٹ نہ لگوائیں تو یہ پورا ٹکڑا گلتا ہی نہیں، بہت سخت بناوٹ ہوتی ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ یہ بھی دیگر پروٹین کی طرح یہ بھی ایمنو ایسڈس سے بنا ہے، اب یہاں نقطہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی کائنات میں جو مادّے ہیں وہ کچھ چھوٹے ہیں کچھ بڑے، جو بڑے مادّے ہیں ان کی اکائی چھوٹی ہیں کچھ بڑے، جو بڑے مادّے ہیں ان کی اکائی چھوٹے مادے ہوتے ہیں، یعنی آپ ایسے سمجھ لیجئے کہ کوئی مادہ ایسا ہے جو گلاس کی طرح ہے تو وہ تو ایک اکائی ہے، کوئی مادہ ہے جو ریل گاڑی کی طرح اتنا بڑا ہے، تو وہ ظاہر ہے ڈبوں سے مل کر ریل گاڑی بنتی ہے اس میں ایک انجن بھی لگتا ہے، تو جس طرح ڈبے مل کے ایک ریل گاڑی بناتے ہیں، اسی طرح جو بڑے مالیکیول، بڑے سالمے ہیں، ان میں چھوٹے چھوٹے سالمے بہت زیادہ ہوتے ہیں، پروٹین کے سالمے جن کا میں نے ذکر کیا ہے جسامت کے اعتبار سے بہت بڑے ہوتے ہیں، تو ان کو بنانے والی جو بنیادی اکائی ہے اسے ایمنو ایسیڈ کہا جاتا ہے، اس کو اردو کی کتاب میں امینی ترشا بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ تیزاب کو ترشا کہا جاتا ہے، اس لئے کہ یہ ترش ہوتا ہے، تو ایمنو ایسیڈ وہ بنیادی مادہ ہے جس سے مل کر پروٹین بنتا ہے، جس طرح ایک عمارت اینٹ سے مل کر بنتی ہے۔

اگلا نقطہ جو نسبتاً اہم ہے وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے میں یہ عرض کردوں کہ ایمینو ایسیڈ قدرتی طور پر بیس طرح کے پائے جاتے ہیں، ان بیس ایمینو ایسیڈس میں دس ایمینو ایسیڈس وہ ہیں جن کو ہم لازمی ایمینو ایسیڈ کہتے ہیں، جو ہر جاندار کی صحت کے لئے بڑے ضروری ہیں، ہمارے لئے بھی بہت ضروری ہیں، ہم جو پروٹین کھاتے ہیں گوشت کی شکل میں، دودھ میں یا دالوں میں ان میں مختلف قسم کے ایمینو ایسیڈ ملتے ہیں، اسی طرح جو ایمینو ایسڈ کا تناسب گوشت میں ہے وہ ارہر کی دال میں نہیں ہے، جو ارہر کی دال میں ہے وہ مونگ کی دال میں نہیں ہے، وہ گوشت میں بھی نہیں ہے، اسی لئے پروٹین لینے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالی کی ہر طرح کی نعمت سے استفادہ کریں، صرف گوشت پر مرکوز نہ رہیں بلکہ دال سے، راجمہ سے سویابین سے

ہر طرح کا پروٹین لیں ، تاکہ ہر طرح کا ایمنو ایسیڈ ہمارے جسم میں پہنچے اور ہمیں وہ قوت وغذائیت عطا کرے جس کے لئے اللہ تعالی نے اس شئ کو پیدا کیا ہے۔

ان بیس ایمنو ایسیڈس میں سے کچھ ایمنو ایسیڈس ایسے ہیں جو خصوصاً اس میں پائے جاتے ہیں، اس میں دو ایسے ہیں جن کا نام گلائسین اور ایلینین ہے کہ ان کی غیر معمولی مقدار کولاجین میں پائی جاتی ہے، یعنی جتنی مقدار کولاجین میں گلائسین اور ایلینین نام کی ایمنو ایسیڈ کی پائی جاتی ہے اتنی مقدار کسی اور پروٹین میں نہیں پائی جاتی ہے، یعنی یہ ان کا ایک انفرادی وصف ٹھہرا، نمبر ا: کولاجین کا پہلا انفرادی وصف یہ ہے کہ ان کے اندر گلائسین اور ایلینین نام کے ایمنو ایسیڈ نسبتاً زیادہ پائے جاتے ہیں، دوسری امتیازی خصوصیت جو صرف کولاجین کے ساتھ خاص ہے وہ یہ ہے کہ اس میں پرولین نامی ایمنو ایسیڈ کی مقدار زیادہ ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ اس میں ہائڈروکسی پرولین نامی ایمنو ایسیڈ پایا جاتا ہے، یعنی ان بیس ایمنو ایسڈس میں سے ایک ایمنو ایسڈ ہے ہائڈروکسی پرولین ، یہ صرف اور صرف کولاجین میں پایا جاتا ہے اور کہیں نہیں پایا جاتا ہے، اس سے اس پروٹین کی کچھ خصوصیات واضح ہوجاتی ہیں ۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ ایمنو ایسیڈ صرف کولاجین اور الاسٹین نامی دوسرے ریشے دار پروٹین میں پائے جاتے ہیں، میں نے آپ کے سامنے کولاجین کا ذکر کیا، الاسٹین ریشے دار پروٹین کی دوسری ایک قسم ہے، یہ نسبتاً کم سخت ہوتی ہے اور اسے آپ اس طرح سمجھیں کہ یہ کھال کا جزء ہوتی ہے، ہماری کھال نسبتاً کم سخت ہے، بہ نسبت ان ریشوں کے جن کو رباط یا انگریزی میں ٹینڈن کہا جاتا ہے، جس میں کولاجین کی اکثریت ہوتی ہے، تو کولاجین کی انفرادیت یوں ابھر کے آئی کہ اس میں ہائیڈرکسو پرولین پایا جاتا ہے جو کہیں نہیں پایا جاتا، پرولین کی مقدار کافی زیادہ ہے، اور گلائسین اور الینین کی غیر معمولی مقدار اس میں پائی جاتی ہے، اس کی وجہ سے اس پروٹین کی ایک انفرادی حیثیت بن جاتی ہے، اور جب تک یہ انفرادی حیثیت اس کی قائم ہے، یہ پروٹین

اس شکل میں قائم ہے کہ جب یہ پروٹین ختم ہوتی ہے تو کولاجین نہیں رہتا ہے۔ کسی اور شکل میں چلا جاتا ہے جو بھی کیمیائی ساخت اس کو دی جاتی ہے، قدرتاً یا مصنوعی طور سے۔ پھر کولاجین کے وجود کے بارے میں ذکر کیا جائے کہ وہ کہاں پائے جاتے ہیں؟ تو وہ جانوروں کے بہت طرح کے رباط جسے انگریزی میں ٹینڈن (Tendon) کہا جاتا ہے، ان میں، کھال کے ریشوں میں، خون کی نسوں میں، ہڈی میں اور نرم ہڈی میں، ایک ہڈی سخت ہوتی ہے اور ایک ہڈی نرم، جس سے ہمارے کان اور ناک بنے ہیں، جس کو انگلش میں کارٹیلیج کہا جاتا ہے، عام اردو میں کرکری ہڈی کہا جاتا ہے، یہ ہر جانور میں پائی جاتی ہے۔

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ ہائیڈروکسی پرولین کی وجہ سے ان میں سختی سی ہوتی ہے، اسی لئے یہ بات نوٹ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اسی میں یہ وصف رکھنا تھا اس لئے ہائیڈروکسی پرولین صرف کولاجین کو دیا کیونکہ سختی چاہئے تھی جو اس ایمنو ایسیڈ کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے ان کے اندر یہ پروٹین رکھا گیا۔

اگلا نقطہ یہ ذہن میں رکھنے کا ہے کہ دوسرے ریشہ دار جو پروٹین ہیں جیسے الاسٹین اس میں کولاجین کی مقدار کم ہوتی ہے، یہ نرم ہوتا ہے، کھینچا جا سکتا ہے، یہ کھال، خون کی نسوں وغیرہ میں پایا جاتا ہے جیسا کہ میں نے آپ سے ابھی عرض کیا، یعنی ریشے دار پروٹین اس زمرے میں دو ہو گئے، ایک الاسٹین ایک کولاجین، الاسٹین خصوصی طور سے کھالوں میں اور نسوں میں پایا جاتا ہے کیونکہ اس میں کھنچاؤ ہوتا ہے، الاسٹین کا لفظ ہی الاسٹک سے بنا ہے یعنی وہ چیز جسے کچھ کھینچا جا سکے، الاسٹک ایسا وصف ہے جس میں یہ صلاحیت وطاقت ہوتی ہے کہ اس سے کوئی چیز کھینچی جائے تو وہ کھنچ جائے اور جب اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ واپس آجائے، الغرض دو طرح کے مادّے ہیں ایک کولاجین ہے جس میں سختی زیادہ ہے، اس سختی کی زیادتی کی وجہ سے ہائیڈروکسی پرولین کی خصوصی موجودگی، دوسرا ریشہ دار مادہ ہے الاسٹین، اس میں نسبتاً یہ کھنچاؤ اور یہ سختی کم ہے،

یہاں ایک تصویر ہے جو مائیکروخوردبین سے لی گئی ہے، یہ کٹی ہوئی ہڈی ہے۔ اس کے اندر کیسی ساختیں دکھتی ہیں، اس کی مزید وضاحت یہاں پر ہوتی ہے، یہ شکل کی مدد سے دکھایا گیا ہے کہ یہ لمبی لمبی شکل جو رسّی کی طرح دکھتی ہے یہ کولاجین ہے، اس لئے ''کولاجین فائبرس'' لکھا ہوا ہے یعنی کولاجین کے ریشے اور دھاگے، ان کے بیچ میں جو مادے ہیں یہ دوسرے مادے ہیں جن سے سردست ہمیں سروکار نہیں ہے، یہ اس طرح کے ریشے ہیں، اس کی شکل بالکل اسی طرح ہے کہ جب ہم RCC کی چھت ڈالتے ہیں، تو لوہے کا جال بچھاتے ہیں، آگے اس کی ایک اور تصویر ہے جس سے اس کی وضاحت ہوگی، کہ یہ جال بنانے کے بعد اس میں دوسرے مادّے اللہ تعالی بھر دیتا ہے جس کی مدد سے ان میں مضبوطی اور سختی آتی ہے۔ اس پروٹین کے ریشے نہایت باریک اکائیوں پر مشتمل ہوتے ہیں، جن کو فائبر کہا جاتا ہے، دیکھئے تصویر میں یہ جو ایک باریک دھاگا نظر آرہا ہے یہ فائبر کہلاتا ہے، یہ باہم بہت سارے مل کے وہ ریشہ بناتے ہیں جس سے مل کر پھر یہ رباط بنتا ہے، یعنی کئی درجے ہیں اس کے، استحکام کے، تنظیم کے یا آرگنائزیشن کے۔ پہلے جو ہمیں نظر آتا ہے وہ رباط ہے، اس کے بعد اس میں باریک ریشے ہیں، اس کے بعد ان کو بنانے والے مزید باریک ریشے ہیں، اس میں دیکھئے کہ کتنی دلچسپ باتیں ہیں، اللہ تعالی نے اس کے اندر اتنی مضبوطی دی ہے کہ یہ اپنے وزن سے دس ہزار گنا زیادہ وزن برداشت کرسکتے ہیں، یہ اللہ تعالی کی کتنی بڑی نعمت اور حکمت ہے، یہی وہ قوت ہے جو ہماری مسلس میں ہے، جو چیز کو تھامتی ہے، خود ہمارا وزن تھامتی ہے، جب ہم چلتے ہیں تو ہمارے وزن کو سہارا دیتی ہے، چلنے کے دوران ان مسلس کے اندر ہزاروں قسم کے عملات ہوجاتے ہیں۔ ہمیں صرف یہ دکھتا ہے کہ ہم استحکام کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں یا چل رہے ہیں، یا لڑکھڑائے تو سنبھل گئے، اس میں ہزاروں قسم کے پروٹین، کتنے کھنچے کتنے سکڑ گئے، کیا کیا کیمیائی عمل ہوگئے، ہمیں نہیں سمجھ میں آتا۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ یہ مضبوطی میں اسٹیل کے تار سے زیادہ پائیدار اور مضبوط ہوتے ہیں،

یعنی یہ ریشہ جو اللہ تعالی کا بنایا ہوا ہے یہ اسٹیل سے زیادہ پائیدار ہے، اور یقیناً کبھی اسے زنگ نہیں لگتا، ہاں ایک زنگ لگتا ہے وہ یہ کہ جب چالیس سال سے اوپر جاتے ہیں تو جوڑوں میں اور گھٹنوں میں درد، اینٹھن، شروع ہو جاتی ہے، جس کا شکار آج میں ہوں، اس کی خاص وجہ یہ ہوتی ہے کہ کولاجین میں کیمیائی تبدیلیاں آنے لگتی ہیں اور اس کی سختی بڑھنے لگتی ہے، اور یہ چٹخنے والے مادے کی شکل میں جس کو برٹل کہتے ہیں، نازک ہونے لگتا ہے، جس سے اس میں ٹوٹ پھوٹ ہونے لگتی ہے اور سختی بڑھتی ہے، اب اس کے پیچھے مختلف وجوہات ہیں کیونکہ یہ رباط جسم میں جن حصوں میں پائے جاتے ہیں، ان کے اردگرد کے ماحول پر مادے اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کی سختی کے اوپر بھی، وہ مادے مختلف لوگوں میں مختلف وجوہات سے الگ الگ شکل اختیار کرتے ہیں، وہ ایک پورا الگ موضوع ہے۔ یہ خوردبین مائیکرواسکوپ کی مدد سے لی گئی ایک تصویر ہے، کہ حقیقتاً یہ ریشے کیسے نظر آتے ہیں، بالکل رسیوں کی مانند ہیں، اور یہ تقریباً ایک لاکھ گنا بڑی کی گئی تصویر ہے جب یہ شکل ہمیں نظر آئی، یعنی الیکٹرون مائیکرواسکوپ جس کو الکٹرانک خوردبین کہا جاتا ہے، اس کی مدد سے اس شکل کو دیکھا گیا ہے، کہ کولاجین کے ریشے کس انداز کے ہوتے ہیں۔

اگلا نقطہ نوٹ کرنے کا یہ ہے کہ کولاجین میں جو ایمنو ایسیڈ پائے جاتے ہیں ان میں غذائیت بہت کم ہوتی ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غذائیت کے لئے جو اہم ایمنو ایسیڈس ہیں وہ اس میں نہیں پائے جاتے، یعنی غذائی نقطہ نظر سے کولاجین کی ویلیو یا قدر لگ بھگ صفر ہے، کولاجین کے باریک ریشے یعنی فائبرس جن اجزاء سے مل کر بنتے ہیں، ان کو ٹروپوکولاجین کہا جاتا ہے، یہ ایک اور اصطلاح ہے جس کی وضاحت اگلی شکل میں ہو جائے گی، میرے خیال میں پہلی شکل دیکھ لیں، پھر وضاحت ہوگی، دیکھئے ہم نے وہاں پہلے ریشہ دیکھا تھا، اس باریک ریشے کو یہاں پر مزید بڑا کیا گیا ہے، یہ جو سب سے نیچے رسی آپ کو دکھتی ہے اس میں آپ دیکھیں گے جیسے رسی بٹی ہوئی ہے جس میں لال، ہرا اور نیلا تین رنگ کے ریشے شامل ہیں، جیسے تین یہاں

الگ الگ آتے ہیں، ان تینوں ریشوں کو بٹ کے وہ باریک ریشہ تیار ہوتا ہے جس سے بڑا ریشہ بنتا ہے اور اس بڑے ریشے سے رباط بنتا ہے، اس کی تفصیل میں آپ جائیں تو یہ چھوٹا سا اس کا حصہ وہاں پر بڑا کر کے دکھایا گیا ہے اور یہاں پر یہ مالیکیول جو پورا ٹروپوکولاجین کہلاتا ہے، اور اس کی مزید بڑی تصویر دیکھیں تو اس طرح کے سالمے اس میں نظر آتے ہیں، جس میں یہ اس کا گول سر ہے اور لمبا جسم ہے، یہ دوسرا گول یعنی ایک طرح سے سیدھے ہتھوڑے کی سی شکل ہے، جس ساخت میں یہ جسم کے اندر پائے جاتے ہیں، اسی شکل میں میں نے اس بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ پروٹین آخر جسم میں بنتے کس طرح ہیں، ان پروٹین کی تیاری کیسے ہوتی ہے، اس کے لئے کچھ قدرتی اجسام پائے جاتے ہیں، ہر سیل میں ہمارے جسم میں، بلکہ ہر جاندار کے جسم میں، جن کو رائبوزوم کہا جاتا ہے، اور جو اوپر آپ کو شکل نظر آرہی ہے یہ رائبوزوم سے بہت چھوٹے جزء ہوتے ہیں، سیل کے اندر ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ مختلف ایمنو ایسیڈس کو ایک خاص ترتیب میں جوڑ کر پروٹین بنا دیتے ہیں، یہاں ایمنو ایسیڈس کو جوڑ کر پروٹین بنانے کا عمل بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ حروف کو اکٹھا کر کے ہم لفظ کی تشکیل کرتے ہیں، کہ الف اور ب کو ملایا تو اب بن گیا، اور ت اور کاف ملایا تو اب تک ہو گیا، لیکن ان سے جتنے الفاظ بنے آپ دیکھیں ڈکشنری بھری پڑی ہے، یعنی لاکھوں کروڑوں ان کی ترتیب تیار کی جاسکتی ہے، اسی طرح اس بیس ایمنو ایسیڈس کو الٹ پلٹ کر کے لاکھوں کروڑوں طرح کے پروٹین تیار کئے جاسکتے ہیں، اور یہاں پر کولاجین کی تیاری کا عمل دکھایا گیا ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ کولاجین کو تحلیل کر کے جلاٹین بنائی جاتی ہے، اس تحلیل کو ہائیڈرولائسس کہتے ہیں، یعنی تحلیل کا وہ خاص عمل جس میں پانی کا استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ لائسس کا مطلب ہے توڑنا اور ہائیڈرو کا مطلب ہے پانی، یعنی پانی کی مدد سے کسی چیز کو تحلیل کرنا، یہ عمل تیزاب اور الکلی دونوں کی مدد سے کیا جاسکتا ہے، دونوں طریقے استعمال کئے جاتے

ہیں کولاجین کو گلا کر اور تحلیل کر کے جلاٹین بنانے کے لئے جانور کی ہڈیاں یا کھال وغیرہ ایک بڑے برتن میں تیزاب میں ایک مخصوص مدت کے لئے ڈال دی جاتی ہیں، یہ مخصوص مدت کمپنیوں کا ایک تجارتی راز ہے اس کو ٹریڈ سکریٹ کہا جاتا ہے، کیونکہ جتنا یہ استحالہ سے گذریں گی اتنی ہی تحلیل ہوں گی، اتنے ہی کوالٹی میں فرق پڑتا ہے، الکلی عمل وہی پرانا اور روایتی طریقہ ہے جس میں با قاعدہ ایک طرح سے چونے کی کنڈیاں بنائی جاتی ہیں، گڈھے اور بڑے بڑے ناند بھی استعمال ہوتے ہیں، اس میں چونے کے پانی میں ہڈیوں کو ساٹھ دن کے لئے ڈال دیا جاتا ہے، کھال کو سوڈا کاسٹک کے سولوشن میں کم مدت کے لئے رکھا جاتا ہے، بعد ازاں ان کو دھو کر الکلی کے اثر کو زائل کیا جاتا ہے، یہ عمل دونوں میں کیا جاتا ہے کہ ان دونوں چیزوں کو یعنی کھال اور ہڈی کو تیزاب سے گلائیں یا الکلی سے گلائیں، گلانے کا عمل مکمل ہونے کے بعد ان کو دھویا جاتا ہے، تا کہ تیزابیت اور الکلی کا اثر زائل ہو جائے، اس کے بعد تیزاب یا الکلی کے مراحل سے گذرتے ہوئے ان اجزاء سے گرم پانی کی مدد سے جلاٹین کا محلول یا گھول تیار کیا جاتا ہے، جس میں چار سے سات فیصد جلاٹین ہوتی ہے، یعنی بہت ہی ڈائیلیوٹ یا کم قوت کا محلول یا سلوشن ہمیں جلاٹین کا ملتا ہے، اس کو چھان کر صاف کر کے خالص کیا جاتا ہے، جس میں پھر ۲۵ سے ۳۰ فیصد تک جلاٹین ہوتی ہے، اس کو خشک کر کے پاوڈر کی شکل میں تیار کر لیا جاتا ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ جلاٹین کی ظاہری ساخت، شکل، رنگت، ذائقہ، بو ہر چیز کولاجین سے مختلف ہوتی ہے، کیوں کہ کیمیائی عمل سے گذرنے کے بعد اور تحلیل ہونے کے بعد ایک نئی چیز وجود میں آتی ہے۔

دوسرا نقطہ یہ ہے کہ جلاٹین ایک الگ قسم کا کیمیائی مادّہ اور پروٹین ہے جو کولاجین سے مختلف ہے، یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ جلاٹین کا مادّہ اور جلاٹین بالکل الگ چیز ہے، کولاجین کے مقابلہ میں اور اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ جلاٹین کتنی نرم ہوتی ہے اس کا اندازہ ان لوگوں کو ہوگا

جنہوں نے وہ آئس کریم کھائی ہو جس کو کون میں رکھ کر دیا جاتا ہے جس کو سافٹی کہا جاتا ہے، سافٹی آئس کریم جس کو بچے بہت شوق سے کھاتے ہیں، اور ہم میں سے بہت سے حضرات نے کھائی ہوگی، وہ اتنی نرم ہوتی ہے کہ اس میں ہونٹ یا زبان لگانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی سیدھے اندر چلی جاتی ہے، اس میں یہ پھولا پن جس کو فلافینس کہتے ہیں، وہ جلاٹین کی وجہ سے آتا ہے، کہاں یہ مادّہ اور کہاں وہ کولاجین کہ جو نہ گلتا ہے اور نہ پانی میں ہضم ہوسکتا ہے، جب کہ یہاں اس کی ساخت بالکل بدل گئی ایک دوسری چیز وجود میں آگئی، کہ وہ کولاجین تھا یہ جلاٹین ہے۔

اگلا نقطہ یہ ہے کہ کولاجین میں پائے جانے والا کوئی بھی مخصوص مادہ جلاٹین میں نہیں ہے، یعنی اس کی ہائیڈروکسی پرولین یا پرولین یا ان کی مقداریں زیادہ ہونا، گلائسین اور الینین کی جو خصوصیت تھی وہ جلاٹین میں نہیں پائی جاتی، کیوں کہ یہ سائنسی اصول ہے کہ تبدیلیاں کائنات میں دو طرح کی ہوتی ہیں: ایک کو ہم ظاہری تبدیلی کہتے ہیں یعنی فزیکل چینج جس میں چیز اپنی ظاہری شکل بدلتی ہے لیکن اس کی کیمیائی شکل، ساخت، تاثیر، خواص، خاصیت وہی کی وہی رہتی ہے، مثال کے طور پر پانی کا جم کر برف بن جانا، برف کا پگھل کے پھر پانی بن جانا، پانی کا بھاپ بننا، بھاپ کا تبخیر کے عمل سے واپس پانی بن جانا، یہ طبعی تبدیلیاں ہیں، اس تبدیلی سے گذرا ہوا مادہ اپنی خاصیت قطعاً نہیں بدلتا، اس کے برخلاف دوسری تبدیلی کیمیائی تبدیلی ہے، اس کا پہلا اصول یہ ہے کہ اس تبدیلی کے لئے جو خام مال استعمال کیا جاتا ہے، تبدیلی کے بعد اس کی خاصیت، بناوٹ، ہر چیز خام مال سے بالکل الگ ہوتی ہے، مثال کے طور پر ہرے پودوں میں قدرتاً جو ضیائی تالیف کا عمل ہوتا ہے، اللہ تعالی نے ہرے رنگ میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ شکر سازی کرتا ہے اور گلوکوز بناتا ہے یہ گلوکوز کاربن ڈائی اکسائیڈ اور پانی کے ملنے سے بنتا ہے، کاربن ڈائی اکسائیڈ اس وقت ہوا میں موجود ہے، پانی بھی موجود ہے، لیکن یہاں وہ مکینزم نہیں ہے، اس لئے یہاں کاربن ڈائی اکسائیڈ اور پانی مل کر گلوکوز نہیں بنے گا، تو پانی اور کاربن ڈائی

اکسائیڈ مل کر گلوکوز بننا ایک کیمیائی عمل ہے، کیوں کہ گلوکوز میں نہ کوئی خاصیت کاربن ڈائی اکسائیڈ کی ہے نہ پانی کی، یہ ایک الگ کیمیائی مادّہ ہے، تو کیمیائی تبدیلی وہ تبدیلی ہے جس کے نتیجہ میں بننے والی چیز اس چیز سے یکسر مختلف ہوتی ہے جس سے وہ بنی ہے، اسی طرح جلاٹین سازی ایک کیمیائی عمل ہے، لہذا جلاٹین کولاجین سے یکسر مختلف چیز ہے۔

اصلاح/تصحیح بقلم خود
محمد اسلم پرویز
۱۵/اگست ۲۰۰۸ء

# جلاٹین اور اس کے حصول کے ذرائع

ڈاکٹر اصغر علی ☆

جلاٹین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک Product ہے جو کہ جانوروں کی آنتوں، ہڈیوں اور کھالوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کہ کبھی بھی اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں ہوتا۔

جلاٹین حاصل ہونے کے ذرائع عام طور سے جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں جس میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے جس سے عام طور پر Hard Capsule بنتے ہیں۔

## جلاٹین بنانے کے مختلف طریقے

۱- سوکھی ہوئی ہڈی یا کھال کو صاف کرنے کے بعد اس کو 5% Hd (ایک طرح کے تیزاب) میں دس سے پندرہ دن تک رکھتے ہیں، جو ایک کیمیکل کی شکل اختیار کر لیتا ہے جسے Dicalcium Phosphate کہتے ہیں پھر اس کیمیکل کو 10% Lime (چونا) میں چار سے آٹھ گھنٹے تک رکھتے ہیں اس کے بعد چونے سے نکال کر اس کو گرم پانی میں ڈالتے ہیں پھر اس کو ٹھنڈا کر کے خشک کرتے ہیں اور اس کی نمی کو اڑانے کے بعد پیس کر جلاٹین بناتے ہیں۔

۲- بچھڑے کی کھال کو دھو کر 10% Lime چونا میں چھ سے بارہ گھنٹے تک رکھتے ہیں

☆ جامعہ ہمدرد، نئی دہلی۔

پھر چونے سے نکال کر اس کو گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں، پھر مندرجہ بالا پہلے طریقہ کے مطابق جلاٹین بنا لیتے ہیں۔

۳-خنزیر کی کھال کو صاف کر کے دھو کر 1-5% Hcl (تیزاب) میں دس سے تیس گھنٹے تک رکھتے ہیں پھر تیزاب سے نکال کر گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں پھر مندرجہ بالا طریقہ سے جلاٹین حاصل کرتے ہیں۔

استعمال:

میڈیکل میں جلاٹین عام طور پر کیپسول بنانے میں استعمال ہوتا ہے اس سے نرم اور سخت دونوں قسم کے کیپسول بنائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پیسٹ، Passted, Coffee سرکہ کے بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے، نیز مصنوعی جوس میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

# الکحل اور اس کی مختلف شکلیں

ڈاکٹر اصغر علی ☆

الکحل کی کئی قسمیں ہیں جس میں دو مشہور ہیں:

۱-میتھائیل الکحل

۲-ایتھائیل الکحل

جس میں صرف ایتھائیل الکحل ہی کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، جو دماغ اور اعصاب کو خاص طور پر متاثر و معطل کرتا ہے جس کی وجہ سے یادداشت، توجہ اور فیصلہ کی قوت ختم ہوجاتی ہے، اس کا لگاتار استعمال، بے خوابی اور نفسیاتی طور پر معذوری کو پیدا کرتا ہے، مرکزی اعصابی نظام کے علاوہ اس کے اثرات پھیپھڑوں، عضلات اور معدہ، جگر گردوں پر بھی ہوتے ہیں، وہ دوائیں جو منوم ہوتی ہیں ان میں الکحل کا استعمال ضروری نہیں ہے، البتہ وہ افیم کی وجہ سے تنویم کا اثر رکھتی ہیں نہ کہ الکحل کی وجہ سے۔

## الکحل کی مختلف شکلیں ہیں

جن میں وھسکی، رم، برانڈی، الکٹریفائیڈ، پروفڈ اسپرٹ، لیکور یعنی بیئر، اسپرٹ، شیمپین وغیرہ معروف ہیں۔

☆ جامعہ ہمدرد، نئی دہلی۔

الکحل کا استعمال خاص طور پر دواؤں کو گھولنے کے لئے ہوتا ہے چونکہ اس کا اثر جلد پر ٹھنڈا ہوتا ہے اس لئے بخار، اور درد کو کم کرنے کے لئے اس کا استعمال زیادہ ہوا کرتا ہے، کھانسی کے شربت میں بھی اس کا استعمال ہوا کرتا ہے۔

سمیت اور زہر کو ختم کرنے کے لئے جانوروں کے خون سے خون لے کر Anti Body ٹیکے بنائے جاتے ہیں، لیکن دواؤں میں خون کا استعمال نہیں ہوتا۔

# کیپسولس کی تیاری کے مراحل اوراس میں استعمال ہونے والے مادے

حصہ اول سخت کیپسولس

جلاٹین کے بنے کیپسولوں کے موجد کے طور پر بالعموم دوفرانسیسیوں موقس اور ڈبلینک کے نام لئے جاتے ہیں، ان کی ایجاد جن کو مارچ اور دسمبر ۱۸۳۴ء میں پیٹنٹ کا درجہ دیا گیا وہ ایک جز، زیتون نما، جلاٹین کے بنے ہوئے کیپسول تھے جن کو بھرنے کے بعد گرم جلاٹین کی ایک بوند سے بند کردیا جاتا تھا۔ دوجز کیپسول جوکہ زمانۂ حال میں رائج ہیں لندن کے باشندے جیمس مرڈوک نے ۱۸۴۸ء میں ایجاد کئے جنہیں ۱۸۶۵ء میں پیٹنٹ کیا گیا۔

کیپسولس نہ صرف یہ کہ اچھے دکھائی دیتے ہیں، استعمال کرنے میں آسان ہوتے ہیں اورانہیں بہ آسانی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاسکتا ہے، بلکہ یہ بغیر پریشانی کے آسانی سے نگلے جاسکتے ہیں، چکنے ہوتے ہیں اور بے ذائقہ ہوتے ہیں، لہذا یہ بہت جلد عوام الناس میں مقبول ہوگئے ان کا بے ذائقہ ہونا ان دواؤں کے بہ آسانی استعمال کی راہ کھولتا ہے جو بدذائقہ اور ناگوار بووالی ہوتی ہیں۔ یہ ہر کفایت طریقے سے بڑی تعداد میں اور مختلف رنگوں میں تیار ہوتے ہیں، ان میں سے دوائیں صحیح مقدار میں بہ آسانی بھری جاسکتی ہیں اوران کو مہر بند کرنے کے لئے ایک ہلکے سے دباؤ کی ضرورت ہوتی ہے اوراس کو محفوظ رکھنے کے لئے کسی قسم کی آمیزش کی ضرورت

☆ ماہرین کی رپورٹ بواسطہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا۔

نہیں ہوتی، جیسا کہ قرص (ٹیکہ،ٹیبلیٹ) بنانے کے لئے ہوتی ہے۔

کیپسولس کا استعمال بالعموم بہت تیزی سے حل ہونے والے کیمیائی مادوں، مثلاً پوٹاشیم کلورائڈ، پوٹاشیم برومائڈ، یا امونیم کلورائڈ وغیرہ کو بھرنے کے لئے نہیں کیا جاتا ہے، کیونکہ معدے میں ان دواؤں کے بہت تیزی اور بہت جلد داخل ہونے سے طبیعت اور معدے میں گرانی آسکتی ہے۔

کیپسولس میں بڑھنے والے اور پگھلنے یا نمی جذب کرنے والے مادوں کو نہیں بھرنا چاہئے، کیونکہ بڑھنے والے مادوں کے باعث کیپسولس نرم ہو سکتے ہیں جب کہ پگھلنے یا نمی جذب کرنے والے مادوں کی موجودگی کے باعث کیپسول خشک ہو کر کمزور ہو سکتے ہیں اور آسانی سے ٹوٹ سکتے ہیں بعض اوقات کیپسولس میں موجود نمی کو برقرار رکھنے کے لئے دواؤں کے سفوف میں جامد روغن کی ایک قلیل مقدار ملادی جاتی ہے۔

## کیپسولس کی تیاری میں استعمال ہونے والا خام مال

ایک دوسرے میں پیوست ہونے والے دو جز کیپسول (Telescopic) بنیادی طور پر جلاٹین سے بنائے جاتے ہیں جن کی تیاری میں منظور شدہ رنگوں، غیر شفاف بنانے والے مادوں، چکنا بنانے والے مادوں اور محفوظ رکھنے والے مادوں کی قلیل مقدار بھی استعمال کی جاتی ہے۔ کیپسولس میتھا ئیل سیلولوز، پولی ونائل الکحل اور ڈینچرڈ جلاٹین سے تیار کئے جاتے ہیں تاکہ یہ بہ آسانی معدے میں حل ہوسکیں۔ ان کی تیاری کے لئے جلاٹین کے محلول میں اسٹیل سے بنی مولڈ پن ڈالی جاتی ہیں اس کے علاوہ دوسرے طریقے سے بھی کیپسول بنائے جاسکتے ہیں، مثلاً جلاٹین کے محلول کو شکل دے کر لیکن پن (پتلی پتلی نلکی نما چھڑ) مشین کا استعمال بڑے پیمانے پر کیپسول بنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

جلاٹین ایک مختلف العناصر مادہ ہے جو کہ جانوروں کے کیمیائی عوامل سے گذر کر (Collagen) کی مدد سے بنایا جاتا ہے اور یہ کہیں بھی قدرتی طور پر نہیں پایا جاتا ہے، اس کی کیمیائی اور طبعیاتی خصوصیات براہ راست جانوروں کے (Vcollagen) اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیائی مادوں وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں۔(Collagen) کو حاصل کرنے کا بنیادی ماخذ جانوروں کی ہڈیاں، کھال کے حصے اور خنزیر کے نیم بستہ گوشت کی اوپری پرت ہے، ہڈیوں اور کھال سے حاصل کیا جانے والا جلاٹین تجارتی مقدار میں دنیا کے مختلف حصوں میں بہ آسانی دستیاب ہے۔

ٹائپ 'A' جلاٹین تیزاب کے کیمیائی عمل سے گذرے (Precursor) سے حاصل کیا جاتا ہے اور (pHq) کی حدود میں آئسو الکٹرک پوائنٹ ظاہر کرتا ہے جب کہ ٹائپ 'B' جلاٹین الکلی کے کیمیائی عمل سے گذر کر (Precursor) سے حاصل کیا جاتا ہے اور (pH4.7) کی حدود میں آئسو الیکٹرک پوائنٹ ظاہر کرتا ہے، حالانکہ کیپسول کسی بھی ٹائپ کے جلاٹین سے تیار کئے جاسکتے ہیں، لیکن عام طور پر دونوں اقسام کے جلاٹین کے مکسچر کی مدد سے کیپسول بنائے جاتے ہیں، تیار شدہ کیپسول کے طبعیاتی خواص میں جلاٹین کی قسم کے باعث کسی قسم کا قابل ذکر فرق نہیں پایا جاتا۔

سخت قسم کے کیپسول بنانے کے لئے عام طور پر ہڈی اور خنزیر کے گوشت کی پرت (کھال) حاصل کردہ جلاٹین سے بنائے جاتے ہیں، ہڈی سے حاصل کردہ جلاٹین کے کیپسول سخت ہوتے ہیں لیکن غیر شفاف ہوتے ہیں اور آسانی سے ٹوٹ سکتے ہیں، خنزیر کے گوشت سے بنا جلاٹین کیپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے۔

جلاٹین بنانے کے میدان میں حال میں کچھ نئی تبدیلیاں آئی ہیں، ٹائپ 'B' جلاٹین بنانے کے لئے تازہ ہڈیاں استعمال میں آنے لگی ہیں، ان ہڈیوں میں لگے خلیوں اور نسیج

(Tissue) اور چربی کے ٹکڑوں کو الگ کیا جاتا ہے اوران کیمیائی مادوں سے بھی صاف کیا جاتا ہے جیسا کہ پرانی ہڈیوں کے لئے کیا جاتا تھا، تیارشدہ جلاٹین میں پرانی اورنئی تازہ ہڈیوں کا کوئی فرق ظاہر نہیں ہوتا۔

# تیسرا باب

# فقہی نقطۂ نظر

## تفصیلی مقالات:

# قلبِ ماہیت اور حلت وحرمت اور طہارت ونجاست میں اس کا اثر

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ☆

شریعت نے بعض احکام انسان کے افعال سے متعلق کئے ہیں، اور انسان کے فعل میں معمولی تغیر وتبدیلی سے حکم بدل جاتا ہے، اس کی مثال خاص کر عبادات ہیں کہ تھوڑے سے تفاوت اور فرق سے جائز و ناجائز اور مستحب ومکروہ کا حکم بدلتا رہتا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور یہ صریح وقوی نص سے ثابت ہے، بعض احکام اشیاء سے متعلق ہیں جن کو اللہ نے انسان کے لئے پیدا فرمایا ہے کہ کوئی چیز حلال ہے، کوئی حرام اور کوئی پاک ہے، کوئی ناپاک، ایک شئ بہ ظاہر جب تبدیل ہو کر دوسری شی بنتی ہے تو اس کا بنیادی قوام پہلی ہی چیز سے ہوتا ہے، لیکن اثرات وخواص بدل جاتے ہیں، اگر اس کی ساخت کے مواد پر نظر رکھی جائے تو اس کا حکم وہی برقرار رہنا چاہئے جو پہلے تھا، اور اگر اثرات وخواص کو اصل سمجھا جائے تو اس کی تبدیلی سے وہ حکم باقی نہیں رہنا چاہیئے، کیونکہ اب یہ "وہ چیز" باقی نہیں رہی، لہذا اگر اس تبدیلی سے پہلے حرام یا نجس تھی تو اب اس سے حرمت کا اور نجاست کا حکم متعلق نہ ہونا چاہے، بلکہ اس کو حلال اور پاک ہو جانا چاہئے، کیوں کہ جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے: " الأصل فی

☆ ناظم المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

الأشياء الإباحة" اور قرآن وحدیث کے نصوص سے اس نقطہ نظر کی تائید ہوتی ہے۔

اسی پس منظر میں فقہاء کے یہاں یہ بحث آتی ہے کہ اگر کسی ناپاک اور حرام چیز کی حقیقت تبدیل ہوجائے، تو اس کی نجاست اور حرمت کا حکم باقی رہے گا یا نہیں؟:

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جزوی طور پر تحویل حقیقت سے حکم میں تبدیلی نہیں ہوتی، البتہ شوافع نے چند صورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے، چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"النجس ضربان: نجس العين وغيره، فنجس العين لا يطهر بحال إلا الخمر فيطهر بالتخلل وجلد الميتة بالدباغ والعلقة والمضغة والدم هو حشو البيضة إذا نجسا الثلاثة فاستحالت حيوانات" (روضۃ الطالبین ۱؍ ۳۷)۔

حنابلہ کا مسلک بھی یہی ہے، چونکہ مردار کے چمڑے کی دباغت ان کے نزدیک ازالہ نجاست کے قبیل سے ہے، نہ کہ تحویل حقیقت کے، اور علقہ، مضغہ اور دم جو انسانی تخلیق کے مراحل ہیں، یہ ان کے نزدیک نجس نہیں، اس لئے انہوں نے صرف خمر کا استثناء کیا ہے کہ شراب اگر آپ سے آپ سرکہ بن جائے اور اس کے سرکہ بننے میں انسانی فعل اور تدبیر کو کوئی دخل نہ ہو تو پاک ہے، ورنہ نہیں، علامہ زین الدین تنوخی حنبلی نے اس پر تفصیل سے گفتگو کی ہے، اسی گفتگو کا ایک اقتباس اس طرح ہے:

"ولا يطهر شئ من النجاسات بالاستحالة إلا الخمرة إذا انقلبت بنفسها فإن خلت لم يطهر وقيل يطهر، كون شئ من النجاسات غير الخمرة لا يطهر بالإستحالة نحو أن يلقى خنزير في ملحة فيصير ملحا وفي نار فيصير رماداً أو ما أشبه ذلك" (الممتع فی شرح المقنع ۱؍ ۲۱، نیز دیکھئے المغنی ۱؍ ۶۵، معونۃ اولی النہی لتقی الدین حنبلی ۱؍ ۱۵۴)۔

یہی رائے مالکیہ کی بھی ہے (دیکھئے: بدایۃ المجتہد ۱؍ ۳۶۱)۔

پس مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک انقلاب ماہیت اور تحویل حقیقت سے بنیادی

حکم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، چنانچہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ائمہ ثلاثہ کے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"فلا تطهر نجاسة بالإستحالة ولابنار فرمادالروث النجس نجس والتراب المجبول بروث حمار أو بغل و نحو مما لا يؤكل لحمه نجس ولو احترق كالخزف والصابون المعمول من زيت نجس ودخان النجاسة وغبارها نجس وماتصاعد من بخار رماد نجس إلى صقيل أو غيره نجس، ولو وقع كلب في ملاحة فصار ملحاً أو في صبانة فصار صابوناً فهو نجس" (الفقہ الإسلامی وأدلتہ ۱ر ۱۵)۔

حنفیہ کے نزدیک ''انقلاب'' کا اثر حکم پر پڑتا ہے، چوں کہ حرمت ونجاست میں بہ مقابلہ حلت وطہارت کے زیادہ احتیاط ہے، کیوں کہ کسی چیز کا حلال و پاک ہونا اس کے استعمال کے جائز ہونے کی دلیل ہے، نہ کہ واجب ہونے کی، اگر از راہ احتیاط اس کا استعمال نہ کیا جائے تو گناہ اور حکم الٰہی کی مخالفت نہیں، اس کے برخلاف جو چیز حرام اور ناپاک ہے، اس کا ترک کرنا واجب ہے، اور مرتکب ہونا موجب گناہ، حنفیہ نے حکم لگانے میں اس پہلو کو ملحوظ رکھا ہے اور حلال چیز کے حرام اور پاک کے ناپاک ہونے میں انقلاب وصف کو کافی قرار دیا ہے، چنانچہ ایک وصف میں تبدیلی سے بھی ناپاکی کا حکم لگایا جاتا ہے، اور حرام و ناپاک کو حلال و پاک قرار دینے میں انقلاب عین کو ضروری قرار دیا ہے، کہ جب تک وہ حرام اور ناپاک شی مکمل تبدیل نہ ہو جائے حلال و پاک نہ ہوگی اور ممانعت کا پہلو راجح رہے گا، حنفیہ میں بھی یہ امام محمد کا نقطہ نظر ہے، اور امام صاحب کی طرف بھی ایک روایت کے مطابق اس کی نسبت کی گئی ہے، اور احناف کے یہاں یہی قول مختار و مفتی بہ ہے (دیکھئے: البحر الرائق ۱ر ۲۹۴)۔

اس میں شبہ نہیں کہ حنفیہ کا نقطۂ نظر نقل وعقل کے مطابق ہے، دم سے علقہ، علقہ سے

مضغہ اور مضغہ سے انسان بننے کے تخلیقی مراحل خود قرآن مجید میں مذکور ہیں، گویا انسان کی ابتداء ایک ناپاک شئ سے ہے اور اپنی بدلی ہوئی حالتوں میں وہ پاک ہے، یہ انقلاب ماہیت کے سوا اور کیا ہے؟ سرکہ کا پاک ہونا حدیث سے ثابت ہے، اور خمر سے سرکہ خواہ آپ سے آپ بنا ہو یا کسی تدبیر سے، ہر دو صورت میں انقلاب ماہیت کی کیفیت پائی جارہی ہے، مٹی کا پاک ہونا بلکہ بعض حالات میں ازالۂ حدث کے لئے اس کے استعمال کا کافی ہونا کتاب وسنت سے ثابت ہے، اور مٹی میں کتنی ہی ناپاکیاں ہر دن دفن ہوتی ہیں اور مٹی بنتی چلی جاتی ہیں، اگر تحویل حقیقت سے نجاست ختم نہیں ہوتی تو شاید ہی زمین کا کوئی ٹکڑا ہو جس کو یقین کے ساتھ پاک کہا جاسکے، کیوں کہ زمین کے چپہ چپہ نے انسان اور حیوانات کے جسم اور ان کے فضلات کو ہضم کر رکھا ہے، اور یہی عقل وقیاس کا تقاضہ ہے، کیوں کہ جس چیز کو ناپاک قرار دیا گیا تھا، جب وہ چیز ہی باقی نہ رہی تو اب کوئی وجہ نہیں کہ اس کو ناپاک قرار دیا جائے، بقول علامہ حلبی کے:

"لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة وقد زالت بالكلية فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صارت الحقيقة ملحاً ترتب عليه حكم الملح وكذا الرماد حتى لو أكل الملح وصلى على ذلك الرماد جاز"

(کبیری ر ۱۸۸، نیز دیکھئے: فتح القدیر ۱ر ۱۷۶)۔

چنانچہ دوسرے مکاتب فقہ کے بعض محقق علماء نے بھی قلب ماہیت کو تبدیلی حکم کا سبب تسلیم کیا ہے، امام غزالی فرماتے ہیں:

"فكما ترى الكلب يقع في المملحة فيستحيل ملحاً ويحكم بطهارته لصيرورته ملحاً وزوال صفته الكلية عنه" (احیاء علوم الدین ۱ر ۱۵۵)۔

اس مسئلہ کی وضاحت علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی کی ہے (دیکھئے: فتاوی ابن تیمیہ ۲ر ۸۲، ۴۸۱)۔

غرض کہ حرمت ونجاست کا حکم تو بعض اوقات محض انقلاب وصف کی وجہ سے بھی ہو

جاتا ہے، لیکن اگر اصل ماہیت اور حقیقت تبدیل ہو جائے تو اس کی وجہ سے شئ حرام کی حرمت اور ناپاک چیز کی نجاست کا حکم بھی بدل جاتا ہے، یہی حنفیہ کا مفتی بہ قول ہے اور نقل وعقل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس تمہید کے ساتھ اب سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں:

## انقلاب ماہیت سے مراد

۱، ۲- غور کیا جائے تو عام طور پر کسی چیز کے ساتھ تین صورتیں پیش آتی ہیں: اختلاط، تجزیہ، تحویل یا انقلاب، اختلاط کا احکام میں مؤثر ہونا یقینی ہے، اگر پاک چیز میں کوئی ناپاک چیز مل جائے تو وہ شئ ناپاک ہو جاتی ہے، گو اس کی مقدار اتنی کم ہو کہ اس کا اثر محسوس نہ کیا جائے، اس لئے ماء قلیل بغیر تغیر وصف کے بھی نجاست کے گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، اور بعض دفعہ اختلاط کی وجہ سے ناپاک پر پاکی کا حکم بھی لگ جاتا ہے، جیسے ماء قلیل ناپاک تھا اور اس میں اتنا پانی ملا دیا گیا کہ کثیر کی حد میں داخل ہو گیا، تو یہاں ناپاک پانی کے ساتھ پاک پانی کا اختلاط ہی اس کے پاک ہونے کا باعث ہو گیا۔

''تجزیہ'' یہ ہے کہ کسی شئ کے ایک جزء کو نکال لیا جائے اس کی وجہ سے ناپاک چیز پاک نہیں ہو سکتی، اس کی نظیر فقہاء کے اس قول میں ملتی ہے کہ اگر فضلات سے اٹھنے والے بخارات چھت یا دیوار وغیرہ پر جم جائے اور یہ قطرات کپڑے یا جسم پر لگ جائیں تو کپڑے اور جسم پر ناپاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا:

''وإن ارتفع بخار الكنيف أى الخلاء أو بخار المربط أى المكان الذى تربط فيه الدواب و تروث كالاصطبل فاستجمد ذلك البخار أى جمع فى الكوة التى فى السقف أو الجدار أو استجمد فى الباب ثم ذاب الجمد

وقطر على أحد فأصاب ثوبه أو بدنه فإنه نجس لأن ذلك الجمد جمع من أجزاء النجاسة" (حلبی ر ۱۹۳)۔

دیکھئے فضلات کے کثیف اجزاء سے سیال اجزاء کی علیحدگی ہورہی ہے، اس کے باوجود ناپاک ہونے کا حکم باقی ہے۔

تیسری صورت "تحویل وانقلاب" کی ہے، کہ کوئی شئ اپنے اجزاء سمیت دوسری شئ بن جائے، فقہاء نے اس کی کوئی واضح حد مقرر نہیں کی ہے، بلکہ زیادہ تر مثالوں پر اکتفاء کیا ہے، کہ اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں جو مثالیں ملتی ہیں، ان کو سامنے رکھنا مناسب ہوگا:

انسان اور جانور کے فضلات کو جلا کر راکھ بنا دینا (حلبی ر ۱۸۸)۔

کتا، خنزیر اور گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جانا (حوالۂ سابق)۔

لید، کنویں میں گر جائے اور کالی مٹی بن جائے (حوالۂ سابق)۔

شراب کا سرکہ بن جانا یا بنا دیا جانا (ردالمحتار ار ۵۲۱)۔

انسان یا کتا صابن بنانے والے دیگچے میں گر جائے اور صابن بن جائے۔

صابن میں ناپاک تیل یا مردار کی چربی ڈالی جائے (ردالمحتار ار ۵۱۹)۔

گوریا کنویں میں گر جائے اور مٹی بن جائے (حوالۂ سابق)۔

بئر بالوعہ کی مٹی جو خشک ہوگئی ہو اور نجاست جو زمین میں دفن کر دی گئی ہو، وہ مٹی بن گئی اور اب اس کا اثر جاتا رہا ہو (بدائع الصنائع ار ۸۳، البحر الرائق ار ۲۹۵)۔

ان مثالوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شراب کے سرکہ بننے اور صابن میں ناپاک تیل یا مردار کی چربی کے سوا جتنی صورتیں ہیں، ان میں ایک شئ اپنے تمام اجزاء کے ساتھ تبدیل ہوگئی ہے، اور اس نے اپنے سابقہ وجود کو کھو دیا ہے، شراب کے بارے میں تو یہ بات سمجھ

میں آتی ہے کہ ''شراب'' کی اصل حقیقت اس کا مسکر ہونا ہے، یہی بات اس کے حرمت ونجاست کا حقیقی سبب ہے، اس لئے جب سکر کی کیفیت ختم ہوگئی تو جو وصف اصل میں اس کی حرمت و نجاست کا باعث تھا وہ جاتا رہا، لہذا گویا اس کی حقیقت تبدیل ہوگئی، لیکن صابن میں تیل اور چربی کا اثر باقی رہتا ہے، اور غالباً اسی سے دسومت پیدا ہوتی ہے، بظاہر یہ کہنا دشوار ہے کہ صابن میں تیل اور چربی کا وجود معدوم ہو چکا ہے، اسی لئے فقہاء نے جہاں بھی تحویل حقیقت کے ذیل میں ناپاک تیل اور چربی سے بنے ہوئے صابن کا ذکر کیا ہے، وہاں یہ بات بھی کہی ہے: ''إنه يفتى به للبلوى[۱]'' گویا ابتلاء عام کی وجہ سے صابن میں یہ بات مان لی گئی ہے کہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے اب اس تیل اور چربی کی نجاست کا حکم باقی نہیں رہا۔

پس انقلاب کے لئے اصل میں یہ بات ضروری ہے کہ اس شئ کی بناوٹ میں جو اجزاء ہیں، وہ اجزاء ہی تبدیل ہو جائیں اور ان کا وجود ہی باقی نہ رہے، لیکن اس کا اندازہ کیوں کر ہوگا کہ اس شئ کے اجزاء کاملاً بدل گئے ہیں، اس کے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ اس شئ میں پائے جانے والے اوصاف وآثار کو اس کے باقی رہنے اور نہ رہنے کا معیار تصور کیا جائے، اور یہ آثار وہی رنگ، بو اور مزہ ہے، امام غزالیؒ نے اپنے مخصوص حکیمانہ اسلوب میں طہارت ونجاست کے فلسفہ اور ان احکام کی مصلحت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

''وإن كانت عينية فلا بد من إزالة العين و بقاء الطعم يدل على بقاء العين وكذالك بقاء اللون إلا فيما يلتصق به فهو معفو عنه بعد الحث والقرس، وأما الرائحة فبقائه أنه يدل على بقاء العين ولا يخفى عنها إلا إذا كان الشئ له رائحه قائمة يعسر إزالتها'' (احیاء علوم الدین ۱/ ۱۵۵)۔

اسی لئے فقہاء نے تحویل حقیقت کے لئے بعض مواقع پر ''ذہاب اثر'' یعنی اس نجاست کے اثر کے جاتے رہنے کی قید لگائی ہے: ''والنجاسة إذا دفنت في الأرض وذهب

أثر ها" (بدائع الصنائع ار ۳۳)۔

اور علامہ حلبی نے تحویل حقیقت کا مدار ازالۂ وصف کو قرار دیا ہے: "...... فعلم أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها" (حلبی ۹۸۱)۔

تغیر اوصاف کی وجہ سے قلب ماہیت کے حکم پر کاسانی کی اس عبارت سے بھی روشنی پڑتی ہے جو امام محمدؒ کے نقطہ نظر کی توضیح میں آئی ہے (دیکھئے: بدائع الصنائع ار ۳۳)۔

پس انقلاب ماہیت کے لئے ضروری ہے کہ یا تو کیمیا تجزیہ کے ذریعہ معلوم ہو جائے کہ وہ شیٔ جن حیوانی، نباتی یا جماداتی اجزاء پر مشتمل تھی، اب وہ بدل گئی ہے، یا اس کے تینوں اوصاف رنگ، بو اور مزہ بدل جائے، پاک ہونے اور ناپاک ہونے کے حکم میں یہ فرق ہوگا کہ ناپاکی کا حکم تو ایک وصف کی تبدیلی سے بھی لگایا جاسکتا ہے، لیکن ناپاک شیٔ پر پاک ہونے کا حکم تمام اوصاف کی تبدیلی پر موقوف ہوگا، صرف بعض اوصاف کا بدل جانا انقلاب حقیقت متصور نہ ہوگا۔

## تبدیلی کے بعد بعض خصوصیات کا برقرار رہنا

۳- نجاست وطہارت کا اصل تعلق ان تین اوصاف: رنگ، بو اور مزہ سے ہے، اگر یہ اوصاف مکمل طور پر تبدیل ہو جائیں اور بعض خواص اس کی سابق حقیقت کے باقی رہ جائیں، تو یہ انقلاب ماہیت میں مانع نہیں، کیوں کہ شراب سرکہ بن جائے تو رقت وسیلان کی کیفیت اب بھی باقی رہتی ہے، چربی صابن میں ڈالی جائے تو دسومت ختم نہیں ہوتی، فضلات مٹی میں دفن کردیئے جائیں تو فضلات میں پودے کو بار آور کرنے کی جو صلاحیت ہوتی ہے، اس مٹی میں بھی وہ صلاحیت باقی رہتی ہے، اور جیسے فضلات میں کثافت ہوتی ہے، نہ کہ رقت، اسی طرح مٹی میں بھی کثافت ہوتی ہے، لیکن ان امور کو فقہاء نے انقلاب ماہیت کے لئے چنداں مضر نہیں سمجھا۔

## انقلاب ماہیت ہر طرح کی نجاست میں مؤثر

۴- حنفیہ کے یہاں تحویل حقیقت کی وجہ سے ایسی چیزیں بھی پاک ہوجاتی ہیں، جو اپنی ذات میں ناپاک ہیں، جیسا کہ خنزیر اور کتے، گدھے وغیرہ کے نمک بن جانے اور فضلات کے مٹی بن جانے کا مسئلہ ہے، اس لئے جو شیٔ اپنی ذات میں ناپاک نہ ہو، بلکہ کسی ناپاک چیز کے اتصال کی وجہ سے ناپاک ہوگئی ہو وہ تو بدرجہ اولی انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک ہوجائے گی، چنانچہ علامہ شامیؒ نے مجتبیٰ کے حوالہ سے مسئلہ نقل کیا ہے کہ ناپاک تیل صابن میں ملایا گیا ہو تو تغیر کی وجہ سے اس کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے گا، پھر لکھا ہے کہ بظاہر یہ حکم مردار کی چربی کا بھی ہوگا، کیوں کہ مصنف نے ''نجس'' کا لفظ استعمال کیا ہے نہ کہ متنجس کا "وظاهره أن دهن الميتة كذالك لتعبيره بالنجس دون المتنجس" پھر اس کی تائید میں کبیری سے یہ جزئیہ نقل کیا ہے کہ اگر انسان، یا کتا صابن بنانے والے دیگ میں گر جائے اور صابن بن جائے تو انقلاب حقیقت کی وجہ سے اسے پاک سمجھا جائے گا (ردالمحتار ۱/ ۵۱۹)۔

## قلبِ ماہیت کے اسباب

۵-''قلب ماہیت'' کے باب میں نتیجہ اصل ہے نہ کہ ذرائع و وسائل، اسی لئے فقہاء نے ان اسباب پر توجہ نہیں دی ہے جن کی وجہ سے ماہیت میں تبدیلی ہوتی ہے، صرف مثالیں دی ہیں، بعض صورتیں جلا کر قلبِ ماہیت کی ہیں، جیسے فضلات کی راکھ، بعض صورتوں میں کوئی شیٔ ڈال کر ماہیت بدلی جاتی ہے جیسے خمر میں نمک ڈال کر سرکہ بنانا، بعض صورتوں میں کسی چیز کا دوسری چیز میں داخل ہونا یا کیا جانا قلبِ ماہیت کا سبب بنتا ہے، جیسے گدھے کا نمک کی کان میں گرنا اور فضلات کا مٹی میں دفن کیا جانا، پس ہر شیٔ کے لحاظ سے قلب ماہیت کے وسائل اختیار کئے جاتے ہیں، آج کل مختلف کیمیکلس جو اس مقصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، اگر ان

کے استعمال سے اس شئ کے جوہری اوصاف رنگ، بو، مزہ بدل جائیں تو یہ قلب ماہیت کے لئے کافی ہوگا۔

## فلٹر اور کشید کرنے کے احکام

۶- کیمیاوی عمل کے ذریعہ جس ناپاک چیز کے اجزاء کو نکالا گیا ہے، اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: ایک ایسی چیز جس کا عین ناپاک ہو، دوسری وہ چیز جو کسی ناپاک کے مل جانے کی وجہ سے ناپاک ہوگئی ہو، یعنی نجس نہیں ہے "متنجس" ہے جو چیز متنجس ہو اگر اس کے ملنے والے اجزاء نکال دیئے جائیں تو وہ پاک ہو جائے گی، اس لئے کہ متنجس کے پاک ہونے کے لئے انقلاب عین ضروری نہیں، انقلاب وصف کافی ہے، جیسا کہ زمین خشک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، مردار کا چمڑہ دباغت کی وجہ سے پاک ہوتا ہے، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قلب ماہیت سے پاکی کا حکم نہیں لگتا، لیکن مردار کا چمڑا دباغت سے کیوں پاک ہو جاتا ہے، کاسانی اس سلسلہ میں رقمطراز ہیں:

" بخلاف جلد الميتة فإن عين الجلد طاهرة و إنما النجس ما عليه من الرطوبات و إنهاتزول بالدباغ" (بدائع الصنائع ۱/ ۴۳)۔

کچھ صورتیں جن کو بعض اہل علم نے قلبِ ماہیت کی وجہ سے پاک قرار دیا ہے، علامہ شامی نے اس پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے، کہ یہ قلبِ ماہیت کی صورت نہیں بلکہ انقلابِ وصف کے قبیل سے ہے:

" إن الدبس ليس فيه انقلاب حقيقة :لأنه عصير جمد بالطبخ و كذا السمسم إذا درس و اختلط دهنه بأجزائه ففيه تغير وصف فقط كلبن صار جبناوبر صار طحيناوطحين صار خبزاً بخلاف نحو خمر صار خلا و حمار وقع

في مملحة فصار ملحا.

فإن ذالك كله انقلاب حقيقة إلى حقيقة أخرى لا مجرد انقلاب وصف والله أعلم'' (ردالمحتار ۱؍ ۵۱۹)۔

اس لئے خیال ہوتا ہے کہ جواشیاء بذات خود نجس نہیں ہیں، بلکہ نجس ہوگئی ہیں اور متنجس ہیں، اگر کیمیائی عمل کے ذریعہ اس کے ناپاک اجزاء کو نکال لیا جائے تو وہ شئ پاک ہو جائے گی، لیکن فضلات یا خون بذات خود نجس ہیں، اس لئے ان کے بعض اجزاء کو کشید کرلیا جائے، پھر بھی یہ ناپاک ہی ہوں گے، کیونکہ اس کا ہر جز اپنی ذات میں ناپاک ہے، اوراس کے اجزاء تحلیل نہیں ہوئے ہیں، بلکہ ان کا وجود باقی ہے، صرف ان کو ایک دوسرے سے الگ کردیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات اہم ہے کہ گندے پانی میں اصل ناپاکی اس کا سیال جزء ہے، اس کے ساتھ جو مٹی وغیرہ ہے وہ اس پانی کی وجہ سے ناپاک ہے، اوراس کی ناپاکی کم درجہ کی ہے (حلبی ۱۹۳)۔

## الکحل کا حکم

۷- فقہی جزئیات کو پیش نظر رکھا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ''استہلاک عین'' قلبِ ماہیت کے مقابلہ عام ہے، اگر کسی شئ کو دوسری شئ کے ساتھ اس طرح خلط ملط کردیا جائے کہ اب اس کو الگ کرنا ممکن نہ ہو تو اس اختلاط کو بھی ''استہلاک'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ اختلاط سے قلبِ ماہیت بھی ہو جائے، قلب ماہیت کا اطلاق رنگ و بو، مزہ میں تبدیلی اور خمر میں مزید کیفیت سکر کے معدوم ہونے پر ہوگا، جیسا کہ تخلیل خمر میں ہوا کرتا ہے۔

تاہم الکحل کے مسئلہ میں حنفیہ کے یہاں بڑی گنجائش ہے، کیوں کہ اگر الکحل انگور اور کھجور سے نہ لیا گیا ہو تو حنفیہ کے یہاں بالاتفاق حرام وناپاک نہیں، کھجور اور پکے ہوئے شیرۂ انگور

سے لیا گیا ہو تو صاحبین کے نزدیک حرام ہے، لیکن امام صاحب کے یہاں یہ صورت بھی حرام نہیں، ہاں اگر کچے انگور سے الکحل حاصل کیا گیا ہو تو اس کے حرام ہونے پر اتفاق ہے۔ اس طرح حنفیہ کے نزدیک الکحل کی اس ایک صورت کے سواء باقی صورتیں حلال و پاک دائرہ میں آجاتی ہیں، اور مولانا محمد تقی عثانی نے ''دائرۃ المعارف البریطانیہ طبع ۱۹۵۰ء'' کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ آج کل جن اشیاء سے الکحل تیار کیا جاتا ہے، انسائیکلو پیڈیا کے مقالہ نگار نے اس میں انگور کا ذکر نہیں کیا ہے،'' ولم يذكر فيها العنب والتمر '' ( تکملہ فتح الملہم ۱/ ۵۵۱ )۔

اگر کسی دواء کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس میں کچے انگور سے تیار کئے ہوئے الکحل کی آمیزش کی گئی ہے، تو اگر اس دواء کی متبادل دوسری دواء موجود نہ ہو، یا موجود ہو لیکن کسی وجہ سے مریض کے لئے اس کا خریدنا ممکن نہ ہو تو بدرجۂ ضرورت اس دوا کا بھی استعمال کر سکتا ہے، کیوں کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حرام اشیاء سے علاج درست ہے: '' أدخل المرارة في صبعه للتداوى قال أبو حنيفة لا يجوز وعند أبي يوسف يجوز وعليه الفتوىٰ '' ( ردالمحتار ۵/ ۲۱۲ )۔

البتہ اگر اس طرح کا الکحل عطریات وغیرہ میں استعمال ہوا ہو تو اس سے اجتناب واجب ہے، کیوں کہ عطریات ضرورت کے درجہ میں نہیں ہیں، کچے انگور کے علاوہ دوسرے الکحل کی آمیزش ہو تو حنفیہ کے ہاں اس کے استعمال کی گنجائش ہوگی، کیوں کہ وہ حرام اور ناپاک نہیں ہے، گو احتیاط اس سے بھی بچنے میں ہے، کیوں کہ جمہور فقہاء کے مذہب پر تمام نشہ آور اشیاء حرام اور ناپاک ہیں۔

ائمہ ثلاثہ کے یہاں جیسا کہ مذکور ہوا، الکحل خواہ کسی چیز سے بنایا گیا ہو جب اس میں نشہ لانے کی صلاحیت ہے تو وہ حرام ہے، لیکن ان حضرات کے یہاں دوسرا پہلو سہولت کا یہ ہے کہ حرام اشیاء سے علاج درست ہے، بشرطیکہ کہ کوئی اور دواء دستیاب نہ ہو، چنانچہ علامہ شمس

الدین محمد رملی (م ۱۰۰۴ھ) فرماتے ہیں:

"لا يجوز استعمال الأشربة المحرمة للدواء صرفاً ولكن إذا كانت مستهلكةً مع دواء آخر فيجوز التداوى بها إن عرف صرف ينفعها بأن لا يغنى طاهر" (نہایۃ المحتاج ۸/ ۱۲)۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان حضرات کے یہاں الکحل آمیز عطریات کا استعمال درست نہ ہوگا، کیوں کہ نہ اس کا استعمال ضرورت کے درجہ میں ہے اور نہ ایسا ہے کہ اس کا متبادل دستیاب نہ ہو۔

## چربی آمیز صابن

۸-الف: صابن میں جو چربی ملائی جاتی ہے اس کو فقہاء نے ابتلاء عام کی وجہ سے قلب ماہیت کے حکم میں رکھا ہے اور ایسے صابن کو پاک قرار دیا ہے: "جعل الدهن النجس فى صابون يفتى بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد ويفتى به للبلوى وظاهره أن دهن الميتة كذلك لتغيره بالنجس دون المتنجس" (رد المحتار ۱/ ۱۹، نیز دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۴۹۴)۔

## چربی آمیز بسکٹ

ب-بسکٹ میں اگر چربی کا استعمال اس طرح ہو جیسے بعض پکوان میں گھی اور تیل کا ہوتا ہے، تو یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب، اس لئے ایسے بسکٹ کا کھانا حلال نہیں، کیوں کہ پاک اور ناپاک کا اختلاط ہو تو پاک جزء بھی ناپاک ہو جاتا ہے، چنانچہ علامہ حلبی لکھتے ہیں:

"الماء والشراب إذا خلط و كان أحدهما نجسا فالطين الحاصل منها نجس لأن اختلاط النجس بالطاهر ينجسه هذا هو الصحيح، كما ذكره

قاضیخان وهو اختار الفقيه أبي الليث و كذا روى عن أبي يوسف ذكره في الخلاصة" (حلبی، ۱۸۸)۔

ایسے بسکٹ کی واضح نظیر فقہ کا یہ جزئیہ ہے کہ اگر آٹا شراب سے گوندھا جائے اور اس کی روٹی پکائی جائے گی تو وہ روٹی حرام ہی رہے گی، حلال نہ ہوگی، اس لئے جس بسکٹ میں حرام یا مردار جانور کی چربی شامل ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

## ٹوتھ پیسٹ میں ہڈیوں کا پاؤڈر

ج- ٹوتھ پیسٹ میں اگر مردار اور خنزیر کی ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوا ہو، اور اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ تبدیلی ہو گئے ہوں تو یہ صورت بھی قلب ماہیت کے دائرہ میں آجائے گی، اور یہ حلال و پاک متصور ہوں گے، جیسا کہ نمک کی کان اور صابن بنانے والے دیگ میں گدھے کے گرنے اور نمک وصابن بن جانے کا حکم ہے۔

## حیوانی اجزا کا بطور دواء کا استعمال

۹- مذبوح جانور اگر حلال ہو تو ذبح کی وجہ سے اس کے تمام اعضاء پاک ہیں اور سات اعضاء کے علاوہ جن کو فقہاء نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے باقی حلال بھی ہیں، لہذا اس تفصیل کے مطابق اگر ان کا گوشت، چمڑا، یا ہڈی وغیرہ کا دواء میں استعمال ہو تو خواہ دواء کھانے کی ہو یا خارجی استعمال کی، ان کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر خنزیر کے علاوہ کوئی اور حرام جانور ہو تو ان سات اعضاء ممنوعہ کے علاوہ باقی حرام تو ہیں، لیکن ذبح شرعی کی وجہ سے ناپاک نہیں ہیں، لہذا ان دواؤں کا خارجی استعمال درست ہوگا اور ان کا کھانا درست نہ ہوگا، جسم کا بہتا ہوا خون چونکہ بہرحال حرام اور ناپاک ہے اور اس میں حلال اور حرام جانور کی کوئی تفریق نہیں، اس لئے خون سے بنی ہوئی ادویہ کا نہ کھانا درست ہے، نہ خارجی استعمال۔ یہ عمومی احکام ہیں، لیکن دو

صورتیں مستثنیٰ ہیں:

اول یہ کہ دوا میں ان اجزاء کا اس طرح استعمال کیا جائے کہ ان کی حقیقت بدل جائے اوران کے رنگ، بو اور مزہ میں مکمل طور پر تبدیلی آجائے، اب یہ صورت قلب ماہیت کی اور شراب کے سرکہ بن جانے کے مماثل ہو جائے گی، لہذا اس کا داخلی اور خارجی استعمال درست ہوگا، اور اگر واقعی قلب ماہیت ہو جاتی ہے تو اس میں حلال وحرام اور ذبیحہ و مردار کا فرق بھی نہ ہوگا۔

دوسرے یہ کہ ان دواؤں کا کوئی متبادل نہ ہو یا متبادل ہو لیکن دستیاب نہ ہو، یا دستیاب ہو لیکن گراں ہو کہ اس کو خریدنے کی قوت نہ ہو، کیوں کہ ضرورت کے مواقع پر حرام اشیاء سے علاج درست ہے:

" وفي النهاية: يجوز التداوي بالمحرم كالخمر والبول إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يجد غيره من المباح ما يقوم مقامه ، والحرمة ترتفع للضرورة فلم يكن متداوياً بالحرام" (تبیین الحقائق ۶ / ۳۳)۔

اور اس کی دلیل خود ارشاد ربانی ہے جس میں حالت اضطرار میں محرمات کے کھانے کی اجازت دی گئی ہے: "فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه " (البقرہ: ۱۷۳)۔

اور رسول اللہ ﷺ کا اسوہ مبارکہ ہے کہ آپ نے قبیلہ عرینہ کے لوگوں کو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے اونٹ کا پیشاب پینے کا مشورہ دیا تھا: " فأمرهم النبي ﷺ بلقاح ، وأن يشربوا من أبوالها و ألبانها" (صحیح بخاری، حدیث: ۲۳۳)۔

## جلاٹین کا حکم

۱۰- جلاٹین اگر حلال ذبیحہ سے حاصل کیا گیا ہو تو اس کے حلال اور پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اگر خنزیر کے سوا کسی اور مردار کے چمڑے کا ہو تو گو حلال نہ ہوگا، لیکن پاک ہوگا اور

اس سے گوند کا استعمال درست ہوگا، اگر حرام جانور سے لیا گیا ہوتو اب اس کا حکم وہی انقلاب ماہیت والے قاعدہ پر مبنی ہوگا، بہ ظاہر یہ صورت قلب ماہیت کی محسوس ہوتی ہے، اور تخلیل خمر پر اس کو قیاس کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ نہ صرف اس کے اوصاف بلکہ شکل وصورت میں بھی تبدیلی آچکی ہے، تاہم ضرورت ہے کہ مسلمان سائنسدانوں سے خواہش کی جائے کہ وہ ان مقاصد کے لئے حلال ومذبوح جانوروں کے اجزاء کا استعمال کریں تا کہ اس کے حلال و پاک ہونے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

## خلاصۂ بحث

۱۔ ۲- کسی شئ کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ، نیز ان کے علاوہ خمریات میں کیفیت سکر میں تبدیلی آجانے کو ''انقلاب ماہیت'' کہا جائے گا۔

۳- اگر کسی شئ کے جوہری اوصاف تبدیل ہو جائیں، لیکن کچھ سابق خصوصیات و کیفیات برقرار رہیں تو یہ قلب ماہیت میں مانع نہیں۔

۴- قلب ماہیت سے ہر طرح کی نجس شئ اپنے تمام اجزاء کے ساتھ پاک ہو جاتی ہے، اس میں نجس اور متنجس کا فرق نہیں۔

۵- قلب ماہیت کے لئے وسائل و ذرائع متعین نہیں، کوئی بھی تدبیر جس سے کسی شئ کے جوہری اوصاف بدل جائیں، قلب ماہیت کا سبب ہوسکتا ہے۔

۶- جو شئ بعینہ نجس نہ ہو بلکہ متنجس ہو، اس میں نجس جزء کو نکال دیا جائے تو پاک ہونے کے لئے کافی اور جو شئ بعینہ نجس ہے اس کے بعض اجزاء کو نکال دینا قلب ماہیت نہیں، بلکہ وہ اب ناپاک باقی رہیں گے۔

۷- استہلاک عین قلب ماھیت کو مستلزم نہیں، البتہ انگور کے کچے رس کے علاوہ سے

جو الکحل تیار کی گئی ہو وہ پاک ہے، اور کچے انگور کے الکحل کا بھی ازراہ علاج متبادل نہ ہونے، یا ہو تو اس پر قادر نہ ہونے کی صورت میں استعمال درست ہے، البتہ عطریات میں ایسے الکحل کا استعمال درست نہیں۔

۸-(الف) صابن میں جو چربی ملائی جاتی ہے وہ قلب ماہیت کے حکم میں ہے۔

ب- اگر بسکٹ میں چربی کا استعمال ہوا ہو تو یہ اختلاط ہے، نہ کہ انقلاب، اس لئے اس کا کھانا جائز نہ ہوگا۔

ج- پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر استعمال ہوتا ہے، اگر ان میں اوصاف ثلاثہ بدل جاتے ہوں تو وہ قلبِ ماہیت کے حکم میں ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کے خون کی اگر یہ کیفیت ہو کہ رنگ، بو اور مزہ مکمل طور پر تبدیل ہو جائے تو یہ صورت قلب ماہیت، اور شراب کے سرکہ بن جانے کی ہے، اگر یہ کیفیت نہ ہو تو پھر انہیں حالات میں خون آمیز ادویہ کا استعمال جائز ہوگا، جن میں فقہاء نے حرام اشیاء سے علاج کی اجازت دی ہے۔

۱۰- جلاٹین کی جو تفصیل مذکور ہے، اس کے تحت خیال ہوتا ہے کہ ہر صورت قلب ماہیت کے دائرہ میں آجاتی ہے۔

# فلٹر وکشید کا عمل اور انقلاب ماہیت

مولانا محمد عبید اللہ الاسعدی ☆

## شئ کے بنیادی عناصر اور حقیقت و ماہیت

۱- کسی بھی شئ کا اصل وجود، اس کی اس مخصوص شکل وصورت کے وجود پر موقوف ہے جس کے پیش نظر اس کو مخصوص نام وعنوان دیا جاتا ہے، اگر مخصوص نام والی شکل وصورت باقی نہ رہ جائے تو یہی کہا جائے گا کہ شئ کی ماہیت وحقیقت ختم ہوگئی یہ تو ہوئی بات حسی وجود کی۔

اس میں ایک بات معنوی وجود کی ہے جس کا تعلق شئ کے اثرات وخواص اور اوصاف سے ہے، یہ معنوی وجود اس وقت تک برقرار رہتا ہے جب تک کہ شئ کے مخصوص خواص واثرات بڑی مقدار میں باقی وبرقرار رہے ہیں، بعض کا ختم ہونا اور اکثر کا باقی رہنا شئ کے وجود کا خاتمہ نہیں کہلائے گا، جیسے کہ پانی میں اگر کوئی پاک چیز مل جائے تو مسئلہ معروف ہے۔

معنوی وجود کا تعلق دوسری اشیاء کے ساتھ ملانے اور اس میں خلط ملط ہو جانے سے ہے۔

## انقلاب ماہیت کیا ہے؟

۲- انقلاب ماہیت کا جو لغوی مفہوم ہے وہی شرعی واصطلاحی مفہوم بھی ہے، اور وہ یہ کہ

☆ شیخ الحدیث جامعہ عربیہ ہتھورہ باندہ یوپی۔

شئ اپنی حقیقت چھوڑ کر دوسری حقیقت اختیار کرلے، حسی وجود میں یہ کہ صورت اور اس کے لوازم بدل جائے، جیسے کسی شئ کا نمک ہو جانا، گوبر وغیرہ کا جل کر راکھ ہو جانا، ظاہر ہے کہ اس صورت میں نام بدل گیا، صورت بدل گئی، خواص بدل گئے، استعمال کے مواقع بدل گئے حالانکہ اس صورت میں اس متغیر شئ کے موقع کی تعیین ممکن ہوتی ہے، جیسے لکڑی یا گوبر جل کر راکھ ہو جائے، گو وہ ایک جگہ موجود ہے، تو یہ کہنا ممکن ہے کہ یہ فلا چیز کی راکھ ہے یا نمک کی کان میں کسی مردہ جاندار کی لاش پڑے پڑے نمک بن گئی، اور نمک کا ڈھیر ہوگئی تو یہ کہنا ممکن ہوگا کہ نمک کا یہ ڈھیر فلاں جانور کا تھا جس نے ایک شکل اختیار کرلی اور کبھی یہ تعیین ناممکن بھی ہوتی ہے، مثلاً مردہ جانوروں کی لاش کا کوئی تشخص وتمیز باقی نہ رہ جائے، یا مثلاً سیال چیزوں میں مل کر کسی چیز کی ماہیت کا انقلاب ہو جیسے سرکہ میں کچھ شراب ملائی جائے لیکن وہ سرکہ پر اثر انداز نہ ہو بلکہ خود سرکہ بن جائے تو اس صورت میں بھی اس جز کی تشخیص نہیں ہوسکتی جو شراب سے سرکہ بنا، یا اسی طرح اس کا عکس ہو (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۷)۔

## صورت سے بدلنے کے ساتھ بعض خواص کا باقی رہنا

۳- کسی شئ کی ماہیت بدل جانے کے بعد جب کہ صورت، نام، جوہری عناصر وغیرہ سب برقرار نہ رہے بلکہ بدل جائے تو پھر یہ ضروری نہیں رہ جاتا کہ سابق صورت اور نام وحال کے خواص وتاثیرات میں کچھ بھی باقی نہ رہ جائے، یعنی انقلاب ماہیت کے لئے اصلاً نام وصورت کا بدلنا اور نام وصورت کے مجموعی خواص کا متاثر ہونا کافی ہے، جملہ اوصاف وتاثیرات کا ختم ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ یہ قدرت کا عجیب کرشمہ ہے کہ ہر شئ وصورت کے حق تعالی نے جو خواص رکھے ہیں اس کے کچھ اجزاء واثرات مختلف قسم کے تغیرات کے بعد بھی باقی و برقرار رہتے ہیں، مثلاً مختلف درختوں کی لکڑیوں کے کوئلہ، ان کی جلی ہوئی راکھ میں اسی طرح الگ الگ تاثیر ہوتی ہے جیسے کہ اصل لکڑی میں ہوتی ہے۔

## انقلاب ماہیت کے تحت تمام نجس انواع برابر ہیں

۴- قلبِ ماہیت کا جو اثر شئ کے حکم کو بدلنے کا ہے، ناپاکی سے پاکی اور حرمت سے حلت، اس میں جیسے متنجس کا فرق نہیں ہے، نجس لعینہ اور نجس لغیرہ وغیرہ کا بھی کوئی فرق نہیں، چونکہ مدار ونظر اس پر ہے کہ شئ نے دوسری صورت اختیار کر لی اور دوسرا نام بھی اور دوسرے خواص بھی۔

## انقلاب ماہیت کے اسباب

۵- قلب ماہیت و انقلاب ماہیت کے اسباب یوں دو قسم کے ہیں: اختیاری و غیر اختیاری، مثلاً ایک ہے شراب کا سرکہ بن جانا اور ایک ہے شراب کو سرکہ بنانے کی تدبیر کرنا، حنفیہ کے یہاں دونوں کا حکم ایک ہے۔

اسی طرح اپنی صورت کے اعتبار سے بھی اسباب مختلف ومتعدد ہیں: جلنا وجلانا، دھوپ کھانا وکھلانا، سڑنا وگلنا، ایک شئ کا دوسری شئ میں اس طرح ملنا وملانا کہ دونوں شئ ایک ہی حقیقت بن جائیں، اور ایک شئ دوسری شئ کے اثرات وخواص کو ختم کر دے جیسے کہ اس کے امتیازی وجود کو ختم کر دے، ہر حال میں ملنا، وملانا انقلاب کا سبب نہیں ہوتا جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

## ۶- فلٹر وکشید کا عمل اور انقلاب ماہیت

۶- انقلاب ماہیت کا مطلب آچکا ہے اور وہ ہے شئ کا اپنے جملہ اجزاء کے ساتھ دوسری کوئی شکل اختیار کرنا اور فلٹر وکشید کے عمل میں یہ ہوتا ہے کہ شئ کے مختلف اجزاء جو عام حالات میں متمیز اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ان کو اس عمل کے ذریعہ جدا کیا جاتا ہے، سمندر کے پانی سے نمک یا پیشاب سے نمک الگ کرنا، یا جامد چیزوں سے سیال عناصر کو، یا سیال اشیاء سے اجزاء در اجزاء کا الگ کرنا۔ اس میں حقیقت کی تبدیلی نہیں ہوتی (نظام الفتاوی جدید ار ۲۵ تا ۲۷)۔

ایک شئ جن چند عناصر پر مشتمل ہوتی ہے یا ایک شئ کے جو چند بنیادی کیمیاوی اجزاء ہوتے ہیں وہ بس ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں جیسے کہ دودھ و پانی مل جائے تو دونوں کو الگ کرلیا جائے، شکر و پانی مل جائے تو دونوں کو الگ کرلیا جائے۔

## چند اشیاء کا باہم اختلاط اور استہلاک عین اور انقلاب ماہیت

۷- پہلی بات تو یہ کہ "الخلط استهلاك" جو آیا ہے، یا یہ کہ چند چیزوں کو ایک دوسرے سے اس طرح ملا دیا جائے کہ ان میں امتیاز نہ رہے تو اس کو استہلاک جو کہا جاتا ہے، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ عمل خلط، شئ کی ماہیت کو بدل دیتا ہے، یا یہ مطلقاً اور ہر جگہ ایسا کرتا ہے، کہیں تو ایسا ہوسکتا ہے جیسے کہ شراب کو سرکہ میں ملا دیا، تو وہ شراب سرکہ بن گئی۔

ورنہ اصلاً "الخلط استهلاك" کا تعلق باہمی حقوق کی ادائیگی سے ہے نہ کہ اس مسئلے سے۔ جس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کی شکر لے کر اپنے پانی میں دودھ میں ملالی، تو اب اس کے ذمہ شکر نہیں بلکہ اس کی قیمت ہے، اس لئے کہ شکر کا ان چیزوں میں ملا دینا اس کو ختم کر دینا ہے، اسی طرح کسی کے گیہوں کو، یا کسی اور غلہ کو، یا اسی قسم کی اشیاء کو اپنی مملوکہ ویسی ہی شئ میں ملا دیا اور دونوں میں کوئی تمیز نہیں رہ گیا، اتحاد صورت کی وجہ سے تمیز نہیں ہوتا نہ ہو سکتا ہے، تو فقہاء یہ کہتے ہیں: ایسا کرنا شئ کو ضائع کر دینے کے درجے میں ہے، لہذا اب ضمان میں قیمت واجب ہوگی یا مثل جو الگ سے دیا جائے گا۔

دوسری بات یہ کہ دواؤں یا دوا جیسے مرکبات میں جو مختلف قسم کی اشیاء ملائی جاتی ہیں تو ان کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسے کہ پانی میں ایسی چیزیں مل جائیں جن کی وجہ سے اس سے طہارت کی اجازت نہ ہو، حالانکہ ہے اب بھی پانی، لیکن اب وہ ماء مطلق نہیں رہا اور طہارت کے لئے ماء مطلق مطلوب ہوتا ہے۔

ایسے ہی دواؤں میں جملہ اجزاء اپنے بنیادی عناصر اور اکثر خواص کے ساتھ مطلوب ومقصود ہوتے ہیں اوران کو ملاتے ہیں مجموعے کی ایک نئی تاثیر کی غرض ومقصد سے۔ تو یہ دوائیں وغیرہ میں مختلف اشیاء کی آمیزش قلبِ ماہیت نہیں ہوتی ہے، اوراس کی دلیل یہ ہے کہ آج تحلیل وکیمیاوی عمل کی ترقی کی بناء پر دواؤں کے مخلوط اجزاء ایک دوسرے سے الگ کئے جاسکتے ہیں، جیسے پیشاب وغیرہ میں فلٹر ممکن ہے اور ہو رہا ہے۔

لیکن جس شی میں قلب ماہیت ہوجائے اس کو کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ سابق حال پر نہیں کیا جاسکتا، مثلاً جوشی نمک بن گئی یا راکھ بن گئی، یا مٹی بن گئی تو اس کو سابق حال پر نہیں لوٹایا جا سکتا، سرکہ جو شراب بن جائے اس کو پھر سرکہ بنانا، یہ دوبارہ قلب ماہیت ہے، نہ کہ شی کو اپنے سابق حال پر واپس کرنا، اسی طرح سمندر کا پانی نمک بنا۔ اور پھر یہ نمک پگھل کر پانی بنا تو یہ دوبارہ وسہ بارہ قلبِ ماہیت کا عمل ہوگا، نہ کہ سابق حال پر لوٹانا۔

## صابن وبسکٹ وغیرہ میں مردار کی چربی

۸- صابن وغیرہ یا کھانے پینے کی اشیاء میں کسی غلط چیز کا ملانا، اس میں ایک شکل یہ ہے کہ پہلے ماہیت بدل جائے پھر ملایا جائے، تو کوئی اشکال نہیں جیسے کسی حرام جانور کو جلا کر راکھ کر کے استعمال کرنا۔

دوسری شکل یہ ہے کہ ملانے کے بعد تغیر ہو، جیسے کسی جانور کے مردہ جسم کو تیل وغیرہ میں ڈال کر جلانا، اس صورت میں تیل کو ناپاک قرار دیا جاتا ہے، الا یہ کہ پھر تیل کوئی دوسری شکل اختیار کرلے۔

بسکٹ وغیرہ میں ملائے ہوئے اور ملے ہوئے اجزاء کے حق میں بظاہر انقلاب ماہیت کا اعتبار نہیں، جیسے ادویہ میں مختلف اجزاء ہوتے ہیں، اس لئے کہ مجموعی شکل ضرور بدل رہی ہے،

مگر جملہ اجزاء اپنے خواص کے ساتھ مطلوب ہوتے ہیں۔

صابن میں بھی بظاہر ایسی ہی بات ہے، مگر اس کے حق میں تغیر و انقلاب ماہیت کا اعتبار کیا گیا ہے، جیسا کہ شامی وغیرہ کا جزئیہ معروف ہے، اگر چہ اس بابت ارباب افتاء سے دوسرے نظریات بھی ہیں، یعنی صابن میں وہ انقلاب ماہیت کو نہیں مانتے اور غور کرنے سے یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے کہ صابن میں انقلاب ماہیت اسی طرح نہیں ہوتا ہے جیسے بسکٹ وغیرہ میں نہیں ہوتا ہے، اس لئے ان چیزوں میں چربی دوسری شکل کے باوجود ایک جزء کی حیثیت سے ہوتی ہے اور دوسری شکل مجموعے کی ہوتی ہے اور احقر سمجھتا ہے کہ صابن میں اگر کیمیاوی تحلیل ہو تو چربی نمایاں ہو کر الگ ہو جائے گی، البتہ صابن میں ایک بات عموم بلوئی کی ذکر کی گئی ہے، اس کو متعدد حضرات نے اہتمام سے ذکر کیا ہے۔

## مذبوح جانوروں کا خون وغیرہ

۹- ذبیحہ کا خون یا کوئی جزء، جس کو ناپاک قرار دیا جاتا ہے، اگر اس کو جلا کر راکھ کر لیا جائے تو یہ قلبِ ماہیت ہے، یا اسی طرح کسی اور مدت میں قلبِ ماہیت ہو جائے تو جواز میں اشکال نہیں۔

## جلاٹین کا حکم

۱۰- جلاٹین: ہڈی سے بنے یا چمڑے سے، اگر اس کی صورت ہے، چمڑے یا ہڈی کو پیسنا اور پھر استعمال کرنا تو یہ درست نہیں جبکہ چمڑا یا ہڈی خنزیر کا ہو اور کسی دوسرے جانور کی ہڈی یا چمڑا جس کو دباغت دی جا چکی ہو اس کا استعمال درست ہے، اسی طرح اگر جلاٹین میں چمڑے سے کشید کی کوئی شکل ہو تو دباغت کے بعد درست ہو سکتی ہے، اس سے قبل نہیں۔

اور اگر جلاٹین یوں بنایا جائے کہ ہڈی سوکھ جائے، یا چمڑے کی دباغت کا عمل مکمل ہو جانے کے بعد، پھر ان کو کسی طرح گلا کر دوسری شکل میں کر دیا جائے تو یہ قلب ماہیت کہلائے گا اور اس صورت میں اس کا استعمال درست و جائز ہوگا، کسی بھی جانور کی کھال و ہڈی میں کوئی اشکال نہ ہوگا، خواہ خنزیر ہو یا مردار، نیز یہ کہ گلا کر دوسری شکل میں کرنے میں دباغت و سوکھنے کی بھی قید نہ ہوگی، کیونکہ گلانے کا عمل قلبِ ماہیت کا عمل ہے جو خود پاکی کا ذریعہ ہے۔

الفقہ الاسلامی وادلتہ میں اس اصل حکم کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

ایک چیز جب دوسری چیز سے ملتی ہے اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکے، اسے خلط کہتے ہیں اور دونوں چیزوں کے ملنے سے جو مرکب تیار ہوتا ہے اسے مخلوط یا مکسچر کہا جاتا ہے، پھر یہ کہ ایک شئ کا دوسری شئ کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات اور تاثیرات بھی پوری طرح نہیں بدلیں بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں، بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً دودھ میں پانی ملا دیا جائے یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار میں ملایا گیا ہے، اس کے تناسب سے ایک شئ کی صفت اور تاثیر اور دوسری شئ کی صفت اور تاثیر سے مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے، اس لئے مفرد دواؤں کی خاصیت اور مرکب دواؤں کا مزاج معتبر ہوا کرتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کو دوسرے محلول کے ساتھ ملانے سے یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئ کی خاصیت پورے طور پر تبدیل ہو کر اس شئ کی اصل حقیقت اور ماہیت کو بدل ڈالتی ہے، گویا ایک نئی شئ وجود میں آتی ہے جیسے شراب (خمر) کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ سرکہ

بنالیا جاتا ہے، ان صورتوں میں پہلی شئ میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آتی ہے جو اس کی حقیقت کو بدل کر ایک نئی شئ کو وجود بخشتی ہے، حکم شرع کا مدار اس تبدیل ماہیت پر ہے، لہذا اگر کوئی شئ اصلاً نجس تھی لیکن اس میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آگئی جس نے اس شئ کی اصل حقیقت بدل کر نئی شئ کو وجود بخشا تو حکم نجاست باقی نہیں رہتا۔

اسپرٹ اور الکحل کی آمیزش مختلف دواؤں میں ہوتی ہے، اگر آپ غور کریں تو اس کی حیثیت محض خلط اور ملاوٹ کی ہے اور اس کا عمل دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کو سڑنے اور خراب ہونے سے بچانا ہے، الکحل اور اسپرٹ اپنی وجود نہیں کھوتی، اسی لئے آپ نے سنا ہوگا کہ وہ دوائیں جس میں الکحل ایک خاص مقدار میں موجود رہتی ہے نشہ کے عادی لوگ اس کو زیادہ مقدار میں پی کر نشہ کی کیفیت اور لذت حاصل کرتے ہیں۔

لہذا اسپرٹ اور الکحل کی ملاوٹ تبدیلی ماہیت نہیں بلکہ خلط ادویہ ہے۔

''النجاسة إذا استحالت و تبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/۱۰۰)

(نجاست جب کہ دوسری شکل اختیار کرلے اور اس کے اوصاف وحقائق بدل جائیں تو پھر وہ نجاست، نجاست نہیں رہ جاتی، اس لئے کہ نجاست مخصوص اوصاف کے ساتھ متصف ذات کا نام ہے، لہذا جب وہ وصف ہی نہیں رہ جائے گا، تو نجاست بھی ختم ہو جائے گی)۔

علامہ شامی نے ایک موقع پر اس سلسلہ کی بحث میں صاحب فتح القدیر سے نقل کیا ہے:

''شریعت نے وصف نجاست کو ایک خاص حقیقت کے ساتھ متعلق کیا ہے اور کوئی بھی حقیقت اپنے بعض اجزاء کے ختم ہو جانے سے ختم ہو جاتی اور بدل جاتی ہے تو اگر سارے اجزاء ختم ہو جائیں تو کیوں نہ حقیقت ختم ہو جائے گی۔

ظاہر ہے کہ نمک ہڈی و گوشت سے الگ الگ چیز ہے تو جب ہڈی و گوشت نمک بن

جائیں تو ان کا حکم نمک کا ہوگا، شریعت میں اس کی نظیر یہ ہے کہ نطفہ نجس ہوتا ہے، وہی خون کا لوتھڑا بن جاتا ہے، تو نجس رہتا ہے اور جب یہ لوتھڑا گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے، تو پاک ہو جاتا ہے، دوسری نظیر انگور کا شیرہ ہے کہ وہ پاک ہوتا ہے، وہی شراب بن جاتا ہے تو ناپاک قرار پاتا ہے اور پھر وہی جب شراب سے بدل کر سرکہ بن جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عین و حقیقت کا دوسری حقیقت وشکل سے بدل جانا اس وصف وحکم کے زوال اور خاتمہ وتبدل کو مستلزم ہو جاتا ہے جو کہ سابقہ حقیقت وعین سے متعلق تھا'' (ردالمحتار ۱/ ۲۱۷، ۲۱۸)۔

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کے بعض فتاویٰ توضیح مدعا کے لئے ملاحظہ ہوں:

۱-سوال: خاکستر عقرب کا استعمال اکلاً (یعنی کھانے میں) جائز ہے یا نہیں؟ جب وہ جل کر خاک ہو گیا تو بوجہ قلب ماہیت جائز ہونا چاہئے "**کالخمر المتخلل و غیرھا**" (جیسے کہ شراب جو کہ سرکہ بن جائے اور اس انداز کی چیزیں)۔

الجواب: جائز ہے، سوال میں مذکور وجہ کی بنا پر (امداد الفتاوی ۴/ ۱۰۱، ۱۱۵، ۱۱۳، ۲)۔

۲-سوال: ایک فریق کا خیال ہے کہ خمر (شراب) دوسرے اجزاء ملحیات ارضی وغیرہ سے امتزاج پانے کی وجہ سے خل (سرکہ) کا حکم پیدا کرتی ہے، بعض کا قول ہے کہ جو ہر مذکورہ داخل دائرہ "ما خامر العقل" (عقل کو مغلوب کرنے والی چیز) نہیں ہے، جس پر خمر کا اطلاق ہو سکے کیا یہ صحیح مانا جا سکتا ہے؟

الجواب: اجزاء خمر حکم خمر میں ہیں، اس لئے دوسرا عذر صحیح نہیں ہے، اور اگر اس کا استحالہ (وتغیر) ہو جاتا تو خواص بھی باقی نہیں رہتے، حالاں کہ وہ باقی ہیں، پس پہلا عذر بھی صحیح نہیں ہے (حوالہ سابق)۔

۳-سوال: ادویات ڈاکٹری کے عرقیات جن کو بزبان انگریزی ٹنکچر کہتے ہیں، عموماً الکحل یعنی شراب کا جوہر بروئے طب ڈاکٹری بالخاصیت ومفید ومقوی مسلم ہونے کی وجہ سے

شریک رہتا ہے، ایسی ادویات کا استعمال شرعاً جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: اگر اس کا ماخذ اشربہ اربعہ کے ماسوا ہو جیسا کہ غالب ہے تو مختلف فیہ ہے، تقویٰ تحرز ہے، اور مبتلا پر بھی زیادہ دار و گیر نہیں ہے (حوالہ سابق)۔

مذکورہ تینوں فتاویٰ علاج و معالجہ وادویہ سے ہی متعلق ہیں، پہلے میں انقلابِ حقیقت کا اعتبار کیا گیا ہے باقی دو میں دوسری کے ساتھ آمیزش اور ان کے غلبہ کے باوجود شراب کو باقی مانا گیا ہے اور انقلابِ حقیقت کا حکم نہیں لگایا گیا ہے۔

مزید یہ کہ ممتاز علماء ہند کے جو فتاویٰ مل سکے، اس میں دوا اور اس طرح کی دیگر کھانے پینے کی اشیاء میں محرمات آمیزش کے بعد جو شکل بنتی ہے، اس کو انقلاب ماہت کا درجہ نہیں دیا گیا ہے، بلکہ محض خلط اور امتزاج کا، اسی لئے حرمت کا ہی حکم ذکر کیا گیا ہے (فتاوی دار العلوم بنام امداد المفتیین ۱/ ۱۷۱، فتاوی رشیدیہ/ ۵۷۵، فتاوی عبد الحی/ ۵۳۵، ۵۳۶، ۴۰۸، امداد الفتاوی ۱/ ۱۳۰، فتاوی محمودیہ ۱۳/ ۴۲)۔

اور چند اشیاء سے مل کر وجود پانے والی چیزوں میں، جب کہ ان میں کوئی حرام شئی بھی ہو جیسے مردار کی چربی وغیرہ تو خصوصیت سے صابن کا تذکرہ شامی وغیرہ میں بھی معروف ہے اور فتاوی میں ہے، شامی میں چونکہ صابن کے لئے امام محمد کے قول کو بنیاد بنا کر تغیر و انقلاب کی بات آتی ہے اس لئے متعدد حضرات نے اسی کو اختیار کیا ہے (محمودیہ ۵/ ۱۵۹، رحیمیہ ۴/ ۱۵۹، امداد الفتاوی ۱/ ۱۳۵، ۱۳۴، عزیز الفتاوی امداد المفتیین ۱/ ۱۷۰، ۱۷۱)۔

جب کہ بعض اربابِ افتاء نے یہ ذکر کیا ہے کہ جب تک حرام شئی کی آمیزش کا یقین نہ ہو گنجائش ہے اور تغیر وغیرہ کی بات ذکر نہیں کی ہے (نظام الفتاوی ۱/ ۴۳، امداد ۴/ ۹۰، محمودیہ/ ۱۷، ۳۰۸، ۱۶/ ۲۰۰)۔

صابن کے مسئلہ میں غور کرنے پر بات بسکٹ اور دواؤں وغیرہ کی ہی سمجھ میں آتی ہے

کہ جیسے وہاں انقلاب نہیں بلکہ صرف امتزاج ہے، اس لئے جواز کا حکم نہیں، بلکہ عدم جواز ہوگا، جیسا کہ بعض حضرات کے فتاویٰ سے مترشح ہے۔

البتہ ایک بات شامی کی عبارت میں اور خصوصیت سے حضرت تھانوی کے فتاویٰ میں عموم بلوی کی آتی ہے، کہ گنجائش میں یہ بھی ملحوظ ہے، صابن ایک اہم ضرورت کی چیز ہے، اور بغیر چربی و چکنائی کے بنتا نہیں، اور کس میں کس طرح کی چربی و چکنائی ہے، کچھ کہا نہیں جا سکتا، لہذا اس کے پیش نظر جواز کا حکم ہوگا اور توسعاً انقلاب بھی مان لیا جائے گا، اگر چہ حقیقۃً نہیں ہے (ملاحظہ ہو: امداد الفتاوی ۴/ ۱۰۱)۔

# جدید مخلوطات کا شرعی حکم- تحقیق و تجزیہ

مولانا اختر امام عادل ☆

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بے شمار چیزیں پیدا کی ہیں ان میں کچھ چیزیں پاک ہیں اور کچھ چیزیں ناپاک، کچھ انسانوں کیلئے حلال ہیں اور کچھ حرام، اس تقسیم کے پیچھے اللہ کی بے پناہ حکمتیں پوشیدہ ہیں اگر غور کیا جائے تو اس میں دو چیزیں بنیادی طور پر ملحوظ رکھی گئی ہیں، "پاکیزگی اور نافعیت" ہر وہ چیز انسان کیلئے حلال ہے جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے پاک اور اپنے وصف کے لحاظ سے نفع بخش ہو اور ہر اس چیز کو ممنوع قرار دیا گیا جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے ناپاک اور وصف کے لحاظ سے مضرت رساں ہو۔

## اشیاء میں تغیر

یہ شریعت کا ایک عام ضابطہ ہے لیکن دنیا تغیر پذیر ہے اور اس کے وجود و بقاء کی بنیاد ہی تغیرات و انقلابات پر ہے، آئے دن تغیرات ہوتے رہتے ہیں، ان تغیرات کا اثر اشیاء پر بھی ہوتا ہے، بہت ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز پہلے پاک تھی مگر کسی تغیر کے سبب وہ ناپاک ہوگئی یا کوئی نفع بخش تصور کی جاتی تھی بعد میں کسی تبدیلی کی بناء پر وہ نقصان دہ سمجھی جانے لگی، اس تغیر کا اس کے شرعی حکم پر کیا اثر پڑے گا۔

---

☆ بانی و ناظم جامعہ ربانی منورا شریف سمستی پور بہار۔

## قلب ماہیت کی تعریف

یہ مسئلہ زمانۂ قدیم سے فقہاء کے یہاں زیر بحث رہا ہے اور مختلف فقہاء نے اپنے مختلف نقطہائے نظر کا اظہار کیا ہے، واضح رہے کہ کسی چیز کا معمولی تغیر یہاں زیر بحث نہیں ہے بلکہ ایسا غیر معمولی تغیر جس کے نتیجے میں کوئی چیز اپنا نام یا اپنے بنیادی عناصر کا زیادہ تر حصہ یا اپنے ذاتی اوصاف کا بیش تر حصہ کھودے اور اس کی جگہ دوسرا نام یا دوسرے عناصر واوصاف کا غلبہ ہو جائے، اول لغت اور فقہاء کی اصطلاح میں ایسے غیر معمولی تغیر کو استحالہ، انقلاب عین، تحول ماہیت یا استہلاک وغیرہ کہا جاتا ہے، "دليل العروة الوثقى" میں استحالہ کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

"الاستحالة هي تبدل حقيقة الشئ وصورته النوعية ا لى صورة أخرى" (دلیل العروۃ الوثقی للشیخ حسین الحلی) (استحالہ یہ ہے کہ کوئی شئ اپنی حقیقت اور صروۃ نوعیہ چھوڑ کر دوسری صورت وحقیقت اختیار کرلے)، فتاوی ابن عابدین میں ہے: "أن التطهير يكون بانقلاب العين، خمر صارت خلاً وعذرة صارت رماداً فإن ذلك كله انقلاب حقيقة إلى حقيقة أخر" (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۲۹۱) (انقلاب عین سے تطہیر حاصل ہوتی ہے، شراب سرکہ ہو جائے یا گندگی راکھ ہو جائے تو یہ ایک حقیقت کا دوسری حقیقت سے تبدیل ہو جانا ہے)، فتاوی ہندیہ میں ذرائع تطہیر میں استحالہ کو بھی شمار کیا گیا ہے اور شراب وسرکہ کی مثال دی گئی ہے (فتاوی ہندیہ ۱/ ۴۴)۔

## قلب ماہیت ممکن ہے

عام طور پر فقہاء نے انقلاب ماہیت کو تسلیم کیا ہے، البتہ بعض فقہاء نے اس کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ قلب حقیقت محال ہے، یوں تو کوئی چیز قدرت الٰہی

کے دائرے سے خارج نہیں لیکن سنت الٰہی یہ ہے کہ اللہ اپنی قدرت کا استعمال ناممکنات کے لئے نہیں کرتا، مثلاً تانبا کی حقیقت سونے میں نہیں بدل سکتی، لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ انقلاب ماہیت نہ صرف ممکن ہے بلکہ اشیاء میں اس کا وقوع ہوتا ہے اور اللہ اس پر قادر ہے کہ کسی چیز سے تانبا کے اوصاف سلب کر کے سونا کے اوصاف پیدا فرمادے، امر محال صرف یہ ہے کہ ایک چیز تانبا رہتے ہوئے سونا بھی بن جائے، یعنی بیک وقت تانبا بھی ہو اور سونا بھی، علامہ شامی نے اسی رائے کو حق قرار دیا ہے اور ائمہ تفسیر کے حوالہ سے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے: "فإذا هي حية تسعى" (اچانک عصاء موسیٰ سانپ میں تبدیل ہو کر میدان میں دوڑنے لگی)، عصاء موسیٰ عصاء رہتے ہوئے سانپ تو نہیں بن سکتی لیکن ممکن ہے کہ اللہ نے اس عصا میں عصاء کے اوصاف ختم کر کے سانپ کے اوصاف پیدا فرمادے اگر امکان کو تسلیم نہ کیا جائے (جو عصاء موسیٰ میں واقعہ بن کر سامنے آیا) تو پھر اس اعجاز کی توجیہ کیا کی جائے گی؟ (حاشیہ ابن عابدین باب الانجاس ۱/ ۵۳۴)۔

## شراب کو سرکہ بنانا

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ چاروں مذاہب فقہیہ میں کسی نہ کسی درجہ میں عین انقلاب ماہیت کو مؤثر تسلیم کیا گیا ہے، شراب کے بارے میں تو تقریباً تمام ہی فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر اس کی ماہیت بدل جائے اور سرکہ بن جائے تو وہ حلال اور طیب ہے اور اس کا استعمال درست ہے خواہ وہ شراب انگوری ہو یا غیر انگوری اور ایک چیز سے تیار ہوئی ہو یا کئی چیزوں سے مل کر (حاشیہ ابن عابدین ۱/ ۱۹، التاج والاکلیل بہامش الحطاب ۱/ ۹۷، نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج للرملی ۱/ ۲۳، کشاف القناع وبہامشہ شرح منتہی الارادات ۱/ ۳۵)۔

## حنفیہ اور مالکیہ

البتہ اختلاف اس میں ہے کہ بالقصد شراب کو سرکہ بنانا اور اس کو استعمال کے قابل بنانا

درست ہے یا نہیں؟ ظاہر الروایات کے مطابق حنفیہ اور راجح قول کے مطابق مالکیہ کے یہاں اس کی گنجائش ہے (بدائع الصنائع ۱/ ۸۴، ابن عابدین ۱/ ۱۹۰، المنتقی علی الموطأ ۳/ ۱۵۳-۱۵۴)۔

اس لئے کہ یہ ایک فاسد چیز کی اصلاح ہے اور کسی چیز کی اصلاح کرنا شرعاً جائز ہے جس طرح کہ کھال کو دباغت دے کر پاک کرنا شرعاً درست ہے، ارشاد نبوی ہے: "**إذا دبغ الإهاب فقد طهر**" (مسلم شریف ۱/ ۲۷۷ مطبوعہ الحلبی) (جس کھال کو دباغت دے دی جائے وہ پاک ہو جاتی ہے)، دار قطنی کی ایک روایت میں دباغت اور تخلیل خمر کو ایک تناظر میں ذکر کیا گیا ہے: "**إن دباغها يحله كما يحل خل الخمر**" (دار قطنی ۴/ ۲۶۶ مطبوعہ دار المحاسن) (دباغت سے مردار کی کھال اسی طرح حلال ہو جاتی ہے جس طرح کہ شراب سرکہ بننے کے بعد حلال ہو جاتی ہے)۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: "**خير خلكم خل خمركم**" (نصب الرایہ للزیلعی ۴/ ۳۱۱) (بہتر سرکہ وہ ہے جو تم شراب سے سرکہ تیار کرتے ہو)، اس طرح کی متعدد روایت میں شراب سے تیار کردہ سرکہ کی طہارت وحلت کا ذکر ملتا ہے اور ان میں کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے کہ شراب خود بن گئی ہو یا باقاعدہ ارادۃً بنائی گئی ہو، مالکیہ کی ایک روایت یہ ہے کہ تخلیل کا عمل مکروہ ہے لیکن اس عمل سے سرکہ کی حلت وطہارت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا (دیکھئے: مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل ۱/ ۹۵)۔

## شافعیہ اور حنابلہ

شافعیہ اور حنابلہ کو اس سے اختلاف ہے، ان کے نزدیک ارادۃ شراب کو سرکہ بنانے کی ترکیب کرنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ یہ گویا کہ شراب کو قابلِ استعمال بنانے کی ایک ترکیب ہے جب کہ ہمیں شراب سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے اگر کوئی شخص یہ ترکیب کرے اور شراب سرکہ بن جائے تب بھی وہ سرکہ حلال نہ ہوگا۔ اس لئے کہ عمل ممنوع سے کوئی مثبت حکم ثابت نہیں ہو سکتا (نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج للرملی ۱/ ۲۳۰، کشاف القناع ۱/ ۱۳۵)۔

## استدلال

اس سلسلہ میں ان کے پاس سب سے مضبوط دلیل ایک روایت ہے: "عن أبی طلحة أنه سأل النبی ﷺ عن أيتام ورثوا خمرا فقال أهرقها قال أفلا أخللها؟ قال لا" (مسند احمد بن حنبل ۳ر ۱۹، عون المعبود ۳ر ۱۲۶، سنن الدارمی ۲ر ۱۱۸) (حضرت ابوطلحہؓ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے چند یتیموں کے بارے میں سوال کیا جن کو وراثت میں شراب ملی تھی تو حضور نے ارشاد فرمایا: اس کو بہادو، انہوں نے پوچھا، کیا میں اس کا سرکہ نہ بنالوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں)۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شراب کو سرکہ بنانے کا عمل درست ہوتا تو حضور ﷺ اس کی ضرور اجازت دیتے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ یہ مال یتیموں کا تھا۔

## استدلال کا جائزہ

مگر اس روایت کے بارے میں امام طحاوی کا خیال ہے کہ اس حدیث کا تعلق ابتداء اسلام سے ہے جب کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہی ہوا تھا اور لوگوں کے دلوں میں اس کی نفرت پیدا کرنے کے لئے کافی تاکید وتشدید سے کام لیا جارہا تھا، حتی کہ شراب سازی کے روایتی برتنوں کے استعمال سے بھی منع کردیا گیا اور ایسا اس لئے کیا گیا تاکہ لوگ سرکہ بنانے کے بہانے شراب کی لعنت میں گرفتار نہ ہوجائیں، اور شراب جس کو بالکلیہ طور پر اسلامی معاشرہ سے ختم کرنا مقصود تھا وہ کسی عنوان سے گھروں میں باقی نہ رہ جائے، لیکن بعد کے ادوار میں جب کہ لوگ اس حکم کی حقیقت سے واقف ہوگئے اور شراب کی نفرت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی تو پھر اس درجہ احتیاط اور شدت کی ضرورت باقی نہ رہی، چنانچہ شراب کے قدیم برتنوں کے استعمال کی بھی اجازت دے دی گئی اور جیسا کہ اوپر روایات میں آیا کہ شراب کو سرکہ بنانے کے عمل کی گنجائش بھی

دی گئی۔ ابتداء اسلام سے اس حدیث کے متعلق ہونے کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ معجم طبرانی اور دار قطنی کی روایت میں شراب بہانے کے ساتھ مٹکا توڑنے کا بھی حکم ہے کہ حضورﷺ نے حضرت طلحہ سے فرمایا: "أهرق الخمر و كسر الدنان" (نصب الرایہ للزیلعی ۴؍ ۳۱۱) (شراب بہادو اور مٹکے توڑ دو)، یہ صاف علامت ہے کہ یہ واقعہ ابتداء اسلام کا ہے، اس لئے کہ برتنوں کے توڑنے کا حکم ابتداء اسلام ہی میں دیا گیا تھا۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے بعض طرق میں حضورﷺ کی اجازت منقول ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ نے حضورﷺ سے مذکورہ شراب کو سرکہ بنانے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا: ہاں، گویا روایت میں تعارض ہے، اس لئے اس سے استدلال درست نہیں (بدائع الصنائع ۴؍ ۲۷۹)، علامہ کاسانی نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے کہ یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں مذکور ہے؟۔

## عمل اور نتیجۂ عمل کا رشتہ

علاوہ ازیں اگر اس روایت کی صحت کو انہی الفاظ کے ساتھ مان لیا جائے جو کہ عام طور پر متداول کتابوں میں مذکور ہیں اور جو بظاہر شافعیہ کا مستدل ہیں تو اس سے زیادہ سے زیادہ عمل تخلیل کی ممانعت ثابت ہوگی کہ یہ عمل پسندیدہ نہیں، لیکن اگر کوئی ممانعت کے باوجود یہ عمل کر لے تو سرکہ پاک نہ ہوگا، اس کا ثبوت اس حدیث سے نہیں ہوتا اور حنفیہ کے اصول کے مطابق عمل کی کراہت سے حاصل شدہ نتیجہ کی کراہت ثابت نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اگر کوئی شخص انگور یا اس طرح کی کسی دوسری چیز سے براہِ راست سرکہ ہی بنانا چاہے تب بھی عبوری طور پر شیرۂ شراب بننے کے بعد ہی سرکہ بن سکتا ہے جس کا اعتراف شوافع کو بھی ہے اور اس کے باوجود وہ سرکہ کی حلت وطہارت کو تسلیم کرتے ہیں۔

نہایۃ المحتاج میں ہے: ''ولأن العصیر لا یتخلل إلا بعد التخمر غالباً فلو لم نقل بالطهارة لربما تعذر الخل وهو حلال إجماعاً'' (۱/ ۳۰)۔

تو گویا مسئلہ صرف قصد وارادہ کا رہ جاتا ہے، مگر قصد وارادہ کی خرابی کسی چیز پر اس درجہ مؤثر نہیں ہوسکتی ورنہ اگر قصد وارادہ اس درجہ مؤثر ہوتا تو اس کا اثر اس صورت میں بھی ظاہر ہونا چاہئے جب کہ شراب کو دھوپ میں اٹھا کر اس غرض سے رکھ دیا جائے کہ وہ دھوپ کی حرارت سے سرکہ بن جائے، یہ حنفیہ اور مالکیہ کی طرح شافعیہ کے یہاں بھی درست ہے اور اس سے حاصل شدہ سرکہ کا استعمال حلال ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۵/ ۱۹)۔

حنفیہ کے یہاں اس مسئلہ میں قصد وارادہ کو دوسری جہت دی گئی ہے کہ یہ دراصل ایک فاسد مادہ کو صالح اور لائقِ انتفاع بنانے کی کوشش ہے جو ایک بہتر بات ہے۔

## قلب ماہیت کا دائرہ

شراب کے علاوہ دیگر نجاستوں میں بھی انقلاب ماہیت مؤثر ہوگا یا نہیں اس باب میں فقہاء کا اختلاف ہے: حنفیہ میں امام محمدؒ تمام ناپاک اشیاء اور محرمات میں انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم کرتے ہیں اور اس کو سبب تطہیر قرار دیتے ہیں، امام ابو یوسفؒ کو اس سے اختلاف ہے، ان کے نزدیک انقلاب عین سے کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوتی:

''جن چیزوں سے تطہیر حاصل ہوتی ہے ان میں ایک چیز انقلاب عین ہے، اگر انقلاب عین شراب میں ہو تو اس کی طہارت میں کوئی اختلاف نہیں لیکن اگر اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ہو مثلاً خنزیر یا مردار نمک کے کان میں گر کر نمک بن جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کو کھایا جاسکتا ہے یا گوبر یا گندگی جل کر راکھ ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گا مگر امام ابو یوسفؒ کو اس سے اختلاف ہے، ان کی رائے میں انقلابِ عین سے ناپاک اشیاء پاک نہیں ہوں گی'' (البحر الرائق ۱/ ۲۳۹، فتح القدیر ۱/ ۱۳۹)۔

امام ابو یوسفؒ کی دلیل ہے کہ قلبِ ماہیت کے بعد بھی نجاست کے اجزاء کسی نہ کسی درجہ میں باقی رہتے ہیں، اس لئے احتیاط یہ ہے کہ اس کو بالکلیہ نجس مانا جائے، تجنیس میں امام ابو یوسف ہی کے قول کو اختیار کیا گیا ہے (فتح القدیر ۱ / ۲۹)، مگر علامہ ابن نجیم کے بقول زیادہ تر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے، الخلاصہ میں اسی کو مفتی بہ قول اور فتح القدیر میں قول مختار قرار دیا گیا ہے، المحیط میں امام ابوحنیفہؒ کو بھی امام محمدؒ کا ہم خیال بتایا گیا ہے، اس نقطۂ نظر کی دلیل یہ ہے کہ کسی شئ پر نجاست یا حرمت کا حکم لگایا جاتا ہے تو یہ حکم اسی وقت تک باقی رہتا ہے جب تک وہ شئ اپنی حقیقت کے ساتھ موجود ہو، لیکن اگر اس کی ماہیت وحقیقت تبدیل ہو جائے اور اس کا نام اور اس کی صفات باقی نہ رہیں تو اب وہ شئ ہی باقی نہیں رہی جس پر نجاست وحرمت کا حکم لگایا گیا تھا، اس لئے وہ حکم بھی باقی نہ رہے گا، بلکہ موجودہ حقیقت اور نام کے لحاظ سے اس پر حکم لگایا جائے گا اس کے نظائر شریعت میں بکثرت موجود ہیں، نطفہ نجس ہے، علقہ بننے کے بعد بھی نجس ہے لیکن مضغہ بننے کے بعد پاک ہو جاتا ہے، کسی پھل کا شیرہ پاک ہے اگر وہ شراب بن جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور پھر وہ سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا، اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ عین کی تبدیلی سے حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے (البحر الرائق ۱ / ۲۳۹)۔

اگر ناپاک کھال کو دباغت دی جائے تو پاک ہو جاتی ہے (بدائع الصنائع ۱ / ۸۵، فتاویٰ ہندیہ ۱ / ۴۴)۔

مشک، نافۂ مشک عنبر اور زباد اپنی سابقہ اصل کے لحاظ سے ناپاک ہیں لیکن موجودہ صورتوں میں پاک ہیں (حاشیہ ابن عابدین ۱ / ۳۶۴)۔ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ عموم بلویٰ کی وجہ سے امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم کسی صورت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس میں ہر وہ صورت داخل ہے جس میں تغیر حقیقت اور انقلاب ماہیت پایا جائے اور اس میں ابتلاء عام ہو، ناپاک تیل سے صابن بنایا جائے، ناپاک وحرام چیونٹی پس کر آٹا بن جائے، چڑیا

کنواں میں گر کر کیچڑ بن جائے وغیرہ ان تمام صورتوں میں طہارت کا حکم لگایا جائے گا (رد المحتار علی الدر المختار ۱/ ۱۹۱)۔

## مالکیہ

مالکیہ دباغت کے مسئلہ کو چھوڑ کر اس باب میں جمہور احناف کے ہم خیال ہیں، وہ انقلاب ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں اور تغیر کے بعد کی صورت حال پر حکم لگانے کے قائل ہیں، الشرح الکبیر اور حاشیہ الاسلامی میں اس کی متعدد مثالیں دی گئی ہیں (دیکھئے: الشرح الکبیر مع حاشیہ الدسوقی ۱/ ۵۰-۵۸)۔

البتہ دباغت کے مسئلہ میں مالکیہ کے یہاں مختلف عبارتیں ملتی ہیں، التوضیح میں ہے کہ اکثر مالکیہ اس کی طہارت کو مقید طور پر تسلیم کرتے ہیں، یعنی خشک مقامات یا صرف پانی کے لئے اس کا استعمال درست مانتے ہیں جب کہ عبدالوہاب اور ابن رشد اس کو نجس کہتے ہیں لیکن استعمال کی اجازت دیتے ہیں مگر اس پر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ صاحب التوضیح کا کہنا ہے کہ یہ اختلاف لفظی ہے حقیقی نہیں، حقیقت یہ ہے کہ معلوم حد تک امام مالکؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ دباغت سے کھال پاک نہیں ہوتی، البتہ مذکورہ بالا امور میں اس سے محض استفادہ کیا جا سکتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دباغت شئ کی حقیقت کو نہیں بدلتی بلکہ وہ محض کھال کے تحفظ کو یقینی بناتی ہے، یعنی دباغت کے بعد کھال خراب نہیں ہوتی جیسے کہ زندگی کی حالت میں کھال خراب نہیں ہوتی (الحطاب علی خلیل ۱/ ۱۰۱-۱۰۶ بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی جمال عبد الناصر ۶/ ۱۰)، گویا دباغت کو مطہر نہ ماننے کی علت یہ نہیں ہے کہ امام مالکؒ انقلاب ماہیت کی تاثیر تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ دباغت میں سرے سے انقلاب ماہیت ہی تسلیم نہیں کرتے، اس لئے طہارت کا حکم بھی نہیں لگاتے، اس طرح اس جزوی اختلاف کے باوجود مالکیہ اصولی طور پر حنفیہ سے متفق ہیں۔

## شافعیہ

شافعیہ نے اس باب میں اصولی طور پر نجس لعینہ اور نجس لغیرہ میں فرق کیا ہے، ان کے نزدیک انقلاب ماہیت ان اشیاء میں مؤثر ہے جن میں نجاست کسی خارجی سبب سے آتی ہو مثلاً شراب اپنی اصل کے لحاظ سے کسی پھل کا رس ہے مگر سکر پیدا ہو جانے کی بناء پر ناپاک اور حرام ہوگئی، اس طرح کی چیزوں میں انقلاب ماہیت مؤثر ہوگا کیونکہ وہ اپنی اصل کے لحاظ سے ناپاک نہیں ہے، ناپاکی خارج سے آتی ہے تو اس میں انقلاب ماہیت کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ خارجی سبب ختم ہوگیا جس کے زیر اثر یہ چیز ناپاک قرار پائی تھی، لیکن جو چیزیں اپنی ذات سے ناپاک ہیں وہ کبھی پاک نہیں ہوسکتیں (المہذب لابی اسحاق الشیرازی ۱/ ۴۸)۔

لیکن اصل بات یہ لگتی ہے کہ وہ اس باب میں کسی ضابطہ واصول کو راہ دینے کے بجائے صرف ان مسائل میں انقلاب ماہیت کو تسلیم کرتے ہیں جو نص سے ثابت ہیں، چنانچہ ان کے یہاں خمر کے علاوہ کھال اور مشک میں بھی اس عمل کو تسلیم کیا گیا ہے ناپاک کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے، اسی طرح خون مشک بن جانے کے بعد پاک ہے، اس بناء پر نہیں کہ فی الواقع ان میں نجس لعینہ اور لغیرہ کا فرق ہے بلکہ محض اس لئے کہ اس کا ثبوت احادیث سے ہے (المہذب لابی اسحاق الشیرزی ۱/ ۱۰)۔

## حنابلہ

حنابلہ اس باب میں شافعیہ سے بھی زیادہ سخت ہیں، ظاہر مذہب کے مطابق وہ انقلاب ماہیت کو صرف خمر میں تسلیم کرتے ہیں، ابن قدامہ نے ایک قیاسی قول دیگر نجاسات میں بھی انقلاب ماہیت کا نقل کیا ہے، مگر اس کو انہوں نے ظاہر مذہب کے خلاف قرار دیا ہے (المغنی لابن قدامہ ۱/ ۵۹)۔

گویا شافعیہ اور حنابلہ دونوں نے ہی اس باب میں قیاس کے دروازے کو بند کردیا ہے اور مسئلہ کو معلول اور متعدی بنانے کے بجائے اس کو غیر متعدی بنادیا ہے، حالانکہ اس طرح کی کسی تخصیص کا ثبوت نص سے نہیں ملتا اور نہ قیاس وعقل سلیم اس کی تائید کرتے ہیں، اس لئے اصولی طور پر ایک تو ماہیت کی تبدیلی حکم کی تبدیلی کی متقاضی ہے، دوسرے اس لئے کہ قلب ماہیت کی اکثر صورتیں عموم بلویٰ کی ہیں اور عموم بلویٰ تسہیل کا متقاضی ہے، نہ کہ تشدید کا۔ ابن عابدین تحریر فرماتے ہیں: **"فمعناه أن عموم البلوىٰ علة اختيار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العين"** (رد المحتار علی الدر المختار ۱/ ۵۳۴)۔

## انقلاب ماہیت کا مطلوبہ معیار

یہاں ایک اہم بحث یہ بھی ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شی کا کس حد تک تغیر مطلوب ہے؟ فقہاء کی جزئیات اور مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے مباحث کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شی کی پوری حقیقت یا اس کے تمام بنیادی اجزاء کا تبدیل ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ مختلف اشیاء کی طبعی خاصیات کے لحاظ سے اس کے غالب بنیادی اجزاء کا تبدیل ہوجانا کافی ہے، اس سلسلے میں علامہ شامیؒ کی عبارت کافی واضح اور فیصلہ کن ہے:

''فتح القدیر میں ہے کہ زیادہ تر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول مختار ہے، اس لئے کہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر مرتب کیا ہے اور حقیقت تو اس کے مفہوم کے بعض اجزاء کے خاتمہ سے منتفی ہو جاتی ہے تو اگر تمام اجزاء ختم ہو جائیں تو وہ حقیقت کیسے باقی رہے گی؟'' (رد المحتار ۱/ ۵۳۴)۔

## پانی کی طبعی طہوریت کا خاتمہ

اس باب میں نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان سے بھی روشنی ملتی ہے آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا: "خلق الماء طهوراً لا ينجسه شئ إلا ما غير لونه أو طعمه أو ريحه" (شرح معانی الآثار ار ۱۶، دارقطنی ار ۲۸، علل الحدیث لابی حاتم ار ۴۴)۔ (پانی پاک پیدا کیا گیا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی مگر جو اس کا رنگ یا مزہ یا بو بدل دے )۔

حرف او کے ساتھ حضور ﷺ کا ارشاد بتاتا ہے کہ پانی کی طبعی طہوریت کے خاتمہ کے لئے طبعی رنگ، مزہ، بو، سب کا تبدیل ہونا ضروری نہیں بلکہ جزوی تغیر کافی ہے چنانچہ فقہاء نے پاکی کی طبعی طہوریت کے زوال کا جو ضابطہ بیان کیا ہے اس سے اس کی مزید توضیح ہوتی ہے، دیکھئے: (درمختار ار ۳۲۶ - ۳۲۷، کذا فی البدائع ار ۹۴)۔

## ہر شئ کا اپنا معیار

ہر چیز کی اپنی طبعی خصوصیات اور فطری صفات ہوتی ہیں کوئی ضروری نہیں کہ ہر چیز میں تغیر وتبدیل کا وہی تدریجی یا پہلو وار ضابطہ جاری ہو جو پانی میں جاری ہوتا ہے یا ہر چیز اپنے اندر اسی طرح متعدد اوصاف وخصائص رکھے جس طرح کہ پانی میں موجود ہیں، اشیاء مختلف میں بعض ایسی چیز بھی ہوسکتی ہے، جس میں کوئی ایک وصف ہی طبعی اور فطری ہو اور اسی ایک کی تبدیلی سے اس پر تبدیلی ماہیت کا فیصلہ کردیا جائے مثلاً شراب اس میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہے کڑواہٹ (مرارۃ) اور اس کا نشہ اسی وقت تک رہے گا جب تک کہ یہ وصف اس میں موجود ہو، اس لئے کہ شراب میں سرکہ یا نمک اور کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے، جس سے اس کی تلخی ختم ہوکر کھٹا پن (حموضہ) میں بدل جائے تو شراب کی ماہیت باقی نہ رہے گی اور اب اس پر سرکہ کا اطلاق ہوگا، البتہ ایسی چیزوں میں جس میں ایک ہی وصف طبعی ہو ان میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ تبدیل ماہیت کے لئے ضروری ہے یا اس کا زیادہ تر حصہ ختم ہو جانا کافی ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اس میں احتیاط پر عمل کرتے ہوئے یہ رائے اختیار کی ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ

ضروری ہے اور اگر مثلاً شراب میں تھوڑی سی تلخی بھی باقی رہ گئی تو اس کا استعمال حلال نہ ہوگا، اس لئے کہ ابھی وہ شراب ہی ہے، اس پر سے شراب کا اطلاق ساقط نہیں ہوا ہے لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد کا خیال یہ ہے کہ اس وصف کا مکمل خاتمہ ضروری نہیں ہے، خاص کر شراب کے بارے میں ان دونوں حضرات کا کہنا ہے کہ اگر تھوڑا سا کھٹا پن بھی اس میں پیدا ہو جائے تو وہ شراب نہیں رہے گی بلکہ سرکہ قرار پائے گی اور اس کا استعمال درست ہوگا (دیکھئے: بدائع الصنائع ۵/ ۱۱۳، ردالمحتار ۱/ ۳۴۴)۔

## قلب ماہیت اور عموم بلویٰ

قلب ماہیت کی اعتباری حیثیت میں عموم بلویٰ کا بڑا دخل ہے اور عموم بلویٰ کے زیادہ تر مسائل کی اساس تساہل اور چشم پوشی پر ہوتی ہے، ان میں عام لوگوں کو دقتوں سے بچانے کے لئے کئی طرح کے منفی امکانات و احتمالات کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، علامہ حصکفیؒ نے الخزائن کے حوالہ سے تیس سے زیادہ ان مطہرات کا حوالہ دیا ہے جو بعض یقینی شبہات کے باوجود تطہیر کا فائدہ دیتے ہیں:

- مثلاً ناپاک فرش پر پانی بہا دیا جائے تو پاک ہو جائے گا جب کہ ناپاک قطرات کے باقی رہنے کا پورا امکان موجود ہے۔
- پانی ایک جانب سے داخل ہو رہا ہو اور دوسری جانب سے نکل رہا ہو تو یہ ماء جاری ہے اگر اس میں خاصی مقدار میں نجس پانی مل جائے تب بھی مضائقہ نہیں۔
- ایک کپڑے میں نجاست لگی مگر بھول گیا کہ کہاں لگی تو سوچ کر کسی گوشے کو دھو دینا کافی ہے۔
- ناپاک زمین خشک ہو جائے تو پاک ہے۔

● خف پر نجاست لگی تو رگڑ دینا کافی ہے۔
● کپڑے پر منی لگی تو کھرچ دینا کافی ہے۔
● کنواں میں نجاست گر گئی اور اس کے اندر چشمہ جاری ہو تو پانی کی ایک مقدار کا نکال دینا کافی ہے اور اسی سے کنواں کی دیوار اور ڈول سمیت بقیہ پانی بھی پاک ہو جائے گا۔
● مسلک شافعی کے مطابق چھوٹے بچے کے پیشاب پر پانی چھڑک دینا کافی ہے نجاست کا با قاعدہ اخراج ضروری نہیں (شامی ۱؍ ۵۱۷)۔

اس طرح کے بیسوں مسائل کتب فقہ میں موجود ہیں جن میں نجاست اور گندگی کے باقی رہنے کے قوی امکانات موجود ہیں پھر بھی لوگوں کے ابتلاء عام کی بناء پر شریعت نے ان کو نظر انداز کیا ہے، اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ انقلاب ماہیت کا مسئلہ بھی چونکہ اسی قبیل سے ہے اور اسی لئے فقہاء حنفیہ نے انہی تمیں مطہرات کے ذیل میں انقلاب عین کو بھی شمار کیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ یہاں بھی تساہل اور چشم پوشی کا اصول کو نظر انداز نہ کیا جائے اور اسی لئے یہ قول زیادہ قرین مصلحت ہے کہ بنیادی عناصر کی کلی تبدیلی کے بجائے جزوی تبدیلی کافی ہے۔

## نام کی تبدیلی کا اثر

علامہ ابن حزم ظاہری نے ''المحلی'' میں اس موضوع پہ کافی مفصل کلام کیا ہے ان کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ کسی چیز کی بنیادی صفات میں ایسی تبدیلی کہ اس سے نام تبدیل ہو جائے، انقلاب ماہیت کے لئے کافی ہے، انہوں نے اس کی بہت سی مثالیں دی ہیں اور پھر کہا ہے:

''الأحكام للأسماء والأسماء تابعة للصفات التى هى حد ما هى فيه المفرق بين أنواعه'' (۱؍ ۳۸) (احکام اسماء پر مرتب ہوتے ہیں اور اسماء ان صفات کے تابع ہیں جو ان کی مختلف قسموں کے درمیان وجہ امتیاز ہیں)۔

انہوں نے اس کی دلیل یہ دی ہے کہ اللہ نے ہمیں جس نام سے مخاطب کرتے ہوئے حکم دیا ہے اگر وہ نام باقی نہیں رہے تو حکم بھی باقی نہ رہے گا اور ہم اس کے مکلف نہ ہوں گے (۱/ ۳۸)، نام کی تبدیلی سے ماہیت اور حکم کی تبدیلی کو فقہاء حنفیہ نے بھی تسلیم کیا ہے (عالمگیری ۱/ ۱۱، ردالمحتار ۱/ ۲۳۶، بدائع الصنائع ۱/ ۹۴)۔

## انقلاب ماہیت میں مادہ تبدیل نہیں ہوتا ہے

مگر ابن حزم نے ذرا وضاحت کے ساتھ اس سے اگلی بات بھی تحریر کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جس کو ہم انقلاب ماہیت کہتے ہیں اور جس کی بنیاد پر ہم حکم کے تغیر کا فیصلہ کرتے ہیں اس میں نفس ذات تبدیلی نہیں ہوتی وہ قائم رہتی ہے اس کے صرف بنیادی عناصر تبدیل ہوتے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: المحلی ۱/ ۱۶۲، دلیل العروۃ الوثقی ۲/ ۳۴۹)۔

## انقلاب صورت کی شکلیں

یہ انقلاب صورت بالعموم دو طریقے پر ہوتا ہے، کبھی یہ ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت (جس سے صورت تیار ہوتی تھی) کسی خارجی سبب سے پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور اس تفرق کے نتیجے میں نئی صورتیں اور نئے اطلاقات وجود میں آتے ہیں، مثلاً کسی نجس لکڑی کو جلا دیا جائے تو لکڑی کے عناصر جل کر بکھر جائیں گے اور راکھ، دھواں اور بھاپ میں تبدیل ہو جائیں گے جل کر بکھر جانے کی بناء پر متعدد صورتیں اور متعدد نام وجود میں آئیں گے مگر مادہ تو ایک ہی رہے گا۔

اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عناصر کی وحدت تو ختم نہیں ہوتی لیکن وہ دوسری نوعیت میں تبدیل ہو جاتی ہے مثلاً گدھا نمک میں گر کر نمک بن جائے (دلیل العروۃ الوثقی ۲/ ۳۴۹، بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی ۶/ ۱۵)۔

## کتاب الرضاعہ کے بعض جزئیات سے تائید

فقہاء نے کتاب الرضاعت میں ثبوت رضاعت کے مسئلہ کے تحت جو گفتگو کی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اختلاط کی صورت میں تبدیلی ماہیت کے لئے اصل مادہ کی تبدیلی ضروری نہیں بلکہ اس کی طبعی خاصیت، صورت نوعیہ یا بنیادی اوصاف کی تبدیلی کافی ہے، چھوٹا بچہ کسی عورت کا دودھ پی لے تو اس سے رضاعت ثابت ہو جائے گی، لیکن اگر دودھ میں کھانا ڈال کر پکا دیا جائے تو گرچہ دودھ کی مقدار بکثرت محسوس ہوتی ہو مگر اس کے استعمال سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی حالانکہ دودھ کا مادہ باقی ہے صرف اس کی صورت نوعیہ تبدیل ہوئی ہے کہ پہلے وہ خالص دودھ تھا اور اب دودھ والا کھانا ہے، علامہ کاسانی فرماتے ہیں: "فإن اختلط بالطعام فإن مسه النار حتى نضج لم يحرم في قولهم جميعاً لأنه تغير عن طبعه بالطبخ" (بدائع الصنائع ۴/۸۰۴)۔

عورت کے دودھ میں بکری کا دودھ مل جائے اور بکری کے دودھ کی مقدار غالب ہو تو اس دودھ کے پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی (ردالمحتار باب الرضاع ۴/۱۲)۔

حالانکہ بکری کے دودھ کے غلبہ سے عورت کے دودھ کا مادہ فنا نہیں ہوا صرف نسبت تبدیلی ہوئی ہے کہ غلبہ کی بناء پر اب بکری کا دودھ کہلائے گا عورت کا نہیں، اگر عورت کے دودھ میں کوئی دوا، یا پانی، یا اور کوئی چیز ملا دی جائے اور اس کا رنگ، مزہ، بو کا غالب حصہ تبدیل ہو جائے تو ایسے دودھ کے پینے سے بھی رضاعت ثابت نہ ہوگی (ردالمحتار ۴/۱۲ باب الرضاع)، مگر رنگ مزہ اور بو کی تبدیلی سے مادۂ دودھ تو تبدیل نہیں ہوا صرف صورت نوعیہ تبدیل ہوئی۔

## خلاصۂ بحث

ان تمام مباحث سے درج ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

۱- انقلاب ماہیت کے لئے اصل مادہ اور حقیقت کی تبدیلی ضروری نہیں، طبعی خصوصیات اور بنیادی اوصاف کی تبدیلی کافی ہے۔

۲- طبعی خصائص اور بنیادی عناصر میں بھی تمام کا تبدیل ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کے غالب عنصر کا تبدیل ہو جانا کافی ہے۔

۳- اس کا مطلب ہے کہ انقلاب ماہیت کے بعد سابقہ اصل کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہ سکتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو انقلاب ماہیت قرار دیا جائے گا۔

۴- خارجی یا غیر بنیادی اوصاف کے تغیر وتبدل کا اعتبار نہیں اور اس طرح کے تغیر سے انقلاب ماہیت کا تحقق نہیں ہوگا۔

۵- کسی چیز میں ایسی صوری وحقیقی تبدیلی کہ اس سے اس کا نام بدل جائے اور کسی دوسرے نام کا اس پر اطلاق ہونے لگے یہ بھی انقلاب ماہیت ہی کی ایک صورت ہے۔

۶- ہر چیز کے طبعی خصائص مختلف ہوتے ہیں اس کا فیصلہ ہر شئ کی اس کی خاصیت اور موقع استعمال کے لحاظ سے کسی ماہر شخص کے تجزیہ کے مطابق کیا جائے گا۔

۷- فقہ حنفی کی رو سے انقلاب ماہیت کے مسئلے میں مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، نجس العین اور غیر نجس العین ہر دو کے مختلف اجزاء کا حکم یکساں ہے، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں اس قسم کی ایک تفریق کی گئی ہے مگر وہ حقیقی بنیادوں پر نہیں ہے۔

۸- فقہاء نے مختلف ابواب کے تحت قلب ماہیت کے جن اسباب کا تذکرہ کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

جلانا، دھوپ دکھانا، کسی شئ کے اندر دوسری شئ کا ملانا، ہوا لگانا، دباغت دینا، وقت گزرنا وغیرہ، آج کے جدید ترین دور میں تو قلب ماہیت کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں۔

آج کھانے پینے اور دیگر استعمالی اشیاء میں کثرت سے اس قسم کے تغیرات ہوتے ہیں، مثلاً:

## گندے پانی کو فلٹر کرنا

آج کل شہروں میں پانی کو فلٹر کرنے کا رواج عام ہے، گندے اور غلیظ پانی کو بھی فلٹر کرکے اس کے گندے عناصر کو الگ کردیا جاتا ہے اور اس پانی کو استعمال کیا جاتا ہے، انقلاب ماہیت کے ضابطہ کے مطابق اس کی گنجائش نظر آتی ہے بشرطیکہ اس میں گندگی کے اثرات محسوس نہ ہوں اور ابتلاء عام ہو اس لئے کہ بقول امام محمدؒ

''جب نجاست متغیر ہوجائے اور اس کے اوصاف و معانی تبدیل ہو جائیں تو وہ نجاست باقی نہیں رہتی، اس لئے کہ نجاست ایک خاص صفت والی چیز کا نام ہے جب وہ وصف ختم ہوگا تو نجاست کا نام بھی ختم ہو جائے گا اور یہ اسی طرح ہے جیسے شراب سرکہ بن جائے'' (بدائع الصنائع ۱/ ۸۳)۔

## ناپاک کو پاک کرنے کے چند فقہی نظائر

فقہاء کے یہاں کئی ایسے نظائر ملتے ہیں جن میں ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کا ذکر ملتا ہے مثلاً، ناپاک تیل یا ناپاک شہد کو پاک کرنے اور قابلِ استعمال بنانے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کو ہانڈی یا کسی برتن میں رکھ کر اس میں پانی ملادیں اور آگ پر چڑھادیں پھر اس کو اتنا جلائیں کہ سارا پانی جل جائے اور تیل یا شہد کی اصل مقدار باقی رہ جائے، اس طرح تین بار کریں تو شہد یا تیل پاک ہوجائے گا۔ یہ امام ابو یوسفؒ کی رائے ہے، امام محمدؒ کو اس سے اختلاف ہے مگر بقول علامہ شامی اور دیگر فقہاء فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے اس لئے کہ لوگوں کے لئے اس میں سہولت ہے، دیکھئے: (ردالمحتار ۱/ ۳۳۴، ہندیہ ۱/ ۴۲)۔

امام ابو یوسفؒ تو اس گوشت کو بھی پاک بنانے کے قائل ہیں جس کو شراب میں جوش دے کر پکادیا گیا ہو یا گیہوں کو نجس پانی میں بھگودیا گیا ہو اور وہ اس پانی میں پھول گیا ہو یا کھال کو

ناپاک تیل یا کسی ناپاک سیال مادہ سے دباغت دیا گیا، ان صورتوں میں امام محمدؒ اور بعض روایات کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کا خیال ہے کہ ان کو پاک کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے، مگر امام ابو یوسفؒ گیہوں اور کھال کے بارے میں کہتے ہیں کہ تین بار پانی سے صاف کیا جائے اور ہر بار سکھایا جائے، گوشت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ پاک پانی میں تین بار پکایا جائے اور ہر بار خشک اور ٹھنڈا کیا جائے۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

"**وما قاله محمد أقيس وما قاله أبو يوسف أوسع**" (بدائع الصنائع ۱/ ۱۵۱) (امام محمدؒ کا قول قیاس کے مطابق ہے لیکن امام ابو یوسف کے قول کی بنیاد توسع پر ہے)۔

اس طرح کی اور بھی مثالیں ہیں جن میں عموم بلویٰ کے پیش نظر عام ضابطہ سے ہٹ کر لوگوں کی حاجات کا خیال رکھا گیا ہے، کنواں میں نجاست گرگئی، پورا کنواں ناپاک ہوگیا، مگر مختلف چیزوں کے تناسب سے مختلف مقدار مقرر کی گئی ہے کہ اتنے ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوجائے گا، حالانکہ آخری ڈول سے قبل تک پورا پانی ناپاک تھا، اور آخری ڈول نکلتے ہی پورا پانی پاک ہوگیا، اس ڈول سے ٹپکنے والے قطرات بھی ناپاک نہیں رہے۔

علامہ کاسانیؒ امام محمد کے قول کی توجیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس لئے کہ آخری ڈول نجاست کے لئے شرعاً متعین ہے، اس دلیل سے کہ کنواں کے سرے پے آخری ڈول جونہی نکل جاتا ہے بعینہ پانی پاک ہوجاتا ہے، رہے اس ڈول سے ٹپکنے والے قطرات تو دفع حرج کے لئے شرعاً اس کی نجاست کا اعتبار ساقط ہے، اس لئے کہ ان قطرات پر نجاست کا حکم لگایا جائے تو کنواں کبھی پاک نہ ہوگا، لوگوں کو نجاست گرنے کے بعد کنواں کی طہارت کی ضرورت ہے۔

مذکورہ مسائل میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی بلکہ عموم بلویٰ کے تمام مسائل

میں فقہاء نے کافی رعایت کا معاملہ کیا ہے، اس روشنی میں اگر کسی نہر، یا ندی کا گندا پانی فلٹر کر کے صاف کر دیا جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا، ایک تو انقلاب ماہیت کی بنیاد پر، دوسرے اس لئے کہ آج شہروں میں لوگوں کو استعمالی پانی کی جو دقت ہے اس کے پیش نظر اس میں توسع کا پہلو اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے۔

## ناپاک چربی سے تیار ہونے والے صابن کا حکم

آج کل صابن میں عموماً چربی ڈالی جاتی ہے اور یہ چربی مردار کی بھی ہوتی ہے اور مردار خنزیر بھی ہوسکتا ہے لیکن یہ چربی دوسری اشیاء کے ساتھ مل کر جب صابن میں تبدیل ہوگئی، تو اب یہ مردار کی چربی نہیں رہی، اب یہ پاک صابن ہے اور اس کا استعمال درست ہے، فقہاء نے اپنی کتابوں میں صراحت کے ساتھ اس جزئیہ کو بیان کیا ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۱۹)۔

## ہڈیوں کے پاؤڈر سے تیار شدہ مرہم

فقہ حنفی کی کتابوں میں ہڈیوں سے تیار ہونے والی کسی چیز کا صراحتاً ذکر تو نہیں ملا، لیکن انقلاب ماہیت کے مفتی بہ اصول پر اس کی پوری گنجائش نظر آتی ہے، البتہ فقہ مالکی کی کتاب ''حطاب علی خلیل'' میں مردار کی ہڈی سے تیار شدہ مرہم کا ذکر موجود ہے اور اس کے بارے میں مختلف روایات نقل کئے گئے ہیں، امام مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کا مرہم لگائے ہوئے ہو تو اس حالت نماز نہیں پڑھ سکتا، ابن عرفہ نے بھی یہ بات شیخ کی روایت سے نقل کی ہے، لیکن ابن ماجشون سے منقول ہے کہ یہ مرہم لگا کر نماز پڑھنا درست ہے یعنی یہ پاک ہے، فقہ مالکی میں بھی انقلاب ماہیت کا اصول تسلیم کیا گیا ہے، اس سے ابن ماجشون کے نظریہ کو تقویت ملتی ہے، بالخصوص اس صورت میں جب کہ خالص ہڈیوں کے پاؤڈر ہی سے مرہم یا ٹوتھ پیسٹ تیار نہ کیا گیا ہو بلکہ بہت سی اشیاء سے مل کر تیار کیا گیا ہو، بہت ممکن ہے مذکورہ اختلاف

شاید صرف اس صورت کے ساتھ خاص ہو جب کہ پورا مرہم ہڈیوں کے پاؤڈر ہی سے تیار کیا گیا ہو، اور اس میں کوئی اور شئی نہ ملائی گئی ہو، اس صورت میں بالیقین انقلاب ماہیت مشکوک ہو جاتا ہے (الحطاب علی الخلیل ۱/ ۱۰۶ بحوالہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی مصر ۶/ ۱۰)۔

## انگریزی اور ہومیو پیتھ دواؤں کا حکم

یہاں ایک اہم ترین مسئلہ ان دواؤں کا ہے جن میں الکحل یا دوسری نجس اشیاء (مثلاً مذبوح جانوروں کا خون وغیرہ) ڈالی جاتی ہیں جو دوا کے مختلف اجزاء سے مل کر ایک نئی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے، آج کل زیادہ تر انگریزی دواؤں اور ہومیو پیتھ دواؤں کا یہی حال ہے۔

اس مسئلے پر ہم کئی اعتبار سے غور کر سکتے ہیں:

۱- حرام چیزوں سے علاج کا جواز ہے یا نہیں۔

۲- الکحل کی حقیقت کیا ہے؟ فقہ حنفی کی رو سے کیا اس پر قرآنی خمر کا اطلاق ہوتا ہے۔

۳- اور دواؤں میں ڈالنے کے بعد اس کی ماہیت بدل جاتی ہے یا نہیں؟

## حرام چیزوں سے علاج کا مسئلہ

حرام اور ناپاک چیز سے علاج کے باب میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنابلہ مطلقاً عدم جواز کی طرف گئے ہیں، ان کے نزدیک نہ کسی حرام چیز سے علاج جائز ہے اور نہ ایسی چیز سے جائز ہے جس میں کوئی حرام یا ناپاک چیز ملائی گئی ہو (المغنی کتاب الاطعمۃ ۱/ ۳۸، الشرح الکبیر ۹/ ۱۰۸)۔

شافعیہ کے نزدیک خالص حرام یا نجس چیز سے علاج درست نہیں، اسی طرح مسکرات سے علاج درست نہیں، البتہ اگر اس کو کسی جائز دوا میں اس طرح ملا دیا جائے کہ وہ باہم ایک دوسرے سے متمیز نہ ہو سکے، اور بالکل حل ہو جائے جس کو فقہی اصطلاح میں استہلاک کہتے ہیں، تو اس سے علاج درست ہے، بشرطیکہ یہ دوا تجویز کرنے والا ڈاکٹر ماہر ہو، اور اس مرض میں علاج

کے لئے یہ دوا متعین ہو، اور کوئی دوسری جائز دوا موجود نہ ہو (نہایۃ المحتاج للرملی ۸/ ۱۲)۔

یا دوسری جائز دوا موجود ہو مگر اس سے جلدی شفایابی کا یقین نہ ہو، اور کسی ماہر ڈاکٹر نے اس رائے کا اظہار کیا ہو (کشاف القناع ۲/ ۷۶، ۶/ ۲۶، الفروع ۲/ ۱۶۵ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۳۰)۔

مالکیہ اس باب میں حنابلہ کے ہم خیال ہیں (تفسیر القرطبی ۲/ ۲۳، التاج والاکلیل ۳/ ۳۳)۔

البتہ انتہائی شدید صورت حال میں خارجی استعمال کے لئے اس کی اجازت دیتے ہیں (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۱۹)۔

## حنفیہ کا نقطہ نظر

حنفیہ کے درمیان اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں، امام ابوحنیفہ سے مشہور روایت یہ ہے کہ حرام چیزوں سے علاج درست نہیں، امام ابویوسف اور امام محمد کے نزدیک درست ہے (المبسوط ۱/ ۵۴)۔

لیکن عام طور پر فقہاء احناف نے دونوں قول کو ملا کر یہ موقف اختیار کیا ہے کہ طبیب حاذق مریض کے لئے کوئی حرام دوا تجویز کرے اور کہے کہ اس کے علاوہ کوئی جائز دوا موجود نہیں ہے تو ایسے مریض کے لئے حرام دوا استعمال کرنا جائز ہے (البحر الرائق ۱/ ۲۶)۔

حنفیہ کا یہی قول معمول بہ ہے، فقہ حنفی کے کئی نظائر سے اس کی تائید ہوتی ہے، پیاسے کو ضرورۃً شراب پینے اور بھوکے کو مردار کھانے کی اجازت ہے، اور نکسیر کی صورت میں بطور علاج مریض کی پیشانی پر خون سے سورۂ فاتحہ لکھنا جائز ہے، اور اگر معلوم ہو جائے کہ پیشاب سے لکھنے میں شفا ہوگی تو اس کی بھی گنجائش ہے (رد المحتار ۱/ ۳۶۶)۔

تو کسی ایسی دوا کا استعمال کیوں جائز نہ ہوگا جس میں حرام چیز ملی ہوئی ہو یا ناپاک مادہ سے تیار ہوئی ہو۔

## عدم جواز کے دلائل

جو حضرات حرام چیزوں کو بطور علاج استعمال کرنے کے قائل نہیں ہیں ان کے پیش نظر کئی روایات ہیں:

۱- "قال رسول الله ﷺ ا ن الله أنزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بحرام" (ابوداؤد ۴ر ۷ ۸) (رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ نے مرض اور دوا دونوں نازل فرمائے ہیں، اس لئے علاج کرو، مگر حرام چیزوں سے علاج نہ کرو)۔

۲- "طارق بن سوید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے منع فرمایا یا آپ نے شراب بنانے کو ناپسند فرمایا تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی یہ میں دواء کے لئے بنا رہا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دوا نہیں ہے، یہ تو بیماری ہے" (ابن ماجہ حدیث نمبر: ۳۵۰۰، داری ۲ر ۲۸)۔

حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک اللہ نے حرام چیز میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی" (بخاری مع فتح الباری ۱۵ر ۸۷)۔

مذکورہ روایات میں حرام چیزوں کو بطور دوا استعمال کرنے سے روکا گیا ہے لیکن جو حضرات جواز کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ روایات حالت اختیار سے متعلق ہیں یعنی اگر مریض کے پاس کوئی متبادل جائز دوا موجود ہو تو حرام یا ناپاک دوا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا (عمدۃ القاری ار ۱۹۰، فیض الباری ار ۳۲۹، بذل المجہود ۱۶ر ۱۹۶، معارف السنن ار ۲۷۸)۔

## خمر کا اطلاق

دوسرا مسئلہ الکحل کا ہے، کہ اس کا تعلق شراب کی کس قسم سے ہے؟ اور فقہ حنفی کی رو سے

اس کی حرمت کا درجہ کیا ہے؟ دراصل خمر کے تعلق سے قرآن میں آیت آئی ہے:

"اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ" (سورہ مائدہ) (شراب، جوا، گندی چیز اور شیطانی عمل ہے، اس لئے اس سے پرہیز کرو)۔

مگر خمر کس قسم کی شراب کو کہتے ہیں، فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک خمر کا اطلاق حقیقی معنی میں صرف انگوری شرابوں پر ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا دو ثلث جلانہ دیا گیا ہو، دوسری شرابوں پر اس کا اطلاق مجازاً ہے یا بالواسطہ ہے، ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل) کے نزدیک خمر ہر قسم کی شراب کو کہتے ہیں، صاحب قاموس نے لغوی طور پر خمر کا اطلاق ہر قسم کی شراب پر کیا ہے، مگر امام لغت علامہ زمخشری نے اس کے لغوی معنی وہی بتائے ہیں جو امام ابوحنیفہ بیان کرتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ علامہ زمخشری کا مقام صاحب القاموس سے مقدم ہے (العرف الشذی علی الترمذی ۲/۸)۔

دیگر ائمہ نے ان روایات سے استدلال کیا ہے جن میں حضور نے ہر مسکر پر خمر کا اطلاق فرمایا ہے اور انگوری وغیر انگوری کی تفریق نہیں کی ہے، مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کل مسکر خمر و کل خمر حرام" (مسلم شریف ۳/ ۱۵۸۷، ابوداؤد ۴/ ۸۵) (ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے)۔

مگر حنفیہ اس طرح کی روایات کے بارے میں کہتے ہیں کہ خمر کا اطلاق تمام مسکرات پر حقیقی طور پر نہیں بلکہ معنوی طور پر ہے، اس لئے کہ لغت اور عربوں کے حقیقی اطلاق کے لحاظ سے خمر کا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے، یا دو تہائی سے کم پکی ہوئی انگوری شراب پر اور قرآن نے حرمت کا حکم خمر پر عائد کیا ہے، اس لئے کہ یہ حکم صرف اس کے حقیقی معنی ہی پر عائد ہوگا، باقی شرابیں جو معنوی اشتراک کی بناء پر خمر کی ذیل میں آتی ہیں وہ علت سکر کے ساتھ مقید ہے، اس لئے کہ ان کی حرمت کا ثبوت اجتہاد یا اخبار آحاد سے ہے، اس لئے ان کو وہ قطعیت حاصل نہیں

ہے جو حقیقی خمر کو حاصل ہے اور جو مسئلہ اجتہاد اور قیاس سے ثابت ہو وہ اپنی علت کے ساتھ مربوط ہوتا ہے، اگر کسی صورت میں وہ علت موجود نہ ہو تو وہ حکم بھی عائد نہ ہوگا، مثلاً انگور کے شیرہ کو اتنا پکا دیا جائے کہ اس کا دو تہائی جل جائے اور صرف ایک تہائی باقی رہ جائے یا انگور کے علاوہ کسی دوسری چیز کی شراب اگر اس کو تھوڑا پینے سے نشہ نہ آئے تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس کے استعمال کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اس کا استعمال نیک مقاصد مثلاً تقویت یا علاج وغیرہ کے لئے کیا گیا ہو، محض لہو ولعب مقصود نہ ہو، اور صرف اتنی مقدار ہی استعمال کی جائے جس کے بارے میں یقین یا غلبہ گمان ہو، یا عادتاً علم ہو کہ اس سے نشہ پیدا نہ ہوگا، البتہ امام محمدؒ کو اس رائے سے اختلاف ہے (بدائع الصنائع ۴؍ ۲۸۳، حاشیہ ابن عابدین مع الدر المختار ۵؍ ۲۹۱)۔

## حنفیہ کے دلائل

ان حضرات کے سامنے ایک تو لغوی اطلاق ہے، دوسرے بعض روایات وآثار سے ان کو تقویت ملتی ہے مثلاً، نبی کریم ﷺ نے کھجور کے درخت اور انگور کی بیل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "**الخمر من هاتين الشجرتين**" (صحیح مسلم ۳؍ ۱۵۷۳، سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۸۴۸۵)۔

حضرت عبداللہ ابن عمر روایت کرتے ہیں:

"**أن النبی ﷺ أوتی نبیذ فشمه فقطب وجهه لشدته ثم دعا بماء فصبه علیه شرب منه**" (دار قطنی ۴؍ ۲۶۴، البیہقی ۸؍ ۳۰۴) (نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نبیذ لائی گئی آپ نے اس کو سونگھا تو چہرۂ مبارک اس کی شدت کی وجہ سے متغیر ہوگیا، پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس میں ڈالا اور پھر اس کا کچھ حصہ نوش فرمایا)۔

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں:

"ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک برتن میں نبیذ بناتے تھے، ہم ایک مٹھی کھجور اور

ایک مٹھی کشمش اس میں ڈال دیتے تھے، پھر پانی دیتے تھے، اس طرح ہم صبح نبیذ بناتے تو حضور رات میں نوش فرماتے اور رات میں بناتے تو صبح میں نوش فرماتے تھے'' (ابن ماجہ ۲/ ۱۱۲۶)۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں مروی ہے انہوں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو تحریر فرمایا:

''میرے پاس شام سے شراب آئی جس کو پکا کر دو ثلث جلادیا گیا اور ایک ثلث باقی رہا تو اس سے اس کے شیطانی اور جنونی اثرات ختم ہو گئے، اور طیب وحلال حصہ باقی رہ گیا، اپنی طرف مسلمانوں کو حکم دو کہ اپنے مشروبات میں توسع سے کام لیں'' (نیل الاوطار ۸/ ۱۹۷)۔

اس سے اشارہ ملتا ہے کہ جب تک شراب کا دو تہائی حصہ نہ جلا دیا گیا ہو اس کی قوتِ مسکرہ باقی رہتی ہے اور دو تہائی جل جانے کے بعد وہ لائق استعمال بن جاتی۔

## خمر اور دوسری شرابوں میں فرق

ان روایات سے امام ابوحنیفہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ انگور کی مخصوص شرابوں کے علاوہ تمام شرابوں کی حرمت قطعی نہیں ہے، بلکہ اجتہادی ہے یعنی اس کی حرمت سکر کے ساتھ مشروط ہے اور بہت تھوڑی مقدار جو کسی جائز مقصد کے لئے استعمال کی جائے اور سکر پیدا نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

انگوری کی حرمت چونکہ قرآن سے صاف طور پر ثابت ہے، اس لئے یہ شراب اپنے حقیقی مصداق میں بلا کسی علت کے حرام ہے، اور اس کا قلیل اور کثیر دونوں حرام ہے، لیکن دوسری شرابیں حرام تو ہیں مگر اتنی تھوڑی مقدار جس سے نشہ پیدا نہ ہو (اس کا فیصلہ ڈاکٹر کی تجویز، غلبۂ گمان اور عادت سے کیا جائے گا) اس کی گنجائش ہے۔

## غیر انگوری شرابوں کی نجاست کا مسئلہ

یہیں پر اس کی نجاست کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ غیر انگوری شرابوں کی جو مقدار

حلال ہے وہ پاک بھی ہے، اس لئے کہ اگر وہ ناپاک ہوتی تو اس کا استعمال کبھی جائز نہ ہوتا، اللہ نے کسی گندی اور ناپاک چیز کو انسانوں کے لئے حلال نہیں کیا ہے، اس نے صرف پاکیزہ چیزوں کو حلال کیا ہے جس کا اشارہ قرآنی لفظ ''طیبات'' سے ملتا ہے۔ طیبات کا اطلاق بہت ہی پاکیزہ چیزوں پر ہوتا ہے، لیکن حرمت کے لئے ناپاک ہونا ضروری نہیں، بعض پاک چیزیں بھی حرام ہیں، مثلاً ہر قاتل پاک ہے مگر حرام ہے۔

## الکحل کا مسئلہ

الکحل (جوکہ جوہر شراب ہے) اس کا استعمال آج کل عام ہے، الکحل سے پاک چیزوں کی کمی کی بنیاد پر آج لوگوں کے لئے کافی دقتوں کا سامنا ہے، الکحل کن چیزوں سے تیار ہوتا ہے، مولانا تقی عثمانی صاحب نے تکملہ فتح الملہم میں اپنی تحقیق پیش کی ہے (دیکھئے: تکملہ فتح الملہم ۱؍ ۵۵۱)۔

تیسرا پہلو ہے انقلاب ماہیت، الکحل اسپرٹ یا خون یا اس طرح کی کوئی حرام اور ناپاک چیز کو دوا میں ڈال کر کیمیاوی عمل کے بعد ایک مرکب تیار کرلیا گیا، تو ان نجس اشیاء کی ماہیت تبدیل ہوئی یا نہیں؟ اوپر تبدیلی ماہیت سے متعلق جو مباحث پیش کئے گئے ہیں، اس کی روشنی میں یہ بھی انقلاب ماہیت کی صورت معلوم ہوتی ہے، اس لئے کہ شراب میں بنیادی طور پر ایک ہی وصف ہوتا ہے، مرارہ (تلخی) یا سکر، دوا میں ڈالنے کے بعد اس کی یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے، اس لئے کہ انگریزی دوائیں پینے سے سکر کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی، ممکن ہے زیادہ مقدار استعمال کرنے پر غشی یا چکر کی کیفیت پیدا ہو، مگر یہ دوا کی قوت کا اثر بھی ہو سکتا ہے، سکر ہونا ضروری نہیں، البتہ الکحل کا نفس مادہ ختم نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی کیفیت سکر ختم ہو جاتی ہے، نفس مادہ اپنی دوسری خصوصیات اور قوت کے ساتھ دوا کے اندر موجود رہتا ہے، اس لئے کہ دوا میں

الکحل ڈالنے کا مقصد دوا کا تحفظ و بقاء ہے، اس سے دوا ایک خاص مدت تک محفوظ رہتی ہے، خراب نہیں ہوتی تو الکحل اگر اپنی تمام خصوصیات کے ساتھ فنا ہو گیا ہوتا تو دوا کے تحفظ کی تاثیر اس میں باقی نہ رہتی، مگر اس سے حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، اس لئے کہ اوپر ہم متعدد جزئیات ونظائر کے حوالے سے ثابت کر چکے ہیں کہ انقلابِ ماہیت کے لئے تمام خصوصیات کا ختم ہونا ضروری نہیں، صرف بنیادی صفات کا ازالہ ضروری ہے، اور کسی بھی مسکر میں بنیادی وصف اس کا مزہ یا سکر ہو سکتا ہے، اور وہ باقی نہیں رہتا، اس لئے کہ اس کا مزہ بھی تبدیل ہو جاتا ہے، اور سکر بھی ختم ہو جاتا ہے۔

یہی حال دوسری نجاستوں کا بھی ہے کہ دواؤں میں ڈالے جانے کے بعد ان میں بھی انقلابِ ماہیت کا عمل ہوتا ہے، اس لئے کہ نہ ان کا رنگ باقی رہتا ہے اور نہ مزہ اور نہ بو، دوا میں مل کر ایک نیا مرکب تیار ہوتا ہے، جس کا اپنا الگ رنگ، بو اور مزہ ہوتا ہے۔

البتہ اس کی تاثیر (جس مقصد کے لئے ابھی ان کو ڈالا جاتا ہے) ضرور باقی رہتی ہے مگر یہ جزوی بقا ہے جس سے انقلاب ماہیت کے عمل پر اثر نہیں پڑتا۔

مذکورہ تینوں پہلوؤں پر ایک ساتھ غور کرنے سے انگریزی اور ہومیوپیتھ دواؤں کا مسئلہ حل ہوتا نظر آتا ہے، اس لئے کہ اولاً فقہ حنفی کے معمول بہ قول کے مطابق حرام اور نجس چیز سے علاج درست ہے اور فقہ شافعی کی رو سے اگر نجس چیز کسی جائز دوا میں مل کر مستہلک ہو جائے اور باہم متمیز نہ رہے تو اس کا استعمال جائز ہے۔

دوسرے دواؤں میں زیادہ تو الکحل کا استعمال ہوتا ہے اور الکحل کا تعلق ایسی شراب یا ایسے مسکر سے ہے جو انگور یا کھجور سے تیار نہیں ہوتا بلکہ دوسری متفرق چیزوں سے تیار ہوتا ہے اور غیر انگوری شراب کا استعمال ضرورت کے تحت یا جائز مقاصد کے لئے درست ہے بشرطیکہ اس سے سکر پیدا نہ ہو، اور جائز مقدار تک کوئی نجاست بھی باقی نہیں رہتی۔

تیسرے الکحل یا اس جیسی کسی حرام یا نجس چیز دوا میں ڈالنے کے بعد اپنی ماہیت تبدیل کر لیتی ہے، غرض ان تینوں پہلوؤں میں سے کوئی پہلو ایسا نہیں جس سے ان دواؤں کی حرمت یا نجاست ثابت ہوسکے، بالخصوص آج جب کہ ان دواؤں کے سوا کوئی اور متبادل طریقۂ علاج آسانی سے میسر نہیں، آج کے دور میں ان دواؤں کے تعلق سے کوئی منفی بات سوچنا لوگوں کو دقت میں ڈالنا ہے۔

## جلاٹین کا مسئلہ

آج کل جلاٹین کا معاملہ بھی بہت عام ہے اور اس کے سلسلہ میں بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوالات اٹھتے ہیں، جلاٹین سے میں صحیح طور پر واقف نہیں کہ کیا ہے اور کس چیز سے بنتا ہے لیکن جیسا کہ سوالنامہ میں لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلب ماہیت ہی کی ایک صورت ہے، کھال کو دباغت دینے اور دواؤں کے ذریعہ تبدیل کرنے کا عمل شرعی لحاظ سے بالکل درست ہے، اور اس عمل سے ناپاک کھال پاک ہو جاتی ہے، البتہ خنزیر کی کھال دباغت کے بعد بھی پاک نہیں ہوتی، اور اگر صرف خنزیر کی کھال یا ہڈی ہی سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک نہ ہوگی، اس لئے کہ یہ نجس العین ہے اور نجس العین دباغت سے پاک نہیں ہوتا (شامی ار ۲۲۲، ۳۵۷)۔

زیادہ سے زیادہ بوقت ضرورت خنزیر کا بال استعمال کرنے کی بعض فقہاء نے اجازت دی ہے۔ البتہ اگر ایسی صورت ہو کہ خنزیر کی کھال یا ہڈی ریزہ ریزہ ہو کر دوسری جائز اشیاء میں اس طرح مل جائیں کہ باہم متمیز نہ ہو سکیں جس کو فقہاء کی اصطلاح میں استہلاک عین کہتے ہیں، ایسی صورت میں خیال یہ ہوتا ہے کہ قلب ماہیت کی بنیاد پر اس کی گنجائش ہونی چاہئے۔

لیکن یہ سارے مسائل اس وقت ہیں جب یقین سے معلوم ہو کہ فلاں چیز میں خنزیر کا جزء شامل کیا گیا ہے، محض شک ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔

## خلاصہ جوابات

۱-ہر شئ کے بنیادی عناصر کی تعیین اس کی روح اور مزاج کے مطابق ہوگی، کبھی کسی شئ میں کئی بنیادی عناصر ہوں گے، اور کبھی ایک ہی کوئی بنیادی عنصر ہوگا، خارجی اوصاف اور ظاہری شکلوں کے تغیر سے ماہیت تبدیل نہیں ہوتی، یوں حقیقت کے اعتبار سے انقلاب ماہیت کے لئے تغیر ذات اور تبدل مادہ ضروری نہیں۔

۲-انقلابِ ماہیت کے لئے کسی شئ کے بنیادی عناصر کا بدلنا ضروری نہیں، بلکہ اس کے غالب حصہ کا بدل جانا کافی ہے۔

۳- انقلاب ماہیت کے لئے ضروری نہیں کہ سابقہ اصل کی تمام خصوصیات فنا ہو جائیں۔

۴-انقلاب ماہیت کے مسئلے میں فقہ حنفی اور فقہ مالکی کی رو سے مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور نجس العین اور غیر نجس العین سب کا حکم یکساں ہے، البتہ فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں اس قسم کا کچھ فرق موجود ہے، مگر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرق نجاست کی نوعیت کا نہیں بلکہ ثبوت کی نوعیت کا ہے، شوافع اور حنابلہ نے انقلاب ماہیت کو صرف انہیں اشیاء تک محدود رکھا ہے جہاں منصوص طور پر ثابت ہے، غیر منصوص چیزوں میں اس قسم کا انقلاب وہ تسلیم نہیں کرتے اور نہ اس کو وہ مؤثر مانتے ہیں۔

۵-قلب ماہیت کے متعدد اسباب کتب فقہ میں مذکور ہیں مثلاً، جلانا، دھوپ کھلانا، کسی شئ کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا اور آج کے ترقی یافتہ دور میں تو مزید اور نسبۃً زیادہ مؤثر اسباب موجود ہیں۔

۶-فلٹر کرنے، یا کشید کرنے وغیرہ کا عمل بھی قلب ماہیت ہے اور اگر گندے اور غلیظ پانی کو فلٹر کر کے صاف کر دیا جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا۔

۷-دواؤں میں جو اشیاء کا اختلاط ہوتا ہے اگر وہ دوا کے دیگر اجزاء میں اس طرح مل جائے کہ باہم متمیز نہ ہوسکے خواہ وہ الکحل ہو یا اور کوئی چیز، یہ قلب ماہیت ہے اور قلب ماہیت کی بنیاد پر اس کا جواز فراہم ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں فقہ شافعی اور فقہ حنفی کے معمول بہ قول کے مطابق تداوی بالحرام بھی درست ہے، نیز الکحل کا تعلق شراب کی اس قسم سے ہے جو انگور اور تمر سے نہیں بنتی۔

۸-مردار کی چربی جو صابن بسکٹ، یا ٹوتھ پیسٹ میں ملائی جاتی ہے، وہ قلب ماہیت کی بنیادی پر پاک اور اس کا استعمال جائز ہے۔

۹-مذبوحہ جانوروں کا خون یا اس کے دیگر اجزاء اگر جانور میں ڈالنے کے بعد بالکل خلط ہو گئے ہوں اور ان کا مجموعی مزاج تبدیل ہو گیا ہو تو یہ قلب ماہیت ہے اور ان دواؤں کا بضرورت استعمال درست ہے۔

۱۰-جلائین کا معاملہ بھی سوال نامہ کے مطابق قلب ماہیت کا معلوم ہوتا ہے اور اس بنیاد پر اس کے جواز کی گنجائش نظر آتی ہے، البتہ صرف خنزیر کے چمڑے یا ہڈی کو دباغت دے کر یا مسالہ ڈال کر کوئی استعمال کی چیز بنائی جائے اور اس میں دوسری جائز اشیاء کا اختلاط نہ کیا جائے تو اس کے استعمال کا جواز نہیں ہے، اس لئے کہ نجس العین دباغت یا اس قسم کے کسی عمل تطہیر سے پاک نہیں ہوتا، البتہ دوسری اشیاء میں اختلاط کے بعد وہ اپنی ماہیت کھودے تو اس کے جواز کی گنجائش ہے۔

# انقلابِ ماہیت اور اس کے احکام

مولانا مفتی جمیل احمد نذیری ☆

## انقلابِ ماہیت کا ثبوت و وجود

اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا ایک امر وجودی ہے، مختلف اوقات و ازمان میں اس کا ظہور ہوتا رہتا ہے، ایک شئ کبھی حالات و زمانہ، کبھی کسی دوسری شئ کے خلط، کبھی کسی اور سبب سے کسی اور شئ کا روپ دھار لیتی ہے، اپنی حقیقت و ماہیت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت و ماہیت اختیار کر لیتی ہے، نام، اوصاف، رنگ، بو، خواص و آثار سب بدل جاتے ہیں، اور ایسا تغیر ہوتا ہے کہ پہلے سے کوئی مناسبت نہیں رہتی۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

"گذشتہ باتوں کا مقتضی یہ ہے کہ شئ کی حقیقت کا بدل جانا ثابت ہے جیسے تانبے کا سونا بن جانا اور کہا گیا ہے کہ وہ ثابت نہیں، کیونکہ قلب حقائق محال ہے، اور قدرت محال کے ساتھ متعلق نہیں ہوتی، لیکن حق بات پہلی ہی ہے اس معنی میں کہ اللہ تعالی -محققین کی رائے کے مطابق - تانبا بدل کر سونا بنا دیتا ہے، یا یوں کہئے کہ تانبے کے اجزاء سے وہ وصف سلب کر لیتا ہے جس کی وجہ سے وہ تانبا تھا اور اس میں وہ وصف پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ سونا بن جائے جیسا کہ بعض متکلمین کی رائے ہے کہ جواہر آپس میں متجانس ہیں اور صفات کے قبول کرنے میں برابر

☆ مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام نواده، مبارکپور اعظم گڑھ۔

ہیں، اور محال یہ ہے کہ تانبا ہوتے ہوئے سونا بن جائے، کیونکہ کسی شئی کا، زمانہ واحد میں تانبا اور سونا، دونوں ہونا محال ہے، اور قلب حقیقت کا ثبوت، ان دونوں اعتباروں میں سے کسی بھی ایک سے ہوجاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کے فرمان: "فإذا هي حية تسعى (حضرت موسی کا عصا اچانک سانپ بن کر دوڑنے لگا) کے سلسلہ میں ائمہ تفسیر متفق ہیں، ورنہ اگر آیت میں انقلاب حقیقت نہ مانا جائے تو معجزہ باطل ہوجائے گا، اسی پر یہ بات بھی مبنی ہے کہ علم کیمیاء جو قلب حقیقت تک پہنچتا ہے اس شخص کے لئے اسے سیکھنا اور اس پر عمل کرنا جائز ہے جو اس علم سے یقینی طور پر واقفیت رکھتا ہو اور دوسرے قول کے مطابق جو انقلاب حقیقت کے عدم ثبوت کا ہے، علم کیمیاء کا سیکھنا سکھانا اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ دھوکہ ہے، پوری تفصیل ابن حجر کے تحفۃ میں موجود ہے۔ ہم شروع کتاب میں اس سلسلے میں اس سے زائد گفتگو پیش کرچکے ہیں" (ردالمحتار ۱/ ۲۳۹)۔

آغازِ کتاب کی جس عبارت کا حوالہ علامہ شامیؒ نے یہاں دیا ہے (اس کے لئے دیکھئے ردالمحتار ۱/ ۲۴)۔

علامہ شامی ان تفصیلات کے بعد پھر لکھتے ہیں:

"والظاهر أن مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكروه في انقلاب عين النجاسة كانقلاب الخمر خلاً والدم مسكا و نحو ذلك والله أعلم" (رد المحتار ۱/ ۲۴) (ظاہر یہ ہے کہ ہمارا (راجح) مذہب انقلاب حقائق کے ثبوت کا ہے، اس کی دلیل وہی ہے جو فقہاء کرام نے عین نجاست کے بدلنے میں ذکر کی ہے جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، خون کا مشک بن جانا اور اس کے مثل دوسری چیزیں، واللہ اعلم)۔

## انقلابِ ماہیت سے حکم کی تبدیلی

جس کسی شئ کی حقیقت و ماہیت بدل جاتی ہے، تو اس کے اوصاف و آثار، امتیازات

وخصائص تبدیل ہو جاتے ہیں، نام بدل جاتا ہے، صورت بدل جاتی ہے تو حکم بھی بدل جاتا ہے، اگر ناپاک چیز، پاک کی حقیقت و ماہیت اختیار کر لے تو پاکی کا حکم حاصل کرے گی، پاک شئ، ناپاک شئ کی حقیقت و ماہیت اختیار کرے تو ناپاکی کا حکم پائے گی۔

انقلاب ماہیت کے بعد حکم کی تبدیلی کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے، سورۂ مومنون میں تخلیق انسانی کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ ارشاد فرماتا ہے:

"ولقد خلقنا الإنسان من سلٰلة من طين، ثم جعلنه نطفة في قرارٍ مكين، ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ثم أنشأنٰه خلقاً آخر فتبارك الله أحسن الخالقين" (سورۂ مومنون: ۱۲-۱۴) (ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے، اور اس کو ایک مضبوط و محفوظ جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا، پھر نطفہ کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر اس کو نئی صورت میں بنا دیا، تو اللہ تعالی جو سب سے بہتر بنانے والا ہے، بڑا بابرکت ہے)۔

نطفہ بھی نجس ہوتا ہے، نطفہ، علقہ، (بندھا ہوا خون) بنتا ہے، وہ بھی نجس ہوتا ہے، علقہ مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) بنتا ہے، وہ پاک ہوتا ہے۔

انگور کا شیرہ پاک ہوتا ہے، جب وہ شراب بن جاتا ہے تو ناپاک ہو جاتا ہے، وہی شراب، سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا (ردالمحتار ۱/ ۳۳۹)۔

معلوم ہوا کہ انقلابِ ماہیت اور استحالۂ عین کے نتیجہ میں وہ اوصاف بھی زائل ہو جاتے ہیں، جو پہلے موجود تھے۔

"فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها" (حوالہ مذکور) (اس سے معلوم ہوا کہ استحالہ عین کے ساتھ وہ وصف میں زائل ہو جاتا ہے جو اس عین پر مرتب ہوتا ہے)۔

## انقلاب ماہیت کا حکم کب لگے گا؟

کسی شئ کی حقیقت و ماہیت کب بدلتی ہے؟ یا بالفاظ دیگر وہ کون بنیادی اور جوہری عناصر ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے شئ کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلتی؟ اگرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہو گئے ہوں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بنیادی عناصر درج ذیل ہیں:

۱-نام

۲-صورت و ہیئت

۳-رنگ

۴-بو

۵-مزہ

٦-امتیازات، خواص و آثار۔

جب یہ ساری چیزیں بدل جائیں گی تو کہا جائے گا کہ انقلاب ماہیت ہے، جیسے گوبر ولید کا جل کر راکھ بن جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، ہرن کے خون کا مشک بن جانا، کتا، خنزیر یا کسی مردار کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، پاخانہ کا کیچڑ بن جانا۔

''استحالہ یعنی عین نجاست کا بدل جانا، کبھی بذات خود ہوتا ہے، کبھی کسی چیز کے واسطے سے، جیسے ہرن کے خون کا مشک بن جانا، اور جیسے شراب کا خود بخود سرکہ بن جانا، یا کسی چیز کے واسطے سے سرکہ بن جانا، مردار کا نمک بن جانا، کتے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، اور گوبر ولید کا جل کر راکھ بن جانا، ناپاک تیل کا صابن بن جانا، بالوعہ (کھاڑ کنواں) کی مٹی جب خشک ہو جائے اور اس کا اثر ختم ہو جائے، نجاست جب زمین میں دفن ہو جائے اور مرور زمانہ سے اس کا اثر ختم ہو جائے، یہ امام محمد کے قول پر ہے، امام ابو یوسف کا اختلاف ہے۔ امام محمدؒ کے قول

کی وجہ یہ ہے کہ جب نجاست متغیر ہوگئی اور اس کے اوصاف ومعانی تبدیل ہو گئے تو وہ نجاست ہونے سے نکل گئی، اس لئے کہ وہ ایسی ذات کا نام ہے جو چند اوصاف رکھتی تھی، جب اوصاف ختم ہوئے تو نجاست بھی ختم ہوگئی اور اس شراب کے مانند ہوگئی جو سرکہ بن گئی ہو جو باتفاق مذاہب، نجاست نہیں رہ جاتی" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰، بدائع الصنائع ۱/ ۸۳ مطبوعہ دیوبند)۔

درمختار میں ہے:

"گوبر کی راکھ نجس نہیں، ورنہ تمام جگہوں پر روٹی کا نجس ہونا لازم آئے گا، اور وہ نمک بھی نجس نہیں، جو پہلے، گدھا یا خنزیر تھا اور وہ پاخانہ بھی نجس نہیں جو کسی کنویں میں گرا اور کیچڑ بن گیا، انقلاب عین کی وجہ سے، اسی پر فتوی ہے" (درمختار مع رد المحتار ۱/ ۲۳۹، نیز دیکھئے: بدائع الصنائع ۱/ ۸۳)۔

امام قرافیؒ لکھتے ہیں:

"شریعت میں ازالۂ نجاست تین قسموں پر بولا جاتا ہے: ازالہ، احالہ اور ازالہ واحالہ کا مجموعہ، اور ان قواعد میں سے ہر قاعدہ کی کچھ خصوصیت ہے، جس کے ذریعہ وہ دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے، جہاں تک ازالہ کا معاملہ ہے تو کپڑے، جسم اور مکان میں ازالہ نجاست پانی کے ذریعہ ہوتا ہے، اور احالہ ہی ازالہ نجاست شراب کے سرکہ بن جانے سے ہوتا ہے، اور ازالہ واحالہ کا مجموعہ دباغت میں پایا جاتا ہے، کیونکہ دباغت میں ان نجس فضلات کو دور کیا جاتا ہے جو نچوڑنے سے دور ہوتے ہیں، لہذا دباغت سے چمڑے کے نجس فضلات نکل جاتے ہیں، یہ تو ازالہ ہوا، اور احالہ اس طرح ہوا کہ چمڑا اپنی پرانی ہیئت سے دوسری ہیئت میں تبدیل ہو جاتا ہے" (الفروق ۲/ ۱۱۹، الفرق/ ۸۰)۔

مذکورہ بالا ساری عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی نجس چیز کا نام وہیئت بدل جائے، وہ اپنے وجود خاص میں ایک نئے کام سے موسوم ہونے لگے، اس کے اوصاف وخواص تبدیل

ہوجائیں تو اس پر انقلاب ماہیت صادق آئے گا، اور کہا جائے گا کہ وہ سابق کے مقابلہ میں ایک دوسری چیز بن چکی ہے۔

مفتی نظام الدین صاحب اعظمیؒ کہتے ہیں:

''قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت و نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہوجائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار و خواص میں دوسرے، اثرات و علامات او رامتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں'' (منتخبات نظام الفتاوی ۱ر ۳۱)۔

مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

''تبدیل حقیقت، صورت کے بدلنے سے ہوتا ہے، نہ کہ حل ہو جانے سے، جیسا کہ پیشاب کا قطرہ پانی میں مغلوب اور حل ہوجاتا ہے، اور نہ اڑ جانے سے، جیسا کہ کپڑا کو شراب میں بھگوکر دھوپ میں ڈال دینے سے شراب اڑ جاتی ہے، کوئی اثر نہیں رہتا ہے مگر کپڑا ناپاک ہی رہتا ہے'' (فتاوی محمودیہ ۴ر ۱۹۲)۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

''فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب حقیقت مطہر ہے، لیکن انقلاب وصف مطہر نہیں رد المحتار ۱ر ۲۳۵'' (امداد الفتاوی ۱ر ۱۰۰)۔

## مکمل انقلاب ماہیت اور اس کا حکم

اگر نجس اشیاء مکمل انقلاب ماہیت کے مرحلہ سے گزر جائیں اور کسی ایسی چیز کا نام و حقیقت و ماہیت اختیار کرلیں جو پاک ہو تو وہ نجس اشیاء بھی انقلاب ماہیت کے بعد پاک مانی

جائیں گی۔ ردالمحتار میں ہے:

"یجوز أكل ذلك الملح والصلوة علىٰ ذلك الرماد كما فی المنية وغيرها وما فيها من أنه لو وقع ذلك الرماد فی الماء فالصحيح أنه ينجس فليس بصحيح ٦ لا علىٰ قول أبی یوسف (ردالمحتار ۱ر ۳۹) (اس نمک کو (جو پہلے گدھا یا خنزیر تھا) کھانا اور اس راکھ پر (جو پہلے پاخانہ یا گوبر ولید تھی) نماز پڑھنا جائز ہے، جیسا کہ منیہ وغیرہ میں ہے، اور جو اس میں یہ لکھا ہوا کہ اگر وہ راکھ پانی میں پڑ جائے تو صحیح مذہب کے مطابق پانی ناپاک ہوجائے گا، یہ صحیح نہیں ہے، البتہ امام ابو یوسف کے قول کے مطابق یہی بات ہے)۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"گوبر جب جلا دیا گیا اور راکھ بن گیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کی طہارت کا حکم دیا جائے گا، اسی پر فتوی ہے، ایسے ہی خلاصہ میں ہے، ایسے ہی پاخانہ بھی جل کر راکھ ہوجانے پر پاک ہے، ایسے ہی البحر الرائق میں ہے، جب بکری کا خون سے لت پت سر آگ میں بھونا گیا اور خون زائل ہوگیا تو اس کی طہارت کا حکم دیا جائے گا، نجس مٹی سے جب پیالہ یا ہانڈی بن گئی اور پکا دی گئی تو پاک ہوگئی، ایسے ہی محیط میں ہے، کچی اینٹ، نجس پانی سے بنائی گئی اور آگ میں پکائی گئی تو پاک ہوگئی، ایسے ہی فتاوی الفرائب میں ہے، کسی عورت نے تنور دہکایا، پھر اسے ایسے تر کپڑے سے پونچھ دیا جو نجس تھا، پھر اس میں روٹی پکائی تو اگر تنور میں روٹی جانے سے پہلے آگ کی تپش سے تری ختم ہوچکی ہے تو روٹی ناپاک نہ ہوگی، ایسے ہی "محیط" میں ہے، تنور کو گوبر ولید سے دہکا کر اس میں روٹی پکانا مکروہ ہے، لیکن اگر اسی تنور میں پانی کا چھینٹا مار دے تو مکروہ نہیں، ایسے ہی "قنیہ" میں ہے اور پاکی کے طریقوں میں سے استحالہ بھی ہے، نئے مٹکے میں شراب سرکہ بن گئی بالاتفاق پاک ہے، ایسے ہی قنیہ میں ہے۔ وہ روٹی جو شراب سے گوندھی گئی، دھونے سے پاک نہ ہوگی، اور اگر اس پر سرکہ بہایا گیا اور شراب کا اثر ختم ہوگیا تو پاک۔

ہے، ایسے ہی ظہیریہ میں ہے، جو روٹی شراب میں ڈال دی گئی پھر شراب سرکہ بن گئی تو اگر شراب کی مہک باقی نہ ہو تو صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے، ایسے ہی پیاز جب شراب میں ڈالی گئی، پھر شراب، سرکہ بن گئی تو پیاز پاک ہے، کیونکہ اس میں شراب کے جو اجزاء ہیں وہ بھی سرکہ بن چکے ہیں، ایسے ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، اگر شراب پانی میں پڑی، یا پانی شراب میں پڑا اور شراب سرکہ بن گئی تو پاک ہے، ایسے ہی خلاصہ میں ہے: جب شراب شوربے میں ڈالی گئی، پھر اسی میں سرکہ بھی ڈالا گیا، اگر شوربہ کھٹے پن میں سرکہ کی طرح ہو گیا تو پاک ہے، ایسے ہی ظہیریہ میں ہے، چوہیا شراب میں گری، پھر پھٹنے سے پہلے نکال لی گئی اور وہ شراب سرکہ بن گئی تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ چوہیا شراب میں گرنے کے بعد پھٹ گئی، پھر نکالی گئی اور وہ شراب سرکہ بن گئی تو اس کا کھانا حلال نہیں، ایسے ہی اگر کتے نے انگور کے شیرہ میں منھ ڈال دیا پھر وہ شیرہ شراب بن گیا، پھر شراب، سرکہ بن گئی اس کا کھانا حلال نہیں، کیونکہ کتے کا لعاب اس میں موجود ہے، وہ سرکہ نہیں بنا، ایسے ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، اگر پیشاب شراب میں پڑ جائے پھر شراب، سرکہ بن جائے تو پاک نہیں، ایسے ہی خلاصہ میں ہے، نجس سرکہ شراب میں ڈالا گیا، پھر سرکہ بن گیا، نجس ہی رہے گا، کیونکہ نجس متغیر نہیں ہوا، ایسے ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، گدھا یا خنزیر نمک کی کان میں گر گئے اور نمک بن گئے، یا بئر بالوعہ (کھاڑ کنواں) مٹی بن گیا، طرفین کے نزدیک سب کے سب پاک ہو گئے، امام ابو یوسف کا اختلاف ہے، ان کے نزدیک پاک نہیں ہوئے، ایسے محیط للسرخسی میں ہے، انگور کے شیرہ کا گھڑا تھا اس نے جوش مارا اور شدت پیدا ہوئی اور جھاگ آ گیا (یعنی شراب بن گیا) پھر جوش ختم ہو گیا اور ساکن ہو گیا اور گھٹ گیا، پھر سرکہ بن گیا، سرکہ اسی گھڑے میں پڑا رہ گیا اور مدت لمبی ہو گئی، گھڑا پاک ہو گیا، ایسے ہی وہ کپڑا جس میں شراب لگ گئی، اسے سرکہ سے دھو دیا گیا تو پاک ہو گیا ایسے ہی فتاوی قاضی خان میں ہے، نجس تیل صابن میں ڈالا گیا تو اس کی طہارت کا فتوی دیا جائے گا

کیونکہ متغیر ہو گیا، ایسے ہی زاہدی میں ہے" (فتاوی ہندیہ ار ۴۵، نیز دیکھئے: رد المحتار ار ۳۳۱)۔

علامہ شامی کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف وصف بدل جانا انقلاب حقیقت نہیں ہے۔

ظاہر ہے کہ اشیاء کے اوصاف تین ہیں، رنگ، بو، مزہ اور گاڑھا و پتلا ہونا، اشیاء کا مزاج وطبیعت کہلاتا ہے، لہذا اگر اوصاف ثلاثہ بھی بدل جائیں، طبیعت بھی بدل جائے، لیکن نام نہ بدلے، خواص نہ بدلیں، امتیازات نہ بدلیں، مختصر یہ کہ ایک نئی حقیقت و ماہیت کے ساتھ اس کی تعبیر نہ ہو سکے، تو اسے قلب ماہیت یا استحالہ نہیں کہہ سکتے، ناپاک چیز پاکی کا حکم نہیں اختیار کر سکتی۔

چند گرام شراب میں چند کلو پانی یا عرق گلاب، عرق کیوڑہ ملادیا جائے، ظاہر ہے کہ شراب کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ، تبدیل ہو جائیں گے، پھر بھی اسے طہارت کا حکم نہ ملے گا، کیونکہ یہ تحلیل ہے، استحالہ یا انقلاب نہیں۔

## بعض صورتیں جن میں انقلاب ماہیت مانی گئی

سابقہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ شراب، سرکہ بن جائے تو انقلاب ماہیت ہے، اسی طرح گوبر ولید، پاخانہ جل کر راکھ ہو جائے تو انقلاب ماہیت ہے، کتا و خنزیر وغیرہ نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائیں، نجس مٹی کے برتن بنا کر پکا دئے گئے، اینٹ بنا کر پکادی گئی تو انقلاب ماہیت ہے، نجس تیل سے صابن بن گیا تو انقلاب ماہیت ہے، حتی کہ مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی سے صابن بن گیا تو بھی انقلاب ماہیت ہے (رد المحتار ار ۳۳۱، فتاوی دار العلوم دیوبند ار ۲۲۵، عزیز الفتاوی ۱، ۲ر ۲۳، فتاوی رحیمیہ ۴ر ۱۵۹، احسن الفتاوی ۲ر ۹۱)۔

گندے پانی سے بنائے ہوئے نمک میں انقلاب ماہیت ہے (احسن الفتاوی ۲ر ۸۲)۔

بچھو جل کر راکھ ہو گیا، قلب ماہیت ہو جانے کی وجہ سے حلال ہے (امداد الفتاوی ۴ر ۱۰۱)۔

## بعض صورتیں جن میں انقلاب ماہیت نہیں مانی گئی

کتے نے انگور کے شیرہ میں منہ ڈالا، شیرہ شراب بنادیا گیا، پھر شراب سرکہ بن گئی تو یہ انقلاب ماہیت نہیں ہے، کیونکہ کتے کا لعاب اس میں موجود ہے، وہ سرکہ نہیں بنا، پیشاب، شراب میں پڑ گیا۔ شراب کا سرکہ بن گیا، انقلاب ماہیت نہیں ہوا، پیشاب اس میں موجود ہے، نجس سرکہ شراب میں ملا، شراب سرکہ بن گئی، پاک نہیں ہوئی، انقلاب ماہیت نہیں ہے، ناپاک سرکہ اس میں موجود ہے (فتاویٰ عالمگیری ۱ / ۴۵)۔

ناپاک خشک انگور کا شیرہ بن گیا، ناپاک دودھ کا گویا یا پنیر بن گیا، ناپاک گیہوں کا آٹا بن گیا، آٹے کی روٹی پک گئی، قلب ماہیت نہیں ہوا، سب ناپاک ہیں (ردالمحتار ۱ / ۳۳۱)۔

پیشاب سے بنائے گئے نمک میں انقلاب ماہیت نہیں، ہاں البتہ اگر پیشاب نمک میں گر کر نمک بن جائے تو انقلاب ماہیت ہے (نظام الفتاوی)۔

پیشاب کو فلٹر کر کے اس کو مثل پانی اسی طرح کردیا گیا جس طرح سمندر کا کھارا پانی میٹھا بنایا جاتا ہے تو انقلاب ماہیت نہیں ہوا۔ پیشاب نجس العین ہے جو بچا ہوا ہے، وہ بھی پیشاب ہی ہے (نظام الفتاوی)۔

تاڑی بسکٹ میں ڈالی گئی، قلب ماہیت نہیں ہوا (فتاوی محمودیہ ۱۱ / ۱۹۱)۔

برش میں سور کے بال لگانا قلب ماہیت نہیں ہے (کتاب مذکور ۱۲ / ۳۷۲)۔

گندھک کو پیشاب میں اتنا پکایا گیا کہ پیشاب باقی نہیں رہا تو بھی گندھک ناپاک ہے، قلب ماہیت نہیں ہوا (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱ / ۳۶۲)۔

دواؤں اور معجون وغیرہ میں نجس اشیاء کا استعمال انقلاب ماہیت نہیں ہے، دواء کے مجموعی اثر اور خاصیت کو انقلاب عین نہ کہا جائے گا (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱ / ۳۶۱)۔

## انقلابِ ماہیت اور موروثی خصوصیات کا معاملہ

انقلابِ ماہیت سے گزرنے والی چیز، خواہ نجس العین ہو (مثلاً شراب، گوبر ولید، پاخانہ، خنزیر، مردار، بہتا خون وغیرہ) یا غیر نجس العین (مثلاً کتا، ہاتھی، نجس تیل، نجس چربی، نجس پانی وغیرہ) سب کا حکم یکساں ہے، انقلاب کے بعد سب کو پاک قرار دیا جائے گا۔

خواہ تبدیلی کے بعد، جن اشیاء سے مل کر یہ بنی ہوان کا کوئی اثر اور کوئی خاصیت اس میں برقرار نہ ہو یا یہ نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہو، دونوں صورتوں کا حکم یکساں ہوگا۔

لیکن خیال رہے کہ حکم کی یکسانیت اس وقت ہوگی جب اس پر استحالۂ عین یا انقلاب ماہیت پورے طور پر صادق آجائے، اس مفہوم کے صادق آجانے کے بعد طہارت کے حکم میں دونوں کے مابین کوئی فرق نہ ہوگا۔

اس کی مزید وضاحت کے لئے ناپاک تیل سے بنے صابن کے مسئلہ کو لیجئے۔ صابن بنانے کے لئے تیل و چربی کا استعمال ہوتا ہے، کسی بھی صابن میں چکناہٹ اور جھاگ تیل و چربی کے ذریعہ ہی پیدا ہوتی ہے، پھر الگ الگ تیلوں کی الگ الگ خصوصیات ہیں جو صابن بنانے میں اپنا اظہار کرتی ہیں۔ صابن بنانے والی کتابوں میں یہ تفصیلات موجود ہیں۔

جب کوئی تیل یا چربی صابن کی شکل اختیار کرے گی تو اس صابن میں تیل و چربی کی موروثی خصوصیات (چکناہٹ، جھاگ اور پانی کو جذب کرنے کی صلاحیت) ضرور برقرار رہیں گی، اس وجہ سے کہ وہ نجس العین ہے یا غیر نجس العین ہے، صابن بن جانے کے باوجود موروثی خصوصیات ختم نہ ہوں گی۔

لہٰذا جب کتب فقہ وفتاویٰ میں ناپاک تیل کی طرح، مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی، صابن بن جانے پر تحول عین قرار دے کر طہارت کا حکم رکھتی ہے جب کہ ایک (ناپاک تیل) غیر

نجس العین ہے، اور دوسرا (مردار کی چربی اور خنزیر کی چربی) نجس العین ہے، اور موروثی خصوصیات (چکناہٹ، جھاگ وغیرہ) دونوں میں برقرار ہے، اس سے معلوم ہوا کہ موروثی خصوصیات کی برقراری کے باوجود طہارت کا حکم نجس العین اور غیر نجس العین ہر ایک پر لگے گا۔

اسی طرح گوبر، لید اور پاخانہ کا معاملہ ہے، بئر بالوعہ ہے، مٹی بن جانے پر انقلاب ماہیت کی وجہ سے طاہر قرار پاتے ہیں، جب کہ اس مٹی کو خالص مٹی نہیں کہا جاتا ہے بلکہ کھاد کہا جاتا ہے، اور اس مٹی (کھاد) میں موروثی خصوصیات (نباتات کو نشوونما دینے کی صلاحیت) موجود ہوتی ہیں۔

ان تمام باتوں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہر چیز میں دو طرح کے خواص ہوتے ہیں: ظاہر کچھ اور باطنی کچھ، تحول عین یا انقلاب ماہیت کے نتیجہ میں ظاہری خواص کا ختم ہو جانا ضروری ہے، باطنی خواص (موروثی خصوصیات) کا ختم ہونا ضروری نہیں ہے، اور اس معاملہ میں نجس العین و غیر نجس العین دونوں برابر ہیں۔

## قلب ماہیت کے اسباب

قلب ماہیت کبھی کبھی بذاتِ خود ہو جاتی ہے، جیسے خون کا مشک بن جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، گوبر، لید کا مٹی بن جانا، اور کبھی کبھی کسی دوسری چیز کے واسطے سے ہوتی ہے، جیسے شراب میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جائے جس سے وہ سرکہ بن جائے، مثلاً پیاز ڈالنا، دھوپ یا دواء وغیر کے ذریعہ قلبِ ماہیت جیسے چمڑے کی دباغت، جلانا، جیسے لید و گوبر کا راکھ بن جانا، خلط کے نتیجہ میں استہلاک عین جیسے ناپاک تیل کا صابن بن جانا، ناپاک چیز کا کسی پاک چیز میں پڑ کر وہی چیز بن جانا جیسے خنزیر کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کیمیاوی عمل سے کوئی چیز اس طرح بدل دی جائے کہ وہ بالکلیہ دوسری حقیقت و ماہیت بن جائے۔

## فلٹریا کشید کرنے کا عمل

فلٹریا کشید کرنے کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہہ سکتے، کیونکہ اس کے نتیجہ میں شیٔ کی خصوصیات، اثر انگیزی وغیرہ بدلتی ہیں، شیٔ کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلتی۔ یہ صرف ایک تحلیل وتجزیاتی عمل ہے، کسی شیٔ کے اجزاء میں سے بعض کو علاحدہ کر لینا ہے، ناپاک پانی کے ہر ہر جزء میں ناپاکی اور نجاست حلول کئے ہوئے ہوتی ہے، کسی تجزیاتی عمل سے اگر بظاہر ناپاک اجزاء نکال دیئے جائیں تو بھی ان کا جو اثر پانی میں سرایت کر چکا ہے وہ پانی کو ناپاک بنا چکا ہے، اس کے پاک ہونے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ وہ ماء کثیر میں ملا دیا جائے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنے گیارہویں سمینار منعقدہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۹ء میں ایسے پانی کے پاک ہونے کا جو فیصلہ کیا ہے (اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے تیرہویں سمینار کے عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت ۲/۱ پر اس فیصلہ کا ذکر ہے) احقر کی نگاہ میں محل نظر ہے۔

البتہ جہاں نجاست اور شیٔ نجس، دونوں کا امتیاز ممکن ہو وہاں نجاست کو الگ کر دینا، اس شیٔ کو پاک بنا دے گا، جیسے چمڑے سے جب نجس رطوبت ختم کر دی جائے تو چمڑا پاک ہو جائے گا، خواہ وہ مردار کا چمڑا ہو یا مذبوح جانور کا۔

## مرکب دواؤں اور مرکب اشیاء کا حکم

مرکب دوائیں جو مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال، ان کے خلط واختلاط کو ''انقلاب حقیقت واستحالہ'' نہیں کہہ سکتے، کیوں کہ مجموعی تاثیر اگر چہ بدل جاتی ہے، مگر ہر جزء اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود رہتا ہے انہی صفات وخواص کے مجموعہ سے نئی تاثیر پیدا ہوتی ہے، اسے تحویل کہہ سکتے ہیں، یعنی حل ہو جانا، لیکن قلب ماہیت نہیں کہہ سکتے۔ دواؤں کے مجموعی اثر اور خاصیت کو انقلاب عین نہ کہا جائے گا (فتاوی دار العلوم دیوبند ۱/ ۳۰۲)۔

دواؤں کے علاوہ دیگر اشیاء میں نجس تیل یا مردار کی چربی یا خنزیر کی چربی سے بنے صابن کی طہارت کا مسئلہ سابقہ عبارت میں متعدد مقامات پر گذر چکا ہے۔ بسکٹ میں ایسی چربی ملانا قلب ماہیت نہیں ہے، فتاوی محمودیہ ۱۱/ ۱۹۱ پر ایک مسئلہ موجود ہے جس میں بسکٹ میں تاڑی ملانے کو قلب ماہیت تسلیم نہیں کیا گیا، اس کے پیش نظر بسکٹ میں خنزیر یا مردار کی چربی کے استعمال کو بھی قلب ماہیت نہیں کہا جا سکتا۔

ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پاؤڈر وغیرہ میں چونکہ اجزاء کی صرف تحلیل ہوتی ہے، استحالہ نہیں ہوتا، اس لئے خنزیر کی ہڈی ہو تو حرام ہے، استعمال نہ کی جائے۔ دیگر جانوروں کی ہڈیوں میں مذبوح جانوروں کی ہڈیاں تر و خشک، دونوں کا استعمال جائز ہے، مردار کی ہڈیوں کا خشک ہونے پر استعمال جائز ہے۔ کتے کی خشک ہڈی بھی استعمال نہ کرنا ہی بہتر ہے (فتاوی عالمگیری ۵/ ۳۵۴ کتاب الکراہیہ)۔

## الکحل کی حقیقت

موجودہ زمانہ میں بہت سی دواؤں اور بہت سی چیزوں میں الکحل استعمال ہوتا ہے، ہومیوپیتھی کی کوئی دوا الکحل سے خالی نہیں ہوتی، اسی طرح ایلوپیتھی میں بھی اس کا استعمال ہے، کھانے کی چیزوں بسکٹ اور شربت میں بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے، بعض سینٹ اور خوشبو اور خاص طور سے اسپرے میں الکحل ڈالا جاتا ہے۔

لہذا سب سے پہلے اس کی حقیقت میڈیکل سائنس دانوں کے بیانات کی روشنی میں واضح کی جاتی ہے، اس کے بعد اس کا حکم بیان کیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد علی بار کہتے ہیں:

''یہ دراصل عربی لفظ ''الغول'' کی تحریف ہے، ''غول'' عربی میں نشہ اور درد کی اس

کیفیت کا نام ہے جو شراب سے پیدا ہوتی ہے، اللہ تعالی نے جنت کی شراب سے اس وصف کی نفی کرتے ہوئے فرمایا: "**لا فیھا غول ولا ھم عنھا ینزفون**" (سورہ صافات: ۴۷) ( نہ اس میں دردسر ہوگا نہ اس سے عقل میں فتور آئے گا)۔

اہل مغرب نے اس لفظ کو عربی سے نقل کر کے "الکحل" بنا دیا۔

الکحل کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے "الکحل ایک بے رنگ، بخار بن کر اڑ جانے والا سیال ہے جو کاربن ہائیڈوریٹ و آکسیجن اور ہائیڈروجن کے ساتھ کاربن کے مرکب میں خمیر اٹھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

الکحل ایک ایسا نامیاتی مرکب (Organic Comound) ہے جو گیس کی تین اقسام کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے۔ الکحل کی دو قسمیں ہیں:

۱-میتھائل الکحل (Mathyl Alcohal)

۲- ایتھائل الکحل۔

الکحل کی عام خصوصیات میں سے یہ ہے کہ زیادہ تر الکحل بے رنگ اور رقیق ہوتے ہیں، اس میں ایک مخصوص قسم کی بو اور آتشی ذائقہ ہوتا ہے، عام الکحل پانی سے ہلکے ہوتے ہیں، اور پانی میں مکمل طور پر حل ہوجاتے ہیں۔

میتھائل الکحل نوعیت کے اعتبار سے زہریلا اور نشہ آور ہوتا ہے، اگر اس کو پینے میں استعمال کیا جائے تو اس سے اندھاپن بلکہ موت واقع ہوسکتی ہے، یہ ہلکے شعلے کے ساتھ جلتا ہے اس کا استعمال پینٹ اور لکڑی کی پالش کو حل کرنے، مختلف عطریات اور دواؤں میں بطور پگھلانے والے مادہ کے استعمال ہوتا ہے۔

ایتھائل الکحل بھی نشہ آور ہوتا ہے، اور بہت تیزی سے اڑ جانے والا مادہ ہوتا ہے، یہ شراب کی روح اور اس میں سکر پیدا کرنے کا سبب ہے۔

الکحل کی اقسام میں سب سے زیادہ استعمال ایتھائل الکحل ہی کا ہوتا ہے، ایتھائل الکحل دوطرح سے بنایا جاتا ہے:

۱-شکر یا نشاستہ کو خمیر کر کے۔

۲- ایتھین میں پانی ملا کر (Hydrotion) زیادہ تر ایتھائل الکحل مولاسیس (Molasses) سے تیار کیا جاتا ہے، مولاسیس ایک گہرے رنگ کے گاڑھے شربت کی طرح کا رقیق ہوتا ہے، جو گنے کے رس سے شکر کے دانے بنانے کے دوران دانے بننے کے بعد بچارہ جاتا ہے (ہمارے علاقہ میں اسے ''چوٹا'' (واؤ مجہول کے ساتھ) کہتے ہیں)۔ مولاسیس کے اندر اس کے بعد بھی تقریباً ۳۰ فیصد شکر موجود ہوتی ہے جس کو دانوں کی شکل میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے، لہذا خمیر کے عمل کے نتیجہ میں مولاسیس میں موجود شکر کو ایتھائل میں تبدیل کر لیا جاتا ہے۔

ایتھائیل کا استعمال پینٹ، وارنش، دوائیں، رنگ، صابن اور مصنوعی ربڑ بنانے میں ہوتا ہے، اس کے علاوہ دیگر مقاصد کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے پٹرول کے بدل کے طور پر موٹر کار کو چلانے کے لئے بھی مستعمل ہے، ایتھائیل کو جراثیم کش کے طور پر زخموں کو صاف کرنے اور سرنج وغیرہ صاف کرنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

الکحل آمیز مشروبات میں ایتھائیل استعمال کیا جاتا ہے، ایتھائیل کو محلول کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، نیز غیر منجمد رکھنے والے مرکبات (Anti Freege Mixtures) بنانے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے میں بھی ہوتا ہے، کچھ دوسری دواؤں میں صرف ایک خاص لذت پیدا کرنے کی غرض سے ملایا جاتا ہے، مختلف قسم کے انجکشن میں ایتھائیل کا استعمال ہوتا ہے، کھانسی کے شربت میں بھی استعمال ہوتا ہے، جب کہ ایلو پیتھک دواؤں میں الکحل کا استعمال احساس کو دبانے کے لئے ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں الکحل کی بابت درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

۱- الکحل ایک نشہ آور مرکب ہے۔

۲- یہ مختلف اقسام کی گیہوں سے مل کر بنتا ہے، نیز مولاسیس سے بھی تیار کیا جاتا ہے۔

۳- مولاسیس گنے کے رس سے نکلنے والا ایک گاڑھا رقیق مادہ ہے۔

۴- الکحل کا استعمال دواؤں کو پگھلانے والے مادہ کے طور پر نیز ایک خاص لذت پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

۵- الکحل احساس کو کم کرنے کے لئے بھی دواؤں میں ملایا جاتا ہے (عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت/ ۶-۸ مرتب محمد فہیم اختر ندوی)۔

## الکحل کا حکم

الکحل سے متعلق جو تفصیلات مذکور ہوئیں ان میں سے خشک دواؤں (ٹیبلٹ یا پاؤڈر) خشک رنگ جو پاؤڈر کی شکل میں ہو، صابن اور مصنوعی ربڑ بنانے میں الکحل کا استعمال استحالہ عین اور قلب ماہیت قرار دیا جاسکتا ہے۔

لیکن سیال ماہیت کی شکل والی دوائیں، سیال و پیسٹ کی شکل کے رنگ، ہاتھ منہ دھونے یا کپڑا دھونے کے ایسے صابن جو سیال یا پیسٹ کی شکل میں ہوں، ان میں الکحل کا استعمال قلب ماہیت نہیں ہے۔

اس طرح پینٹ، وارنش، ٹوتھ پیسٹ، خمیر اٹھانے میں اور ہومیوپیتھی میں الکحل کا استعمال قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، تحلیل یا حل ہوجانا کہہ سکتے ہیں۔

کیونکہ مذکورہ استعمالات میں الکحل اپنی پوری خصوصیت کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ البتہ جن مواقع پر الکحل کے استعمال کو قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، وہاں بھی بعض صورتوں میں جواز کی شکل بنتی ہے۔ جب وہ انگور، کشمش یا کھجور سے تیار نہ کیا گیا ہو، ان کے علاوہ چیزوں

مثلاً جو، گندم، جوار، مولاسیس (چوٹا) وغیرہ سے بنا ہو۔

اس سلسلہ میں مولانا رشید احمد اور مفتی نظام الدینؒ کے فتاوی قابل توجہ اور لائق دید ہیں (دیکھئے: احسن الفتاوی ۲/ ۹۵، منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۵۲، امداد الفتاوی ۴/ ۲۰۹، ۲۱۰)۔

## دواؤں میں خون کا استعمال

بعض ادویات میں جانوروں کے خون کا استعمال ہوتا ہے، سمت اور زہر کو ختم کرنے کے لئے جانوروں کے خون سے انٹی باڈی (Antibody) ٹیکے بنائے جاتے ہیں۔

مریض کے خون میں ہیموگلبین (Hemoglobin) کی کمی دور کرنے کے لئے جانوروں کے خون سے نکالے گئے ہیموگلوبین کو ایک خاص شکل دے کر بعض ادویات بنائی جاتی ہیں، اور ایسے مریضوں کو استعمال کرائی جاتی ہیں۔

ان ادویات کے بنانے کی تفصیلات فراہم نہ ہوسکیں اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ کون سی صورت قلب ماہیت ہے، کون صرف تحلیل وتجزیہ ہے۔

خون، خواہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح کا، نجس العین ہونے کی وجہ سے حرام ہے، جس دوا میں پڑا ہو وہ دوا بھی حرام ہے، خارجی وداخلی کوئی استعمال جائز نہیں۔

البتہ اگر کسی دوا میں قلب ماہیت اور استحالہ عین صادق آجائے تو پاک وحلال ہوجائے گا، لیکن صرف تحلیل وتجزیہ ہو تو نجس العین کا حکم باقی رہے گا، اور اسی صورت میں اجازت ہوگی جہاں حاجت وضرورت کے تحت حرام ونجس اشیاء سے علاج کی گنجائش ہوجاتی ہے۔

خیال رہے کہ جب حرمت ہوگی تو خارجی وداخلی ہر استعمال کی حرمت ہوگی اور جب اجازت وحلت ہوگی تو داخلی وخارجی ہر استعمال کی اجازت وحلت ہوگی۔

## جلاٹین کیا ہے؟

انقلاب ماہیت کے تحت جلاٹین کی حقیقت و ماہیت کو سمجھنا ضروری ہے، تا کہ غور کیا جا سکے کہ جلاٹین میں انقلاب ماہیت، استحالہ عین، خلط و استہلاک کا تحقق ہے یا نہیں؟

یہ تحقیق اس لئے ضروری ہے کیونکہ موجودہ دور میں جلاٹین کا استعمال کثرت سے ہو رہا ہے، اور بے حد عام ہے، ہر کس و ناکس اس سے دوچار ہوتا ہے، ہر ایک کو اس کے متعلق حلت و حرمت کا مسئلہ معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کا استعمال کس طرح عام ہے، اس کے متعلق انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کہتا ہے ''جلاٹین کا استعمال جیلی والے گوشت، سوپ، ٹافیاں وغیرہ بنانے کے لئے شکل دیئے ہوئے میٹھے کھانوں مثلاً (جیلی اور اس طرح کے دیگر کھانے)، اور جھاگ دار غذاؤں مثلاً آئس کریم اور پانی کے ساتھ مختلف قسم کے روغن اور چکنائیوں کا مکسچر بنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔

اس کے متعلق دیگر واقفین و ماہرین کے بیانات یہ ہیں:

''ساؤتھ افریقہ کی ایک مسلم تنظیم ''ساؤتھ افریقن نیشنل حلال اتھارٹی'' کے مطابق مختلف مٹھائیوں اور دودھ سے بنی اشیاء میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے۔ دیگر ماہرین کہتے ہیں کہ سر اور چہرہ میں لگائی جانے والی مختلف قسم کے کریم میں اور آرائشی مصنوعات میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے۔ دواؤں کی طرف آیئے تو چھ سو سے زائد ایسی دوائیں ہیں جن میں جلاٹین کا استعمال ہوتا ہے۔ ان دواؤں میں کیپسول اور کھانسی دور کرنے والی دوائیں زیادہ ہیں۔ ان کے علاوہ جلاٹین کا استعمال فوٹوگرافی کی فلم، کاغذ، رنگوں اور لیتھوگرافی (پتھر یا دھات سے چھپائی) کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔

انٹرنیٹ کی معلومات میں بتایا گیا ہے کہ جلاٹین کی بے شمار خصوصیات، جیسے جیلی بنانا، کسی شئ کو گاڑھا کرنا اور اس کو جمانا، فلم بنانے کے لئے اس کی شکل پذیری میں معاون ہوتا اور

اشیاء کو گاڑھا کرنا، کے باعث درج ذیل صنعتوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے:

☆ غذا (مٹھائیوں اور دودھ سے بننے والی اشیاء گوشت کی مصنوعات وغیرہ)

☆ دواؤں کی صنعت

☆ فوٹوگرافی

☆ بے شمار تکنیکی استعمالات (عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت)۔

ایک اور واقف کار یوں لکھتے ہیں:

''میڈیکل میں جلاٹین عام طور پر کیپسول بنانے میں استعمال ہوتا ہے، اس سے نرم اور سخت دونوں قسم کے کیپسول بنائے جاتے ہیں، ان کے علاوہ یہ پیسٹ سرکہ Passted Coffee کے بنانے میں بھی استعمال ہوتا ہے، نیز مصنوعی جوس میں بھی استعمال ہوتا ہے (ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی کی پیش کردہ تحقیق)۔

ایک اور وضاحت یہ ہے:

''ماہرین کے مطابق سخت قسم کے کیپسول عام طور پر ہڈی اور خنزیر کے گوشت کی پرت سے بنائے جاتے ہیں، کیونکہ خنزیر کے گوشت سے بنا جلاٹین کیپسول میں شفافیت اور لچک پیدا کرتا ہے (محمد فہیم اختر ندوی عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت / ۱)۔

یہ تو جلاٹین کے استعمال کی عمومیت ہوئی، ظاہر ہے کہ شاید ہی کوئی بچ جائے جسے جلاٹین کسی نہ کسی طور پر استعمال کرنے کی نوبت نہ آئے، ورنہ ہر ایک کا سابقہ پڑتا ہے، یا پڑسکتا ہے۔

ماہرین بتاتے ہیں کہ جلاٹین حاصل ہونے کے عام ذرائع جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں، جن میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے۔ اس کے خام مال میں گائے، بھینسوں کی ہڈیاں، (سوفیصد) خنزیر کی کھال ۴۲ فیصد اور گائے بھیسوں کی کھال ۲۷ فیصد استعمال

ہوتی ہے۔

جلاٹین دوطرح سے پایا جاتا ہے،دانوں کی شکل میں اور باریک سفوف کی شکل میں، یہ بے بو اور بے ذائقہ ہوتا ہے، یہ بہ آسانی ہضم ہوجاتا ہے، یہ خالصتاً ایک پروٹینی غذا ہے، یہ جانوروں کے کولاجین (Collagen) سے حاصل کیا جاتا ہے، کولاجین جانوروں کی کھال اور ہڈیوں میں پایا جانے والا پروٹین ہوتا ہے، جلاٹین غیر زہریلا ہوتا ہے، جلاٹین کی طبعی خصوصیات براہ راست جانوروں، کے کولاجین اور اس میں استعمال کئے گئے کیمیاوی مادوں وغیرہ سے متعلق ہوتی ہیں (حوالہ مذکور)۔

## جلاٹین کا حکم

جلاٹین بنانے کے جو طریقے ماہرین کی تحریروں سے معلوم ہوئے، ان میں سے کسی بھی طریقہ پر انقلابِ ماہیت اور استحالۂ عین کی تعریف صادق نہیں آتی ہے، کیونکہ ہر صورت میں عین یعنی اصل مادہ موجود ہے، خواہ اسے گوند کی شکل دیدی گئی ہو یا برادہ اور پاؤڈر کی، لیکن یہ برادہ اور پاؤڈر یا گوند اور لئی اسی چمڑے اور ہڈی یا گوشت کی ہی ہے، اس کے اوصاف بدلے ہیں، حقیقت نہیں بدلی۔

اسے تحلیل و تجزیہ کہہ سکتے ہیں، انقلاب ماہیت وحقیقت نہیں کہہ سکتے، یہ ایسے ہی ہے جیسے پیشاب کو فلٹر کردیا جائے، اس سے اس کی شوریت و تیزابیت وغیرہ ختم ہوجائے گی۔ مثل پانی ہوجائے گا، جیسے سمندر کے کھارے پانی سے نمکینی ختم کرکے میٹھا بنادیتے ہیں، اس میں اصل مادہ ختم نہیں ہوتا، نہ اس میں کوئی ایسا تغیر آتا ہے جسے انقلابِ ماہیت وحقیقت اور استحالۂ عین قرار دیا جائے۔ بعض ماہرین کا یہ جملہ:

''جلاٹین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک (Product) ہے، جو کہ جانوروں کی

آنتوں، ہڈیوں اور کھالوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کہ کبھی بھی اپنی اصلی حالت میں واپس نہیں ہوتا''۔

آنتوں کی جلاٹین کا طریقہ میں اندازہ یہ ہے کہ وہی ہوگا جو کھالوں اور ہڈیوں کا مذکور ہوا، صرف تحلیل و تجزیہ ہی ہے، جب اصل مادہ ختم نہ ہوگا، تو اسے انقلاب ماہیت نہ کہہ سکیں گے۔

البتہ اگر آنتوں کی جلاٹین کا کوئی اور طریقہ ہو تو ماہرین کی وضاحت کے بعد اس پر بھی غور کیا جاسکتا ہے، فی الحال تو اسے بھی قلب ماہیت قرار دینے کی گنجائش نظر نہیں آتی۔

اپنی اصل حالت میں واپس نہ ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا، پیشاب، فلٹر کرنے کے بعد اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوگا، ناپاک خشک انگور کا شیرہ بن گیا تو انقلابِ ماہیت نہیں ہے۔ حالانکہ وہ خشک انگور اب اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوسکتا، یا دودھ کا کھویا بن گیا، ناپاک گندم کا آٹا پس گیا، آٹے کی روٹی پک گئی، انقلاب ماہیت نہیں ہوا، جب کہ دودھ اور گندم اب اصل حالت میں واپس نہیں ہوسکتے۔

لیکن بہر حال انقلابِ ماہیت و استحالۂ عین نہ ہونے کے باوجود جلاٹین کی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز، تفصیل یہ ہے:

۱- خشک ہڈی جو خنزیر کی نہ ہو، خواہ کسی بھی مردار یا مذبوح جانور کی ہو اس کی جلاٹین استعمال کرنا جائز ہے (دیکھئے: ہدایہ ۳/ ۵۵ باب بیع الفاسد، فتاوی ہندیہ ۵/ ۳۵۴ باب الکراہیۃ وغیرہ)۔

۲- مذبوح جانور کی تر ہڈی اور اس کی کھال اور مردار جانور کی دباغت شدہ کھال کی جلاٹین استعمال کی جاسکتی ہے۔

۳- ماکول اللحم جانور کی آنت کی جلاٹین استعمال کی جاسکتی ہے۔

۴- خنزیر کی کھال اور اس کی خشک و تر ہڈی کی جلاٹین جائز نہیں، اسی طرح مردار جانور کی تر ہڈی اور غیر دباغت شدہ کھال اور اس کی آنت کی جلاٹین جائز نہیں ہے۔

کتے کی خشک وتر دونوں ہڈی سے بنی جلاٹین جائز نہیں ہے۔

جلاٹین کے خارجی وداخلی استعمال اور کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر چیزوں میں برتنے کے سلسلے میں یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ پاک ہوجانے سے اس کا حلال ہونا لازم نہیں آتا۔ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز کسی صورت حال کے نتیجہ میں پاک قرار دی جائے مگر کھانا حلال نہ ہو۔

درمختار میں ہے:

''دباغت کے بعد مردار کی کھال سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے کیونکہ وہ پاک ہوجاتی ہے، لیکن کھانے کے علاوہ کاموں میں فائدہ اٹھایا جائے اگرچہ ماکول اللحم مردار جانور کی ہی کھال ہو۔ صحیح مذہب یہی ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ تم پر مردار حرام کیا گیا ہے، اور یہ کھال اسی مردار کا جزء ہے، مجمع میں ہے کہ ہم نجس تیل کو بیچنے اور کھانے کے علاوہ دوسرے کاموں میں اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتے ہیں لیکن مردار کی چربی بیچنے اور فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دیتے'' (الدر المختار ورد المحتار ۴؍ ۳۸)۔

علامہ ابن عابدین شامی اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ماکول اللحم مردار جانور کی کھال دباغت کے بعد کھانا جائز ہے، کیونکہ وہ پاک ہے۔ البتہ غیر ماکول اللحم جانور کی کھال مثلاً گدھے کی کھال بالاجماع دباغت کے بعد بھی کھانا جائز نہیں، اس لئے کہ اس میں دباغت، شرعی ذبیحہ سے زیادہ قوی نہیں، جب شرعی ذبیحہ اس کو مباح نہیں کرتا تو دباغت کیسے مباح کردے گی'' (رد المحتار ۴؍ ۳۸)۔

## فضلات سے جانوروں کی غذا تیار کرنا

اب تک گفتگو ان چیزوں کے متعلق تھی جن میں نجس اشیاء کو مختلف مراحل سے گذار کر انسان اپنے استعمال میں لاتا ہے، لیکن اس طرح کی چیزیں انسان نے اپنے لئے ہی تیار نہیں کی

ہیں، جانوروں کے لئے بھی تیار کر رکھی ہیں، اسے جانوروں کی پروٹینی غذا کہا جاتا ہے، یہ غذا گیہوں، مکئی کے چور، مختلف پھلوں اور سبزیوں کے چھلکوں، جانوروں اور مچھلیوں کی آلائش، فضلات، خون، نجاست، کھال، ہڈی، آنتوں وغیرہ کو شامل کر کے بنائی جاتی ہے۔

پہلے یہ ساری چیزیں بڑے دیگوں میں پکائی جاتی ہیں، اس طرح ان کے جراثیم ختم ہوجاتے ہیں، پھر انہیں خشک کیا جاتا ہے، پھر پیسا جاتا ہے پھر اس میں وٹامن والی اشیاء ملائی جاتی ہیں ان مراحل سے گذرنے کے بعد:

"سابق نجاست کے اوصاف بدل جاتے ہیں، رطوبت کی جگہ خشکی آجاتی ہے، رنگ دوسرا ہوجاتا ہے اور دوسرے کیمیائی مواد کے اضافہ کی وجہ سے نجاست کی بوختم ہوجاتی ہے، اب اس کا نام بھی نیا ہوتا ہے اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ ان اوصاف میں تبدیلی کی وجہ سے نجاست کی حقیقت بدل گئی اور انقلاب ماہیت ہوگیا" (عرض مسئلہ بابت انقلاب ماہیت / ۳)۔

اس معاملہ میں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ مذکورہ مراحل سے گذرنا، انقلاب ماہیت ہے یا نہیں؟ کیونکہ معاملہ جانوروں کی غذا کا ہے، ان کی غذاؤں کے لئے حلت وحرمت کے وہ مسائل نہیں جو انسانوں کے لئے ہیں۔

اگر کوئی جانور (مرغی، بکری، گائے، بھینس) عین نجاست کھالے، یا کھاتا رہے اور اس کے بعد گوشت و پوست میں نجاست کی بدبو نہ پیدا ہو، یا بدبو پیدا ہوجائے تو کچھ دن اس کی خصوصی نگہداشت کر کے، بدبو کے ختم ہوجانے کا یقین ہونے پر کھانا حلال ہوجاتا ہے (درمختار ۵ / ۳۴۰ کتاب الحظر والاباحہ، امداد الفتاوی ۴ / ۱۰۵)۔

تو موجودہ صورت حال میں جب کہ بدبو ہی نہیں ہے اور مختلف مراحل نے اس غذا کو قلب ماہیت کے قریب کردیا ہے (جانوروں کی مذکورہ غذا کے تیار کرنے میں جن مراحل کا تذکرہ کیا ہے اور جو آخری صورت حال بتائی گئی ہے، احقر کے خیال میں وہ قلب ماہیت نہیں بلکہ تحلیل

وتجزیہ ہے، یا خلط واختلاط ہے جو مرکب دواؤں (معجون سرپ وغیرہ میں ہوتا ہے) اس میں بھی شئی کے کچھ اوصاف ختم ہوجاتے ہیں، کشید کرنے اور فلٹر کرنے میں بھی کچھ اوصاف ختم ہوتے ہیں مگر یہ انقلاب ماہیت نہیں، اسی طرح نام کی تبدیلی اس نجاست کی نہیں ہوئی، بلکہ مجموعہ کا نام متعین کیا گیا ہے، کیونکہ پہلے وہ مجموعہ بے نام صرف اجزاء ونجاست، چھلکے، ہڈی، چوکر وغیرہ کی شکل میں تھا، اب مجموعہ کا ایک نام پڑ گیا، اسے نجاست کے نام کی تبدیلی نہیں کہہ سکتے، یہ ایسے ہی ہے جیسے مختلف ادویہ سے بنی ہوئی مرکب دوا کا نام رکھا جاتا ہے)۔ ایسی صورت میں جانوروں کے لئے اس غذا کے استعمال میں ممانعت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی (دیکھئے: امداد الفتاوی ۴/ ۹۱)۔

## ناپاک اشیاء کا بدل تلاش کیا جائے

خالق کائنات نے کائنات میں پاک وناپاک اور حلال وحرام دونوں طرح کی اشیاء پیدا کی ہیں، پاک وحلال اشیاء انسان کے لئے سراسر نافع اور فائدہ مند ہیں، ناپاک وحرام اشیاء، مضرت اور غیر نافعیت کا پہلو رکھتی ہیں، اگر ان میں کسی بھی درجہ میں بظاہر کچھ نفع کا بھی پہلو ہوتو وہ انتہائی مغلوب اور ناقابل توجہ ہوتا ہے۔

ان میں نفع کا جو تھوڑا بہت پہلو ہوتا ہے، وہی نفع دوسری حلال وپاک اشیاء میں ان کے مقابلہ میں بدرجہ اتم موجود ہے، ایسا نہیں ہے کہ پاک وحلال اشیاء ان مفید اور نافع اثرات سے خالی ہوں۔

حضرت ابوالدرداء کی اس روایت میں اس کا واضح اشارہ موجود ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"اِن الله أنزل الداء والدواء وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بالحرام" (ابوداؤد ۲/ ۵۴۰ باب فی الادویۃ المکروھۃ) (اللہ تعالی نے بیماری اور دوا دونوں پیدا کیا

ہے، اور ہر بیماری کی کوئی نہ کوئی دوا بنائی ہے، لہذا دوا علاج کرو لیکن حرام سے علاج نہ کرو)۔

یہ اور اس طرح کی کئی احادیث موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ہر بیماری کا دنیا میں اللہ نے علاج پیدا کر دیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ معالجین اس علاج تک پہنچیں یا نہ پہنچیں، یا تحقیق کرتے کرتے بعد میں پہنچیں۔

اس حدیث میں قابل غور پہلو یہ ہے کہ اس میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ ہر بیماری کا علاج موجود ہے، لہذا علاج کراؤ، دوسری طرف حرام سے علاج کرانے سے منع بھی کر دیا، اس سے ظاہر ہوا کہ علاج حلال سے بھی ہوسکتا ہے اور حرام سے بھی، لیکن علاج صرف حلال چیزوں سے کرنا کرانا ہے، حرام سے نہیں۔

یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اگر کسی بیماری کا علاج صرف حرام سے ہی دریافت ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کا حلال علاج موجود نہیں ہے، حلال علاج تو موجود ہی ہے، یہ الگ بات ہے کہ معالجین انہیں دریافت نہ کر سکے ہوں۔

جب ہر بیماری کا علاج موجود ہے اور علاج کرانے کا حکم بھی ہے اور حرام علاج سے روک دیا گیا، تو اگر اس بیماری کا حلال علاج نہ ہو تو اس بات کی دلیل ہوگی اللہ تعالی نے بندوں کو اسے علاج کا حکم دیا ہے جو موجود ہی نہیں، اور ایسے علاج سے روک دیا ہے جو موجود ہے، اس طرح بندوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈال دیا۔

حالانکہ ایسی بات نہیں، علاج کا حکم اور حرام علاج سے ممانعت، دونوں کو ایک دوسرے کے مدمقابل ذکر کرنا واضح دلیل ہے کہ حرام میں جس بیماری کا علاج دکھائی دے رہا ہے وہی علاج حلال میں بھی موجود ہے، اور حلال کو ہی اختیار کرنا ہے، حرام کو نہیں، اور اطباء و معالجین کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحقیق و ریسرچ کے ذریعہ ہر بیماری کا حلال علاج تلاش کریں، اس میں انتھک جدوجہد اور کوشش کر کے لوگوں کو حرام علاج سے بچائیں تا کہ وہ حدیث مذکور کے حکم پر عمل

کرسکیں۔اوراس دوسری حدیث پر بھی جوحضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

"نهى رسول الله ﷺ عن الدواء الخبيث" (حوالہ مذکور) (رسول اللہ ﷺ نے ناپاک دوا سے منع فرمایا ہے)۔

غیر دینی سماج خصوصاً مغرب میں چونکہ حلال وحرام کا کوئی تصور نہیں اس لئے وہ ہر چیز کو کھانے میں استعمال کرجاتے ہیں اور دوا میں بھی، یہ استعمال خارجی وداخلی ہر طرح ہوتا ہے، خنزیر یا خنزیر کے اجزاء اوراسی کے مثل دوسری چیزیں، ان کے یہاں بکثرت پائی اوراستعمال کی جاتی ہیں، لہذاانسانی نفع کی کوئی چیز انہیں تیار کرنی ہوتی ہے تو وہی اشیاء اوراجزاء بے دھڑک استعمال کرلیتے ہیں، لیکن مسلمان طبیب ومعالج ایسانہیں کرسکتا، اسے ان اشیاء واجزاء کا بدل تلاش کرنا ہے، اور وہ بدل اسی دنیا میں موجود ہے، بہتوں کا تلاش ودریافت آچکا ہے، اور بہتوں کا تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اس میں گریز وفرار کی گنجائش نہیں، انسانوں کوحرام وخبیث سے بچا کر حلال وطیب کی طرف لانا بہت بڑا اسلامی، انسانی اوراخلاقی فریضہ ہے جو خاص طور پر مسلمان ڈاکٹرس، اطباء، سائنس دانوں اور محققین پر عائد ہوتا ہے۔

# استحالہ کے بعد نجاست وطہارت کے احکام

مولانا ارشاد احمد الاعظمی ☆

یقیناً اسلام شبہہ والی چیزوں سے اجتناب کی تعلیم دیتا ہے، لیکن بلاوجہ وہم میں مبتلا ہونا، اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے محرومی اور نفس کو اذیت دینے کو تقویٰ اور دینداری سمجھ لینا بھی اسلام کی نظر میں مذموم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: "**قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده والطيبات من الرزق**" (الاعراف: ۳۲) (کہو کس نے حرام ٹھہرایا ہے اللہ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں اور رزق کی پاکیزہ چیزوں کو)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"**يا أيها الذين آمنوا لا تحرموا طيبات ما أحل الله لكم ولا تعتدوا، إن الله لا يحب المعتدين**" (مائدہ: ۸۷) (اے ایمان والو جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ ٹھراؤ اور حد سے تجاوز نہ کرو، اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

حد سے تجاوز کرنا وسیع مفہوم کا حامل ہے، حلال کو حرام کرنا اور خدا کی ٹھہرائی ہوئی پاک چیزوں سے اس طرح پرہیز کرنا کہ گویا وہ ناپاک ہیں یہ بجائے خود ایک زیادتی ہے، پھر پاک چیزوں کے استعمال میں اسراف وافراط بھی زیادتی ہے، پھر حلال کی سرحد سے باہر قدم نکال کر

---

☆ جامعہ اسلامیہ عربیہ ترجمہ والی مسجد بھوپال۔

حرام کے حدود میں داخل ہونا بھی زیادتی ہے، اللہ کو یہ تینوں باتیں ناپسند ہیں، (تفہیم القرآن ۱ر ۱۹۹)۔

## حلال وحرام اسلام میں

حلال وحرام کے بارے میں اسلام نے بہت واضح اصول متعین کئے ہیں، اللہ تعالی نے طیبات کو حلال اور خبائث کو حرام قرار دیا ہے۔ قرآن میں ہے:

"یا أیها الناس کلوا مما فی الأرض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان" (بقرہ: ۱۶۸) (لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال و پاک ہیں ان کو کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو)۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"یا أیها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم (بقرہ: ۱۷۲) (اے ایمان والو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں ان کو کھاؤ)۔

ایک جگہ فرمایا:

" وقد فصل لکم ماحرم علیکم (الانعام: ۱۱۹) (اس نے وہ چیزیں تفصیل سے بیان کردی ہیں جو تم پر حرام ٹھہرائی ہیں)۔

نبی کریم ﷺ کی صفت میں ہے:

"ویحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث" (الاعراف: ۱۵۷) (اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں)۔

## نجاست استحالہ کے بعد

نجاست جس سے طبیعت کراہت کرتی ہے، بلا شبہ خبائث میں داخل ہے، اور اس کا

استعمال اسلام میں حرام ہے، لیکن نجاست کی ہیئت بدل جانے کے بعد اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے، خون مشک بن جائے، شراب سرکہ ہو جائے، غلاظت اور گوبر راکھ یا مٹی میں تبدیل ہو جائیں، ناپاک مٹی سے برتن بنا کر پکا دیا جائے، تو جمہور علماء کے یہاں ان کے استعمال سے روکا نہیں جاتا، اس کی کئی توجیہات کی جاتی ہیں، کبھی اس کو ابتلاء عام کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے، تو کبھی دفع حرج وجہ بیان کی جاتی ہے، اور کبھی استحالہ کو اس کی بنیاد مانا گیا ہے، علماء فقہ کی عبارات میں اس مسئلے میں بڑا اضطراب ہے، لیکن اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ بعض چیزیں جو اپنی اصل اور مادہ کے اعتبار سے نجس تھیں، کچھ تبدیلیوں کے بعد اب قابلِ استعمال ہیں، جس طرح کہ یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ کائنات کی ہر شئی تغیر وتبدیلی کے مرحلے سے گزرتی رہتی ہے، اور اس پر طرح طرح کے اوصاف طاری ہوتے رہتے ہیں، کسی مرحلہ میں وہ پاک ہوتی ہے اور کبھی ناپاک قرار پاتی ہے، ہم اس کی موجودہ شکل دیکھ کر ہی اس پر کوئی حکم لگاتے ہیں، وہ اپنی اصل اور مادہ کے اعتبار سے کیا تھی اس سے ہم کو سروکار نہیں ہوتا، جو غذائیں ہمارے استعمال میں آتی ہیں، ان میں کون کون سے اجزاء شامل ہوئے، جو گوشت ہم کھاتے ہیں وہ کیسے تیار ہوا، صحت بخش اور خوش ذائقہ دودھ جو ہم پیتے ہیں وہ کیسے وجود میں آیا، اس کو ہم خاطر میں نہیں لاتے، امداد المفتیین میں ایک استفتاء ہے، سوال کرنے والے نے سوال کیا ہے کہ سرکہ انگور و جامن کو گلا سڑا کر بنایا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس میں کرم پیدا ہو جاتے ہیں، پھر صاف کر کے پھر سڑایا جاتا ہے، پھر کیڑے پڑتے ہیں، حالانکہ اکلاً اس کا استعمال درست ہے، پھر اس میں کیا وجہ ہے کہ ایسی مکروہ شئی کا استعمال درست و جائز ہوا، اور جواب میں بتلایا کہ اصل وجہ یہ ہے کہ حق تعالی نے اپنے رسول کے ذریعہ قولاً وفعلاً اس کو حلال فرمایا:

" لماروی مسلم فی صحیحه عن جابر مرفوعاً، نعم الأدام الخل، وفی سنن ابن ماجة عن أم سعد: اللهم بارك فی الخل، ولم يفتقر بيت فيه

الخل" (زادالمعاد)۔

باقی عقلی حکمت سووہ بھی بالکل ظاہر ہے، وہ یہ کہ سرکہ پر جو مختلف قسم کے انقلابات آتے ہیں ان سے اس میں انقلاب ماہیت پیدا ہو جاتا ہے، تمام خواص وآثار بدل جاتے ہیں، تو حکم شرعی بھی بدل جاتا ہے (امدادالمفتیین / ۹۷۱)۔

غرضیکہ استحالہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار ناممکن ہے، مسئلہ صرف یہ ہے کہ اس دائرہ کو کتنی وسعت دی جائے، امام شافعیؒ اور دوسرے ائمہ کے یہاں استحالہ کا دائرہ بہت محدود ہے، وہ خاص خاص حالتوں میں ہی ناپاک چیز کی ہیئت کلیۃ بدل جانے کے بعد اس کو پاک قرار دیتے ہیں، سرکہ بن جانے والی شراب ان میں سے ایک ہے، جس کی پاکی اور قابلِ استعمال ہونے کے بھی قائل ہیں۔

احناف میں امام ابو یوسفؒ کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی شی کلی طور پر تبدیل ہو جائے اور تحلیل ہونے کے بعد اس کا نام ونشان مٹ جائے تب تو وہ طہارت کے قائل ہیں بصورتِ دیگر ان کے بقول وہ چیز نجس باقی رہے گی، گرچہ ابتلاء عام اور دفع حرج کی خاطر اس کے استعمال کی اجازت ہو سکتی ہے۔

امام محمدؒ کے یہاں استحالہ کا دائرہ وسیع ہے اور اسی قسم کی ایک روایت امام ابو حنیفہؒ سے بھی ہے، ان کے یہاں ضابطہ ہے: "الاستحالة تطهر الأعيان النجسة" استحالہ نجس چیزوں کو پاک کر دیتا ہے۔

ابن تیمیہ نے استحالہ کے ذریعہ بالعموم طہارت کی پرزور وکالت کی ہے، وہ کہتے ہیں: استقراء ہم کو بتلاتا ہے کہ وہ ساری اشیاء جن کو اللہ نے خود ایک جنس سے دوسری جنس میں تبدیل کر دیا ہے، ان سے نجاست کا حکم ختم ہو جاتا ہے، اور یہ چیز اتنی واضح ہے کہ اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے، کیوں کہ دنیا میں پائے جانے والے سارے اجسام کو اللہ تعالی ایک حالت سے

دوسری حالت میں تبدیل کرتا ہے، اور ایک شکل سے دوسری شکل میں منتقل کردیتا ہے، اس میں ان کے مواد و عناصر کو نہیں دیکھا جاتا، البتہ وہ چیزیں جو انسان کی تدبیر سے تغیر پذیر ہوتی ہیں جیسے گوبر جلاکر راکھ کردینا، یا خنزیر کو نمک کی کان میں ڈال کر نمک بنادینا، تو اس میں مشہور اختلاف ہے، لیکن طہارت والا قول نمایاں اور معقولیت پر مبنی ہے (فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۶۰۱)۔

## استحالہ کیا ہے

متقدمین علماء اپنی سلامت فہم پر اعتماد کرکے استحالہ کا فیصلہ کرتے تھے، ان کو اس کے معنی کو متیقن کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی، لیکن متأخرین نے مختلف نظائر کو سامنے رکھ کر استحالہ کیلئے ضابطہ مقرر کرنے کی کوشش کی ہے، اور یہ ماننا پڑے گا کہ ان کے درمیان اس سلسلے میں بڑا اختلاف ہے، اور بعض حضرات نے محض استحالہ سے مطمئن نہ ہوکر پاکی کے لئے ابتلاء عام کو بھی اس کے ساتھ جوڑ دیا ہے، فقہاء کی تشریحات سے یہ اندازہ لگانا بھی مشکل ہے کہ استحالہ عین کا ہونا چاہئے یا اس کے اوصاف کا یا اس کے حکم کا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ایک جگہ کہتے ہیں: استحالہ کے معنی کسی چیز کا ایک حالت چھوڑ کر دوسری حالت اختیار کر لینے اور بدل جانے کے ہیں، اصول یہ ہے کہ جب کسی شئ کی حقیقت بدل جائے تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے (قاموس الفقہ ''استحالہ'')۔

دوسری جگہ کہتے ہیں: جب کوئی نجاست اس طرح تحلیل ہوجائے کہ اس کی حقیقت اس کے اثرات، اس کے مقاصد اور اس کے نام تک بدل جائیں تو وہ بھی پاک ہوجاتی ہے (قاموس الفقہ ''آلات تطہیر'' نقلا من الفتاوی الہندیہ)۔

کاسانیؒ کی تعبیر ہے: ''[1] ذا تبدلت أوصافها و معانيها (جب اس کے اوصاف ومقاصد بدل جائیں)۔

المصباح المنیر میں ہے: "استحال الشیئ تغیر عن طبعه ووصفه" (استحالہ کا معنی ہے چیز کا اپنے مزاج اور وصف سے بدل جانا)، ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے التحول الی الصلاح کے معنی میں لیا ہے، اور علماء کی کثیر تعداد نے التحول إلی الطبیعۃ کے ساتھ تشریح کی ہے۔

پھر علماء نے استحالہ کی جو مثالیں دی ہیں ان میں کہیں اصل تحلیل ہوگئی ہے لیکن وصف باقی ہے۔ کہیں مزاج بدلا ہے اور اصل مادہ اور صفت باقی ہے جیسے شراب جب سرکہ بن جائے، کہیں صفت بدل گئی لیکن جوہر عنصری قائم ہے جیسے غلاظت جب مٹی یا کیچڑ بن جائے۔

مفتی کفایت اللہ صاحب نے اپنے فتاوی میں اس مسئلہ پر ایک لمبی تقریر لکھی ہے، اور بتلایا ہے کہ استحالہ اسی وقت ہوگا جب شئ فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے اور کہا ہے کہ حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جا سکتا ہے، کہ حقیقت اولی منتقلیہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں، مفتی صاحب کی اس توضیح کی دیوبند کے دو مفتیانِ کرام نے تصویب کی ہے، لیکن مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے اس پر سخت تردد کا اظہار کیا ہے، اور یہ رائے دی ہے کہ استحالہ کے لئے مرور زمان لازم ہے (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۳، فتاوی خلیلیہ/ ۱۹، ۲۰)۔

ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ نجاست کے آثار رنگ، بو اور مزہ جب تک موجود ہیں وہ چیز خبیث اور حرام ہے، لیکن ان اوصاف کے یکسر ختم ہو جانے کے بعد وہ چیز طیب اور حلال قرار پائے گی (فتاوی ابن تیمیہ ۲/ ۲۸۱)۔

ابو حامد غزالی کہتے ہیں: "عصر اول کے لوگ نجاست آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد ہی اس سے اجتناب کرتے تھے، اور باریک احتمالات کے پیچھے نہیں پڑتے تھے" (احیاء علوم الدین ۱/ ۱۱۳)۔

امام ابوحنیفہؒ کا معروف طریقہ ہے کہ وہ اس قسم کے مسائل کو مبتلی بہ کی فہم پر چھوڑ دیتے

ہیں، اس لئے ان گھتیوں میں الجھے بغیر کہ استحالہ کے لئے صورت وکیفیت کا بدلنا بھی ضروری ہے یا صرف اوصاف کے بدلنے سے یہ عمل مکمل ہوجائے گا اور اوصاف میں بھی سبھی کا بدلنا ضروری ہے یا کچھ کا بدلنا کافی ہے اس چیز کو صالح معاشرہ اور طبع سلیم پر چھوڑ دینا چاہئے، شرنبلالی کہتے ہیں: "ولا تنجس البئر بالبعر والروث والخثی [1] لا أن يستكثره الناظر" (مراقی الفلاح ۱/۷۷) (مینگنی، گوبر اور لید سے کنواں اس وقت تک ناپاک نہ ہوگا جب تک دیکھنے والا اسے زیادہ محسوس نہ کرے)۔

## استحالہ کا عمل

انقلاب ماہیت کے لئے ضروری ہے کہ شئ میں خود تغیر کی صلاحیت ہو یا کسی مادہ کو اس میں شامل کرکے یہ صلاحیت پیدا کی جائے، فطری انقلاب ماہیت میں وقت درکار ہوتا ہے، لیکن خارجی ذرائع کے استعمال سے اس عمل میں تیزی آجاتی ہے، اور اس کے لئے کبھی کسی مادہ کی آمیزش کی جاتی ہے، اور کبھی حرارت شمسی سے کام نکال لیا جاتا ہے، اور کبھی آگ کا استعمال کیا جاتا ہے، ملائی جانے والی چیزوں میں نمک، مچھلی، جو، یا گیہوں کی روٹی قدیم زمانے سے متعارف ہے، لیکن آج اس قسم کے اور بھی ذرائع موجود ہیں اور کثرت سے ان کو استعمال میں لایا جاتا ہے، مثلاً ریت کے ڈھیر سے پانی کی صفائی، تیزاب اور دوسرے کیمیل سے شئ کی ہیئت بدل دینا اور اس کے مختلف اجزاء وعناصر کو الگ کردینا، مشینوں کے ذریعہ رطوبات کو جذب کرلینا یا اڑا دینا، اور ایک ہی چیز کو سائنسی طریقے سے الگ الگ اجزاء میں تقسیم کرکے محفوظ کرلینا۔

فطری طریقے سے استحالہ کو ہر شخص تسلیم کرتا ہے، ابن تیمیہ شراب کے معاملہ میں صرف طبعی استحالہ کو روا رکھتے ہیں، کسی خارجی تدبیر کی اس کے لئے اجازت نہیں دیتے، البتہ دوسری چیزوں میں کوئی قید نہیں لگاتے، وہ کہتے ہیں: "إذا زال الخبث بأي طريق كان حصل

المقصود" (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ ۲۱ر ۴۷۸) (جس طرح بھی خبائث دور ہو جائے مقصد حاصل ہو جاتا ہے)۔

امام محمدؒ کے یہاں جن کے قول پر اکثر احناف عمل پیرا ہیں استحالہ میں مطلقاً کوئی قید نہیں، چاہے استحالہ شراب ہی کا کیوں نہ ہو، طحطاوی کہتے ہیں: " الاستحالة تطهر الأعیان النجسة كالمیتة إذا صارت ملحاً والعذرة تراباً أو رماداً والبلة النجسة فی التنور بالا[1] حراق ورأس الشاة ا[1] ذا زال عنها الدم به، والخمر ا[1] ذا خللت كما لو تخللت و الزیت النجس صابوناً" (مراقی الفلاح علی نور الایضاح ر ۸۶، ۸۷) (استحالہ نجس شی کو پاک کر دیتا ہے، جیسے مردار جب نمک بن جائے اور غلاظت جب مٹی یا راکھ بن جائے اور تنور ناپاک نمی جلانے سے، اور بکری کا سرا جب جلانے سے اس کا خون جاتا رہے، اور شراب جب اس کو سرکہ بنا دیا جائے، جس طرح کہ وہ جب خود سرکہ بن جائے اور نجس تیل جب صابن بن جائے)۔

غنیۃ المستملی میں ہے:

"ناپاک مٹی سے جب پیالہ یا ہانڈی بنا کر پکا دیا جائے تو وہ پاک ہو جائے گی، کیونکہ کہ آگ کی وجہ سے نجاست زائل اور ختم ہو گئی" (غنیۃ المستملی علی منیۃ المصلی ر ۱۸۶)۔

## نجس العین اور غیر نجس العین کا استحالہ

استحالہ کے معاملہ میں نجس العین اور غیر النجس العین دونوں برابر ہیں، مولانا عبد الحیؒ فرنگی محلی کہتے ہیں: "کوئلہ ہو جانے کے بعد خنزیر کی ہڈی بھی انقلاب ذات کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے" (مجموعۃ الفتاوی ر ۱۷۰)۔

ابن نجیم کہتے ہیں:

''جل جانے والی چیز پاک ہو جاتی ہے، جیسے گوبر جو آگ میں راکھ بن جائے، کیوں کہ ذات نے بدل کر دوسری حقیقت کا روپ اختیار کرلیا ہے، اس لئے اس کا حکم بدل جائے گا، یہ امام محمد کا قول ہے، امام ابو یوسف ان کے مخالف ہیں، ان کا کہنا ہے کہ آگ جل جانے والی چیز کو پاک نہیں کرتی، کیوں کہ تغیر صرف وصف میں ہوا ہے، ذات برقرار ہے، اس لئے اس نجاست کا سابقہ حکم باقی رہے گا، یہی اختلاف اس صورت میں بھی ہے جب غلاظت کیچڑ بن جائے اور خنزیر نمک ہو جائے اور امام محمد نے جو رائے ظاہر کی ہے، وہ مختار ہے'' (الاشباہ والنظائر ۲/ ۱۰)۔

مفتی کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں: ''انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے کے بعد پاک ہو جاتا ہے'' (کفایت المفتی ۲/ ۱۸۱)۔

درمختار میں:

**"ولا ملح كان حمارا أو خنزيراً ولا قذر وقع في بئر فصار حماة لانقلاب العين به يفتي"** (ردالمحتار ۱/ ۳۲۶) (اور نہ ہی وہ نمک (ناپاک) ہے جو (اصل میں) گدھا یا خنزیر تھا اور نہ وہ گندگی جو کنویں میں پڑ کر کیچڑ بن جائے انقلاب ذات کی وجہ سے (ناپاک ہے) اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے)۔

## شیٔ کے بنیادی عناصر

کچھ چیزیں ایسی ہیں جو خشک ہونے کے بعد نظر نہیں آتیں ان کو غیر مرئی کہا جاتا ہے، ان کی نمی ان کے وجود کا ثبوت ہے، اور جو چیزیں خشک ہونے کے بعد بھی نظر آتی ہیں، ان میں سے کچھ جسم کے ساتھ ہوتی ہیں اور کچھ جسمانیت سے عاری ہوتی ہیں۔ جن کا جسم نہیں ہوتا، وہ اپنے اوصاف (رنگ، بو، مزہ) اور کیفیات سے پہچانی جاتی ہیں۔ اور جو جسم کے ساتھ ہیں صورت

بھی ان کے بنیادی عناصر میں شامل ہے۔

استحالہ کے لئے کسی شی کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے؟ اس سلسلے میں علماء کی عبارتیں مختلف ہیں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فتاوی ہندیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''جب کوئی نجاست اس طرح تحلیل ہو جائے کہ اس کی حقیقت، اس کے اثرات، اس کے مقاصد اور اس کے نام تک بدل جائیں تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے'' (قاموس الفقہ، آلات تطہیر)۔

کاسانیؒ کہتے ہیں:

''وقت گزرنے کے ساتھ نجاست جب متغیر ہو جاتی ہے، اور اس کے اوصاف بدل جاتے ہیں تو وہ امام محمد کے یہاں دوسری شی بن جاتی ہے، اور وہ پاک ہوتی ہے، امام ابو یوسف کے یہاں وہ دوسری شی نہیں نجس ہی رہتی ہے، امام محمد کے قول کی وجہ یہ ہے کہ نجاست جب متغیر ہوگئی اور اس کے اوصاف و مزاج میں تبدیلی آگئی تو اس کا نجاست ہونا ختم ہو گیا، کیوں کہ نجاست مخصوص صفات کی حامل شئ کا نام ہے، اس لئے صفات کے منعدم ہونے کے بعد وہ شئ بھی منعدم ہو جائے گی، اس کی مثال وہ خمر ہے جو سرکہ بن جائے'' (بدائع الصنائع ۱/ ۸۵)۔

ابن عابدین تغیر وصف و مزاج کو انقلاب عین اور انقلاب ماہیت قرار دیتے ہوئے ''أما عينها فلا تقبل الطهارة'' کے تحت لکھتے ہیں:

''شراب کے سرکہ بن جانے اور خون کے مشک بن جانے کے مسئلہ سے اشکال وارد نہیں ہونا چاہئے، کیوں کہ شئ کی ذات کا مطلب ہے، اس کی حقیقت اور خمر و خون کی حقیقت بدل چکی اور اس کی جگہ دوسری حقیقت نے لے لی'' (ردالمحتار ۱/ ۳۲۸)۔

دوسری جگہ کہتے ہیں: ''یہ نہ سمجھ لو کہ وہ ساری چیزیں جو آگ سے گزریں گی پاک ہو جائیں گی، بلکہ مراد یہ ہے کہ آگ سے نجاست کی شکل جب بدل جائے یا اس سے نجاست کے آثار ختم ہو جائیں تو وہ شئ پاک ہوگی، آگے کہتے ہیں: گاڑھے شیرہ میں انقلاب ذات نہیں ہے،

کیوں کہ وہ عصیر ہی ہے جو پکانے سے جامد ہوگیا ہے، اس لئے اس میں صرف وصف بدلا ہے، جیسے دودھ جب پنیر ہوجاتے ہیں، صرف وصف کی تبدیلی نہیں ہے" (ردالمحتار ۱/ ۳۲۶)۔

اسی طرح غنیۃ المستملی میں ایک جگہ ہے: ناپاک تیل سے تیار صابن پاک ہے، کیوں کہ وصف کے زوال کے نتیجے میں تحول عین ہوجاتا ہے، اوراس کے بعد میں ہے:

"مٹی اور پانی اگر مل جائیں اوران میں سے کوئی ناپاک ہوتو مٹی ناپاک رہے گی، ابن الہمام نے کہا کہ اکثریت کا خیال ہے کہ اگران میں سے کوئی ایک پاک ہوتو انقلاب ذات کی بنا پر مٹی پاک ہوگی، لیکن یہ ضعیف توجیہ ہے، اس طرح تو ساری کھائی جانے والی چیزیں اگران کا پانی، تیل وغیرہ ناپاک ہوتب بھی وہ پاک ہوں گی، کیوں کہ یہاں بھی ایک دوسری شئ ظہور میں آچکی ہے اوریہی معاملہ ہونا چاہئے ان سارے مرکبات کا جن کے بعض مفردات نجس ہوں اور اس کا فساد ظاہر ہے" (غنیۃ المستملی ر ۱۸۶)۔

علماء کے گزشتہ اقوال سے یہ ضابطہ متعین کرنا بڑا مشکل ہے کہ استحالہ کے لئے بعض صفات میں تغیر کافی ہے، یا ساری صفات کا بدل جانا ضروری ہے، یااس کے ساتھ صورت وکیفیت میں بھی تبدیلی لازم ہے، البتہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی وضاحت اس سلسلے میں دوسروں سے ممتاز ہے، مفتی صاحب کہتے ہیں کہ اگر شئ نجس کے آثار مختصہ بالکل بدل چکے ہوں تو انقلاب کی بنیاد پر استحالہ مان لیا جائے گا، بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا انقلاب ماہیت میں مانع نہیں ہوگا، لیکن اگر کچھ آثار مختصہ زائل ہوئے ہوں اور کچھ باقی ہوں یا بوجہ قلت اس کے آثار ظاہر نہ ہوئے ہوں تو انقلاب ذات نہیں ہوگا (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۳)۔

مفتی صاحب کے تشریح میں مشکل یہ ہے کہ ہم کس کو آثار مختصہ مانیں اور کس کو کیفیات غیر مختصہ قرار دیں اور پھر یہ فیصلہ کریں کہ اب آثار مختصہ باقی نہیں رہے، اس لئے استحالہ ہوگیا اور جو باقی ہیں وہ کیفیات غیر مختصہ ہیں، ہمارے سامنے ایک ہی راستہ باقی رہ جاتا

ہے کہ ہم استحالہ کا فیصلہ مبتلی بہ پر چھوڑ دیں۔ اگر اس کی طبیعت اس کو گوارہ نہیں کرتی تو وہ خبیث ہے، لیکن اگر رنگ، بو اور مزہ بدل جانے کے بعد وہ چیز عام استعمال میں آنے لگتی ہے تو وہ طیب وحلال ہے۔

صابن میں تیل اور چربی ایک خاص مقصد سے ڈالے جاتے ہیں، اور صابن بن جانے کے بعد ان کی خاصیت برقرار بھی رہتی ہے، اس کے باوجود علماء کی اکثریت نے اس کی طہارت کا فتویٰ دیا ہے، اس لئے محض کچھ کیفیات کے موجود رہنے سے تبدیلی ماہیت کو یکسر رد نہیں کیا جاسکتا۔

## فلٹر کا عمل

فلٹر کے عمل کو کچھ لوگوں نے اس بنیاد پر رد کردیا ہے کہ یہ تجزیہ ہے نہ کہ استحالہ، مجھے اس سے اتفاق نہیں، تجزیہ استحالہ کا ضد نہیں ہے، بلکہ اس کا ایک ذریعہ ہے، جس طرح ہم آگ، تیزاب اور تبخیر کو استحالہ کے ذریعہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں، تجزیہ بھی ایک بہترین شکل ہے، اور تقطیر اس کا ایک حصہ ہے، خوشبو کو عام طور پر اسی طرح کشید کیا جاتا ہے۔

طحطاوی کہتے ہیں: " و بخار الكنيف والاصطبل والحمام إذا قطر لا يكون نجساً استحسانا" (سنڈاس، اصطبل اور حمام کی بھانپ اگر پانی بن کر ٹپکے تو استحسانا نجس نہیں ہے)۔

قرآن کہتا ہے: "نسقيكم مما في بطونه من بين فرث ودم لبناً خالصاً سائغاً للشاربين" (النحل: ٦٦) (پلاتے ہیں تم کو اس کے پیٹ کی چیزوں میں سے گوبر اور خون کے بیچ سے صاف ستھرا دودھ جو خوشگوار ہے، پینے والوں کے لئے)۔

چنانچہ ایک موقر اسلامی ملک کے کبار علماء کی سپریم کونسل نے بہت پہلے یہ فتویٰ صادر کیا

ہے، کہ نجس پانی فلٹر ہونے کے بعد پاک ہوجاتا ہے۔

## خلط واختلاط اور استحالہ

جو دوائیں مرکب ہوتی ہیں اور مختلف مفردات کو ملا کر بنائی جاتی ہیں اگر اس کے سارے اجزاء اور عناصر پاک ہیں تو کوئی مسئلہ نہیں اٹھتا، لیکن اگر کچھ اجزاء ناپاک ہوں تو کیا پاک اجزاء میں ملانے کے بعد وہ دوا پاک ہوگی، غنیۃ المستملی میں اس خیال کو بالکل رد کردیا ہے، جیسا کہ پہلے گذر چکا، لیکن مفتی کفایت اللہ صاحب کے بقول اگر شئ نجس کے آثار مختصہ بالکل بدل چکے ہوں تو انقلاب ذات کی بنیاد پر وہ مرکب دوا پاک ہوگئی، لیکن کچھ ہی آثار زائل ہوئے ہیں یا اس نجس شئ کے کم ہونے کی وجہ سے اس کے آثار محسوس نہیں ہوئے تو اس کو اختلاط کہا جائے گا، انقلاب ذات نہیں اور اس کی نجاست برقرار رہے گی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری کا کہنا ہے کہ انقلاب کی اکثر صورتوں میں انقلاب سے پہلے اختلاط ہوگا، خواہ یہ تمیز اجزاء مختلطہ ہو یا بلا تمیز، شراب اور سرکہ میں اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد وہ شراب اپنی حقیقت سے مستحیل ہوکر سرکہ بن جاتی ہے (فتاوی خلیلیہ ۳)۔

میرے خیال میں ان دونوں بزرگوں کی رائے بہت وقیع ہے، اگر اختلاط کے بعد وہ مفردات ان مراحل سے گزر چکے ہیں جس سے تحول کا عمل مکمل ہوتا ہے، تو اس کے حلال وطیب ہونے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہئے اگر چہ ان مفردات کی کچھ خصوصیات باقی رہتی ہیں، انہیں خصوصیات کے لئے ان کو ملایا جاتا ہے۔

لیکن اگر وہ مفردات پروسسنگ کے ضروری مراحل سے نہیں گزرے اور بعینہ ان کے سابقہ آثار باقی ہیں یا کم مقدار میں ہونے کی وجہ سے ان کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تو سوائے حالت اضطرار اور طبیب ماہر کی تشخیص کے ان کا استعمال حرام ہوگا، تریاق کو شاید اسی کے لئے

ناپاک کہا گیا ہے۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایسی چیزوں کا کھانا حرام ہے لیکن خارجی استعمال کی اجازت ہو، ابن عمرؓ، ابوسعید خدریؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ نے مردار کی چربی کا کھانے میں استعمال حرام قرار دیا ہے، اور خارجی استعمال کی اجازت دی ہے، اس لئے اس کی خرید وفروخت کو بھی جائز رکھا جائے (معارف القرآن ار ۳۶۲، بحوالہ جصاص)۔

استحالہ خنزیر کا بھی ہوتا ہے، جیسے نمک کی کان میں پڑ کر خنزیر نمک بن جائے، تو اس کا استعمال جائز ومباح ہوگا۔ مولانا عبدالحئ صاحب فرنگی محلی لکھتے ہیں: اور کوئلہ ہو جانے کے بعد خنزیر کی ہڈی بھی انقلاب ذات کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، پس شکر اور قند جو اس کوئلے سے صاف کی جاتی ہے، طاہر اور اس کا کھانا جائز ہے۔

لیکن خوردنی اشیاء اور دواؤں میں خنزیر کے اجزاء کو ملانے پر علماء کا موقف عموماً سخت ہے، اور یقین ہو جانے پر وہ اس کی اجازت بالکل ہی نہیں دیتے۔

استہلاک اور استحالہ میں تلازم نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ استہلاک ہو لیکن استحالہ نہ ہو، جیسے کہ یہ ممکن ہے کہ استحالہ ہو لیکن استہلاک نہ ہو، اوران دونوں کا اجماع بھی ہوسکتا ہے۔

## صابن کی طہارت

صابن کی صنعت میں بنیادی اہمیت ان اجزاء کو حاصل ہے جو صفائی اور ازالہ کی طاقت رکھتے ہیں، ان اجزاء کے ساتھ اگر دوسرے عناصر کو ملا دیا جائے تو وہ اپنی طاقت سے ان کی ہیئت بدل دیتے ہیں، جس طرح نمک اپنی طاقت سے ہر چیز میں اثر انداز ہوتا ہے، اس لئے نجس چیز ملنے کے باوجود بھی عموماً علماء نے قلبِ ماہیت مان کر صابن کو پاک تسلیم کیا ہے، ٹوتھ پیسٹ بھی جو خارجی استعمال میں آتے ہیں اس قسم کے عناصر پر مشتمل ہوتے ہیں، اس لئے صابن کے ساتھ

اس کو ملحق کرتے ہوئے انقلاب ماہیت کی بنیاد پر مطلقاً پاک قرار دیا جائے گا۔

لیکن بسکٹ اور دوسری خوردنی اشیاء میں یہ خاصیت نہیں ہوتی، اس لئے یہ یقین ہوجانے کے بعد کہ ان میں کسی ناپاک چیز کو شامل کیا گیا ہے، ان سے اجتناب ضروری ہے، البتہ اگر وہ چیز پہلے ہی استحالہ کے مرحلہ سے گزرکر پاک ہوچکی ہے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، نمک جو گدھے یا خنزیر سے بنا ہے، اس کا ذکر بار بار ہو چکا ہے۔

بہا ہوا خون نجس ہے اور اس کی حرمت قرآن میں بیان کردی گئی ہے، اس لئے اس کو بعینہ عام حالات میں استعمال کی اجازت نہیں، خون کا استعمال دواؤں میں نہیں ہوتا، البتہ اس سے زہر وغیرہ ختم کرنے کے لئے کچھ ٹیکے بنائے جاتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ اس عمل میں خون اتنے مراحل سے گزرتا ہے کہ نہ اس کی ہیئت باقی رہتی ہے اور نہ خاصیت اور نہ نام، اگر خون گوشت کا لوتھڑا بن جانے کے بعد پاک ہوجاتا ہے، تو ٹیکہ بننے کے بعد بھی پاک ہونا چاہئے۔

## جلاٹین

"الجلاتين مادة شبه زلاليه لينة لزجة غير قابلة للزوبان فى الماء تستخرج من عظام الحيوان والنستحيه با؟ غلائه الطويل فى الماء (المعجم الوسيط)

(جلاٹین ایک شفاف گجگجا مادہ ہے جو پانی میں حل نہیں ہوتا اور جسے جانوروں کی کھالوں اور شریانوں سے طویل عرصہ تک پانی میں گھلا کر نکالا جاتا ہے)۔

ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی نے جو معلومات فراہم کی ہیں ان سے جلاٹین بنانے کی ترکیب اور اس کے استعمال پر کافی روشنی پڑتی ہے، اگر وہ مواد پاک ہیں جن سے جلاٹین بنائی گئی ہے تو اس کی طہارت میں کوئی کلام نہیں، لیکن اگر جلاٹین نجس چیز جیسے مردار یا خنزیر سے بنائی گئی ہے، تو اس میں دو پہلو ہیں، اول یہ کہ جلاٹین اصلاً وہ چپچپا اور چکنا مادہ ہے، جو زندگی کی

علامت اور نجاست کا محل ہے، اور مخصوص عمل سے صرف ان کو محفوظ کر لیا گیا ہے، اور دوسرے اجزاء کو خارج کر دیا گیا ہے۔ اس پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے نجس اشیاء سے بنی جلاٹین ناپاک ہوگی، اور اس کا استعمال بغیر اضطرار کے جائز نہیں ہوگا۔

لیکن اس کا دوسرا پہلو بھی ہے، وہ یہ کہ جلاٹین کی پوزیشن اس غلاظت سے بہر حال زیادہ واضح ہے جو مٹی اور پانی میں پڑ کر کیچڑ بن جائے، اس کیچڑ پر علماء نے پاکی کا حکم لگایا ہے، اس لئے یہ جلاٹین بھی پاکی کے احتمال سے کھالی نہیں، ساتھ ہی عام انسانی ذوق نظافت بھی اس سے کراہت نہیں کرتا اور نہ وہ جسمانی طور پر ضرور رساں ہے، اور پھر ابتلاء عام کی شکل ہمارے سامنے ہے، اس لئے جلاٹین کے استعمال کے اجازت دی جاسکتی ہے، البتہ ایک مسلم کو اس کی اجازت نہیں ہوگی کہ وہ جلاٹین بنانے کے لئے خنزیر کی کھال کا استعمال کرے، لیکن بنی ہوئی جلاٹین کے متعلق کرید کرنا اور شبہ کی بنیاد پر اس کے استعمال سے منع کرنا مناسب نہیں ہوگا۔

## الکحل یا الکوحل

الکحل کی مختلف قسمیں ہیں، لیکن جب مطلق الکحل بولا جاتا ہے، تو ایتھائیل الکحل مراد ہوتا ہے۔ یہی کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال ہوتا ہے، اور اسے چیپ دار اشیاء انگور، مہوا، جامن، ہری کھجور، جو، گیہوں، آلو اور گنے وغیرہ کے رس کو خمیر دے کر بنایا جاتا ہے، یہ پٹرول سے بھی نکلتا ہے، الکحل شراب کی اصل ہے، اس لئے اس کا خالص استعمال دواء کے طور پر ہی کیوں نہ ہو بلا ضرورت حرام ہے، اور حقیقت تو یہ ہے کہ خالص شراب کو دوا سمجھنا محض خام خیالی ہے، طبی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے، کہ اس میں کوئی علاج نہیں۔

لیکن بہت سی دواؤں میں کچھ اجزاء کو گھلانے کے لئے الکحل کا استعمال ہوتا ہے، ہومیو پیتھک دواؤں اور اسپرٹ میں کثرت سے اس کا استعمال ہوتا ہے، اسپرٹ بھی اسی کا ایک

حصہ ہے، تو کیا ایسی دواؤں کا استعمال درست ہے؟

مذہب مالکی اس سلسلے میں بہت سخت ہے، وہ مطلقاً اس کی اجازت نہیں دیتا، لیکن احناف وشوافع کے یہاں کسی متبادل دوا کے نہ ہونے کی صورت میں اضطرار کی حالت میں کچھ شرطوں کے ساتھ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے، مصری عالم جمیل محمد مبارک ایک دوسرے عالم شربینی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کے اختلاف دوا کے طور پر اس کے خالص استعمال میں ہے، لیکن وہ دوائیں جو اس سے ملا کر بنائی جاتی ہیں اور جس میں الکحل تحلیل ہو جاتا ہے، صحیح متبادل نہ ملنے کی صورت میں دوا کے طور پر اس کا استعمال جائز ہے۔

ڈاکٹر محمد علی البار کہتے ہیں: جب ہم ان دواؤں پر نظر ڈالتے ہیں جن میں الکحل شامل ہوتا ہے، تو ہم کو ان کی دو قسمیں ملتی ہیں: اول وہ دوائیں جن کی تیزابیت اور دھنیت کو گھلانے کے لئے الکحل کا استعمال ہوتا ہے، دوسرے وہ دوائیں جن میں خاص ذائقہ پیدا کرنے کے لئے الکحل ملایا جاتا ہے، پہلی قسم بوقت ضرورت مباح ہے، بشرطیکہ کوئی تجربہ کار مسلم ڈاکٹر اس کو تجویز کرے اور دوسری دوا دستیاب نہ ہو، لیکن دوسری قسم کی اجازت نہیں دی جاسکتی (نظریۃ الضرورۃ الشرعیہ/ ۴۴۲، ۴۴۳)۔

مولانا مودودیؒ نے ایک استفتاء کے جواب میں بڑی اچھی بات کہی ہے، سائل نے ان سے دریافت کیا تھا کہ خمیر تو ڈبل روٹی میں بھی ہوتا ہے، باسی انگور میں الکحل موجود ہے، بوتل میں بند کچھ شربتوں میں خود بخود الکحل بن جاتا ہے، تو پھر دواؤں میں الکحل ملانے سے کیا فرق آجاتا ہے؟

مولانا مودودی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ خمر اگرچہ انگوری شراب کو کہتے ہیں، لیکن اس سے مراد ہر نشہ آور چیز ہے، اور جس کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے، یہ کم مقدار کی حرمت نشہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ کم مقدار استعمال کر لینے

سے نفس کے اندر کی وہ رکاوٹ دور ہو جاتی ہے، یا کمزور پڑ جاتی ہے، جو حرام چیز لئے نفس میں موجود ہے، یہ طے ہے کہ دواؤں میں نشہ کا سبب الکحل ہے، اس لئے اس کو نظر انداز تو نہیں کیا جا سکتا، البتہ افراد اضطرار کی بناپر ان ذرائع میں حرمت کا سبب موجود ہوتے ہوئے بھی ان کو اپنی زندگی کی حفاظت کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن تمام مسلمان بحیثیت مجموعی اس وقت تک گنہگار ہوں گے جب تک دواسازی کے عمل کو اسلامی تعلیمات کے ڈھانچے میں نہ ڈھال لیں (رسائل ومسائل ۱؍ ۱۴۷)۔

مولانا خالد سیف اللہ صاحب روشنائی اور رنگوں میں الکحل ملے ہونے کے باوجود ان کے استعمال کے جواز کی توجیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: دوسرے اسپرٹ روشنائی وغیرہ میں پڑنے کے بعد گویا اپنی حقیقت کھودیتا ہے، اور اس کی اصل ہی بدل جاتی ہے، اور ناپاک چیز جب اس حد تک بدل جائے کہ اس کی پہلی حقیقت ہی باقی نہ رہے تو اس کے بعد وہ ناپاک باقی نہیں رہتی (جدید فقہی مسائل ؍ ۱۰۷)۔

گویا مولانا یہاں استحالہ مانتے ہیں، اگر ایسا ہے تو پھر ان کو دواؤں اور عطورات میں بھی اس کے استعمال سے پرہیز نہیں ہونا چاہئے۔ حالانکہ دوسرے مواقع پر انہوں نے بغیر اضطرار کے ان کے استعمال سے منع کیا ہے۔

حنفی مذہب میں مشروبات کے معاملے میں جس قدر فراخدلی ہے ہمارے علماء اسی قدر الکحل کے مسئلہ میں شدت کا شکار ہیں پھر بھی کچھ ہستیاں ہیں جن کو حالات کی سنگینی کا احساس ہے (دیکھئے: امداد المفتیین ۱؍ ۱۳۰، بہشتی زیور ۹؍ ۱۰۱)۔

# تبدیلی ماہیت کے تدریجی مراحل

مولانا محمد خالد حسین قاسمی ☆

دنیا میں جتنی بھی چیزیں پائی جاتی ہیں، پروردگار عالم نے انہیں ایک خاص حقیقت کے ساتھ پیدا فرمایا، ہر چیز کو الگ الگ شکل وصورت بخشی، چنانچہ ہر شئ کی حقیقت دوسرے سے مختلف ہے، شکل وصورت اور صفات وخصوصیات بھی مختلف ہیں اور عوارض و احوال بھی جداگانہ ہیں۔

مخلوقات میں سے جو حیوانات و نباتات ہیں، ان میں تخلیق کے ابتدائی مراحل و صورت بدلتی ہے، صفات و کیفیات بدلتی ہیں، وجود میں پختگی پیدا ہوتی ہے، اور کبھی یکسر حقیقت دوسری شکل اختیار کر لیتی ہے، اور ماہیت پوری طرح بدل جاتی ہے، اس پورے ارتقائی عمل کا نقشہ قرآن کریم نے اس طرح کھینچا ہے۔

"یایها الناس إن کنتم فی ریب من البعث فإنا خلقناکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم من مضغة مخلقة وغیر مخلقة لنبین لکم و نقر فی الأرحام ما نشاء ا لی أجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا أشدکم و منکم من یتوفی الخ" (الحج:۵) (اے لوگوں تم کودھوکا ہے دوبارہ زندہ کئے جانے میں، تو ہم نے تم کومٹی سے، پھر قطرہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے، پھر گوشت کی بوٹی، نقشہ بنی ہوئی سے اور بدون نقشہ بنی ہوئی

☆ مدرسہ بدرالاسلام، بیگوسرائے، بہار۔

سے، تاکہ تم کو کھول کر سنادیں، اور ہم ٹھہرا رکھتے ہیں پیٹ میں جو کچھ چاہیں ایک متعین وقت تک، پھر تم کو لڑکا نکالتے ہیں، پھر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی کے زور کو، اور تم میں سے بعض کو موت دے دی جاتی ہے)۔

تخلیقی مراحل کی مزید وضاحت سورۃ المومنون کی آیت ۱۲ تا ۱۴ سے ہوتی ہے۔

اسی طرح انسانوں کی عام ضرورت کی جو چیزیں ہیں، انہیں کبھی تو وہ جوں کا توں استعمال کر لینا ہے، کبھی وہ انہیں دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر استعمال کرتا ہے، عمل ترکیبی سے گزرنے کے بعد کبھی تو وہ چیز اپنی اس سابقہ حقیقت کو برقرار رکھتی ہے،، جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا تھا اور اس کی بعض صفات و کیفیات میں تبدیلی ہوتی ہے، اور کبھی وہ چیز سرے سے اپنی ماہیت ہی کھودیتی اور دوسری ماہیت سے بدل جاتی ہے۔

یہ سلسلہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں سال سے جاری ہے، مفرد و مرکب اشیاء ادویات کا استعمال صدیوں پرانا عمل ہے، لیکن موجود زمانے میں سائنس و ٹکنالوجی نے اتنی ترقی کی کہ ترکیب و تخلیط کے عمل میں بے تحاشہ اضافہ ہو گیا، خاص طور پر طبی میدان میں مرکب ادویات کا اتنا زور بڑھا کہ مفرد دواؤں کا استعمال تقریباً متروک ہو کر رہ گیا، دوسری استعمالی اشیاء کا بھی یہی حال ہوا، ایسی صورت حال میں ضروری تھا کہ علماء اسلام ان مرکب اشیاء و ادویات کے حقائق دریافت کر کے اس سلسلے میں کسی واضح شرعی حل تک پہنچیں، ذیل کے سطور اسی سلسلے کی ایک حقیری کوشش ہیں۔

## انقلاب ماہیت کسے کہتے ہیں؟

استحالہ عین کی تعریف کرتے ہوئے سعدی ابو حبیب نے لکھا ہے: ''تغیر الشئ عن طبیعته و وصفه''یعنی کسی چیز کی طبیعت اور صفت کا بدل جانا۔ (القاموس الفقہی ر ۱۰۵ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراتشی، مادہ: حول، الموسوعۃ الفقہیہ ۳ ر ۲۳ طبع وزارۃ الاوقاف الکویت طبع دوم ۱۴۰۴ھ)۔

فقہاء کی اصطلاح کے مطابق استحالہ کی تعریف ہے: "**تغيير ماهية الشيئ تغيرا لا يقبل الإعادة**" (معجم لغۃ الفقہاء دار النفائس بیروت طبع اول، ۱۴۰۵ھ ۔ ۱۹۸۵)۔

یعنی کسی چیز کی ماہیت کا اس طرح بدل جانا کہ اپنی سابقہ حالت پر واپس آنا ممکن نہ ہو، اس کی اور بھی تعریفیں کی گئی ہیں لیکن یہی تعریف زیادہ واضح ہے۔

دوسرا لفظ جو استحالہ کے مرادف کے طور پر مستعمل ہے، وہ ہے "انقلاب" یہ قَلَبَ سے بنا ہے، اس کا لفظی معنی ہے: التحول (بدل جانا) اس کا انگریزی متبادل ہے: Transfer، اس کا اصطلاحی مفہوم ہے: "**تحول ماهية الشيء إلى ما هية أخرى**" (حوالہ سابق) (یعنی کسی شئ کی حقیقت کا متغیر ہو کر دوسری حقیقت بن جانا)، انقلاب ماہیت، استحالہ عین اور تبدل حقیقت سب مفہوم کے اعتبار سے تقریباً مساوی ہیں جس کا حاصل ہے، ایک حقیقت کا بدل کر دوسری حقیقت بن جانا (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰/ ۲۷۸)۔

## کیا انقلاب ماہیت ممکن ہے؟

انقلاب ماہیت کی جو اوپر تعریف کی گئی ہے، کیا اس کے اعتبار سے انقلاب ماہیت کا وقوع ممکن ہے، اس سلسلے میں منطقی علماء کا خیال یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا محال ہے، ان کے اس قول کی بنیاد یہ ہے کہ وہ کسی چیز کے خارجی عناصر اور مادہ سے بحث نہیں کرتے، بلکہ وہ مفہوم ومعانی سے بحث کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مفہوم میں تبدیلی نہیں ہوسکتی اور مفہوم کی تینوں قسمیں (واجب، ممکن اور محال) ہمیشہ اپنی حالت پر رہیں گی، ایسا نہیں ہوسکتا کہ جو واجب ہے، وہ ممکن یا محال ہو جائے، یا جو محال ہے وہ واجب یا ممکن ہو جائے۔

لیکن عقلی اور شرعی طور پر چیزوں کی حقیقت کا بدلنا نہ صرف یہ کہ ممکن ہے، بلکہ خارجی طور پر اس کا وقوع ہے، اور اکثر اس کا مشاہدہ بھی ہوتا رہتا ہے، اسی کی بنیاد پر "علم کیمیا" یا

کیمسٹری کا وجود قائم ہے، خود قرآن کریم نے انقلاب عین کو ممکن بلکہ واقع قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**فإذا هي حية تسعى**" (طٰہٰ: ۲۰)، تو اس واقعہ میں حضرت موسیٰ کی چھڑی اپنی حقیقت عصویت کو چھوڑ کر سانپ بن گئی تھی، اگر حقیقتاً قلبِ ماہیت کو نہ مانیں تو پھر معجزہ کا انکار کرنا لازم آئے گا، اس لئے کہ معجزہ اور سحر میں یہی فرق ہے، کہ معجزہ میں چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے، جب کہ سحر (جادو) میں حقیقت نہیں بدلتی بلکہ وہ صرف نظر کا دھوکہ ہوتا ہے (اس سے متعلق مفصل بحث کے لئے دیکھئے: تفسیر کبیر)۔ اس سے ثابت ہوا کہ انقلاب ماہیت ممکن ہے چنانچہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

"انقلاب ماہیت کے امکان کا قول ہی صحیح ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز مثلاً پیتل کی ان صفات کو سلب کرلے جن سے پیتل پیتل بنتا ہے، اور اس میں ایسی صفات پیدا کردے جس سے پیتل سونا بن جائے (ردالمحتار ۱/ ۱۳۶، طبع دیوبند، طبع اول ۱۴۱۷ھ)۔

## ماہیت کب بدلتی ہے؟

فقہاءِ احناف کا مسلک مختار یہی ہے کہ انقلاب ماہیت اور تبدل عین حکم کی تبدیلی کا سبب ہوتا ہے، چنانچہ مشہور فقیہ علامہ احمد طحطاوی لکھتے ہیں: "**الاستحالة تطهر الأعيان النجسة، هو قول محمد و رواية عن الإمام و عليه أكثر المشائخ وهو المختار في الفتوىٰ**" (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ر ۸۶، طبع دمشق ۱۳۸۹ھ) (استحالہ عین کی وجہ سے عینی نجاستیں پاک ہوجاتی ہیں، یہ امام محمدؒ کا قول ہے اور امام اعظمؒ سے ایک روایت ہے، اور اکثر مشائخ کا یہ مسلک ہے، اور فتویٰ کے لئے یہی قول مختار ہے)۔

رہا یہ امر کہ اشیاء کی حقیقت کب بدلتی ہے؟ وہ کیا چیزیں ہیں جن کی موجودگی میں کہا جائے گا کہ شیٔ اپنی حقیقت پر قائم ہے، اور اس کے زوال پر کہا جائے گا کہ اس کی حقیقت بدل گئی،

اس کی تعبیر میں علماء مختلف ہیں، یہ ایک نازک مسئلہ ہے جس میں سخت احتیاط اور بہت زیادہ غور وفکر کی ضرورت ہے، فقہاء کی عبارتوں سے جو واضح تعبیر اخذ کی جاسکی، وہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت سے مراد یہ ہے کہ وہ شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے، سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے، نہ اس میں اس کی صفات مختصہ، خواص و آثار پائے جائیں، بلکہ یہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا ہو، صورت وشکل بھی دوسری ہو، آثار وخواص، صفات وتاثیرات اور علامات بھی دوسرے ہوں (ان میں سے بعض وضاحتیں ''کفایت المفتی ۲ر ۲۷۷'' سے ماخوذ ہیں)۔

جیسے شراب سے سرکہ ہو جائے، خون سے مشک بن جائے، یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا بن جائے، یا گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ اور گوبر جل کر راکھ ہو جائے، تو ان تمام صورتوں میں فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ استحالہ عین پایا گیا، اس لئے یہ چیزیں پاک ہوں گی۔

مجمع الانہر میں ہے:

''گوبر، پاخانہ یا اس طرح کی دوسری نجاستیں اگر جل کر راکھ ہو جائیں تو امام محمد کے نزدیک پاک ہو جاتی ہیں، یہی قول مختار ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے، اس لئے کہ شریعت نے وصف نجاست اس کی حقیقت پر مرتب کیا اور حقیقت مفہوم کے بعض اجزاء کے نہ پائے جانے کی وجہ سے منتفی ہو جاتی ہے، تو اگر حقیقت کے تمام اجزاء منتفی ہو جائے تو حقیقت بدرجۂ اولی بدلے گی، اسی طرح وہ گدھا بھی پاک ہو جاتا ہے، جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، انقلاب ماہیت کی وجہ سے جو کہ مطہرات میں سے ہے'' (مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ار ۶۱ طبع بیروت)۔

تو ان تمام صورتوں میں پاکی کا حکم صرف اس وجہ سے دیا گیا کہ شئی نے اپنی حقیقت سابقہ کو کھودیا: شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ کو، خون نے اپنی حقیقت دمویہ کو اور نطفہ نے

اپنی حقیقت منویہ کو چھوڑ دیا ہے، اس کی وضاحت کے لئے دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۳۶ طبع مکتبہ زکریا دیو بند۔

لیکن اگر شیٔ کی حقیقت موجود رہے، صرف اس کی شکل بدل جائے یا اس کے بعض اوصاف بدل جائیں تو پھر انقلاب ماہیت کا حکم نہیں لگائیں گے، اور محض شکل و جزوی اوصاف کا بدلنا اس کے لئے موجب تطہیر بھی نہ ہوگا، چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں خانیہ کے حوالہ سے منقول ہے:

''ناپاک سرکہ کو اگر شراب میں ملا دیا جائے، تب بھی ناپاک ہی رہے گا، اس لئے کہ ناپاک چیز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، اسی طرح اگر کتا شیرہ میں منہ ڈال دے پھر وہ شراب بن کر سرکہ بن جائے تو اس کا کھانا بھی درست نہیں ہوگا، اس لئے کہ کتے کا لعاب جو کہ نجس ہے، اس میں موجود ہے اور وہ سرکہ نہیں بنتا'' (الفتاوی الہندیہ ۱/ ۴۳)۔

البتہ شیٔ کی وہ صفات جو اس کے ساتھ مختص نہ ہوں یا وہ کیفیات جو شیٔ کے لئے لازم نہ ہوں یا شیٔ کے وجود میں ان کا دخل نہ ہو تو ان کا زائل ہونا انقلاب ماہیت کے لئے ضروری نہیں ہے، ان کی موجودگی میں بھی چیز کی حقیقت بدل سکتی ہے، چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شراب کے سرکہ بننے کے باوجود اس میں ماہیت اور رقت وسیلانیت باقی رہتی ہے، اسی طرح روغنِ نجس جو صابن کے ساتھ مل کر اپنی حقیقت کھو دیتی ہے پھر بھی اس کی چکناہٹ کا باقی رہنا انقلاب عین کے لئے مضر نہیں ہے، اس لئے کہ رقت و مائیت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دھنیہ کے ساتھ مختص نہیں، اسی طرح کسی درجہ میں رنگ یا بو کا باقی رہنا بھی انقلابِ عین کے لئے مضر نہیں، چنانچہ علامہ حصکفی لکھتے ہیں: '' ولا یضر بقاء أثرٍ کلون وریح'' (الدرالمختار مع الشامی ۱/ ۵۳۷)۔

## بعض آثار کا زوال انقلاب ماہیت کا سبب نہیں

تاہم صرف بعض آثار کا زائل ہونا یا صفات غیر مختصہ کا نہ پایا جانا تغیر ماہیت کے باب

میں مؤثر نہیں ہے، ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے شئ کی حقیقت کے بدلنے کا حکم نہیں لگائیں گے، جس طرح کہ ماء مطلق کا عنصر حقیقی جس پر پانی کا وجود موقوف ہے، وہ رقت وسیلانیت ہے، ان دونوں کی موجودگی میں اگر کسی پاک چیز کے ذریعہ اس کے وہ تمام اوصاف ختم ہو جائیں جو اس کے ساتھ مختص نہیں، تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسا کہ علامہ شرنبلالیؒ نے لکھا ہے: "**والغلبة في مخالطة الجامدات بإخراج الماء عن رقته وسيلانه وأما إذا بقي على رقته وسيلانه فإنه لا يضر أي لا يمنع جواز الوضوء به تغير أوصافه كلها بجامدٍ**" (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ر ۱۵)، شرط صرف ایک ہے کہ صفات کے تغیر کے باوجود پانی کا نام باقی رہے۔

اسی طرح اگر شراب کو آٹے میں ملا کر گوندھ لیا جائے اور اس سے روٹی پکالی جائے تو اس صورت میں روٹی پاک نہیں ہوگی، بلکہ ناپاک ہی رہے گی۔ اس لئے کہ یہاں پر شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت کو نہیں چھوڑا ہے، محض قلت اجزاء یا مقدار کی کمی کی وجہ سے اس کے آثار نظر نہیں آرہے ہیں، اور محسوس بھی نہیں ہو رہے ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: رد المحتار علی الدر المختار ار ۵۲۰)۔

## نجاست کی مختلف قسموں کے درمیان فرق

چونکہ استحالہ عین کے بعد چیز اپنی سابقہ حقیقت کو بالکل چھوڑ دیتی ہے، اور پہلی حقیقت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت اختیار کر لیتی ہے، اس طرح پر کہ پہلی حقیقت کے بنیادی عناصر اور صفات مختصہ بلکہ منطقی اصطلاح کے مطابق اس کے مفہوم کا فصل اور خاصہ سب کچھ بدل جاتا ہے، اس لئے اس میں نجاست کی مختلف قسموں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا، اگر انقلاب حقیقت طاہرہ کی جانب ہوا ہے تو ہر حال میں اسے پاک کہا جائے گا، نجس العین وغیر نجس العین میں کوئی فرق نہیں ہوگا، لہذا انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے، اور خنزیر ومیتہ، جو کہ نجس العین ہیں اور پاخانہ، گوبر اور انگوری شراب جو کہ نجس العین۔ نجاست غلیظ ہیں اور گدھا اور

کتا جو نجس العین نہیں، استحالہ عین کے بعد ان پر نجاست وحرمت کا حکم باقی نہیں رہے گا، بلکہ وہ پاک اور جائز الانتفاع ہو جائیں گے (دیکھئے: غنیۃ المتملی ر ۱۸۸ طبع لاہور)۔

علامہ ابن ہمام حنفی نے بھی فتح القدیر ار ۲۰۲ میں اس پر اچھی بحث کی ہے، چنانچہ اس پر اور مذکورہ بالا عبارتوں پر غور کرنے سے ذیل کے امور سامنے آتے ہیں:

۱- گدھا، کتا، میتہ، خنزیر، گوبر، پاخانہ وغیرہ انقلاب ماہیت کے حکم میں یکساں ہیں۔

۲- مفہوم شیٔ کے اجزاء میں سے بعض کے بدلنے سے بھی بعض اوقات حکم بدل جاتا ہے، جیسا کہ ابن ہمام کی عبارت سے واضح ہے، منطقی انداز میں اس کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کسی کلی مفہوم سے اس کے فصل یا خاصہ کو الگ کر لیا جائے، تو شیٔ کی حقیقت ختم ہو جائے گی، مثلاً انسان، حیوان ناطق ہے، اگر اس سے صرف ناطق کو جو کہ فصل ہے، ختم کر دیا جائے تو انسان کی حقیقت منتفی ہو جائے گی۔

۳- مسئلہ استحالہ میں نجس العین وغیر نجس العین کا حکم یکساں ہے، ان کے مابین کوئی فرق نہیں، بلکہ علامہ شر بنلالیؒ کی عبارت اس سلسلے میں بالکل واضح ہے کہ استحالہ کی وجہ سے غیر نجس العین تو پاک ہوگا ہی نجس العین بھی پاک ہو جائے گا۔

۴- مذکورہ چیزیں چاہے گر کر مریں یا مری ہوئی حالت میں گریں، دونوں کا حکم یکساں ہے، جیسا کہ کبیری کی عبارت سے واضح ہے، یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام ونجس العین ہے وہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔

۵- نجس العین وغیر نجس العین کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی تفصیل نہیں ہے۔

## قلبِ ماہیت کے اسباب

قلب ماہیت کے بعض اسباب تو وہ ہیں جن کی طرف سوال نامہ میں اشارہ کیا گیا

ہے، مثلاً:

کسی شوریدہ یا کھٹی چیز کا ملانا، مثلاً: لیموں یا نمک کا ملانا، جلا دینا، دھوپ دکھانا، ان کے علاوہ بھی بعض چیزیں ہیں جنہیں قلبِ ماہیت کے اسباب میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

۱- کسی چیز کے زیر زمین دفن کرنے کی وجہ سے بھی شیٔ کی حقیقت بدل جاتی ہے، چنانچہ مجمع الأنہر میں فتاوی ظہیریہ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے: "**العذرات إذا دفنت في موضع حتی صارت ترابا قیل تطهر**" (مجمع الأنہر شرح ملتقی الأبحر ۱؍ ۶۱)۔

یعنی پاخانہ یا گوبر کو اگر زیر زمین دفن کر دیا جائے یہاں تک کہ وہ مٹی بن جائے تو ایک قول کے مطابق وہ پاک ہو جائے گا۔ اس کی مزید وضاحت علامہ کاسانی کی عبارت سے ہوتی ہے وہ فرماتے ہیں:

زمین کی طبیعت و خاصیت یہ ہے کہ وہ اشیاء کو تحلیل کر دیتی ہے، اور اس کی حقیقت کو بدل کر اپنی طبیعت میں ضم کر لیتی ہے، تو اگر زمین میں نجاست گر جائے تو مرور ایام کی وجہ سے وہ مٹی بن جائے گی اور وہ ناپاک باقی نہیں رہے گی، (آگے لکھتے ہیں کہ) یہ امام محمد کا قول ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ نجاست جب زمانہ گزرنے کی وجہ سے متغیر ہو گئی اور اس کے اوصاف بھی بدل گئے تو وہ دوسری چیز بن گئی، لہذا وہ پاک ہوگی۔ اس اصل پر جو مسائل متفرع ہوتے ہیں، ان میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ کتا جب نمک کی کان میں گر جائے یا (شوریدہ) برف میں گر جائے اور پاخانہ جب آگ میں جل کر راکھ بن جائے یا گندہ کنواں جب کہ وہ خشک ہو جائے اور اس کے اثرات ختم ہو جائیں اور نجاست جب زمیں میں دفن کر دی جائے اور اس کے اثرات زمانہ گزرنے کی وجہ سے باقی نہ رہیں، تو ان تمام چیزوں کی پاکی کا حکم دیا جائے گا (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۱؍ ۸۳۔ مطبوعہ بیروت)، علامہ کاسانی کی یہ عبارت خاص طور پر قابلِ توجہ ہے:

"**والنجاسة إذا دفنت في الأرض و ذهب أثرها بمرور الزمان**" ۔

۲- کبھی ماحولیاتی اثرات کی وجہ سے چیز کی حقیقت بدل جاتی ہے، جیسے کہ شراب کبھی تو دوسرے کے فعل یا کسی چیز کی آمیزش کی وجہ سے سرکہ بنتی ہے اور کبھی ماحولیاتی اثرات کے نتیجے میں خود بخود سرکہ بن جاتی ہے اور وہ شراب کی صفت مختصہ سکر یعنی اور مرارت زائل ہو کر دوسری صفت یعنی حموضت (کھٹاپن) پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ ماحولیاتی اثر بالعموم سردی اور گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، چنانچہ علامہ ڈاکٹر مصطفیٰ وہبہ زحیلی لکھتے ہیں کہ "شراب کبھی سرکہ اس طرح پڑبھی بن جاتی ہے، کہ شراب کو گرمی پہنچائی گئی یا اس کو سایہ سے دھوپ میں لے جایا گیا دھوپ سے سائے میں لایا گیا (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴/ ۵۴۱)۔

۳- کبھی فطری اور قدرتی طور پر بھی اشیاء کی حقیقت بدلتی ہے، اس میں کسی انسان کے فعل کا دخل نہیں ہوتا ہے مثلاً مشک پاک ہے، لیکن وہ مشک بننے سے پہلے خون تھا، جو ظاہر ہے کہ نجاست غلیظہ ہے، لیکن یہی خون تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہو گیا، علامہ شامیؒ قاضی خاں سے نقل کرتے ہیں: "المسك طاهر حلال، لأنه و إن كان دماً فقد تغير طاهر كرماد العذرة، والمراد بالتغير الاستحالة إلى الطيبة، وهي من المطهرات عندنا"

(الفتاوی الشامیہ ۱/ ۳۶۴)۔

یعنی مشک پاک اور حلال ہے اس لئے کہ وہ اگر چہ پہلے خون تھا لیکن تغیر ماہیت کے بعد طاہر ہو گیا، جیسا کہ پاخانہ کی راکھ (پاک ہوتی) اور تغیر سے پاکی کی جانب بدلنا ہے اور "طیبیت" کی طرف استحالہ ہمارے نزدیک پاکی کا سبب ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ مذکورہ صورت میں دم (خون) کی نجاست، مشک بننے کے بعد "طیبیت" اور پاکیزگی سے بدل گئی، نہ صرف یہ کہ بدل گئی بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پاکیزہ چیزوں میں سب سے پاکیزہ قرار دیا، چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے: "المسك أطيب الطيب"

اس کی دوسری مثال نطفہ ہے جسے قرآن نے "ماء مهين" (قدرتی پانی) قرار دیا،

"ألم نخلقكم من ماء مهين"(المرسلات: ۲۰)۔ اور علماء اسے نجس کہتے ہیں جب وہ پانی مادہ کے رحم میں جاتا ہے، تو اس میں قدرتی طور پر انقلاب ہوتا ہے، اور وہ علقہ بنتا ہے لیکن پھر بھی وہ نجس ہی رہتا ہے، اس لئے کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف نہیں ہوئی، پھر اس کی ماہیت بدلتی ہے اور وہ مضغہ یعنی گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے، اور وہ پاک ہو جاتا ہے، اس کی پاکی میں کسی کا اختلاف نہیں، اسی وجہ سے فقہاء نے اس کو مسئلہ استحالہ کے لئے نظیر بنایا ہے، علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: "ونظيره في الشرع النطفة نجسة و تصير علقة وهي نجسة فتصير مضغة فتطهر" (فتح القدیر ار ۲۰۲، والبحر الرائق ر ۱)۔

۴- اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی چیز کی ماہیت وحقیقت کو بدل دیا جائے، یا کسی کیمیکل کے ذریعہ یا مشینری طور پر قلب ماہیت آ جائے۔ اگر واقعتاً کیمیاوی عمل سے گزرنے کے بعد عین متغیر ہو جاتا ہے، تو اس پر بھی استحالہ کا حکم جاری کیا جائے گا، اور استحالہ سے پہلے اگر وہ چیز ناپاک یا حرام تھی تو استحالہ کے بعد پاک اور حلال ہو جائے گی، اس کی نظیر یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی ناپاک چیز صابن کی دیگ میں گر جائے اور صابن کی شوریت یا تیزابیت کی وجہ سے اپنا وجود کھو دے اور صابن کی حقیقت میں ضم ہو جائے تو استحالہ عین کی وجہ سے اس کی پاکی کا حکم دیا جائے گا۔ چنانچہ علامہ طحطاوی لکھتے ہیں: "والزيت النجس إذا صار صابوناً و مثله إذا وقع في المصبنة وزالت الأجزاء" (طحطاوی علی المراقی ر ۸۷)۔

یعنی ناپاک تیل اگر صابن بن جائے تو وہ پاک ہو جائے گا، اسی طرح اگر وہ روغن صابن کی دیگ میں گر جائے اور اس کے اجزاء زائل ہو جائیں تب بھی پاک ہو جائے گا۔ نیز علامہ حلبی لکھتے ہیں: "وعليه يتفرع ما لو وقع إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابونا يكون طاهراً" (شرح منیۃ المصلی ر ۱۸۸)۔

معلوم ہوا کہ اگر شوریدہ اجزاء رکھنے والی کسی کیمیکل میں ملا کر شئ کی حقیقت کو بدل دیا جائے تو اس پر بھی استحالہ کے احکام جاری ہوں گے۔

## ناپاک چربی سے بنا ہوا صابن

علامہ حلبیؒ وعلامہ طحطاویؒ کے حوالہ سے اوپر جو عبارتیں نقل کی گئیں اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو چکی ہے کہ روغن نجس اگر صابن میں مل کر صابن بن جائے، یا آدمی یا کتا صابن کی دیگ میں گر کر صابن بن جائے تو اس کی حقیقت بھی بدل جائے گی اور وہ پاک ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر ناپاک چربی سے صابن بنایا جائے تو اس کی حقیقت بھی بدل جائے گی اور وہ پاک ہو جائے گا، صابن میں نجس چربی کے متعلق علامہ شامی نے مجتبیٰ سے نقل کیا ہے:

''جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر'' (ردالمحتار علی الدر ۱/ ۵۱۹)۔

یعنی اگر ناپاک چربی صابن میں ملا دی جائے تو اس کی حقیقت بدل جائے گی، اس لئے اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا۔ اس کے بعد شامی لکھتے ہیں کہ مردار کی چربی کا بھی وہی حکم ہے جو روغن نجس کا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ چربی خواہ مردار کی ہو یا خنزیر کی وہ صابن کے ساتھ مل کر اپنی حقیقت کھو دیتی ہے، اور صابن کی حقیقت کو اختیار کر لیتی ہے، اسی طرح اگر کوئی دوسری استعمالی چیز ناپاک چربی سے بنائی جائے اور چربی اس چیز میں مل کر اپنی حقیقت کھو دے تو اسے بھی قلب ماہیت کہا جائے گا، اور اس کا حکم بھی بدل جائے گا۔

## ہڈیوں کے پاؤڈر کا حکم

نص قرآنی سے میتہ (مردار)، دم (خون) اور خمر (شراب) نجس ہیں: ''حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر'' (مائدہ: ۳)۔

البتہ خنزیر کے علاوہ مردار جانوروں کے وہ اجزاء جن میں حیات اور دم سرایت نہیں کرتی ہے، شریعت نے انہیں اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا، اسی لئے فقہاء کرام مردار جانوروں کی

ہڈی کو پاک قرار دیتے ہیں درمختار میں ہے: "شعر الميتة غير الخنزير وعظمها وعصبها طاهر" (درمختار ۱؍ ۲۰۹)، خنزیر کے علاوہ دوسرے مردار کا بال، اس کی ہڈی اور اس کا پٹھا پاک ہے، اسی طرح مراقی الفلاح میں ہے: "كل شئ من أجزاء الحيوان غير الخنزير لا يرى فيه الدم لا ينجس"۔

لہذا ہڈی اگر خنزیر کے علاوہ کسی مردار کی ہے اور اس کے سفوف کو توتھ پیسٹ وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہے، یا اسے کسی اور خارجی استعمال میں لایا جاتا ہے، تو اس کی گنجائش ہے، اسی طرح بطور دواء کے بھی اس کا استعمال درست ہے، اس کی دلیل وہ روایت بن سکتی ہے، جو حضرت ابوامامہ سہل بن حنیف سے مروی ہے: "جنگ احد کے دن جب رسول اللہ ﷺ کا دہن مبارک زخمی ہوگیا تو آں حضور نے ایک بوسیدہ ہڈی کو اس کے لئے بطور دوا استعمال فرمایا"۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام محمدؒ نے "السیر الکبیر" میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ہڈیوں کو بطور دوا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی ہمارا مسلک ہے (السیر الکبیر ۱؍ ۳۷)۔

## جانوروں کے خون کا حکم

ارشاد ربانی "حرمت عليكم الميتة والدم الخ" کے بموجب مذبوح جانوروں کا دم مسفوح یعنی بہتا ہوا خون حرام اور نجاستِ غلیظہ ہے، اسی طرح مردار جانور کے وہ دوسرے اجزا جن میں خون سرایت کرتا ہے، اس چیز کا بھی استعمال دواؤں میں درست نہیں، اور جس دوا میں بھی دم مسفوح کا استعمال کیا جائے گا، وہ دوا ناپاک ہوگی، اور بلاضرورت شدیدہ کے کسی کے لئے اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "إن الله لم يجعل شفاؤكم فيما حرم عليكم (اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہاری شفاء نہیں رکھی) (اخرجہ البخاری و مسلم، اس کے بعد والی حدیث تلخیص الکبیر ۱؍ ۳۰ کی ہے)۔

اسی طرح دوسری حدیث میں آنحضور نے فرمایا: "الدم حرام کله" خون کلیتًا حرام ہے۔

لیکن اگر ضرورت شدید ہو اور خوف ہو کہ اگر اس دوا کو یا اس طرح کی کسی دوسری ایسی دوا کو استعمال نہیں کیا جس میں حرام مادہ کی آمیزش ہے تو جان چلی جائے گی، یا موت کے دہانے پر پہنچ جائے گا، اور کوئی ماہر ڈاکٹر اس دوا کی تشخیص بھی کرے، تو ایسی اضطراری صورت میں خون کی آمیزش سے بنی ہوئی دوا کے استعمال کی گنجائش ہوسکتی ہے، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"بیمار کے لئے خون اور پیشاب کا پینا اور مردار کھانا دوا کے طور پر جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ کوئی مسلم حکیم اسے یہ بتائے کہ اس کی شفاء اسی میں ہے، اور حلال چیزوں میں سے کوئی چیز اس کے قائم مقام نہ بن سکے" (ہندیہ ۵/ ۳۵۵)۔

درمختار میں لکھا ہے کہ ضرورتاً جواز کے قول پر فتویٰ ہے، البتہ اگر یہ بات ماہرین فن کی تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ دوا میں آمیزش سے پہلے خون کی حقیقت کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل دیا جاتا ہے، اور دم کا کوئی بھی شائبہ دوا میں باقی نہیں رہتا تو اس صورت میں انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جاسکتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اگر دم کی تمام صفاف وتاثیرات کو ختم ہی کر دیا جائے تو پھر دم کی آمیزش کا فائدہ ہی کیا باقی رہ جائے گا، لہذا اقرین قیاس یہی ہے کہ دوا میں ملانے کی صورت میں دم کی حقیقت نہیں بدلتی۔

## استہلاک عین

انقلاب حقیقت اور استہلاک عین دو الگ الگ چیزیں ہیں، انقلاب ماہیت میں تو یہ ہوتا ہے کہ چیز اپنے سابق وجود کو کھو دیتی ہے، اور نیا وجود نئی شکل اختیار کر لیتی ہے، اسی وجہ سے اس کو مطہرات میں شمار کیا گیا ہے، جب کہ استہلاک عین انقلاب ماہیت نہیں بلکہ وہ خلط کی آخری شکل ہوتی ہے، کہ چیز اپنا وجود تو نہیں کھوتی لیکن وہ دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خلط ملط

ہو جاتی ہے کہ اس کا دوسری چیز سے جدا کرنا مشکل ہوتا ہے، اس کا وجود بھی باقی ہوتا ہے اور اثر بھی ،صرف ظاہری ہیئت بدلتی ہے، لہذا استہلاک کے اس معنی کے اعتبار سے استہلاک عین کے بعد بھی چیز کا وہی حکم رہے گا جو پہلے تھا جیسا کہ فقہا نے لکھا ہے کہ اگر روٹی کو تھوڑی شراب میں ملا کر پکایا جائے یا آٹے کو خمر سے گوندھا جائے تو وہ روٹی کبھی پاک نہیں ہوگی، بلکہ شراب کے اجزاء کی وجہ سے ناپاک رہے گی (الدر المختار مع الشامی ۱/ ۵۴۴)۔

اسی طرح اگر پیشاب کے چند قطرے ملا کر کئی سو روٹیاں بنالی جائیں ، پھر بھی تمام روٹیاں ناپاک رہیں گی، حالانکہ مذکورہ دونوں صورتوں میں خمر اور بول کا کوئی اثر نظر نہیں آرہا ہے، لیکن حقیقتاً وہ موجود ہے، اور اس نے اپنا وجود بھی نہیں کھویا ہے، بلکہ اس کا جدا کرنا مشکل ہے، اسی وجہ سے استہلاک کی جو تعریف کی جاتی ہے، اس میں بھی اس کی جانب اشارہ ہے: "**هو تصير الشيء هالكا أو كالهالك أو اختلاطه بغيره بحيث لا يمكن ا فراده بالتصرف كاستهلاك السمن في الخبر**" (الموسوعۃ الفقہیہ ۴/ ۱۲۹)۔

اور بعض فقہی جزئیات میں جو استہلاک کی وجہ سے حکم کے بدلنے کا فتویٰ دیا گیا ہے، تو اس کی بنیاد استہلاک ہے ہی نہیں، بلکہ اس کی بنیاد ضرورت وحاجت یا کوئی اور چیز ہے، چنانچہ فقہ شافعی کی مشہور کتاب "مغنی المحتاج" میں کہا گیا ہے:

"**أما الترياق المعجون بها ونحوه مما تستهلك فيه فيجوز التداوى به عند فقد ما يقوم به التداوى من الطاهرات، فحينئذ ينبع حكم التداوى بنجس كلحم حية وبول، وكذا يجوز التداوى بذلك لتعجيل شفاء**" (مغنی المحتاج ۴/ ۱۸۸)۔

تو یہاں پر ایسے تریاق کو جو نجس چیزوں سے ملا کر بنایا گیا ہو اور نجس اجزاء کا استہلاک بھی ہو گیا ہو، پاک قرار نہیں دیا گیا بلکہ ناپاک شمار کرتے ہوئے ضرورتاً اس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔

کبھی استہلاک کو اس کے لغوی "إزالة الشيئ"(شی کا زائل کرنا) اور افناء الشي' (شی کا ختم کرنا) کے معنی میں استعمال کرکے عدم نجاست کا فتویٰ دیا جاتا ہے، جیسا کہ شامی کی اس عبارت میں ہے: "إذا جرى الماء على نجاسة فأذهبها واستهلكها ولم يظهر أثرها فيه فإنه لا ينجس(ردالمحتار علی الدرالمختار ۱ر ۵۳۲)۔

تو یہاں پر استہلاک ازالۃ الشئ کے معنی میں ہے، اور یہی عدم نجاست کی بنیاد ہے، اور کبھی استہلاک کو فقہاء نے زوال اثر اور غیوبت الشئ کے مفہوم میں استعمال کیا ہے، جیسا کہ ابن ہمامؒ کی عبارت ہے: "بخلاف قولهم في الطين المعجون بتبن نجس بالطهارة، فيصلي في المكان المتطين به لأن ذلك إذا لم يرعين التبن لا إذا رويت، وعلله في التنجيس بأن التبن مستهلك إذا لم ترعينه(فتح القدیر ۱ر ۸۲)۔

اس مسئلہ میں عدم رویت نجاست کو استہلاک قرار دے کر اسے مٹی کی پاکی کی وجہ بنایا گیا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مٹی کے پاک ہونے کی وجہ ناپاک بھوسے کا مستہلک ہونا نہیں بلکہ مٹی کا خشک ہونا ہے، اس لئے کہ علامہ نابلسی نے "نہایۃ المراد" میں اتنا اضافہ نقل کیا ہے: "إذا ترطبا تنجسا" یعنی اگر مٹی اور بھوسا دونوں بھیگ گئے تو دونوں ناپاک ہوجائیں گے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ استہلاک قلبِ ماہیت سے عام ہے، اور انقلاب ماہیت کے احکام اس پر نافذ نہیں ہوں گے۔

## مرکّب ادویات

مرکب ادویات کے سلسلے میں کسی نتیجے تک پہنچنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم ترکیب کی حقیقت جان لیں تاکہ یہ جاننا آسان ہوجائے کہ دواؤں کی ترکیب کو استہلاک عین کہیں گے، یا

تبدیل عین؟ یا محض خلط و آمیزش؟ اس حوالے سے ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے بڑی اچھی بحث کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''جب ایک چیز دوسرے سے ملتی ہے، اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو دوسرے اجزاء سے الگ نہ کیا جاسکے، اسے خلط کہتے ہیں ان دونوں چیزوں کے ملنے کی وجہ سے جو مرکب تیار ہوتا ہے، اسے مخلوط یا مکچر کہہ سکتے ہیں، پھر یہ کہ ایک شی کا دوسرے کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی حقیقت برقرار رکھیں اوران کی صفات وتاثیرات بھی پوری طرح نہ بدلیں بلکہ دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں، تو یہ صورت تبدل ماہیت کی نہیں بلکہ دو چیزوں کی آمیزش کی ہے، جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰)۔

یہی معاملہ دواؤں کا بھی ہے، کہ ایک دوا کے جو فارمولے اور مادۂ ترکیبی ہیں وہ سب کے سب اپنی جزوی تاثیرات کے ساتھ موجود ہوتے ہیں، البتہ چوں کہ ظاہری طور پر بعض اجزاء کا وجود محسوس نہیں ہوتا اس لئے بعض اوقات فقہاء اس کو استہلاک قرار دیتے ہیں، لیکن اس استہلاک کو انقلاب ماہیت نہیں کہہ سکتے، (جیسا کہ اوپر بالتفصیل بیان ہوا) اسی وجہ سے تمام اجزاء کا حکم حسب سابق برقرار رہے گا، اور فارمولے کا کوئی بھی جزء اگر نجس ہو تو دوا بھی نجس ہوگی۔

## الکحل- بعض اہم پہلو

اس ضمن میں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ ''الکحل'' کی حقیقت کیا ہے، بعض علماء اسے شراب بلکہ روح شراب قرار دے کر اسے حرام اور نجس العین کہتے ہیں اور بعض حضرات اس کو ابتلاء عام کی وجہ سے جائز الانتفاع قرار دیتے ہیں لیکن اس کے صحیح اور واضح حکم تک اس وقت نہیں پہنچا جاسکتا ہے جب تک کہ ہم یہ نہ معلوم کرلیں کہ ''الکحل'' کن چیزوں سے بنتا ہے، اور جن چیزوں سے بنتا ہے، اس میں اشربہ اربعہ (محرمہ) بھی شامل ہے یا نہیں؟

مولانا تقی عثمانی مدظلہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

ان دنوں جو الکحل دواؤں، عطریات اور ان کے علاوہ چیزوں میں مستعمل ہے، ان میں سے بیشتر انگور اور کھجور سے نہیں بنے بلکہ انہیں (مختلف قسم کے) دانوں یا چھلکوں یا پیٹروں سے بنایا جاتا ہے، لہذا عموم بلوی کی وجہ سے امام اعظم کے قول پر عمل کی گنجائش ہے'' (تکملۃ فتح الملہم ۳ر ۶۰۸ طبع کراچی)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''میرا یہ خیال ہے کہ الکحل کی زیادہ تر قسمیں انگوری شراب سے نہیں بنائی جاتی، بلکہ دوسری چیزوں سے بنائی جاتی ہیں، اس سلسلے میں میں نے انسائیکلو پیڈیا آف برٹانکا مطبوعہ ۱۹۵۰ء کی مراجعت کی، اس میں ان تمام مادّوں کا چارٹ دیا گیا ہے، جن سے الکحل بنایا جاتا ہے، اسی چارٹ میں شہد، حبوب، جو، اناس کا رس، گندھک اور دوسرے پھلوں کے رس کا تذکرہ ہے لیکن اس ذیل میں نہ تو انگور کا ذکر ہے اور نہ ہی کھجور کا'' (تکملہ فتح الملہم ار ۵۵۱)۔

اسی طرح بعض امریکی ماہرین کی تحقیق کے مطابق ''الکحل'' ایک ایسا عنصر ہے جو بہت سی ترکاریوں اور پھلوں میں قدرتی طور پر موجود ہوتا ہے، اسی عنصر کو بعض تدابیر سے علیحدہ کر کے بہت سے اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (تعمیر حیات ۱۰رفروری ۱۹۹۰ء)۔

حاصل یہ ہے کہ اگر الکحل اشربہ اربعہ (کھجور وانگور کی شراب) کے علاوہ دوسری چیزوں سے بنایا جاتا ہے، جیسا کہ غالب گمان ہے تو عموم بلوی کی وجہ امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق دوائی یا کیمیائی اغراض کے لئے اس کی اتنی مقدار استعمال کرنے کی گنجائش ہے، جو مسکر ونشہ آور نہ ہو، یا اسے دوسری غذائی اجناس میں استعمال کیا گیا ہو، نیز امام اعظم کے قول کے مطابق اس پر ناپاکی کا حکم بھی نہیں لگائیں گے لیکن اگر بالفرض الکحل کا اشربہ اربعہ سے بنا ہوا ہونا یقین سے ثابت ہو جائے، تو اس اس کا ایک قطرہ بھی ناپاک ہوگا، اور اس کا استعمال عام حالات میں ناجائز اور ضرورت شدیدہ کی بنا پر جائز ہوگا۔

## فلٹر کرنے کا عمل

فلٹر یا کشید کرنے کے عمل کا حاصل بالعموم یہی ہوتا ہے کہ کسی چیز سے اس کے کسی خاص عنصر کو الگ کرلیا جاتا ہے، مثلاً پھل سے اس کے شیریں اجزاء کو، پھول سے اس کے خوشبودار اجزاء کو نکال لیا جاتا ہے، یا پیشاب وغیرہ سے اس کے متعفن اور ضرر رساں اجزاء کو خارج کردیا جاتا ہے، لیکن ان اجزاء کے نکالنے کے بعد جو کچھ بچا ہوا ہے، ظاہر ہے کہ وہ بھی پیشاب کا جز ہے، جب کہ پیشاب **بجميع أجزائه** نجس ہے، اس لئے فلٹر کے بعد بھی وہ نجس ہی رہے گا۔ اسی طرح گندے پانی کے فلٹر کا معاملہ ہے کہ فلٹر کے ذریعہ صرف اس کے بدبودار اور ضرر رساں اجزاء کو خارج کردیا جاتا ہے، اس کے بعد جو کچھ بچ جاتا ہے، وہ بھی گندے پانی کا ہی ایک حصہ ہے، اسے پاک اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ صرف بدبودار اور نقصان دہ عنصر کو الگ کردینے سے ناپاک چیز پاک نہیں ہوجاتی، اس کی نظیر یہ جزئیہ ہے: "**وكذلك الكلب إذا ولغ في عصير ثم تخلل لا يحل أكله لأنه لعاب الكلب قائم فيه، كذا في الخانيه**" (ہندیہ ۱؍ ۴۳)۔

البتہ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ گندے پانی سے تمام تر ناپاک اجزاء کو الگ کرلیا گیا ہے، بایں طور کہ نجاست کا پانی میں کوئی اثر باقی نہیں رہا، یا یہ کہ گندے پانی کو صاف پانی (ماء کثیر) میں اس طرح پایا گیا کہ گندے پانی کا وجود کالعدم ہوگیا اور اس کے بعد فلٹر کیا گیا، تو ایسی صورت میں پانی کی پاکی کا حکم لگایا جائے گا، چنانچہ علامہ شامی نے عبدالغنی نابلسی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ "پانی بذاتِ خود متغیر ہونے سے پاک نہیں ہوتا، مگر یہ کہ گندہ پانی کسی صاف پانی پر سے گزرے تو وہ پاک ہوجائے گا (ردالمحتار ۱؍ ۲۴۳، نوٹ: بہت سے شہر ایسے ہیں جہاں صرف گندے پانی سے فلٹر کیا ہوا پانی ہی دستیاب ہے اور کوئی دوسرا ذریعہ پانی کے حصول کا نہیں ہے، اس لئے اگر فلٹر کئے ہوئے پانی میں نجاست کے اثرات کے باقی رہنے کی وجہ سے پانی کو نجس قرار دے دیا جائے تو لاکھوں لوگ حرج عظیم میں مبتلا ہوجائیں گے، لہذا مشہور فقہی قاعدہ: "**المشقة تجلب التيسير**" اور "**الضرر يزال**" کی بناء پر فلٹر شدہ پانی کے پاک ہونے کا حکم دیا جائے گا، جیسا کہ پانی کے دیگر بہت سارے مسائل میں فقہاء نے وسعت پیدا کی ہے)۔

چنانچہ علامہ شامی اپنے زمانے کی ایک عادت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ہمارے بلاد میں گھر تک پانی پہنچانے کے جو نالے بنے ہوئے ہیں، اس سلسلے میں لوگوں کی عادت یہ ہے کہ وہ اس کی مخدوش یا ٹوٹی ہوئی مینڈھ کو درست کرنے کیلئے اس پر گوبر ڈالتے ہیں، جن کا نام وہ فساطل رکھتے ہیں جو گوبر ہوتا ہے اور پانی اوپر سے بہتا ہے.....تو ہم نجاست کی وجہ سے پانی کی نجاست کا حکم نہیں لگائیں گے، اس لئے کہ اس کی وجہ سے حرج عظیم لازم آئے گا۔ جب کہ حرج کو ازروئے شرع دور کیا جاتا ہے۔ "**وفي ذلك حرج عظيم ا ذا قلنا بالنجاسة، والحرج مدفوع بالنص**" (شامی ۱/ ۳۳۶)۔

اسی ذیل میں ایک اور مسئلہ آتا ہے کہ ان اجزاء کا کیا حکم ہوگا جنہیں کشید کرکے یا عمل تقطیر کے ذریعہ کسی دوسری چیز سے نکالا جائے، فقہاء لکھتے ہیں: "**المستقطر من النجاسة نجس**" (ناپاکی سے کشید کی ہوئی چیز بھی ناپاک ہے) (مراقی الفلاح / ۸۹)۔

اسی طرح علامہ شامی نے تحریر فرمایا ہے: "ناپاک چیز پر اگر عمل تقطیر کیا گیا تو اس سے نکلا ہوا پانی ناپاک ہوگا...اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ملک روم میں شراب کے کچڑے سے جو قطرات نکالتے ہیں، جس کا نام عرقی ہے وہ بھی خمر کی تمام قسموں کی طرح حرام ہے (رد المحتار علی الدر المختار ۱/ ۵۴۳)۔

## جلاٹین کا حکم

کھال چاہے ماکول اللحم جانور کی ہو یا غیر ماکول اللحم جانور کی، اگر اسے شرعی طور پر ذبح کیا گیا ہو، تو اس کی کھال پاک ہو جائے گی یا جانور کو شرعی طور پر ذبح تو نہ کیا گیا ہو لیکن اس کی کھال پر دباغت کا عمل جاری کرکے اس میں پائی جانے والی ناپاک رطوبات کو دور کر دیا گیا، تو بھی اس کی کھال پاک ہو جائیگی، لیکن خنزیر کی کھال اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کیوں کہ خنزیر مرنے

سے پہلے بھی اور مرنے کے بعد بھی بجمیع اجزاء نجس ہے، اس کی نجاست خون یا نجس رطوبات کی وجہ سے نہیں، لہٰذا دباغت کے ذریعہ بھی اسے پاک نہیں کیا جا سکتا ہے، اس لئے کہ دباغت کے ذریعہ اس کھال کو پاک کیا جا سکتا ہے، جس کی ناپاکی خون کی وجہ سے ہو (دیکھئے: مراقی الفلاح ۸۹/، الدر المختار ۱/ ۳۵۵)۔

چمڑے کے پاک کرنے کے دو طریقے ہیں: پہلا طریقہ ذبح شرعی ہے، اور دوسرا طریقہ دباغت ہے، ان دونوں طریقوں سے چمڑا اس لئے پاک ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے چمڑے میں پائی جانے والی نجس رطوبات اور خون زائل ہو جاتے ہیں، لہٰذا چونے یا تیزاب میں ڈال کر اگر مردار کے چمڑے کی نجس رطوبات کو زائل کر دیا جائے تو بھی کھال پاک ہو جائے گی، جیسا کہ علامہ طحطاوی کی اس عبارت سے مفہوم ہے: "من الدابغ الحقیقی الملح، ولشبهه کل ما یزیل الفتن والرطوبة" یعنی دباغت میں نمک ہی کی مانند ہر وہ چیز، جو بدبو کو دور کردے اور ناپاک رطوبت کو زائل کردے (طحطاوی علی المراقی ۹۰/)۔

لیکن چمڑے کے پاک ہونے کے باوجود کیا اس کا اندرونی (یعنی کھانے کے طور پر) استعمال کرنا درست ہے؟ جواب میں ہے نہیں، اس مسئلہ کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے شیخ عبدالغنی نابلسی تحریر فرماتے ہیں:

میتہ (مردار) کی کھال دباغت دینے کے بعد ظاہراً و باطناً دونوں طرح پاک ہو جاتی ہے، (اور ہر طرح کا خارجی استعمال ہوتا ہے) لیکن اگر کھال ماکول اللحم جانور کی ہو تو کیا اس کا کھانا درست ہوگا؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ کھانا درست ہے جب کہ اکثر علماء کہتے ہیں کہ اسے کھانا جائز نہیں اور یہی صحیح ہے، اس لئے کہ کھال مردار کا ایک حصہ ہے اور مردار کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "حرمت علیکم المیتة والدم" (مائدہ: ۳)۔ اس قول کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ کی بکری کے بارے میں فرمایا: "إنما

یتحرم من المیتة أكلها" یعنی میتہ کا کھانا حرام ہے، ساتھ ہی آنحضور نے حضرت میمونہ کو اس کی کھال کی دباغت اور اس سے (خارجی) انتفاع کا حکم فرمایا (نہایۃ المراد شرح ہدیۃ ابن العماد ۱/ ۳۴۱)۔

گزشتہ تحقیقات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مردار اگر غیر ماکول اللحم ہو تو اس کی کھال کو کھانے میں استعمال کرنا بالاتفاق درست ہے، اس لئے کہ جب ذبح کی وجہ سے اس کا کھانا درست نہیں ہوتا تو پھر دباغت کی وجہ سے کیسے جائز ہوگا؟ (ردالمحتار ۱/ ۳۵۶)۔

جو حکم غیر مذبوح کی کھال کا ہے وہی حکم اس کی ہڈی کا بھی ہے، کہ اس کا خارجی استعمال تو درست ہے، کھانے میں اس کا استعمال درست نہیں، اس لئے کہ عدم حلت کا حکم لحم (گوشت) اور عظم (ہڈی) دونوں کو شامل ہے لیکن اگر چمڑا اور ہڈی خنزیر کی ہو تو اس کے نجس العین ہونے کی وجہ سے ہر طرح کا خارجی و داخلی استعمال حرام ہوگا۔

جلاٹین کو گلا کر اس سے جو کھانے کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں، اگر اس میں چمڑے یا ہڈی کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلتی۔ جیسا کہ غالب گمان ہے، بلکہ صرف اس کی ظاہر شکل وصورت بدلتی ہے، اور وہ جلاٹین مردار کی یا خنزیر کی ہے، تو اس جلاٹین کا استعمال شرعاً جائز نہیں، خاص طور پر جب کہ اسے ملذذ اور مزیدار چیزوں میں صرف لذت بڑھانے اور ذائقہ پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے، اور اگر جلاٹین ماکول اللحم مذبوح جانور کی ہے تو بلا شبہ اس کا استعمال ہر طرح درست ہے۔

البتہ اگر یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ جائے کہ جلاٹین میں ہڈی اور چمڑے کی حقیقت بالکلیہ بدل جاتی ہے، تو استحالۂ عین کی وجہ سے اس کی گنجائش نکل سکتی ہے، لیکن بظاہر امکان کم ہی ہے کہ چمڑے اور ہڈی کی حقیقت مکمل طور پر بدل گئی ہو، اس لئے کہ جلاٹین کی آمیزش صرف اس لئے کی جاتی ہے، کہ اس سے وافر لذت اور اعلیٰ ذائقہ حاصل کیا جائے، اور اگر حقیقت متغیر ہو جائے گی تو یہ فائدہ فوت ہو جائے گا، (اس حکم کا مدار ظن غالب پر ہے، ضرورت ہے کہ اس حوالے

سے ماہرین کی آراء فراہم کی جائے )۔

انقلاب ماہیت، استحالۂ عین اور تبدل حقیقت کی بحث، پھر استحالہ عین کی شکل میں ناپاک اشیاء کی پاکی اور حلت کا حکم یہ سب اس غرض سے ہے تا کہ اگر ایسی چیزیں جن میں نجس اشیاء کی آمیزش ہو اور غیر اختیاری طور پر مارکیٹ وغیرہ میں آ کر مسلمانوں تک پہنچ جائیں تو اس کے متعلق مسلمان علی وجہ البصیرت ہوں کہ اس چیز کا استعمال ہمارے لئے درست ہے یا نہیں، لیکن مسلمانوں کے لئے درست نہیں کہ وہ مردار یا خنزیر کی چربی اور ہڈی کو یا خمر کو صابن، ٹوتھ پیسٹ، ادویات یا خوردنی اشیاء میں استعمال کریں، قصداً ان چیزوں کا استعمال گناہ کی بات ہے، خدا ہمیں محرمات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے ( آمین )

## خلاصہ بحث

۱- کسی چیز کی حقیقت اس وقت بدلتی ہے جب کہ بعینہ شی کا وجود ختم ہو جائے، یا اس کی صفاتِ مخصہ ( منطقی اصطلاح میں فصل یا خاصہ ) زائل ہو جائیں۔

۲- تبدیل ماہیت یا انقلاب حقیقت کی وجہ سے شئ کا حکم بدل جاتا ہے، اگر انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو تو شئ پر پاکی کا حکم لگایا جائے گا۔

۳- حقیقت بدلنے کے بعد حقیقت سابقہ کا کچھ بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا، بلکہ موجودہ حقیقت کا لحاظ کریں گے، اسی لئے کتا اگر نمک بن جائے تو اس نمک کا کھانا درست ہوگا۔

۴- بعض آثار غیر مخصہ ( منطقی اصطلاح میں عرض عام ) کا باقی رہنا تبدل حقیقت اور استحالہ کے لئے مانع نہیں، جیسے رقت سرکہ کے لئے اور دسومت صابن کے لئے۔

۵- تبدیلی ماہیت کی وجہ سے حکم کا بدلنا یہ امام محمدؒ کا قول ہے، ایک قول کے مطابق امام اعظمؒ بھی امام محمد کے ساتھ ہیں اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور یہ احناف کے یہاں معمول بہ ہے۔

۶-تبدیلی ماہیت کے لئے شئ کے بنیادی عناصر سے کم از کم صورت، کیفیت، مزہ، بو اور خاصیت کا بدلنا ضروری ہے، رنگ اور بو کا بدلنا چنداں ضروری نہیں۔

۷-انقلاب ماہیت کے بعد نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان فرق نہیں رہتا دونوں کا حکم یکساں ہے۔

۸- مندرجہ ذیل چیزیں قلب ماہیت کے اسباب بن سکتی ہیں:

۱-جلانا

۲- دھوپ دکھانا

۳-ایک چیز میں کوئی دوسری چیز ملانا

۴-گرمی پہنچانا

۵-زیر زمین دفن کرنا

۶-سایہ میں رکھنا

۷-کیمیاوی یا مشینری طور پر حقیقت کو بدل دینا

۸-قدرتی اور فطری طور پر چیز کا بدلنا وغیرہ

۹-فلٹر یا کشید کرنے کے عمل میں اشیاء کی حقیقت کو بدلا نہیں جاتا، بلکہ اشیاء کا تجزیہ ہوتا ہے، یعنی بنیادی عناصر میں سے بعض عناصر کو الگ کر کے نکال لیا جاتا ہے۔

۱۰-فلٹر کے عمل یا کشید کرنے کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہیں گے۔

۱۱-مرکب ادویات میں ''استہلاک عین'' کی جو صورت حاصل ہوتی ہے، وہ استہلاک حقیقی معنی میں نہیں بلکہ مجازی معنی میں ہے، اور اس طرح اس کا استہلاک قلب ماہیت کے ذیل میں نہیں آتا۔

۱۲-الکحل میں ظن غالب یہ ہے کہ یہ اشربہ اربعہ کے علاوہ سے بنتا ہے، اس لئے جب

تک ثابت نہ ہو جائے کہ یہ اشربہ اربعہ سے بنا ہے، اس وقت تک عموم بلویٰ کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق اس کی مقدار غیر مسکر کے استعمال کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔

۱۳- الکحل ادویات میں مل کر اپنا وجود نہیں کھوتا بلکہ اس کی ماہیت باقی رہتی ہے اور دوسروں کی حفاظت کرتی ہے، البتہ قلتِ مقدار کی وجہ سے ہمیں نظر نہیں آتا، اس لئے یہ استحالہ کے ذیل میں نہیں آئے گا۔

۱۴- چربی صابن سے مل کر اپنا وجود کھودیتی ہے، اس لئے اس پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا۔

۱۵- ہڈیوں کا پاؤڈر دوسری چیزوں سے مل کر ظن غالب کے مطابق اپنا وجود نہیں کھوتا بلکہ بسا اوقات ہڈی ہی دوسری چیزوں کا قوام بھی ہے۔

۱۶- جانوروں کا دم مسفوح بھی دواؤں سے مل کر اپنا وجود نہیں کھوتا۔ اور قلبِ ماہیت کے تحت نہیں آتا۔

۱۷- جلاٹین اگر غیر ماکول اللحم مذبوح جانور کا ہے، تو اس کا استعمال درست نہیں ہے، اور چونکہ وہ دوسری چیزوں سے مل کر اپنا وجود نہیں کھوتی اس لئے قلبِ ماہیت کے ذیل میں نہیں آئے گی۔

۱۸- ضرورت شدیدہ کے وقت (چند شرائط کے ساتھ جس کی تفصیل مقالہ میں موجود ہے) تداوی بالحرام کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے۔

۱۹- فلٹر کیا ہوا پانی عموم بلویٰ کی وجہ سے پاک اور جائز الانتفاع ہے۔

۲۰- پیشاب سے فلٹر کر کے نکالا ہوا پانی ناپاک ہے، اس کا استعمال درست نہیں۔

# قلب ماہیت کا معیار اور اس کے اسباب

مولانا محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی ☆

ایک شئی کو دوسری میں ملانے سے یا ایک ہی شی میں معمولی تغیر سے تیسری چیز کا وجود منصۂ شہود پر آتا ہے، ایسا حیوانات سے لے کر جمادات تک کیا جاتا ہے، تری سے لے کر خشک اشیاء تک تجربہ کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے حلت وحرمت اور پاکی وناپاکی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں، ان قوموں کے لئے کوئی حرج نہیں جن کے پاس حلت وحرمت اور طہارت ونجاست کا تصور نہیں، لیکن مسلم قوم جس کے پاس حلال وحرام کا فرق اور طہارت ونظافت اور نجاست کا امتیاز ہے، اوران کو بروئے کار لانے کی تعلیم بھی دی جاتی ہے، ساتھ ہی یہ دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اسلام زمانہ کی برق رفتاری کے ساتھ چلنے کی استطاعت ہی نہیں بلکہ قیادت وسیادت اور رہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

## قلب ماہیت کا معیار

۱- خلقی نجس العین یعنی جس کی مکمل ذات پیدائشی طور پر نجس ہو، جیسے پیشاب، پاخانہ اور خنزیر وغیرہ، یہ جزوی تبدیلی سے پاک نہیں ہوں گے، تا آنکہ پوری ذات بدل نہ جائے، بالفاظِ دیگر انقلابِ ماہیت سے پاک ہوں گے، جیسے انسانی غلاظت جل کر راکھ ہو جائے یا زمین

☆ استاذ المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

پر پڑے رہنے سے مٹی ہوجائے، تو پاک ہوجائے گی (دیکھئے: خانیہ بھامش الھندیہ ۱/ ۴ طبع زکریا دیوبند، حاشیہ طحطاوی ومراقی الفلاح/ ۸۶ ط مکتبہ اشرفیہ دیوبند)۔

خشک مٹی پیشاب سے گوندھی گئی اور اس مٹی کے برتن، مشک، مٹکے اور گھڑے وغیرہ یا اینٹ بنائی گئی، تو محض دھوپ میں خشک ہونے سے پاک نہیں ہوں گے، بلکہ آگ میں پکانے کے بعد پاک ہوجائیں گے (خانیہ ۱/ ۴)، کیونکہ آگ میں جلنے و پکنے سے پاخانہ و پیشاب کی ذات جل کر ختم ہوگئی، اسی طرح پاخانہ کا مٹی بن جانے کی صورت میں بھی اس کی ذات گم ہوگئی، اب وہ پاخانہ نہیں رہا بلکہ مٹی ہوگیا، یا راکھ بن گیا، اگر پیشاب کے مضر اثرات بذریعہ فلٹر زائل کردئے جائیں، تو اس سے پیشاب پاک نہیں ہوگا، کیونکہ پیشاب کی حقیقت وذات نہیں بدلی بلکہ موجود ہے۔

اسی طرح خنزیر اگر نمک کی کان میں گر کر مرجائے اور کچھ دنوں کے بعد نمک بن جائے تو حکم بدل جائے گا کہ اس پر نمک کا اطلاق ہوگا، اور اس کا استعمال درست ہوگا (ردالمحتار ۱/ ۵۳۴ طبع زکریا دیوبند، نیز دیکھئے: فتح القدیر ۱/ ۱۷۶، المغنی ۱/ ۷۲، دسوقی ۱/ ۵۴)، کیونکہ نمک پاک ہے، یہ مثال نجس العین لذاتہ کی ہے، یہی حکم نجس العین لغیرہ کا بھی ہے، فقہاء کرام گدھا کے بارے میں لکھتے ہیں: اگر گدھا نمک کی کان میں گر کر مرجائے اور نمک بن جائے تو نمک پاک ہی رہے گا ناپاک نہیں ہوگا (درمختار مع الرد ۱/ ۵۳۴ طبع دیوبند نیز دیکھئے: فتح القدیر ۱/ ۱۷۶، المغنی ۱/ ۷۲، دسوقی ۱/ ۵۴)، کیونکہ گدھے کی حقیقت وماہیت بدل گئی، اب وہ گدھا نہیں رہا بلکہ نمک ہوگیا، اس لئے اس پر نمک کا حکم جاری ہوگا، اس کی نظیر شرع میں نطفہ کی ہے، جو کہ ناپاک ہے، یہی علقہ بنتا ہے جو کہ ناپاک ہے، پھر گوشت کا ٹکڑا بنتا ہے اور پاک ہے (حوالہ سابق)۔

معلوم ہوا جب تک نجس شئی کے اجزاء باقی رہیں گے اس وقت تک اس کی حقیقت وماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جائے گا، یہاں تک کہ اس کی پوری ذات بدل جائے، لہٰذا خلقی نجس میں ناپاکی کے بنیادی عناصر خود ان کے اجزاء جسمانی ہیں، جن کے رہتے ہوئے، اس کی حقیقت

و ماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ فقہاء کرام ایک اسلامی اصول بیان کرتے ہیں جس سے مذکورہ باتوں پر روشنی پڑتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

"استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها" (ردالمحتار ار ۵۳۴، فتح القدیر ۱۱/ ۳۹، حاشیہ دسوقی ار ۵۴، ۵۷، الانصاف ار ۳۱۸، المغنی ار ۷۲)۔

علامہ طحطاوی کے الفاظ میں: "زوال الحقيقة يستتبع زوال الوصف" (حاشیہ طحطاوی ر ۸۹) (عین کا استحالہ اس وصف کو مستلزم ہے جو کہ عین کے بقاء پر مرتب ہوتا ہے)۔

ب- اگر کوئی شئی انسانی عمل سے نجس بنی ہے، تو اس کی ناپاکی کے بنیادی عناصر بدلنے سے اس کی حقیقت بدل جائے گی، اور وہ پاک متصور ہوگی، گو اس کے جسمانی اجزاء موجود ہوں، جیسے شراب، اس کے نجس وحرام ہونے کی علت "اسکار" ہے، اسکار زائل ہونے سے شراب سرکہ بن جاتی ہے اور سرکہ پاک اور حلال ہے (دیکھئے: ردالمحتار ار ۵۴۰، دسوقی ار ۵۲، ۵۳، الانصاف ار ۳۱۸، المغنی ار ۷۲)، لہذا اسکار علت جو کہ نجاست وحرمت کا بنیادی عنصر ہے کے باقی رہتے ہوئے شراب کی حقیقت اور ماہیت بدلنے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

شوافع کہتے ہیں کہ شراب کے علاوہ کسی بھی نجس العین کی حقیقت و ماہیت بدلنے سے حکم نہیں بدلے گا، بلکہ وہ ناپاک ہی باقی رہے گا "ولا يطهر نجس العين ╗ لا خمر تخللت" (مغنی المحتاج ار ۲ ۳۲، نیز دیکھئے: روضۃ الطالبین ار ۲۱ ۷)۔

ج- متجنس شئی سے نجاست کے بنیادی عناصر زائل کردئے جائیں تو وہ شئی پاک ہوجائے گی، اس میں بنیادی عنصر عین نجاست ہے، چنانچہ تمام فقہاء حنفیہ، مالکیہ، صحیح قول پر جمہور شافعیہ اور حنابلہ سب کا اتفاق ہے کہ عین نجاست کے ازالہ سے مثلاً ناپاک کپڑا پاک ہوجائے گا (الشرح الکبیر ار ۶۰، الاقناع للشربینی الخطیب ار ۲۳، قلیوبی شرح المنہاج ار ۷۵، المغنی لابن قدامہ مع الشرح ار ۷۰ طبع دار الکتاب العربی، البحر الرائق ار ۲۴۰، ہندیہ ار ۴۱- ۴۲، الکفایہ مع الفتح ار ۱۸۴، روضۃ الطالبین)، البتہ

فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک طعم (مزہ) کا ازالہ بھی ضروری ہے (الشرح الکبیر ۱؍ ۶۰، جامع الرموز ۱؍ ۴۴، رد المحتار ۱؍ ۳۷۵)، کیونکہ طعم کا بقاء عین نجاست کے باقی رہنے پر دلالت کرتا ہے، جہاں تک رنگ اور بو کی بات ہے، تو مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے یہاں ازالہ لازم نہیں ہے، احناف کے یہاں مختلف اقوال ہیں، تاہم عین نجاست کے ازالہ کے ساتھ رنگ و بو کا ازالہ ممکن ہو تو زائل کیا جائے گا جیسا کہ علامہ حصکفی، علامہ ابن نجیم مصری اور صاحب کفایہ نے تصریح کی ہے (رد المحتار ۱؍ ۳۷۵)۔

معلوم ہوا کہ متجنس اشیاء کے پاک ہونے کے لئے بنیادی عنصر عین نجاست کا ازالہ ہے، مالکیہ اور احناف کے یہاں طعم بھی شامل ہے، اور احناف کے یہاں بشرطِ سہولت رنگ و بو کا ازالہ بھی ضروری ہے، یہ بھی واضح رہے کہ عین نجاست مع طعم کے ازالہ کی بابت دھونے کی تعداد لازم نہیں ہے، بلکہ ایک بار میں زائل ہو جائے تو کافی ہے، یہی ظاہرِ روایت اور صحیح قول ہے، اور اگر تین بار سے زائد دھونا پڑے تو دھونا لازم ہوگا، یہاں تک کہ عین نجاست اور طعم زائل ہو جائے (دیکھئے: ہندیہ ۱؍ ۴۱، جامع الرموز ۱؍ ۴۴، مراقی الفلاح ر ۸۶)، اسی لئے احناف کہتے ہیں کہ اتنی بار کپڑا کو دھویا جائے گا تا آنکہ پانی صاف آنے لگے (مراقی الفلاح ر ۸۶، فتح القدیر ۱؍ ۱۴۵)۔

د- مردار چمڑے میں ناپاکی کا بنیادی عنصر رطوبت اور دمِ سائل ہیں، دباغت کے ذریعہ رطوبت اور دمِ سائل کو زائل کیا جاتا ہے (بدائع ۱؍ ۸۴)، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان دباغه قد أذهب نجسه" (الفتح الربانی ۱؍ ۲۳۲ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت) (دباغت اس کی ناپاکی (اور دم سائل) کو دور کر دیتی ہے)، حاکم نے حدیث مذکور کی تصحیح کی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **"دباغها طهورها"** (مسند احمد ۳؍ ۴۷۶، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، نصب الرایہ ۱؍ ۱۱۸)۔

اسی وجہ سے فقہاء لکھتے ہیں کہ ایک بار دباغت دینے کے بعد چمڑہ پاک ہو جاتا ہے، اگر دوبارہ پانی میں ڈالا گیا اور اس میں رطوبت عود کر آئی، تو نہ پانی ناپاک ہوگا اور نہ ہی چمڑا، کیونکہ ناپاک رطوبت پہلی ہی بار دباغت سے زائل ہو گئی تھی، دوبارہ جو رطوبت عود کر آئی ہے، یہ سابق

ناپاک رطوبت نہیں ہے بلکہ پاک رطوبت ہے جوکہ پاک پانی سے پیدا ہوئی ہے، کیونکہ دباغت کے بعد چمڑا پاک ہوگیا تھا، اور پاک چیز پاک پانی میں ملنے سے ناپاک نہیں ہوتی اور نہ پانی ناپاک ہوتا (دیکھئے: کبیری ر ۱۵۱ ط رحیمیہ دیوبند)۔

## تحویل عین کا مطلب

۲- انقلاب ماہیت وحقیقت، استحالہ عین اور تحویل عین سب باہم قریب المعنی الفاظ ہیں، لغوی اعتبار سے تحول مصدر ہے، یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا۔ استحالہ: ایک حال سے دوسری حالت کی طرف بدلنا (مختار الصحاح، الصحاح فی اللغۃ والعلوم، لسان العرب مادہ: حول)، اس اعتبار سے دیکھا جائے تو فقہاء جس اصطلاحی معنی میں استحالہ، تحول اور انقلاب کے الفاظ استعمال کرتے ہیں، وہ لغوی معنی سے مختلف نہیں ہے، یعنی شئی کا اپنی حقیقت، کیفیت، ہیئت اور وصف سے دوسری حقیقت، کیفیت، ہیئت اور وصف کی طرف منتقل ہونا، جب شئی کی حقیقت و ماہیت بدلتی ہے تو اسکے ساتھ اس کے اوصاف اور کیفیات بھی بدل جاتی ہیں، چنانچہ علامہ شامی کا بیان ہے:

''شریعت نے نجاست کی صفت کو اسی حقیقت کے ساتھ مربوط کیا ہے، اور یہ حقیقت نجاست کے بعض بنیادی اجزاء کے فوت ہونے سے فوت ہوجاتی ہے، تو کل اجزاء کے فوت ہونے سے کیسے فوت نہیں ہوگی؟ اس لئے کہ نمک ہڈی اور گوشت کا غیر ہے، جب نمک ہو گئے تو نمک کا حکم مرتب ہوگا، اس کی نظیر شریعت میں نطفہ کی ہے کہ وہ ناپاک ہے، یہی جما ہوا خون بن جاتا ہے اور وہ بھی ناپاک ہے، اور یہ خون گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے (اس طرح وہ نقطہ اس مرحلہ میں آکر) پاک ہوجاتا ہے، (انگور) کا شیرہ پاک ہے، شراب بننے کے بعد ناپاک ہوجاتا ہے، اور جب سرکہ بنتا ہے تو پاک ہوجاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عین نجاست کا استحالہ اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جوکہ اس عین پر مرتب ہوتا ہے'' (ردالمحتار ار ۳۴۴)۔

## تحول عین کا اطلاق

گذشتہ مباحث سے واضح ہے کہ عین نجاست خواہ وہ لذاتہ ہو یا لغیرہ، اس کے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی پوری ذات تبدیل ہو جائے، یعنی رنگ، صورت اور کیفیت (مزہ، بو اور خاصیت) میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے، یہی حنفیہ، مالکیہ اور ایک قول امام احمد کا بھی ہے (دسوقی ۱ / ۵۲، ۵۳، الانصاف ۱ / ۳۱۸، المغنی ۱ / ۷۲، ردالمحتار ۱ / ۵۳۴)۔ حنابلہ کا ظاہر مذہب اور شوافع کا قول یہ ہے کہ شراب کے علاوہ کسی بھی عین نجاست کے استحالہ سے پاک نہیں ہوگی (المغنی ۱ / ۵۶ طبع دارالفکر، مغنی المحتاج ۱ / ۱۳۶ - ۲۳۷، روضۃ الطالبین ۱ / ۱۳۷)، چنانچہ اگر کتا نمک کی کان میں گر کر مر جائے اور نمک بن جائے تو احناف اور مالکیہ کے نزدیک نمک پاک رہے گا، اور حنابلہ اور شوافع کے نزدیک نمک ناپاک ہو جائے گا، کیونکہ کتا کے نمک بن جانے سے حکم نہیں بدلا، بلکہ کتا کا حکم جو ناپاکی کا تھا وہ باقی رہے گا (دیکھئے حوالہ سابق)۔

شوافع اور حنابلہ کا استدلال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جلّالہ کے گوشت کھانے اور دودھ پینے سے منع فرمایا (ترمذی ۴ / ۲۷۰، از ابن عمر، امام ترمذی کا بیان ہے: یہ حدیث حسن غریب ہے)، ممانعت کی علت جانور کا نجاست کھانا ہے، اگر استحالہ سے پاک ہو جاتا ہے تو آپ منع نہیں فرماتے (دیکھئے: نہایۃ المحتاج ۱ / ۲۳۰، کشاف القناع ۱ / ۱۸۶، ۱۸۷)۔

احناف اور مالکیہ کا استدلال یہ ہے کہ شریعت نے انقلاب ماہیت پر حکم کو دائر کیا ہے، لہذا حقیقت بدلنے سے حکم بدل جائے گا، جیسا کہ علامہ شامی کی عبارت و استدلال اوپر گذر چکا ہے، جہاں تک جلالہ والی حدیث کی بات ہے تو اس سلسلہ میں صحابہؓ کے آثار موجود ہیں کہ جانور و مرغی جب جلالہ ہو جائیں تو ایک متعین مدت تک حبس کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

اگر نجاست پاک شئی میں لگ جائے، تو اس صورت میں اگر نجاست مرئی ہے تو عین نجاست کا ازالہ ضروری ہے، اس میں دھونے کی تعداد کی کوئی تحدید نہیں ہے، عین نجاست زائل

ہوگئی تو مثلا کپڑا پاک ہوجائے گا، اور اگر زائل نہیں ہوئی تو کپڑا ناپاک رہے گا (دیکھئے: بدائع ۱/ ۲۴۹)، اگر عین نجاست کے ازالہ کے بعد طعم باقی ہے تو کپڑا پاک نہیں ہوگا، بلکہ طعم کا ازالہ بھی ضروری ہے، یہی مالکیہ اور احناف کا قول ہے، جہاں تک رنگ و بو کی بات ہے تو اگر بسہولت زائل ہوجائے تو زائل کی جائے گی، ورنہ چھوڑ دی جائے گی، جیسا کہ گزر چکا ہے، شوافع کے نزدیک نجاست کا اثر (رنگ، بو) زائل کرنا ضروری ہے، بغیر زائل کئے کپڑا پاک نہیں ہوگا، بلکہ اگر زائل نہ ہو رہا ہو تو قینچی سے اس حصہ کو کاٹ دیا جائے گا، اس لئے کہ اثر کا بقا عین نجاست کے بقا پر دال ہے (دیکھئے: المجموع ۲/ ۵۹۲، ۵۹۳)، احناف کی دلیل آپ صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے: "لا یضرك بقاء أثره" (مسند احمد ۲/ ۳۶۴) (خون کے اثر کا بقا تمہارے لئے مضر نہیں ہے)، ایک دوسری روایت میں ہے: "ولا یضرك أثره" (بخاری، باب دم الحیض، مسلم، باب نجاسۃ الدم وکیفیۃ غسلہ، ترمذی باب ماجاء فی غسل دم الحیض من الثوب)۔

روضۃ الطالبین میں احناف کے مطابق مذہب نقل کیا گیا ہے (دیکھئے: روضۃ الطالبین ۱/ ۳۸)۔

نیز اسی کتاب میں لکھا ہے:

"فإن فعل ذلك و بقي طعم لم يطهر (حوالہ سابق) (اگر طعم (مزہ) رنگ اور بو زائل کرنے کی کوشش کی لیکن طعم زائل نہیں ہوا تو پاک نہیں ہوگا)۔

۳- جہاں تک پہلی صورت کی بات ہے، تو واضح ہے کہ مخلوط اشیاء پاک ہیں، کیونکہ نجس کا ان میں کوئی اثر اور نہ کوئی خاصیت برقرار رہے، دوسری صورت جب کہ نئی پیدا ہونے والی شئ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رکھتی ہے، میں اگر نجاست کے بنیادی عناصر ناپید ہوجائیں گے تو پہلی صورت کے حکم کی طرح نئی پیدا ہونے والی شئ پاک ہوگی، اور اگر بنیادی عناصر میں سے ایک بھی عنصر باقی رہے گا تو نئی پیدا ہونے والی شئ پاک نہیں ہوگی۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں مختلف نجس اشیاء خواہ ان میں نجس العین ہوں یا غیر

نجس العین کے درمیان احناف اور مالکیہ کے مذہب پر کوئی فرق نہیں ہوگا، کیونکہ گزر چکا ہے کہ انقلاب ماہیت سے حکم بدل جاتا ہے، خواہ انقلاب ماہیت خنزیر (نجس العین) یا گدھا (غیر نجس العین) یا شراب میں پیش آئے، تمام کا حکم یکساں ہے، البتہ شوافع اور حنابلہ نے فرق کیا ہے کہ صرف شراب میں انقلاب ماہیت کا اثر پڑتا ہے کہ شراب سے اسکار زائل ہو جائے تو سرکہ بن جائے گی، اور حکم کے اعتبار سے سرکہ پاک وحلال ہوگا، اس میں بھی شوافع اور حنابلہ نے ایک شرط کا اضافہ کیا کہ شراب از خود سرکہ بنی ہو، اس کے سرکہ بننے میں کسی انسانی عمل کو دخل نہ ہو، یعنی شراب میں پیاز، یا نمک یا کوئی اور شئی ڈال کر سرکہ نہ بنایا گیا ہو (دیکھئے مغنی المحتاج ۱/ ۷۷-۷۲، روضۃ الطالبین ۱/ ۲۱-۷۲، نہایۃ المحتاج ۱/ ۲۴۰، المغنی ۱/ ۶۵)، دلیل حضرت ابوطلحہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یتیم جو وراثت میں شراب پائے ہیں، آپ نے فرمایا: شراب کو بہادو، حضرت ابوطلحہ نے کہا: کیا ہم اس کو سرکہ نہ بنالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں (ابوداؤد ۴/ ۸۲، ۸۳، تحقیق عبید دعاس، سند صحیح ہے)۔

نیز ہمیں شربت سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے، اور سرکہ بنانے میں اس سے قربت لازم آتی ہے (بدایۃ المجتہد ۱/ ۴۶۱، جواہر الاکلیل ۱/ ۹، المجموع ۱/ ۲۳۵، المغنی ۸/ ۳۱۹، کشاف القناع ۱/ ۱۸۷)۔ اور چونکہ حرام شئی کو حلال بنانے میں عجلت کی، اس لئے اس کے قصد کی ضد سے سزا دی گئی (مغنی المحتاج ۱/ ۷۲۳)۔

احناف اور مالکیہ کا راجح مذہب یہ ہے کہ جس طرح سے بھی سرکہ بن جائے حلال وپاک ہے، خواہ از خود بن جائے، یا انسانی عمل کے ذریعہ بنے، دلیل رسول اللہ کا ارشاد ہے: "نعم الادام الخل" (مسلم ۳/ ۱۶۲۱، طبع حلبی از جابر بن عبد اللہ)، حدیث بلا تفریق تخلیل (سرکہ بنانا) اور تخلل (از خود سرکہ بن جانا) کے مطلق ہے، اور چونکہ تخلیل شراب سے مفسد وصف (اسکار) کو دور کر دیتا ہے اور اسے مفید بخش بنا دیتا ہے، کیونکہ اس میں غذائیت اور دوا اور دیگر

انسانی فائدے ہیں، جب مفسد وصف جس کی وجہ سے شراب ہے دور ہوجائے گا تو حلال ہوجائے گا، جیسا کہ ازخود سرکہ بننے میں حلت کی علت یہی ہے، اور چونکہ تخلیل ایک اصلاح ہے یعنی حرام شئی کو قابل استعمال بنانا ہے، جس طرح مردار کے چمڑے کو دباغت کے ذریعہ قابل استعمال بنایا جاتا ہے، اسی پر قیاس کرتے ہوئے تخلیل کا عمل درست ہوگا، اور جب نجاست وحرمت کی علت اسکار ٹھہری تو اس علت کے ساتھ حکم دائر ہوگا، اگر یہ علت موجود ہے تو ناپاک اور اگر موجود نہیں ہے تو پاک (ردالمحتار ا ر ۵۴۵، ۵ ر ۱۹۰، کتاب الاشربہ تبیین الحقائق للزیلعی ا ر ۴۸، دسوقی ا ر ۵۲، الحطاب ا ر ۹۷، ۹۸، نہایۃ المحتاج ا ر ۳۳۰، ۳۳۱، کشاف القناع ا ر ۱۸۷، المغنی ا ر ۷۲، فتح القدیر ۸ ر ۱۶۶-۱۶۷، الاختیار ۴ ر ۱۰۱، ۱۰۲، جواہر الاکلیل ا ر ۹)۔

ملک العلماء علامہ کاسانی امام محمد کا مفتی بہ قول کی توجیہ ان الفاظ میں کی ہے:

''نجاست جب بدل جائے، اس کے اوصاف اور بنیادی عناصر بدل جائیں، تو ناپاک ہونے سے خارج ہوجائے گی، کیونکہ نجاست بہ اوصاف ذات کا نام ہے، لہذا ان بنیادی عناصر واوصاف کے معدوم ہونے سے نجاست بھی معدوم ہوجائے گی اور یہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ شراب ازخود سرکہ بن جائے'' (بدائع الصنائع ا ر ۳۴۳ طبع کتب خانہ نعیمیہ دیوبند)۔

شوافع اور حنابلہ کے نزدیک شراب کو چھوڑ کر کوئی بھی نجس العین یا غیر نجس العین کی ماہیت وحقیقت بدلنے کے باوجود پاک نہیں ہوں گے، جبکہ احناف اور مالکیہ کے نزدیک مطلق انقلاب ماہیت سے پاک ہوجائیں گے، جیسا کہ دونوں فریق کے دلائل کے ساتھ اوپر بحث گذر چکی ہے، اسی طرح اگر غیر نجس العین کی نجاست وحرمت کے بنیادی عناصر دور ہوجائیں تو پاک ہوجائے گا، مثلاً مردار کا چمڑا اس سے رطوبت اور دم سائل دور کردینے سے پاک ہوجاتا ہے، حالانکہ انقلاب ماہیت نہیں ہوا: "ولأن نجاسة الميتات لما فيها من الرطوبات و الدماء السائلة، وا نهطزول فتطهر كالثوبِ النجس ا ذا غسل" (بدائع الصنائع ا ر ۳۴۴ طبع نعیمیہ دیوبند)۔

## قلب ماہیت کے اسباب

۵- قلب ماہیت کے اسباب یہ ہیں:

الف-مرورِ زمانہ: مرورِ زمانہ سے شئی کی حقیت و ماہیت بدل جائے، جیسے: خنزیر، کتا وغیرہ خواہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، نمک کی کان میں یا برف کے حوض میں گر کر مر جائیں اور مرورِ زمانہ سے نمک یا برف بن جائیں، ملک العلماء علامہ کاسانی نے اصول ذکر کیا ہے:

"النجاسة إذا تغير بمضى الزمان وتبدلت أوصافها تصير شيئا آخر عند محمد فيكون طاهراً" (بدائع الصنائع ار ۳۴۳، نیز دیکھئے: حاشیہ طحطاوی علی المراقی الفلاح ر ۸۷، خانیہ ار ۳)۔

ب-مٹی: اس میں تبدیلی کی صلاحیت ہے، اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ زمین اپنے بطن میں نہ جانے کتنی چیزوں کو اور کس کس طرح کی اشیاء کو ہضم کر جاتی ہے، اس لئے علامہ کاسانی نے لکھا ہے:

"کیونکہ زمین کی فطرت ہے کہ اشیاء کو بدل دیتی ہے اور اپنی طبیعت کی طرف منتقل کر دیتی ہے، اسی طرح مرورِ زمانہ سے مٹی ہو جاتی ہیں، اور نجس باقی نہیں رہتیں" (حوالہ سابق)۔

اسی وجہ سے انسانی غلاظت اور مردار اندرون زمین میں دفنانے کے کچھ عرصہ کے بعد مٹی بن جاتے ہیں، اور جب مٹی بن گئے تو پاک ہو گئے، اس طرح اگر کنواں میں کوئی جانور گرا اور نیچے کیچڑ میں چلا گیا اور کیچڑ بن گیا تو وہ پاک ہو گیا (حوالہ سابق، نیز دیکھئے: درمختار و ردالمحتار ار ۵۳۴)۔

ج-دھوپ اور ہوا: زمین ناپاک ہو جائے تو خشک ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہے، خواہ زمین دھوپ کی وجہ سے خشک ہوئی ہو یا ہوا سے۔ اسی طرح مردار کے چمڑے سے اس کی رطوبت دھوپ یا ہوا سے زائل ہو گئی ہو تو چمڑا پاک ہو جائے گا، کیونکہ دھوپ اور ہوا سے بھی دباغت ہو جاتی ہے (دیکھئے: خانیہ ار ۳، اور اس کے بعد کے صفحات، حاشیہ طحطاوی و مراقی الفلاح ر ۸۷ اور اس کے بعد کے صفحات، بدائع ار ۳۴۵، کبیری ر ۱۵۳)۔

د- دباغت: تمام ناپاک چمڑے دباغت سے پاک ہوتے ہیں، اس سے خنزیر اور انسان کے چمڑے مستثنیٰ ہیں، چونکہ خنزیر کے چمڑے کی ناپاکی کی علت خون اور رطوبت نہیں ہیں، بلکہ اس کی پوری ذات نجس العین ہوتا ہے، اور دباغت سے صرف خون اور رطوبت کا ازالہ ہوتا ہے، نہ کہ انقلابِ ماہیت، جہاں تک انسان کے چمڑے کی بات ہے تو قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ پاک ہو جائے، لیکن چونکہ اس سے انتفاع بوجہ احترام واکرام درست نہیں ہے، اس لئے دباغت سے کچھ حاصل نہیں، شوافع نے کتا کا بھی استثناء کیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک کتا بھی نجس العین ہے (دیکھئے: بدائع ۱/ ۸۳، ۸۴، المہذب ۱/ ۱۷، الوجیز ۱/ ۱۷)۔

ھ- ذبح: بالاتفاق ماکول اللحم جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے سے اس کے سارے اعضاء پاک ہو جاتے ہیں سوائے خونِ مسفوح کے، غیر ماکول اللحم کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنے سے اس کے چمڑے اور وہ اعضاء جن میں خون نہیں ہوتا ہے جیسے بال وغیرہ پاک ہو جاتے ہیں، جہاں تک اس کے گوشت اور چربی کی بات ہے تو صحیح قول پر پاک ہو جائیں گے، اسی طرف صاحب بدائع کا رجحان معلوم ہوتا ہے (بدائع ۱/ ۸۵، درمختار ورد المحتار ۱/ ۵۱۸، حاشیہ طحطاوی ومراقی الفلاح / ۸۹، کبیری / ۸۵)۔ شوافع کے نزدیک غیر ماکول اللحم کا چمڑا پاک نہیں ہوگا (دیکھئے: المہذب ۱/ ۱۷، الوجیز ۱/ ۱۷)۔

و- آگ: انقلاب ماہیت کے اسباب میں سے اہم سبب آگ ہے، جانور اور انسان کی غلاظت جلنے کے بعد راکھ ہو جائے تو پاک ہو جاتی، ناپاک مٹی سے مشک، مٹکا اور گھڑا بنایا گیا اور آگ میں پکا دیا تو پاک ہو جائے گا (ہندیہ ۱/ ۴۴، بزازیہ بہامش الہندیہ ۴/ ۲۰، حاشیہ طحطاوی ومراقی الفلاح / ۸۹، درمختار ورد المحتار ۱/ ۵۱۸، ۵۱۹)۔

شوافع کے قدیم قول کے مطابق آگ مطہر ہے (روضۃ الطالبین ۱/ ۳۹)، حنابلہ میں سے بہوتی کا بیان ہے کہ آگ کی وجہ سے نجاست پاک نہیں ہوگی، کشاف القناع میں ہے: "ولا تطهر نجاسة بنار، فالرماد من الروث النجس نجس" (۱/ ۱۸۶، ۱۸۷)۔

آگ مطہر اس وقت ہے جبکہ نجاست کو جلا کر اس کی ماہیت وحقیقت بدل دے، یا اس کا اثر زائل ہو جائے، چنانچہ راکھ بننے کی صورت میں مکمل انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے، ناپاک مٹی سے بنے ہوئے برتن پاک ہو جاتے ہیں، اس میں نجاست کے اثر کا ازالہ ہوتا ہے، اسی طرح اگر شراب میں گیہوں کے دانے پھول گئے، تو تین بار آگ پر پانی میں جوش دیکر ٹھنڈا کرنے سے پاک ہو جاتے ہیں، اسی طرح اگر گوشت شراب میں پکایا گیا، تو تین بار آگ پر پانی جوش دیکر ٹھنڈا کرنے سے پاک ہو جائے گا (ہندیہ ار ۴۴، درمختار وردالمحتار ار ۵۴۴)، وجہ نجاست کے اثر کا ازالہ ہے۔

ز- تخلیل: شراب کو سرکہ بنانے اور بننے کی بابت فقہاء کا اختلاف گزر چکا ہے، یہاں صرف اتنا بیان کرنا ہے کہ شراب سے نجاست وحرمت کی بنیادی علت اسکار زائل ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، خواہ از خود زائل ہو جائے جیسا کہ اس پر سب کا اتفاق ہے، یا دوسری اشیاء ملانے کی وجہ سے زائل ہو جائے، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۶- ماء جاری اور اس کے حکم میں ماء کثیر کے ناپاک ہونے کے بارے میں فقہاء لکھتے ہیں کہ نجاست ظاہر ہو جائے "لو وقع بول في عصير عشر في عشر لم يفسد أي مالم يظهر أثر النجاسة، ولو سال دم رجله مع العصير، ولم يظهر فيه أثر الدم" (درمختار وردالمحتار ار ۳۳۲)، یا اس کے اوصاف ثلاثہ رنگ، بو، مزہ میں سے ایک وصف بھی ظاہر ہو جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا "وبتغير أحد أوصافه من لون أو طعم أو ريح ينجس الكثير ولو جاريا [1] جماعا" (درمختار مع الرد ار ۳۳۲)۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر گندہ پانی جاری ہو یا ماء کثیر ہو اس سے بذریعہ فلٹر یا کسی مشین سے گندگی کے عناصر کو اس طرح الگ کر دئے جائیں کہ اس میں نجاست نظر نہ آئے، اور نہ ہی اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو، مزہ) میں سے کوئی وصف باقی ہو، تو پانی پاک ہو جائے گا، اور اگر ماء قلیل ہے تو بغیر قلب ماہیت کے پانی پاک نہیں ہوگا۔

۷- چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز باقی نہ رہیں اور نہ ممتاز کی جاسکیں، تو فقہاء ایسے اختلاط کو استہلاک عین کہتے ہیں، اس استہلاک عین کو قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ اس میں ہر جزء اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود ہوتا ہے، تاہم ناپاک ملی ہوئی شئی اگر نظر نہ آئے، اور نہ ہی اس کے بنیادی عناصر موجود ہوں تو وہ مرکب پاک ہوگا۔ آج کل انگریزی دواؤں میں بکثرت الکحل کا استعمال ہے جو اصل شراب ہے، کا حکم یہ ہوگا کہ اگر ان دواؤں میں اسکار کی کیفیت نہ ہو اور نہ ہی شراب کی بو ہو، تو پاک ہوں گی اور ان کا استعمال درست ہوگا، اور اگر ان میں اسکار کی کیفیت باقی ہو یا شراب کی بو محسوس ہو رہی ہو، تو عام حالات میں اس طرح کی دواؤں کا استعمال درست نہیں ہوگا، ہاں اگر یہی دوائیں علاج کے لئے متعین ہو جائیں تو از راہ ضرورت استعمال درست ہوگا۔ کیونکہ فقہاء کا اصول ہے: **"الضرورات تبيح المحظورات"** (الاشباہ والنظائر لابن نجیم / ۸۵)۔

۸- فقہاء نے صابن کے بارے میں صریح جزیہ لکھا ہے:

**"جعل الدهن النجس في الصابون يفتى بطهارته لأنه تغير كذا في الذاهدي"** (ہندیہ ا/ ۴۵) (ناپاک تیل صابن میں ڈالا گیا، صابن کے پاکی کا فتویٰ دیا جائے گا، اس لئے کہ اس تیل میں تبدیلی آچکی ہے)۔

اس جزئیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صابن میں کوئی ناپاک شئی ملائی جائے اور وہ اپنی حقیقت کو کھودے تو صابن پاک ہوگا، جہاں تک صابن میں مردار کی چربی کی ملاوٹ کی بات ہے، تو اگر چربی کی بنیادی عنصر دسومت باقی رہتی ہے، تو چربی ملی ہوئی شئی کا استعمال درست نہیں ہوگا، خواہ وہ صابن ہو، یا ٹوتھ پیسٹ ہو، پلسکٹ یا کوئی بھی شئی ہو، اس لئے کہ مردار کی چربی عین نجاست ہے، اس سے چمڑے کی دباغت تک کو فقہاء نے نادرست قرار دیا ہے (درمختار ورد المختار ا/ ۵۳۹)۔

اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کے پاؤڈر کا ملا ہونا جہاں مردار، خنزیر کی

ہڈیوں کے ہونے کا بھی شبہ ہے، اگر یہ ہڈیاں اپنی ماہیت کھو دیتی ہیں، تو ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال درست ہوگا۔ اور اگر ان ہڈیوں کی ماہیت برقرار رہتی ہے تو ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال درست نہیں ہوگا۔

لہٰذا اس طرح چربی ملی ہوئی اور ہڈیوں کے اختلاط سے تیار شدہ چیزوں کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہو جائے تو ان سے اجتناب واجب ہے، اور اگر تحقیق نہ ہو بلکہ شبہ ہو تو اجتناب بہتر ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے مشتبہ امور سے بچنے کی ترغیب دی ہے۔

۹- خون کی ذات کے باقی رہنے پر اس کا سرخ رنگ دلالت کرتا ہے، جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ شیرہ میں داخل شخص کے پیر سے خون بہا اور اس کے ساتھ اس کے پیر سے شیرہ بھی ٹپک رہا ہے اور خون کا اثر ظاہر نہ ہو تو وہ شیرہ ناپاک نہ ہوگا "ولو سال دم رجله مع العصير أى والعصير يسيل ولم يظهر فيه أثر الدم لا ينجس" (درمختار ورد المحتار ۱/ ۳۳۲)، خون کا اثر نمکینیت بھی ہے، لہٰذا اگر دوا میں خون کا رنگ سرخ اور نمکین نہ ہو، تو وہ دوا پاک ہے، کیونکہ وہ انقلابِ ماہیت کے زمرہ میں داخل ہو جائے گی۔

۱۰- صورت مسؤلہ میں ذکر کردہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی، کیونکہ گلانے کے بعد چمڑہ اور ہڈی کی حقیقت ختم ہو جاتی ہے، اس لئے کہ قلب ماہیت کے اسباب میں سے احراق بھی ہے۔

# انقلاب ماہیت اور اس کا دائرہ

مولانا ابوالعاص وحیدی ☆

## تمہیدی بحث

انقلاب ماہیت سے متعلق تمام سوالات کے جوابات سے پہلے دو اصولی مباحث پر روشنی ڈال رہا ہوں، ان دونوں مباحث کی حیثیت تمہید کی بھی ہے اور ان سے علاج وغیرہ کے بارے میں اسلامی تصور سمجھنے میں مدد بھی ملے گی انشاء اللہ۔ مبحث اول: تمام اشیاء اصلاً مباح ہیں، مبحث دوم: تداوی (علاج کرنا) واجب نہیں ہے۔

## مبحث اول

کتاب وسنت کے مطالعہ سے ایک اہم اصول یہ سامنے آتا ہے کہ تمام عبادات اصلاً توقیفی ہیں یعنی ان کا علم وحی الٰہی کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے عبادت کا وہی طریقہ درست ہوگا جو کتاب وسنت سے ثابت ہو ورنہ وہ درست نہ ہوگا، اس کے برخلاف عادات ومعاملات وغیرہ میں اصلاً اباحت ہے، ان میں وہی چیزیں حرام وممنوع ہوں گی جنہیں قرآن وحدیث میں ممنوع قرار دیا گیا ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اس سلسلہ میں بڑی مفصل بحث کی ہے، میں جسے یہاں بہت

☆ جامعہ ضیاء العلوم ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)۔

اختصار سے نقل کرر ہا ہوں، وہ لکھتے ہیں:

''اقوال وافعال میں بندوں کے تصرف کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم عبادات کی ہے جن سے دینی حالت درست ہوتی ہے اور دوسری قسم عادات کی ہے جن کی ضرورت دنیوی معاملات میں ہوتی ہے، شریعت کے اصولوں کا مطالعہ کرنے سے یہ قاعدہ کلیہ ابھر کر سامنے آتا ہے کہ عبادات جن کو اللہ تعالیٰ نے واجب یا مستحب ٹھہرایا ہے ان کی یہ حیثیت شریعت ہی سے ثابت ہوسکتی ہے، رہیں عادات تو دنیا کے معاملات میں لوگ ان کے عادی ہوتے ہیں اور وہ اصلاً غیر ممنوع ہیں، اس لئے جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نہ ممنوع قرار دیا ہے ان کے علاوہ کسی اور چیز کو ممنوع نہیں قرار دیا جاسکتا۔ امر و نہی کا معاملہ درحقیقت قانون الٰہی سے متعلق ہے اور عبادت کا معاملہ بھی سراسر اسی کے حکم پر موقوف ہے، لہذا جس بات کا حکم اس کے طرف سے نہیں ملا اس کی ممانعت کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے۔

اس لئے امام احمدؒ اور دیگر فقہاء اہل حدیث اس بات کے قائل ہیں کہ عبادات اصلاً توقیفی (جن کا علم وحی کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے) ہیں، لہذا مشروع وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشروع کیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہم پر صادق آئے گا۔ اور ہم عظیم جرم کے مرتکب ہوں گے:

''أم لهم شركاء شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله'' (شوریٰ: ۲۱)

(کیا ان کے لئے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کے وہ طریقے مقرر کئے ہیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی)۔

البتہ عادات کا معاملہ اس سے مختلف ہے، وہ اصلاً مباح ہیں، اس لئے اس قبیل کی صرف ان چیزوں سے روکنا چاہئے جن کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، بصورت دیگر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہم پر صادق آئے گا:

''قل أرأيتم ما أنزل الله لكم من رزق فجعلتم منه حراماً و حلالاً'' (یونس: ۵۹)

( کہو! تم نے یہ بھی سوچا کہ اللہ نے جو رزق تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اس میں سے کسی کو تم نے حرام اور کسی کو حلال ٹھہرایا)۔

یہ نہایت ہی اہم اور مفید اصول ہے اور اس اصول کے پیش نظر ہم کہتے ہیں کہ بیع، ہبہ، اجارہ، وغیرہ عادات کے قبیل سے ہیں جن کے لوگ روزمرہ کی زندگی میں ضرورت مند ہوتے ہیں۔ مثلاً کھانا، پینا اور لباس، شریعت نے ان عادات کو آداب حسنہ سے سنوارا ہے جن عادات میں خرابی تھی ان کو حرام ٹھہرایا اور جو ضرورت کے قبیل سے تھیں ان کو لازم کر دیا ہے، اس طرح جو عادات نامناسب تھیں ان کو ناپسندیدہ ٹھہرایا اور جن باتوں میں مصلحت کا پہلو غالب تھا ان کو مستحب قرار دیا۔

اس حقیقت کے پیش نظر لوگ اپنی مرضی کے مطابق لین دین اور اجرت پر معاملہ کرنے کے لئے آزاد ہیں جب تک کہ شریعت سے چیز کی حرمت ثابت نہ ہو جائے، اس کی مثال خورد ونوش ہے کہ لوگ محرمات کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی مرضی کے مطابق کھا پی سکتے ہیں اگرچہ بعض چیزیں استحباب اور بعض چیزیں کراہیت کے درجہ میں ہوتی ہیں، لیکن جب تک شریعت پابندی عائد نہ کرے وہ اپنی اصل اطلاقی حالت پر باقی رہتی ہیں" (ماخوذ باختصار از القواعد النورانیۃ الفقہیۃ ر ۳۴-۳۵ طبع دوم ریاض)۔

## مبحث دوم

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ نے "کتاب التوحید" میں ایک باب باندھا ہے "باب من حقق التوحید دخل الجنة بغیر حساب" اس کے تحت عبداللہ بن عباس کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے، حدیث طویل ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے میدان قیامت کا ذکر کیا، آپ نے فرمایا کہ میری امت میں ستر ہزار ایسے لوگ

ہوں گے جو بلا کسی حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہوں گے پھر آپ نے ان کے بارے میں فرمایا: "هم الذين لما يسترقون ولا يكتؤون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون" (وہ ایسے لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے ہیں، (بطور علاج) داغنے کے لئے نہیں کہتے، شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں) (اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی واللفظ لمسلم)۔

حدیث مذکور میں بطور علاج "کیّ" (داغنا) کا ذکر آیا ہے اس طرح کہ اس کے تارک کی تعریف کی گئی ہے، اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کتاب التوحید کے شارح شیخ عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ لکھتے ہیں:

"علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: "احادیث الکی" چار طرح کی ہیں:

اول: بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے خود کیا ہے۔

دوم: بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسے پسند نہیں کیا ہے۔

سوم: بعض احادیث سے ترک اکتواء کی تعریف معلوم ہوتی ہے۔

چہارم: بعض احادیث سے نہی عن الکی معلوم ہوتی ہے۔

بحمد اللہ ان احادیث میں کوئی تعارض نہیں، اس لئے کہ فعل نبوی اس کے جواز کی دلیل ہے، پسند نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں، ثناء علی الترک سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ترک اولی وافضل ہے اور نہی عن الکی تنزیہہ وکراہت کے طور پر ہے" (فتح المجید شرح کتاب التوحید ر ۵۳)۔

اس بحث کے ضمن میں شارح "کتاب التوحید" علاج کے بارے میں ائمہ وفقہاء کے مذاہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تداوی (علاج) کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا وہ مباح ہے اور اس کا ترک افضل ہے یا مستحب ہے یا واجب ہے؟

امام احمدؒ کا مشہور مذہب حدیث مذکور اور دوسری احادیث کے پیش نظر یہ ہے کہ تداوی مباح ہے اور اس کا ترک افضل ہے، شوافع کا مشہور مذہب یہ ہے کہ وہ مستحب ہے، علامہ نوویؒ نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ وہی جمہور سلف وخلف کا مذہب ہے، اسی کو وزیر ابوالمظفرؒ نے اختیار کیا ہے، امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ تداوی مؤکد ہے جو واجب کے قریب ہے، اور امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ اس کا فعل وترک دونوں برابر ہے، چنانچہ انہوں نے فرمایا: ''**لا بأس بالتداوی ولا بأس بترکه**''

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ جمہور علماء وائمہ کے نزدیک تداوی واجب نہیں ہے، بس اصحاب شافعیؒ واحمدؒ میں سے کچھ لوگوں نے اسے واجب قرار دیا ہے (فتح المجید شرح کتاب التوحید ۵۴)۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تداوی بالحلال یا تداوی بالحرام سے قطع نظر مطلق تداوی کے بارے میں جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ وہ بہر حال واجب نہیں ہے، دلائل کی روشنی میں یہی رائے راجح معلوم ہوتی ہے، دراصل تمام چیزوں کے اسباب ووسائل پر اللہ تعالیٰ ہی کی حکمرانی ہے، اس لئے مذہب اسلام یہ چاہتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کے ایمان ویقین والے اسباب ووسائل کی سطح سے بلند ہو کر زندگی گزاریں اور بلا حساب وکتاب دخول جنت کے مستحق ہوں مگر ملحوظ رہے کہ تداوی اور وسائل صحیحہ کا استعمال ایمان وتوکل کے منافی نہیں ہے، اس لئے کہ قولی وفعلی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج وغیرہ درست ہے، اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے دوا پیدا کی ہے۔

## سوالات کے جوابات

اب ہم انقلاب ماہیت سے متعلق تمام سوالات کے جوابات ترتیب سے دے رہے ہیں، اور آخر میں ایک اہم تجویز ذکر کریں گے۔

۱- جہاں تک کسی چیز کی فطری حقیقت و ماہیت کی بات ہے تو اس کا صحیح علم صرف اللہ تعالی کو ہے، فلاسفہ و مناطقہ نے مختلف اجناس و انواع کی جو ماہیات و حقائق بیان کئے ہیں وہ محل نظر ہیں، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی تصنیف: ''کتاب الرد علی المنطقیین''۔

البتہ دینی و شرعی طور پر تین ایسے بنیادی اوصاف ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی بھی وصف بدل جائے تو کہا جائے گا کہ وہ شئی بدل گئی اور اس کا حکم بدل گیا وہ تینوں اوصاف ہیں: لون (رنگ)، ریح (بو) اور طعم (لذت) جیسا کہ پانی کے بارے میں سنن بیہقی وغیرہ میں یہ حدیث آئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے: ''الماء طھور إلا أن تغیر ریحه أو طعمه أو لونه'' (پانی پاک ہے الا یہ کہ اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف بدل جائے)۔

ظاہر یہ و مالکیہ کے یہاں اس مسئلہ میں ماء قلیل و کثیر کا کوئی فرق نہیں، لیکن جمہور ائمہ و فقہاء کے یہاں دوسرے دلائل کے پیش نظر ماء قلیل و کثیر میں فرق ہے، یہی بات درست بھی ہے (سبل السلام شرح بلوغ المرام کتاب الطہارۃ ۸-۹ طبع قدیم دہلی)۔

اور طبی طور پر اگر کسی شئی کے تمام اوصاف و خواص بدل جائیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کی ماہیت بدل گئی ورنہ انقلاب ماہیت کا تحقق نہ ہوگا۔

۲- انقلاب ماہیت کا کیا مطلب ہے؟ تو معلوم ہونا چاہئے کہ پورے طور پر اصل شئی و عین شئی کے تغیر کو انقلاب ماہیت کہا جا سکتا ہے، جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، پاخانہ کو جلا کر راکھ بنا دینا ''حرق النجاسة مطھر خلافا للشافعية والحنابلة والمالكية'' (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ لعبد الرحمن الجزیری)۔

نمک کی کان میں کسی چیز کا گر کر نمک بن جانا وغیرہ، مذکورہ اشیاء میں ان کے تمام اوصاف و خصائص بالکل بدل جاتے ہیں، یقیناً یہ انقلاب ماہیت ہے، اسی طرح انقلاب ماہیت کی مثال میں جلاٹین کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

یہاں اصولی طور پر ایک بات جاننا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ مختلف اشیاء میں جو تبدیلیاں کی جاتی ہیں یا خود بخود تغیرات ہوتے ہیں ان کی دو شکلیں ہیں:

اول: کلی طور پر کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کا بدل جانا یا اسے بدل دینا اس کو فقہاء استحالۂ شئ وتحول عین سے تعبیر کرتے ہیں۔

دوم: ایک شئ کے مختلف اجزاء کو کسی طرح سے الگ کردینا اس کو ''تجزیہ'' کہا جاتا ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ استحالۂ شئ سے کبھی کبھی احکام بدل جاتے ہیں، البتہ اگر صرف ''تجزیہ'' ہے تو احکام نہیں بدل سکتے، اس کی مثال وہ پیشاب ہے جسے فلٹر کردیا جائے تو اس سے پیشاب کی حقیقت نہیں بدلتی، محض اس کے بدبودار اجزاء نکال لئے جاتے ہیں، اس لئے اس پیشاب کو ناپاک ہی کہا جائے گا، اس کو پینا یا وضو وغسل وغیرہ میں اسے استعمال کرنا جائز نہ ہوگا۔

''تجزیہ'' کی دوسری مثال پیشاب کا نمک بھی ہے، دراصل ہوتا یہ ہے کہ پیشاب کو پکایا جاتا ہے اور اس کی ''شوریت'' کو نکال کر نمک بنادیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس نمک کا کھانا درست ہرگز نہ ہوگا، اس لئے کہ پیشاب کے اوصاف وخصائص میں سے ایک خاصیت ''شوریت'' بھی ہے جسے نمک بنادیا گیا ہے۔

۳- اگر کسی شئ میں تبدیل ہوجائے تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

اول: شئ جدید میں ان اشیاء کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت برقرار نہ رہے جس سے وہ مل کر بنی ہے۔

دوم: شئ جدید میں موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رہیں۔

ان دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم نہیں ہونا چاہئے، پہلی صورت میں چونکہ انقلاب ماہیت کامل طور پر ہوا ہے اس لئے سابق حکم بدل جائے گا، اور دوسری صورت میں موروثی طور پر کچھ سابق خواص وکیفیات پائے جانے کی وجہ سے کہا جائے گا کہ اس میں کامل انقلاب ماہیت

نہیں ہوا ہے، لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ اس کا سابق حکم باقی رکھا جائے، مثال کے طور پر ایک دوا کئی چیزوں سے مل کر بنی ہے ان میں شراب بھی شامل ہے، اس دوا کے تمام سابق اجزاء میں انقلاب ماہیت ہوگیا ہے مگر شراب کی بعض کیفیات وخصوصیات اس دوا میں اب بھی موجود و محسوس ہیں، تو اس دوا کے استعمال کو حرام قرار دینا بہتر ہوگا۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان یقیناً فرق کرنا چاہئے، جو اشیاء نجس العین ہیں انقلابِ ماہیت کے بعد بھی انہیں نجس مانا جائے گا (دیکھئے: جدید فقہی مسائل، جلد اول: بحث طب وعلاج تالیف مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

مگر یہ بات ملحوظ رہے کہ جانوروں میں کون نجس العین ہیں اور کون غیر نجس العین ہیں اس میں اختلاف ہے، شوافع وحنابلہ کے نزدیک خنزیر اور کلب نجس العین ہیں، حنابلہ نے اس پر اضافہ یہ کیا ہے کہ جو غیر مأکول اللحم جانور بلی سے بڑے ہیں وہ بھی نجس العین ہیں، حنفیہ کے نزدیک صرف خنزیر نجس العین ہے اور مالکیہ کے نزدیک مطلق طور پر کوئی بھی جانور نجس العین نہیں ہے، ان کے نزدیک خنزیر اور کتا اور ان سے پیدا ہونے والی تمام چیزیں طاہر ہیں (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ مبحث الاعیان الطاہرہ)۔

اس اختلاف میں راجح مسلک شوافع وحنابلہ کا ہے۔

۵- پوچھا گیا ہے کہ قلب ماہیت کے اسباب کیا ہیں؟ مگر یہاں قلب ماہیت کی تعبیر درست نہیں ہے، صحیح تعبیر یہ ہے کہ مختلف اشیاء میں انقلاب وتغیر یا قلب وتغیر کے اسباب کیا ہیں؟ اس لئے کہ مثال میں جو چیزیں ذکر کی گئی ہیں ان میں بعض کے اندر قلب ماہیت پایا جاتا ہے، اور بعض کے اندر محض تغیر اوصاف یا قلب خواص پایا جاتا ہے، بہر حال انقلاب وتغیر کے اسباب اس طرح ہیں:

اول: جلانا۔

دوم: دھوپ دکھانا۔

سوم: کسی شئ کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا۔

چہارم: سوکھی ہوئی کھال یا ہڈی میں جلاٹین کا عمل کرنا جیسا کہ ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی کی تحریر میں ذکر کیا گیا ہے اور بھی دوسرے اسباب ہو سکتے ہیں۔

البتہ جیسا کہ میں نے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ ''جلانا'' مختلف فیہ ہے، حنفیہ کے نزدیک نجاست کو آگ سے جلانا سبب طہارت ہے، شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک جلانا سبب طہارت نہیں ہے، البتہ مالکیہ کے نزدیک شئ نجس کی راکھ طاہر ہے، اسی طرح قلب اور انقلاب میں بھی اختلاف ہے، ایک ہے کسی چیز کی ماہیت کو بدل دینا اسے قلب کہا جاتا ہے، اور انقلاب ہے کسی چیز کی ماہیت کا خود بدل جانا، جیسے حنفیہ و مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ شراب جب سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہے، چاہے خود بخود بن جائے یا نمک وغیرہ ڈال کر اسے سرکہ بنا دیا جائے اور شافعیہ وحنابلہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر شراب خود بخود سرکہ ہو جائے تو طاہر ہے اور اگر کسی عمل سے اسے سرکہ بنا دیا جائے تو وہ طاہر نہ ہوگا، اس اختلاف میں مؤخر الذکر مسلک راجح ہے، دلیل یہ حدیث ہے: ''سئل رسول الله ﷺ عن الخمر تتخذ خلا قال لا'' (اخرجہ مسلم، والترمذی)، معلوم ہوا کہ صرف انقلاب معتبر ہے۔

۶-فلٹر (Filter) کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے اسے قلب ماہیت نہیں کہا جائے گا بلکہ اسے تجزیہ (Decompose) کہا جائے گا، جیسا کہ جواب ۲ کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے، اگر حلال وطاہر اشیاء میں فلٹر کا عمل کر کے جدید اشیاء تیار کی گئی ہیں تو ان کا استعمال جائز ہوگا اور اگر وہ عمل حرام ونجس اشیاء میں کیا گیا ہے اور ان سے کھانے یا پینے کی نئی چیزیں بنائی جائیں تو انھیں استعمال کرنا حرام ہوگا، جیسے نجس پانی سے نجاست کے عناصر کو الگ کر کے صاف پانی بنانا یا مختلف اقسام کی شرابوں سے ان کے جوہری اجزاء کو نکال کر دوسری چیزیں بنانا وغیرہ۔

۷-دوائیں جومرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، وہ خواہ جامد ہوں یا سیال، اگر وہ اجزاء وعناصر حرام ونجس ہوں تو ان دواؤں کا استعمال حرام ہوگا، اور اگر وہ اجزاء حلال وطاہر ہوں تو ان دواؤں کا استعمال درست ہوگا۔

فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں ''استہلاک عین'' کہتے ہیں تو اس استہلاک کو قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا، یہی حکم ان انگریزی دواؤں کا ہے جن میں الکحل کی آمیزش ہوتی ہے جو اصل شراب ہے، ظاہر ہے دواؤں میں شراب کے اختلاط سے ''اسکار'' کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے (دیکھئے: فتاوی نذیریہ ۲/ ۵۲۶ طبع قدیم دہلی)۔

میری یہ پوری بحث عام حالات سے متعلق ہے، اضطراری حالت سے متعلق نہیں ہے، تو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر کسی کو علاج کی مجبوری ہو یعنی شفا حاصل کرنے کے لئے کسی حرام چیز کا کھانا ناگزیر ہو جائے تو فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، ایک گروہ نے اس مجبوری کا اعتبار نہیں کیا ہے، ان کا استدلال اس حدیث سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" **إن الله لم يجعل شفائكم فيما حرم عليكم** (اخرجہ البخاری)، (اللہ نے اپنی حرام کردہ چیزوں میں تمہارے لئے شفا نہیں رکھی ہے)۔

لیکن دوسرے فقہاء نے علاج کی مجبوری کا لحاظ کیا ہے اور علاج کو غذا کی طرح ضروری قرار دیا ہے، کیونکہ دونوں ہی چیزیں زندگی کے لئے ضروری ہیں، اس گروہ کا استدلال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف اور زبیر بن عوام کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی تھی، حالانکہ ریشم پہننا ممنوع ہے اور اس پر وعید آئی ہے (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: الحلال والحرام فی الاسلام/ ۵۱)۔

آخری شرط کے سلسلے میں ایک بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں مسلم طبیب نہ

ہوں، وہاں غیر مسلم طبیب پر اعتماد کیا جا سکتا ہے، علامہ ابن القیمؒ اپنی کتاب ''الطرق الحکمیہ ر ۱۷۷، مکتبۃ النھضۃ الحدیثیہ'' میں مالکیہ کا یہ مسلک نقل کیا ہے: ''وهم يجيزون شهادة طبيبين كافرين حيث لا يوجد طبيب مسلم'' (یعنی جہاں مسلم طبیب نہ مل سکے وہاں دو غیر مسلم طبیبوں کی شہادت جائز ہوگی) (موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل ر ۱۸۸، تالیف: مولانا محمد برہان الدین سنبھلی)۔

۸- مردار جانوروں کے چربی سے جو صابن تیار کئے جاتے ہیں تو اس عمل سے چربی میں قلب ماہیت نہیں ہوتا، اس لئے کہ چربی کے بعض اوصاف وخواص صابن میں پائے جاتے ہیں، لہذا اس صابن کا استعمال درست نہ ہوگا، اسی طرح مغربی ممالک میں جس بسکٹ میں چربی ملائی جاتی ہے اس کا استعمال بھی درست نہیں، رہا معاملہ ہڈیوں کے پاؤڈر کا جسے ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ملایا جاتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

اول: وہ ہڈیاں مأکول اللحم جانوروں کی ہوں تو اس صورت میں اس ٹوتھ پیسٹ کا استعمال درست ہوگا۔

دوم: وہ ہڈیاں غیر ماکول اللحم جانوروں کی ہوں، اس صورت میں اس ٹوتھ پیسٹ کا استعمال ناجائز ہوگا۔

دراصل صابن بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے استعمال کے لئے ''الضرورات تبيح المحظورات کا اصولی قاعدہ دلیل نہیں بن سکتا، اس لئے کہ وہ تمام چیزیں علاج کی مجبوری اور اضطراری ضرورت کے دائرہ سے بالکل الگ تھلگ ہیں، حالانکہ ہڈیوں کے پاؤڈر میں جلاٹین کا عمل ہوتا ہے جس سے قلب ماہیت ہوجاتا ہے، مگر چونکہ ٹوتھ پیسٹ اضطراری ضرورت نہیں ہے اس لئے ہم نے ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم کا فرق کیا ہے۔

یہاں میں دو باتیں ذکر کرنا چاہتا ہوں جن سے اس مسئلہ میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے:

اول: کھانے پینے وغیرہ کی جدید مشرقی ومغربی اشیاء کواس وقت تک مباح سمجھا جائے گا جب تک قطعی طور پر حرمت کی دلیل معلوم نہ ہو، جیسا کہ ہم تمہیدی بحث میں ذکر کر چکے ہیں، اس بناء پر ایک فقہی قاعدہ ہے کہ جو چیز نظروں سے غائب ہے اس کی تفتیش میں نہیں پڑنا چاہئے، ڈاکٹر یوسف قرضاوی جامع صحیح بخاری وغیرہ کی بعض احادیث ذکر کر کے لکھتے ہیں:

''ایک مسلمان کے لئے ضروری نہیں کہ جو چیز اس کی نظروں سے غائب ہو اس کے بارے میں تفتیش کرے کہ اس کو کس طرح ذبح کیا گیا تھا؟ ذبح کی شرائط پوری کی گئی تھیں یا نہیں؟ اس پر اللہ کا نام لیا گیا تھا یا نہیں؟ بلکہ جو ہماری نظروں سے غائب ہو اور ذبح کرنے والا مسلمان ہو خواہ وہ جاہل ہو یا فاسق یا وہ اہل کتاب میں سے ہو تو اس کا کھانا حلال ہے (الحلال والحرام فی الاسلام الباب الثانی ر ۶۲، تیرہواں ایڈیشن طبع بیروت)۔

دوم: بعض فقہاء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ مأکول اللحم وغیر ماکول اللحم ہر مردار جانور کی کھال، ہڈی اور بال وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، ان کا خیال ہے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ سے جومروی ہے: "أیما ا٘ ھاب دبغ فقد طھر" (جس کھال کی بھی دباغت کی گئی وہ پاک ہوگئی) اس کا حکم عام ہے جس کا اطلاق تمام کھالوں پر ہوتا ہے، خواہ وہ کتے کی ہو یا خنزیر کی ہو، یہ اہل ظاہر کا قول ہے، امام ابو یوسفؒ سے بھی یہی منقول ہے اور امام شوکانیؒ اسے ترجیح دیتے ہیں (الحلال والحرام فی الاسلام ر ۵۰)۔

میں اس نقطۂ نظر سے اتفاق نہیں رکھتا، علامہ قرطبیؒ نے اس نقطۂ نظر کے دلائل کا بھرپور جائزہ لیا ہے اور سخت تردید کی ہے مگر موجودہ حالات میں غور وفکر کے بعد اس طرز فکر سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون جو مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے تو چونکہ وہ ''دم مسفوح'' (بہایا ہوا خون) جو نص قرآنی سے حرام ہے، اس لئے اگر یقین ہو جائے کہ

فلاں دواؤں میں اس خون کا استعمال ہوا ہے تو ان کا استعمال حرام ہوگا، البتہ مذکورہ شرائط کے ساتھ علاج کی مجبوری میں ان کا استعمال درست ہوگا۔

رہا مذبوح جانوروں کے دوسرے اجزاء کا معاملہ تو اگر وہ مأکول اللحم جانوروں کے اجزاء ہوں تو ان سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال درست ہوگا اور اگر غیر مأکول اللحم جانوروں کے اجزاء ہوں تو اکل وشرب اور بدن کے لئے ان کا استعمال ناجائز ہوگا، دوسرے کاموں کے لئے ان کا استعمال درست ہوگا۔

۱۰- ڈاکٹر اصغر علی جامعہ ہمدرد نئی دہلی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ جلاٹین بنانے کے تین طریقے ہیں:

اول: سوکھی ہوئی ہڈی یا کھال کو صاف کر کے اسے تیزاب، چونا اور دھوپ سے گزارنا اور پھر پیس کر پاؤڈر بنانا۔

دوم: بچھڑے کی کھال کو چونا اور گرم پانی سے گزارنا پھر جلاٹین بنانا۔

سوم: خنزیر کی کھال کو تیزاب اور گرم پانی سے گزارنا پھر جلاٹین بنانا۔

یقیناً جلاٹین کا جو عمل ہے وہ قلب ماہیت کے تحت آئے گا، لیکن جلاٹین اگر غیر مأکول اللحم کی ہڈی اور کھال اور خنزیر کی کھال سے تیار کیا جائے تو اکل وشرب اور بدن کے علاوہ دوسرے کام میں اس سے بنی ہوئی چیز استعمال کر سکتے ہیں اور اگر وہ مأکول اللحم جانور کی ہڈی اور کھال سے تیار کی جائے تو اسے ہر کام میں استعمال کر سکتے ہیں، اور اگر کسی کو یقینی علم نہ ہو تو کھود کرید اور تفتیش کی ضرورت نہیں، اسے ہر صورت میں ہر کام کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

میں نے اپنی یہ بات علامہ نوویؒ کی ایک تحقیق سے مستنبط کی ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ مردار کی چربی وغیرہ غیر اکل وغیر بدن کیلئے استعمال کر سکتے ہیں، اس مسئلہ میں ذکر اختلاف کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ مذکورہ نقطۂ نظر بہت سے صحابہ، امام شافعیؒ، امام سفیان ثوریؒ امام ابوحنیفہؒ اور

ان کے اصحاب اور لیث بن سعدؒ وغیرہ کا مسلک ہے (الصحیح لمسلم مع شرحہ للنووی کتاب البیوع باب تحریم بیع الخمر والمیتۃ)۔

## ایک تجویز

اس وقت عالمی طور پر جس انداز میں دواؤں کی کمپنیوں پر غیر اسلامی ذہن مسلط ہے اس کے پیش نظر میری تجویز ہے کہ مسلمانوں کو یونانی ادویہ کا استعمال کرنا چاہئے اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے سکریٹری جنرل سے میری گزارش ہے کہ وہ عالم عرب کو اس طرف متوجہ کریں کہ وہاں ایسی دواساز کمپنیاں قائم کی جائیں جن میں حرام سے اجتناب کیا جائے۔

# تبدیلی احکام پر تبدیلی ماہیت کے اثرات

مولانا عبدالرشید قاسمی ☆

## بنیادی عناصر

۱- کسی بھی شیٔ کے بنیادی عناصر رنگ، بو اور ذائقہ (مزہ) ہیں، اگر کسی چیز میں یہ تینوں وصف پائے جائیں تو باعتبارِ شرعی اس کو حقیقت و ماہیت کی تبدیلی نہیں کہیں گے۔ گرچہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات کیوں نہ کردیئے جائیں، چہ جائیکہ فقہاء نے ان اوصافِ ثلاثہ کو پانی کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے مگر درحقیقت یہ اوصاف تمام اشیاء کے لئے ہیں۔ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ان اوصاف کے سلسلہ میں فقہاء اسلام کے نقطہ نظر کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"إن خالط الماء شيئ طاهر ولم يغير لونه أو طعمه أو ريحه فهو ماء مطلق طهور وإن غير أحد هذه الأوصاف على أجزائه الثلاثة فهو طاهر عند المالكية والشافعية والحنابلة غير مطهر وعند الحنفية طاهر مطهر ما لم يطبخ أو يغلب" (الفقہ الاسلامی ۱/ ۸۶) (اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے جس سے رنگ، ذائقہ اور بو نہ بدلے تو یہ ماء مطلق ہے اور پاک ہے اور اگر ان اوصاف میں سے ایک وصف بھی بدل جائے تو مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک پانی پاک ہے، پاک کرنے والا نہیں اور حنفیہ کے نزدیک طاہر اور مطہر بھی ہے جب تک کہ وہ پکا نہ ہو یا پانی کے اجزاء پر کوئی چیز غالب نہ ہو)۔

---

☆　مدرسہ ریاض العلوم گورینی، جونپور، یوپی۔

علامہ ابن المنذر نے فرمایا کہ اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ قلیل یا کثیر پانی یہ ہے کہ جب اس میں کوئی نجاست پڑ جائے پھر پانی کا مزہ یا رنگ یا بو، بدل جائے تو وہ پانی ناپاک رہے گا، اس صورتحال تک آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پانی پاک ہے، اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی مگر جب کہ وہ چیز پانی کے مزہ اور رنگ و بو، پر غالب آجائے'' (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۳۸)۔

## حاصل کلام

کسی بھی چیز کے بنیادی عناصر تین ہیں، اگر تغیرات کے باوجود اوصاف مذکورہ میں سے کوئی وصف علی حالہ باقی رہتا ہے تو درحقیقت یہ شکل تبدیل ماہیت کی نہ ہوگی۔

## تبدیل ماہیت کی صورت

۲:الف- حضرات فقہاء نے تبدیل ماہیت کی صورت میں مختلف اشیاء کا مختلف حکم بیان فرمایا ہے، مثلاً اگر کوئی چیز ہے جس کا کوئی وصف ہی نہیں ہے تو وہاں تبدیلِ ماہیت باعتبار قلت وکثرت یا باعتبار اوزان ہوگی۔

ب- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں تین اوصاف ہوں اور ان اوصاف میں سے دو وصف بدل جائے تو یہ تبدیل ماہیت کی صورت ہوگی۔

ج- اور اگر اوصاف ثلاثہ میں سے صرف ایک وصف بدلا ہو تو یہ تبدیل ماہیت نہ ہوگی۔

د- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے جس میں دو وصف ہیں دو میں سے ایک بدل گیا تو یہ تبدیلِ ماہیت ہوگی۔

ہ- اور اگر دونوں وصف بدل گئے تو تبدیلِ ماہیت کی یہ صورت بدرجۂ اتم ہے۔

و- اور اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ جس میں ایک ہی وصف ہوتا، اور وہ وصف ختم ہو گیا تو یہ بھی تبدیل ماہیت کی صورت ہے (دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۳۰)۔

## قلب ماہیت جائز ہے

۳- اگر شی میں ایسی تبدیلی ہوئی جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو گئے، نام بھی بدل گئے اور مجموعی طور پر مزاج بھی بدل گیا اور جن اشیاء سے مل کر یہ چیز وجود میں آئی ہے اگر ان کا کوئی بھی اثر اور خصوصیت برقرار نہیں رہی تو تبدیل ماہیت ہو گئی اور یہ شکل جائز ہے۔

لیکن اگر ایسی تبدیل ماہیت ہو کہ جو اجزاء اس چیز میں پڑے ہوئے ہیں ان میں سے کسی جزء کے مثلاً دو وصف ہیں یا تین وصف یا ایک وصف ہے، اگر ایک وصف والے کا مذکورہ وصف اور دو وصفوں والے کا دونوں وصف اور تین وصفوں والے کا صرف دو وصف بدل گئے تو یہ بھی صورت تبدیلِ ماہیت کی ہے، مگر کوئی چیز ایسی ہے کہ جس کا ایک وصف تھا اور وہ تبدیلی کی صورت میں ختم نہیں ہوا تو یہ صورت تبدیلِ ماہیت کی نہیں ہوئی۔

## اشیاء نجس کا استعمال

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف اشیاء نجس کے مابین فرق نہیں ہوگا اور نجس العین غیر نجس العین کے درمیان بھی تفریق نہیں ہوگی، کیونکہ انقلابِ ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و ماہیت بن جائے، نہ اس کا نام، کیفیت اور صورت باقی رہے، نہ اس کے آثار و امتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار و خواص بھی دوسرے، اثرات و علامات و امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے، موجودہ دور میں قلبِ ماہیت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ خالص نالوں (گٹر) کے پانی سے سبزیوں کی کاشت ہوتی ہے، مثلاً پالک وغیرہ اور ان سبزیوں کی

تروتازگی میں کوئی فرق نہیں آتا یا گوبھی کے پودوں کی جڑ میں پاخانہ ڈالتے ہیں یا انگور کے پودوں میں خون ڈالا جاتا ہے، کیونکہ ان نجاستوں سے نشوونما میں اضافہ ہوتا ہے، لہذا اقلبِ ماہیت یہی ہے کہ چیز پہلے تھی اب وہ اسماً، حقیقۃً اور شکلاً نہیں ہے یا انسانی مادہ جب تک ہے جب تک وہ اپنی اصل پر ہے، مگر جب وہ گوشت کی شکل یا انسانی صورت میں ہوگیا تو وہ طاہر ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ ابن حجر نے تحفہ کے باب الانجاس میں فرمایا کہ فقہاء نے کسی چیز کے حقیقۃً بدلنے میں اختلاف کیا ہے، کیا پیتل کا سونا بننا ثابت ہے؟ ایک جماعت کے نزدیک یہ تبدیلی حقیقۃً ثابت ہے، اس لئے کہ لاٹھی کا سانپ بننا یہ حقیقۃً ثابت ہے، ورنہ معجزہ کا ابطال لازم ہوگا اور فقہاء کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ کسی چیز کا حقیقۃً بدلنا ناممکن ہے۔

حاصل اس کا یہ ہے کہ حقائق کا بدل جانا یہ ثابت ہے جیسا کہ ہم نے کہا اور یہی بات سچ ہے اور اس پر عمل بھی جائز ہے، ہاں حقیقت میں تبدیلی کا علم بھی ہو، ورنہ یہ دھوکا ہوگا، کیونکہ پیتل کو سونا یا حقیقۃً چاندی بنانا اور اگر ہم یہ کہیں کہ یہ شکل جائز نہیں، کیونکہ اس میں خداع ہے تو یہ عدم جواز کا حکم اس کے لئے ہے جو تبدیلی کا طریقہ نہیں جانتا، کیونکہ اس میں ضیاع مال اور مسلمانوں کو دھوکا دینا ہے اور ہمارا مذہب حقائق انقلاب کے ثبوت میں ظاہر ہے، اسی دلیل سے جس کو فقہاء نے عین نجاست کی تبدیلی کے سلسلہ میں فرمایا ہے، جیسے شراب کا سرکہ ہونا اور خون کا مشک بننا، (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۳۰)۔

علامہ ابن عابدین نے "**لأنه لحمه لا يتغير**" کے ذیل میں فرمایا ہے اور یہ ابومسعود میں ایک جزئیہ ہے کہ نجس پانی سے کھیتیوں کی سینچائی کرنا اکثر فقہاء کے نزدیک نہ حرام ہے اور نہ مکروہ (دیکھئے: ردالمحتار ۵/ ۲۱۷)۔

## اسباب قلب ماہیت

۵- فقہاء احناف نے نجاست کو دور کرنے یعنی ازالہ کے لئے دس سے زائد اسباب

تحریرفرمائے ہیں:

١-مطلق پانی اگرچہ وہ مستعمل ہو اس سے طہارتِ حقیقی اور حکمی ہو جائے گی: ''الماء المطلق ولو كان مستعملاً تحصل به الطهارة الحقيقية والحكمية''

٢- بہنے والی پاک چیزیں یعنی سیّال طاہر: ''المائعات الطاهرة وهى التى تنعصر بالعصر أو تزيل النجاسة''

٣-رگڑنا یعنی ناپاک چیز کو زمین پر زور سے رگڑ دینا تاکہ اثر نجاست یا عین نجاست ختم ہو جائے: ''الدلك وهو مسح المتنجسة على الأرض مسحا قويا بحيث يزيل به أثر أو عين النجاسة''

٤-ناپاک چیز کا صاف کر دینا تاکہ اثر نجاست ختم ہو جائے اور ایسی ثقیل چیز کو صاف کرنا جس میں مسامات نہ ہو: ''المسح الذى يزول به أثر النجاسة يطهر به الشئ الثقيل الذى لا مسام له كالسيف والمرآة والزجاج''

٥-دھوپ یا ہوا سے سکھانا تاکہ اثر نجاست ختم ہو جائے: '' الجفاف بالشمس أو الهواء والزوال أثر النجاسة''

٦- ایسے لمبے کپڑے میں چلنا جو پاک اور ناپاک زمین سے رگڑتے ہوں: ''تكرار المشئ فى الثوب الطويل الذى يمس الأرض النجسة والطاهرة يطهر الثوب''

٧-کھرچنا: ''الفرك يطهر به منى الا[] نسان [] ذا أصاب الثوب وجف''

٨- دھننا: ''الندف ويطهر به القطن إذا ندف وذهب أثر النجاسة إذا كانت قليلة''

٩- نجاست اور اطراف نجاست کو شئ طاہر سے علیحدہ کرنا: ''التقوير أى عزل الجزء المتنجس عن غيره''

۱۰- ناپاکی کو پاکی سے علیحدہ کرنا: "قسمة المتنجس بفصل الأجزاء المتنجسة عن الطاهرة"

۱۱-اصل چیز کو بدلنا۔یعنی عین نجاست خود یا واسطہ سے بدل جائے جیسے ہرن کے خون کا مشک اور شراب کا از خود سرکہ بننا یا شراب کا کسی چیز سے سرکہ بننا اور مردار کا نمک ہو جانا یا کتے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بننا اور گوبر جب کہ جل کر راکھ ہو جائے اور ناپاک تیل کا صابن بننا اور گٹر کی مٹی کا خشک اور اثر نجاست کا ختم ہونا اور جب زمین میں نجاست دفن کی گئی اور اس کا اثر مرور زمانہ سے ختم ہو گیا تو یہ تمام صورتیں امام محمدؒ کے فتوے کے مطابق پاک ہیں۔

سیدنا امام ابو یوسفؒ کا اختلاف ہے، کیونکہ جب نجاست اپنے اوصاف اور معانی کے ساتھ بدل جائے تو وہ نجاست من حیث النجاسہ ہونے سے خارج ہوگئی، کیونکہ اسم ذات موصوفہ کا ہوتا ہے، لہذا وصف کا نہ ہونا ہی نجاسب کا ختم ہونا ہے۔اور شراب کا از خود سرکہ بننا وہ تمام مذاہب کے مطابق پاک ہے۔

۱۲- ناپاک اور مردار کی کھال دباغت سے پاک ہوگئی: " الدباغ للجلود النجسة أو الميتة يطهرها كلها إلا جلد الإنسان والخنزير"

۱۳-شرعی طریقہ پر ذبح کرنا اگر ذابح مسلم یا کتابی ہو، مذبوح مأکول اللحم یا غیر مأکول اللحم ہو: "الزكاة الشرعية (الذبح) فى تطهير الذبيح وهو أن يذبح مسلم أو كتابى حيوانا ولو غير مأكول اللحم"

۱۴- جلا کر پاک کرنا یعنی ناپاکی کو آگ میں جلادنا: " النار تطهر فی مواضع هی إذا استحالت بها النجاسة أوزال أثرها بها كحرق الفخار الجديد وتحول الروث من رباط و ۱۶ حراق موضع الدم من رأس الشاة"

۱۵-کنویں سے نجاست کا نکالنا: "نزح البئر المتنجسة أو غوران ماء البئر

قدر ما نزحه منها مطهر لها كالنزح"

۱۶- ایک جانب سے پانی کا جانا اور دوسری طرف نکلنا: "دخول الماء من جانب وخروج الماء من الآخر من حوض صغير مسلماً كان فيه ثلاث مراتٍ فيصير ذلك بمنزلة غسله ثلاثاً"

۱۷- گڑھا کھودنا یعنی زمین کے اوپر والے حصہ کو نیچے اور نیچے والے کو اوپر کرنا: "الحفر (قلب الأرض) يجعل الأعلى أسفل يطهرها"

۱۸- کپڑے یا بدن کے کنارے کو دُھل دینا، یہ مکمل دھلنے کے برابر ہوگا جب کہ انسان نجاست کی جگہ کو دھلنا بھول جائے: "غسل طرف الثوب أو البدن يجزئ عن غسله كله إذا نسي المرء محل النجاسة" (الفقہ الاسلامی ار ۹۳-۱۰۷)۔

فقہاء نے اسباب بالا کو قلبِ ماہیت کی بنیاد قرار دیا ہے، اس دور جدید میں اسباب مذکورہ کے علاوہ اور بھی سبب بن سکتے ہیں کیونکہ قلبِ ماہیت کی حقیقت صرف یہ ہے کہ پہلے جو نام، اثر اور رنگ وغیرہ تھا وہ بدل کر اب دوسرا نام، دوسرا اثر اور دوسری شکل ہو جائے، لہذا اسبابِ قلبِ ماہیت یہ کوئی حتمی اور یقینی نہیں ہیں۔

## قلبِ ماہیت کی دو شکل

۱- اگر نجاست گاڑھی اور جسم دار ہے گرچہ وہ منی ہے تو جھاڑ دینے سے پاک ہو جائے گی۔ (فقہاء کا اس پر اجماع ہے) اور اگر اس کے علاوہ جیسے پاخانہ اور جما ہوا خون، گوبر ہو تو وہ بھی امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جھاڑنے سے پاک ہو جاتا ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک دھلنے ہی سے پاکی ہوگی (بدائع الصنائع ار ۸۴)۔

یہیں سے یہ بات بھی نکل آئی کہ اگر کوئی شخص ناپاک کپڑے کو دھلا اور دھلائی کی شکل

یہ ہے کہ کپڑا اور پٹرول کو مشین میں یا بالٹی میں ڈال کر جھنجھوڑ دیا، کپڑوں کے داغ دھبے خواہ نجاست کے ہوں یا کسی اور چیز کے وہ زائل ہو گئے تو کپڑا پاک ہو گیا، کیونکہ کپڑے میں پٹرول جذب ہو کر اڑ جاتا ہے اور اڑنے کے بعد اثر نجاست باقی نہیں رہتا بلکہ زائل ہو جاتا ہے تو کہنا پڑے گا کہ پٹرول ہی سے ازالہ ہوا اور تطہیر نام ہے اسی ازالۂ نجاست کا خواہ قلب ماہیت کی وجہ سے ہو جیسے شراب کا سرکہ بننا اور سرکہ کا پاک شمار کیا جانا یا محض روئی کے دھننے سے روئی کا پاک ہو جانا یا غسل بالماء کے ذریعہ یا کسی بھی سیال طاہر شئ سے غسل کے ذریعہ ہو اور یہ صورت یہاں بھی حاصل ہے۔

## استہلاک عین

۷- عالمی پیمانہ پر عموماً دوائیں مرکب تیار ہو رہی ہیں اب جب یہ دوائیں مرکب ہیں تو ان کی ترکیب مختلف اجزاء و عناصر سے ہوں گی ان میں جامد اور سیال اجزاء بھی ہوں گے، حلال وحرام بھی ہوں گے، حرام عناصر کے بارے میں عرض ہے کہ اگر کیمیاوی عمل کے بعد وہ جزء اپنی اصل ہیئت پر برقرار رہے تو پھر وہ حرام ہوں گی، ان کا استعمال جائز نہیں، لیکن عموماً ہوتا یوں ہے کہ حرام عناصر کو جب مختلف اجزاء میں ملایا جاتا ہے تو ملانے کی شکل تحلیلی ہوتی ہے۔ یعنی وہ اجزاء ایک دوسرے میں ایسا خلط ملط ہوتے ہیں کہ ان کا متمیز ہونا ناممکن ہوتا ہے۔

اطباء کے پاس دواؤں کو ملانے کے لئے کھرل نامی ایک برتن ہوتا تھا، اس میں دواؤں کو اس قدر گھستے تھے کہ مل جانے کے بعد اجزاء کا متمیز کرنا عموماً ناممکن ہوتا ہے، عام آدمی یہ بتانے سے بھی قاصر ہوتا ہے کہ ان میں کن کن چیزوں کا جزء شامل ہے، مگر طبیب حاذق چکھ کر عموماً بتادیتا، اس مشینری دور میں ایک عنصر کا دوسرے عنصر سے ملنے کے بعد علیحدگی ناممکن ہے اور یہ بھی قلبِ ماہیت کی شکل ہے اور اصطلاحِ فقہاء میں استہلاک عین ہے۔

احناف کے نزدیک سرکہ کڑواہٹ سے کھٹے پن کی تبدیلی کے بعد پہچانا جائے گا، بایں طور پر کہ شراب میں بالکل کڑواہٹ نہ ہو، پھر اگر شراب میں کڑواہٹ کا کچھ اثر باقی ہے تو اس کا پینا حلال نہیں، کیونکہ امام اعظمؒ کے نزدیک شراب سرکہ کے معنی میں مکمل سرکہ ہونے کے بعد ہوتا ہے جس طرح کہ امام صاحب کے نزدیک انگور کا رس شراب نہیں ہوتا مگر اس میں مکمل نشہ ہو، حاصل یہ ہوا کہ حرام اشیاء میں ایسی تبدیلی واقع ہو کہ وہ چیز ماقبل میں جیسی تھی ویسی بالکل نہ ہو، تو یہی استہلاک عین ہے اور یہ قلبِ ماہیت ہے اور اس عمل کے بعد حرام، حرام نہیں رہتا، بلکہ وہ مستقل شئ اور ایک جدید نام سے معروف ہو جاتا ہے (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۱۲۱، الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/ ۵۲۶)۔

## صابن وغیرہ میں مردار یا خنزیر وغیرہ کا استعمال

۸-خنزیر یا مردار کی چربی کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن بسکٹ آئس کریم اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں قلبِ ماہیت کے بعد استعمال جائز ہے، کیونکہ قلبِ ماہیت نام ہے ذات اور حقیقت کے بدلنے کا، نیز اس میں عموم بلوی ہے۔

علامہ شامی اشیاء نجس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور ناپاک تیل کو صابن بنانے سے وہ پاک ہو جائے گا، عمومِ بلوئی کی وجہ سے یہ فتویٰ ہے، کسی نے ناپاک تیل کو صابن بنانے میں استعمال کیا تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، کیونکہ یہی تو تبدیلِ ماہیت ہے اور امام محمد کے نزدیک تبدیلِ ماہیت باعثِ طہارت ہے اور یہ فتویٰ عمومِ بلوئی کی بناء پر ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں کہ میں نے منیۃ المصلی کی شرح میں پہلے قول کی تائید بھی دیکھا ہے اور اس پر اس مسئلہ کی فرع بھی ہے کہ اگر انسان یا کتا صابن کے گڈھے میں گر جائے اور پھر صابن ہو جائے تو یہ صابن حقیقت کے بدل جانے سے پاک ہوگا''

(رد المحتار ۱/ ۱۹۱)۔

## علت تطہیر

معلوم ہونا چاہئے کہ امام محمدؒ کے نزدیک علت تطہیر تبدیلی ماہیت وحقیقت ہے اور یہ فتویٰ عموم بلویٰ کی بناء پر ہے، گوبر کی راکھ پاک ہے اور نمک بھی گدھا یا خنزی کے گرنے سے ناپاک نہ ہوگا، کنویں کا پانی ناپاک نہ ہوگا، جب کہ کنویں میں پاخانہ گر کر کیچڑ ہو جائے، اس لئے کہ اصل نجاست تبدیل ہو چکی ہے۔

## دواؤں میں خون کا استعمال

۹-خون حرام ہے خواہ مأکول اللحم یا غیر مأکول اللحم یا مذبوح جانوروں کا ہو، ارشادِ ربّانی ہے: ''إنما حرم عليكم الميتة والدم'' (الآیۃ)، البتہ اس کے استعمال کی آج دو شکل ہو سکتی ہے: پہلی شکل وہی قلبِ ماہیت کی ہے، لہذا اس کے بعد استعمال میں کوئی حرج نہیں اور اگر اپنی اصل پر ہے تو پھر ارشادِ ربانی اور فرمانِ نبوی کے مطابق صرف مضطر کے لئے جائز ہے جیسا کہ حرام دواؤں سے جان بچانے کے لئے علاج کی اجازت ہے، علامہ ابن حزم ظاہری فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے: ''جن روایات میں حرام شیٔ سے نجات (شفاء) نہ ملنے کا ذکر ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ حرام ہے، شفاء نہ ہوگی، لیکن جب وہ ضرورۃ حلال ہوگئی تو شفاء ہوگی، کیونکہ اب وہ خبیث یا حرام نہ رہی، نیز یہ کہ ان روایات میں بعض پر کلام کی گنجائش ہے۔

علامہ ابن حزم ظاہری کی تحریر بالا سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ فقہاء نے اشیاء محرمہ کے دواءً استعمال کی بضرورت اجازت قرآن مجید کی ان آیات کی بنیاد پر دی ہے جن میں حرام اشیاء کے استعمال کی مضطر کیلئے اجازت دی گئی ہے، اس طور پر کہ ان آیات کے اندر بھوک سے موت کا یقینی خطرہ پیدا ہو جانے کی صورت میں جان بچانے کے لئے مردار، خنزیر وغیرہ حرام اشیاء کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، تو بیماری کی وجہ سے جان ختم ہونے کا یقینی خطرہ پیدا ہو جانے میں

کسی حرام چیز کے بطورِ دواء استعمال کرنے کا جواز بھی دلالۃ ثابت ہوتا ہے، لہذا بغیر قلبِ ماہیت کے دواؤں میں خون کا استعمال بحالت عذر ہی جائز ہے، لیکن عموماً آج کی دواؤں میں خون قلبِ ماہیت کے بعد ہی استعمال ہوتا ہے، لہذا حقیقت اور ماہیت کے بدل جانے کی صورت میں خون کا استعمال جائز ہے۔

## الکحل

۱۰- دواؤں میں الکحل کا استعمال عالمی پیمانہ پر اس وقت ہو رہا ہے، فقہاء برصغیر علامہ رشید احمد لدھیانوی، مولانا مفتی نظام الدین، مولانا برہان الدین سنبھلی وغیرہم کی الکحل کے سلسلہ میں تحقیق یہ ہے کہ الکحل ایک عنصر ہے جو بہت سی چیزوں مثلاً پھلوں، ترکاریوں کے اندر قدرۃً موجود رہتا ہے، اسی عنصر کو بعض تدابیر سے علیحدہ کرکے بہت سے اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً خوشبو، ذائقہ بڑھانا، کسی چیز کو جلد خراب ہونے سے بچانا اور اس کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ اس کے اندر ایسی بہت سی اشیاء بھی تحلیل ہو جاتی ہے جو کسی اور طرح نہیں ہوسکتی، اس میں ہلاکت خیز حد تک سکر اور نشہ ہوتا ہے یعنی اگر کوئی شخص خالص الکحل استعمال کرے تو نشہ کے ساتھ ہلاک بھی ہوسکتا ہے (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۶۱ تعمیر حیات ۱۰ر فروری ۱۹۹۰ء)۔

اگر الکحل حقیقت بالا ہی پر پایا جاتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس مسئلہ کا حل آسان ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنی ہوئی شراب کو بطورِ دواء کے یا حصول طاقت کیلئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار سے نشہ نہ پیدا ہوتا ہو (فتح القدیر ۹/ ۱۶۰)۔

الکحل کی ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ جو الکحل دواؤں میں ملایا جاتا ہے اس کی ایک بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل

کی جاتی ہے (فقہی مقالات ۱/ ۱۵۳)۔

لہذا دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس دواء کا استعمال جائز ہے بشرطے کہ وہ حد سکر تک نہ پہنچے اور بضرورتِ علاج ان دونوں امام کے مسلک پر عمل کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ انگور اور کھجور ہی سے حاصل کیا گیا تو اس دواء کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر طبیب حاذق کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دواء نہیں ہے، تو اس صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اس لئے کہ ایسی حالت میں فقہائے احناف کے نزدیک بھی تداوی بالمحرم جائز ہے (البحر الرائق ۱/ ۱۱۹)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک خالص اشربہ محرمہ کو بطورِ دواء استعمال کرنا کسی حال میں جائز نہیں، لیکن اگر شراب کو کسی طرح حل کیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اور اس دواء سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دواؤں سے حاصل نہ ہوسکتا ہو تو اس صورت میں بطورِ علاج ایسی دواؤ کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ علامہ رملیؒ نہایۃ المحتاج میں فرماتے ہیں:

"أما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز تدواى بها كصرف بقية النجاسات إن عرف أو أخبره طبيب عدل ينفعها و تعيينها بأن لا يغني بها طاهر" (نہایۃ المحتاج ۸/ ۱۲) ایسی شراب جو دوسری دواؤں میں حاصل ہو کر اپنا ذاتی وجود ختم کردے اس کے ذریعہ علاج کرنا جائز ہے، جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ علم طب کے ذریعہ اس کا مفید ہونا ثابت ہو یا کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابل میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود ہو جو اس سے بے نیاز کردے)۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ خالص الکحل کا استعمال بطورِ دواء کے نہیں کیا جاتا بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جاتا ہے، لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی الکحل ملی ہوئی دواؤں کو بطورِ علاج استعمال کرنا جائز ہے، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسئلہ کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسئلہ کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

## جلاٹین استعمال کرنے کا حکم

اگر جلاٹین مردار یا خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت و ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، جیسا کہ سوال ۸ میں امام محمدؒ کی علتِ تطہیر یعنی انقلابِ ماہیت وحقیقت کی تبدیلی کے سلسلہ میں عرض کیا گیا ہے اور بطورِ مثال کے یہ بات بھی آئی ہے کہ اگر کنویں میں پاخانہ گر گیا اور وہ کنویں کی مٹی کے ساتھ کیچڑ ہو گیا تو وہ پاک ہے، اس لئے کہ حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی نام ہے اسی عمل کا کہ جو چیز پہلے تھی وہ اب اپنے نام اور اثر سے باقی نہیں ہے، بلکہ دوسرا نام اور اثر اور خاصیت اس کے اندر پیدا ہو گئی ہے، لہذا جلاٹین کا استعمال کرنا جائز ہے اور اگر کیمیاوی عمل کے بعد حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی یا یوں کہئے کہ کیمیاوی عمل غیر مؤثر ہوا تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جلاٹین کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

# انقلاب ماہیت کے اسباب اور الکحل کی حقیقت

مولانا محمد ارشاد القاسمی ☆

۱- کسی بھی شیٔ کے بنیادی عناصر اور مادہ و ماہیت وہ ہے جس کے ذریعہ سے وہ شی قائم ہو، جسے "ما یقوم به الشیئ" کہا جاتا ہے، جیسے ہڈی، اس کی جسامت، اس کی سختی اور ٹھوسیت، اس کا گندا رنگ وغیرہ، اب احراق بالنار کی وجہ سے اس کی جسامت وٹھوسیت اس کا ایک خاص وصف ختم ہوکر اس کا دوسرا رنگ، دوسرا جسم اب سفوف کی شکل میں بھربھرا بن گیا، نام بھی بدل گیا، یہی انقلاب ہے، اگر ایسا نہ ہوتو اس میں انقلاب ماہیت نہ کہا جائے گا۔

## استحالہ کا مطلب

۲- اس شیٔ کی ماہیت، ذات، اس کی بنیادی اساس جس ہیئت وحالت پر اس کا قیام ہو، اور جس وصف کی وجہ سے اس کا وہ خاص حکم ہو، بدل کر اس کی ذات، جنسیت ونوعیت وکیفیت اور اس کا وہ وصف بدل جائے جس کی بنیاد پر سابقہ حکم تھا، اس کا نام بھی عرف میں بدل جائے، یہی انقلاب کا مفہوم ہے۔

الف- "حكم بطهارة المسك لأنها استحالت عن جميع صفات الدم و خرجت عن اسم الدم الى صفات واسم يختص بها وظهرت لذلك كما

☆ استاذ حدیث وافتاء ریاض العلوم گورینی جونپور۔

يستحيل الدم وسائر ما يتغذى به الحيوان من النجاسات الى اللحم فيكون طاهراً'' (موسوعۃ الفقہ الاسلامی ۶/ ۱۰)۔

ب-'' هى تبدل حقيقة الشئ وصورته النوعية الى صورة أخرى''
(موسوعۃ الفقہ الاسلامی ۶/ ۱۰)۔

ج- ''استحالت صفات عين النجس أو الحرام فبطل عنه الاسم الذى ورد ذلك الحكم فيه وانتقل الى اسم آخر وارد على مال طاهر فليس هو ذلك النجس ولا الحرام بل قد صار شيئاً آخر ذاحكم آخر'' (محلی ۱/ ۱۳۸)۔

یعنی اس کا وہ وصف جس کی وجہ سے حکم لگایا گیا تھا، وہ بدل جائے، لہذا وہ بعض بنیادی وصف کا بدلنا ہی کافی ہے۔

''كذا فى الفتح والبحر وتنتفى الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها''
(فتح القدیر ۲۰۱، البحر الرائق/ ۲۳۹)۔

معلوم ہوا کہ حقیقت و ماہیت کا انتفاء بعض بنیادی وصف کے زوال سے بھی ہو جاتا ہے۔

۳- موروثی طور پر کچھ خصوصیات گو باقی رہ جائے مگر بنیادی وصف رنگ بو اور ہیئت نوعیہ میں تبدیلی ہو کر نام ہی بدل جائے تو یہ انقلاب ماہیت میں داخل رہے گا۔ جسے شراب اور سرکہ میں موروثی اثر سیال ہونا باقی ہے مگر تمام اوصاف بدل گئے۔ لہذا انقلاب میں داخل ہو کر پاک، اسی طرح نجس کے کیچڑ بننے سے یہاں بھی کچھ موروثی اثر باقی ہے مگر ماہیت بدل گئی، لہذا تغیر میں داخل ہو کر پاک، اسی طرح علقہ سے مضغہ کا تغیر۔

۴- انقلاب میں نجس اور نجس العین کے بارے میں جمہور علماء کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

ابن ہمام کی فتح القدیر میں ہے: ''كالخنزير والميتة تقع فى المملحة

فتصير ملحاً تؤكل"(ص ۲۰۰)۔

اسی طرح شرح منیہ میں ہے:"وكذا الكلب والخنزير لو وقع فيها فصار ملحاً أو وقع الروث و نحوه في البئر فصار حمأةً" (حلبی ر ۱۸۸)۔

معلوم ہوا کہ کتا جو بعض قول میں نجس العین ہے اور خنزیر جو بالا جماع نجس العین ہے قلب ماہیت سے پاک ہوجائے گا، البتہ علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے حاشیہ شرح وقایہ میں نجس العین کو انقلاب ماہیت پر پاک ماننے سے انکار کیا ہے: " وكذا ملح كان حماراً غيره من الحيونات فوقع في المملحة فانقلب ملحا طاهراً بشرط أن لا يكون نجس العين " (عمدۃ الرعایہ ار ۴۴)۔

اس قول کے اعتبار سے نجس العین میں انقلاب کا اثر نہ ہوگا، بخلاف جمہور علماء بلکہ قریب قریب تمام اصحاب شراح وارباب فتاوی کے نزدیک ہوجائے گا۔

۵ – قلب ماہیت کے بہت اسباب ہیں:

الف-تغیر "جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير" (البحرالرائق ر ۳۹)۔

ب-تدفین:"العذرات ا ذا دفنت في موضع حتى صارت تراباً قيل تطهر"

ج-نزح الآبار: "كذا في البحر والعاشر نزح الآبار" ۔

د- تدفین یا گیس بن جانا ہے: "دخان النجاسة طاهراً، (حلبی)، "أما النوشادر المجتمع من دخان النجاسة فهو طاهر(۳۲۵)۔

ہ-الاستہلاک:"الانتفاع بالاستهلاك وهو جائز في نجس العين" (البحر ر ۱۰۷)۔

و-الا حراق بالنار: "ولو أحرقت العذرة أو الروث فصار كل منهما رماداً" ( کبیری ر ۱۸۸)، ابن ہمام نے فتح القدیر میں "النار" کو مطہر قرار دیا ہے۔

"وأدخل فی فتح القدیر التطھیر بالنار فی الاستحالة..... فإنه لو أحرق موضع الدم من رأس الشاة طھر" (البحر ۳۹)۔

"ومنه الطین النجس إذا جعل منه الکوز أو القدر وجعل فی النار یکون طاھراً"(البحر الرائق ۳۹)۔

۶- کیفیت اور خاصیت کو بدل ڈالنا جو مدارِ حکم تھا قلب ماہیت میں داخل ہے:

"فعرفنا أن استحالة العین تستتبع زوال الوصف المرتب علیھا"(فتح ۸۱)۔

"إذا استحالت صفة عین النجس أو الحرام فبطل عنه الاسم الذی ورد ذلك الحکم فیه وانتقل إلی اسم آخر واردٍ علی مال طاھر فلیس ھو ذلك النجس" (المحلی ۱۳۸، موسوعۃ الفقہ الاسلامی)۔

۷- استہلاک بھی مطہرات میں ہے، البحر الرائق میں ہے: "الانتفاع بالاستھلاك وھو جائز فی نجس العین" (ص۱۰۷)۔

" إذا جری علی نجاسة فأذھبھا واستھلکھا ولم یظھر أثرھا فإنه لا ینجس" (البحر ۳۶)۔

الکوحل کا استعمال دواؤں میں اور دیگر مشروبات وغیرہ میں مثلاً رنگ وغیرہ میں جائز ہے، کذا فی احسن الفتاوی" آج کی ضرورت تداوی اور عموم بلویٰ کی رعایت کے پیش نظر شیخین کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے"۔

۸- قلب ماہیت میں داخل ہوکر پاک ہے، خنزیر کی جلی ہڈی کا پاؤڈر قلب ماہیت کی وجہ سے پاک ہے: "لو وقع إنسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابونا یکون طاھراً" (شامی ۲۲۶)۔

طبی جوہر میں ہے: راکھ ہر چیز کی پاک ہے..... انسان کی ہڈی کی راکھ اور سور کی ہڈی کی راکھ بھی پاک حلال ہے (ص ۱۰۹)۔

۹- خون خواہ مذبوح جانور کا ہو ناپاک ہے، سوائے انقلاب ماہیت کے پاکی کی صورت متصور نہیں "والمسك طاهر حلال لأنه ا ن كان دماً فقد تغير فيصير طاهراً كرماد العذرة" (شامی ر ۲۰۹)۔

یا اس خون کا استعمال قلیل مقدار میں کسی چیز کے اندر کیا گیا ہو جس سے استہلاک یا فنا ہو گیا ہو۔

۱۰- جلاٹین کی مختلف صورتیں، تبدیل ماہیت، انقلاب ماہیت کے ذیل میں داخل ہو کر پاک اور مباح الاستعمال ہو جائے گی، اس لئے کہ جس طرح احراق بالنار سے قلب ماہیت ہوئی ہے، اسی طرح تیزاب میں ڈالنے اور کیمیاوی عمل سے انقلاب ہو کر پاک ہو جاتا ہے اور جس طرح کتا صابن کے دیگ میں گر کر انقلاب ماہیت سے پاک ہو جاتا ہے، اسی طرح کیمیاوی اور تیزابی عمل جو اس سے بھی زائد قوی اور مؤثر ہے، پاک ہو جائے گا۔ "وعليه يتفرع مالو وقع ا نسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً" (شامی ا ر ۳۲۶)۔

یہ انقلاب ماہیت کے موضوع پر مختصر جوابات تھے لیکن درج ذیل دو اہم اور نئے موضوعات پر ہم مزید تحقیق پیش کریں گے، تا کہ ان کے تمام پہلو ہمارے سامنے آ جائیں، ان میں سے ایک الکحل اور دوسرے جلاٹین ہے۔

## الکحل کی تعریف

یہ شراب کا جوہر ہے (عصر حاضر کے فقہی مسائل ر ۱۰۵)۔

اسپریٹ میں سے علم کیمیا کے ذریعہ خاص منشی چیز علیحدہ نکال لیتے ہیں، اسی کا نام الکحل ہے (طبی جوہر بہشتی زیور ۸ر ۱۰۲)۔

یہ موجودہ دور کا ایک نہایت ہی مشہور سیال چیز ہے جس کا استعمال کھانے پینے کی چیزوں کے علاوہ رنگ وغیرہ میں بکثرت استعمال ہوتا ہے، عموماً اس کا استعمال صفائی، جراثیم کشی،

دیر تک کسی چیز کے رکھنے کے لئے ہوتا ہے۔

## الکحل کا مادہ اور اس کے اجزاء ترکیبی

جیسا کہ معلوم ہوا الکحل ایک تیز قسم کی شراب ہے، یا شراب کا جوہر ہے۔

اب اگر یہ اشربہ محرمہ میں سے ہے، تو یہ بالکل حرام ہوگا، اور اس کا استعمال حسب بیان فقہاء ناجائز ہوگا، ہاں مگر جہاں استعمال اضطرار شرعی کی علت کی بنا پر ہو یا استہلاک یا انقلاب ماہیت میں داخل ہو کر مباح الاستعمال ہوگا۔

اگر اشربہ اربعہ (انگور کی کچی شراب، انگور کی پکی شراب، منقی کی شراب، کھجور کی شراب) سے نہ بنائی گئی ہو، جیسا کہ ارباب تحقیق نے لکھا ہے کہ یہ بہت ہی گراں پڑتا ہے، اس لئے اس کے علاوہ کی شراب سے اسپریٹ اور الکحل بناتے ہیں، جیسا کہ نظام الفتاویٰ کی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ شیخین کے نزدیک جائز ہے۔

اور اب ضرورت اور عموم بلوی کی وجہ سے مصالح زمانہ کے پیش نظر اسی قول پر جواز کا فتویٰ ہے۔

"إذا ضاق الأمر اتسع" (شامی)۔

خیال رہے کہ حضرات شیخین کے قول پر ضرورت کی وجہ سے فتویٰ ہے، خواہ داخلی استعمال ہو یا خارجی استعمال، لہذا جہاں ضرورت نہ ہوگی، مثلاً نشہ کیلئے اس کے چند قطرے پانی میں ڈال کر پیئے تو یہ ناجائز ہوگا۔

اسی طرح اگر ضرر ہو، نقصان کا باعث ہو، صحت جسمانی پر استعمال نقصان دہ ہو رہا ہو تو بھی اس مقدار میں اس کا استعمال ناجائز ہوگا، مستقل الکحل کا استعمال تو سخت نقصان دہ ہے اور شراب سے زیادہ اس کے مضر اثرات صحت جسمانی پر نمودار ہوتے ہیں، لہذا اس کی جتنی قسمیں اور شکلیں ہوں گی ان سب کا استعمال پینے کے طور پر ناجائز ہوگا۔

البتہ دواؤں کے ذیل میں اس کے تابع رہ کر یا رنگ وغیرہ میں دیرپا ئیگی اور سڑنے گلنے سے کچھ عرصہ تک محفوظ رکھنے کی غرض سے مندرجہ ذیل اسباب جواز کی وجہ سے جائز ہوگا۔

## ۱- استہلاک

کوئی نجس شئ پاک شئ میں اس طرح ملائی جائے کہ اس کی مقدار قلیل اس میں ہضم اور گھل مل جائے کہ اس کا اثر رنگ، بو اور احساس وغیرہ نہ ہو، اسے استہلاک کہتے ہیں، تو وہ پاک کے حکم میں ہوجاتی ہے، جیسا کہ البحر الرائق میں ہے:

" **الانتفاع بالاستهلاك وهو جائز في نجس العين**" (ص ۱۰۷) (ناپاک شئ کی (مقدار قلیل) بالکل مل کر ختم ہوجائے تو اس سے نفع جائز ہے)۔ اسی طرح نفع المفتی والسائل میں ہے: "**الانتفاع بالنجس بالاستهلاك جائز**" (ص ۱۳۶)۔

ٹانک اور دواؤں میں، اسی طرح رنگ وغیرہ میں الکحل کی مقدار قلیل ڈالی جاتی ہے جو مستہلک ہوجاتی ہے، لہذا ایسی دواؤں اور ماکولات ومشروبات اور اشیاء مستعملہ کا استعمال جائز ودرست ہوگا، چنانچہ عصر حاضر کے فقہی مسائل میں ہے:

"عام طور پر دواؤں میں استعمال شدہ الکحل کی مقدار بہت کم ہوتی ہے جس میں نشہ پید کرنے کی قوت نہیں ہوتی اور اس کی حیثیت دوا کے اور دوسرے اجزاء کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے (عصر حاضر کے فقہی مسائل ر ۱۰۷)۔

## ۲- تبدیل ماہیت

بعض محققین کی رائے یہ ہے کہ الکحل شراب نہیں رہا، کیمیاوی تغیرات اور انقلاب ماہیت کی وجہ سے شراب سے نکل کر مثل سرکہ کے ہوگیا، چنانچہ مولانا بدر الحسن صاحب عصر حاضر کے فقہی مسائل میں لکھتے ہیں:

کیمیکل تبدیلیوں کی وجہ سے شراب ہونے کی اصل ماہیت اس میں باقی نہیں رہتی اور جس طرح شراب سرکہ بن جانے کے بعد اپنی ماہیت کھودینے کی وجہ سے پاک اور حلال ہو جاتی ہے (ص ۱۰۷)۔

## تحقیق

مگر عاجز کے نزدیک یہ تحقیق درست نہیں کہ اصل وصف نشہ اور دیگر اوصاف خمر کے اس میں پائے جائیں۔ اگر انقلاب ماہیت کے ذیل میں یہ آتا تو پھر بلا کسی مزید تحقیق کے انقلاب کے مطہر ہونے پر مطلقاً جائز الاستعمال قرار دے دیا جاتا، حالانکہ ارباب فتاویٰ اسے دواءً وضرورۃً جائز قرار دے رہے ہیں۔

## ۳-الضرورات تبیح المحظورات

علامہ شامی اس ضرورت پر کہ "ضرورت کی وجہ سے ناپاکی پر پاکی کا حکم لگایا جاتا ہے" فرماتے ہیں: "قال شمس الأئمة نجس ا لا أنه جعل عفوا فی الثوب والبدن للضرورة" (شامی ۱ر ۳۸)۔

دیکھئے نجس کو ضرورت کی وجہ سے مباح الاستعمال اور معفو عنہ قرار دیا گیا ہے۔

مواضع الضرورۃ میں نفی کو تیسیر اور تسہیل کا حکم ہے شدت کا نہیں، چنانچہ شامی میں ہے:

"لو أفتى مفتٍ بشیء من هذه الأقوال فی مواضع الضرورة طلباً لتیسیر کان حسناً" (ص ۲۸۹)۔

یہاں پر مواضع ضرورت میں نفی کو تیسیر کا حکم ہے: اب الکحل کی ضرورت کو دیکھا جائے، عصر حاضر کے فقہی مسائل میں ضرورت پر تبصرہ ہے: "اب صورت حال یہ ہے کہ مختلف دواؤں خاص کر ٹانکوں میں اور بعض غذاؤں میں الکحل کا استعمال بے حد عام ہو گیا ہے، بلکہ بعض دواؤں

کی تیاری ہی اسی کے ذریعہ ہوتی ہے، یا ان کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے، دوسری طرف پرفیومز کی مختلف دستیاب قسموں پر اسپرٹ کا استعمال عام ہے جو الکحل ہی کی طرح کا مادہ ہے'' (۱۰۵/)۔

فی زمانہ اس کی ضرورت بہت زیادہ ہوگئی، ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں لے جانے میں بھی وقت لگتا ہے، اس وقت کے لگنے سے دوائیں خراب اور ضائع ہوتی ہیں، لہذا ضرورت کی وجہ اس کے استعمال کی اجازت دی جاتی ہے، مگر اس کا پینا ضرورت کے درجہ میں داخل نہیں، اس لئے خالص الکحل کو پی کر نشہ پیدا کرنا، اور نشہ کی جگہ کا لینا، امام محمد رحمہ اللہ علیہ کے فتوی کی بنیاد پر نا جائز ہوگا۔

۴-عموم بلویٰ

خیال رہے کہ عموم بلویٰ ایک ایسی حالت ہے جس کی وجہ سے ممنوع شئ مباح اور نجس چیز پاک ہو جاتی ہے، چنانچہ انقلاب ماہیت سے پاکی اور طہارت کا حکم عموم بلویٰ کی بنیاد پر ہے، عموم بلویٰ کی بنیاد پر پاکی کا حکم تمام کتب فقہیہ میں ہے۔

فقہاء اس امر کے قائل ہیں کہ ضرورت اور بلویٰ کی وجہ سے ناپاک نہ ہوگا، ورنہ تو ناپاک رہے گا، پس اس کا حاصل یہ ہے کہ طہارت کا قول عموم بلوی کے پیش نظر اختیار کیا گیا ہے، اسی طرح موجودہ دور کے محققین مولانا محمد تقی عثانی اور مولانا رشید احمد صاحب نے الکحل کے جواز اور مباح ہونے کا فتویٰ اسی عموم بلویٰ کی بنیاد پر دیا ہے (احسن الفتاوی /۹۵)۔

لہذا ضرورت کے تمام موقعوں پر دواؤں، پرفیومز میں، اسی طرح رنگ وغیرہ میں الکحل کا استعمال جائز ومباح ہے۔

جلاٹین بنانے کے مختلف طریقے اور اس کا شرعی حکم

حاصل اس کا یہ ہے کہ ہڈی کو صاف کرنے کے بعد اور کھال کو دباغت کے بعد تیزاب

میں ۱۰/ ۱۵/دن رکھتے ہیں۔ پھر چونے میں ۴-۸ گھنٹے رکھتے ہیں، پھر گرم پانی میں، ٹھنڈے پانی میں ڈال کر پیستے ہیں، یہاں تک کہ سفوف کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

جلاٹین بنانے کے جو یہ تینوں طریقے سوال میں مذکور ہیں، یہ فقہی اصول اور جزئیات اورتعریف انقلاب کے پائے جانے کی وجہ سے انقلاب ماہیت میں داخل ہیں۔

## ان احوال ثلثہ کے انقلاب ماہیت میں داخل ہونے کی دلیل

الف-فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ کتے اور خنزیر کا نمک کی کان میں گر کر یا جا کر نمک بن جانا، یہ انقلابِ ماہیت ہے: "وكذا الكلب والخنزير لو وقع فيها فصار ملحاً فإذا صارت الملحة ترتب عليه حكم الملح"۔

اب یہ غور کرنا ہے کہ جلاٹین بنانے کی صورتوں میں اس سے کم تبدیلی ماہیت کے اسباب اختیار ہوئے ہیں یا اس سے زائد۔

نمک کی کان میں صرف نمک کے ذریعہ اس میں تبدیلی کا عمل ہوتا ہے، اور یہاں تیزاب کے ذریعہ تبدیلی کا عمل ہوتا ہے، اور نمک کے مقابلہ میں تیزاب کے اندر سڑانے جلانے اور گلانے کی زیادہ طاقت ہے، لہذا نمک کی کان میں نمک کے ذریعہ سے جس طرح تبدیل ماہیت کا عمل ہوتا ہے، اس سے بدرجہ زائد تبدیل ماہیت کا عمل یہاں ہو رہا ہے، کہ تیزاب گلا جلا کر ماہیت کے وصف کو بدل دیتا ہے۔

ب-فقہاء نے لکھا ہے کہ جل کر راکھ ہو جائے تو یہ بھی انقلابِ ماہیت سے پاک ہو جانے کی صورت ہے: "ولو حرقت العذرة أو الروث فصار كل منهما رماداً" (کبیری/ ۱۸۸ مطبوعہ پاکستان، البحر الرائق/ ۳۹)۔

یہاں کیمیکل اور تیزاب کے ذریعہ جلا کر اسے سفوف بنایا جاتا ہے، پینے سے وہ راکھ

اور بھربھرا ہوجاتا ہے، ''رماد'' میں صرف آگ کے ذریعہ جلا کر راکھ کا عمل ہے، یہاں اس سے زائد قوت محرقہ استعمال کرکے اس کی ماہیت، ہیئت اور صفت بدلی جارہی ہے، لہذا اس اعتبار سے بھی اس میں انقلابِ ماہیت کا عمل پایا جارہا ہے، کہ کہاں کھال ہڈی سخت مرطوب بدبودار اور اب ایک ''رماد'' اور سفوف کی شکل۔

## دم کا مشک بن جانا، علقہ کا مضغہ بن جانا

ج- ''یہ نہ کہا جائے کہ مشک تو خون ہے، وہ خون تھا مگر متغیر ہوگیا اور پاک ہوگیا، نطفہ، علقہ ناپاک ہے، یہ مضغہ بن جاتا ہے تو پاک ہوجاتا ہے'' (البحرالرائق)۔

اب یہاں غور کیجئے، دم اور مضغہ میں صرف یہی انقلاب ہوا ہے، دسومت ختم ہوکر لحمیت میں تبدیل قدرتی طور پر ہوا ہے، اس کی صورت اور رنگ تھوڑی سی تبدیل ہوئی اور تبدیلی ماہیت میں بعض وصف خاص کا بدل جانا جس پر مدار حکم تھا کافی ہے، اب جو تبدیلی دم سے مشک اور نافہ بننے میں اور علقہ سے مضغہ بننے میں ہوئی اس سے کہیں زائد عمل اور تبدیل ماہیت کے اسباب جلاٹین کے بنانے کے عمل میں جاری ہورہے ہیں، کہ ماہیت کا رنگ، وصف ہیئت، بو، مزہ سب متغیر اور متبدل ہوگئے ہیں، لہذا اس اعتبار سے بھی جلاٹین انقلابِ ماہیت میں داخل ہے۔

## شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنادینا۔

د- شامی میں ہے: "**العصير طاهر فيصير خمراً فينجس ويصير خلاً فيطهر**" (۱/ ۳۲۷)۔

یہاں شراب حرام اور ناپاک ہے، اس میں نمک ڈال کر چھوڑ دیا جاتا ہے، تو سرکہ بن جانے کی وجہ سے وہ پاک ہوجاتا ہے، جو فقہاء کے یہاں انقلاب ماہیت کے ذیل میں داخل ہے۔

اب جلاٹین پر غور کیجئے سرکہ بنانے سے زاید معتدل اور متغیر کرنے والی قوت محرقہ پائی جارہی ہے، اور یہاں تو سرکہ میں بعض ہی وصف نشہ اور مزہ کی تبدیلی ہوئی ہے، رنگ ہیئت سیالیت وغیرہ میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی ہے، بخلاف جلاٹین کے عمل کے، انقلاب ماہیت کے اسباب بھی زائد اور تغیرات بھی زائد کہ اصل کا کوئی وصف باقی نہیں رہا۔

## صابن کے دیگ میں کتے کا گر کر مر جانا

ہ- شامی میں مذکور ہے: "وعليه يتفرع مالو وقع إنسان أو كلب فی قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً" (۱/ ۳۲۶)۔

یہاں صابن کے دیگ میں کتا گر کر صابن میں مخلوط ہوجانے سے انقلاب کے ذیل میں داخل ہوکر پاک ہورہا ہے، جلاٹین میں تو صابن کے دیگ سے زائد تبدیلی ماہیت اور تغیرات کے اسباب اختیار کئے جارہے ہیں۔

صابن میں گلانے اور ملانے اور پکانے کا عمل تو ۲۴ رگھنٹہ بھی نہیں ہوتا، اور یہاں جلاٹین بنانے میں تیزاب میں ۱۴-۱۵ دن رکھا جاتا ہے، جس سے محقق ہوگیا کہ صابن کے دیگ سے زیادہ گلانے اور تبدیل ماہیت وانقلاب کا عمل ہوتا ہے۔

## عموم بلوی

و- دواؤں اور معالجات کی دنیا میں اس کا اس قدر لابدی استعمال ہے، روزمرہ کی زندگی میں اس کا اس قدر استعمال ہے کہ اصول فقہ کے قاعدہ ''عموم بلوی'' کے تحت داخل ہوکر یہ مباح الاستعمال ہوجائے گا، چنانچہ انقلاب ماہیت کو علامہ شامی نے عموم بلوی کے تحت داخل کرکے پاک اور مباح قرار دیا ہے۔

"ومقتضاه عدم اختصاص ذلك الحكم بالصابون فيدخل كل ما كان فيه تغير وانقلاب حقيقة وكان فيه بلوىٰ عامة" (شامی ۱/ ۳۲۵)۔

اسی طرح اس انقلاب عین کو عموم بلویٰ کی وجہ سے مطہر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لكن قدمنا عن المجتبىٰ أن العلة هذه وأن الفتوىٰ على هذا القول للبلوىٰ، مفاده أن عموم البلوىٰ علة، اختيار القول بالطهارة بانقلاب العين" (شامی ۱/ ۳۲۶)۔

بعضوں نے اس کی علت ضرورت، بعضوں نے اس کی علت انقلاب قرار دیا تو اس پر علاوہ شامی لکھتے ہیں:

"میں نے مجتبیٰ کے حوالہ سے پہلے ہی بیان کیا کہ اس کی وجہ یہ بھی ہے مگر انقلاب پر طہارت کا فتویٰ عموم بلویٰ کی وجہ سے ہے"۔

## خلاصہ

جلاٹین بنانے کی یہ تینوں شکلیں انقلاب ماہیت میں داخل ہیں، اور ضرورت عامہ اور عموم بلویٰ کے پیش نظر اس کی نوعیت، شکل، بو، مزہ، حالت اور کیفیت بدل جانے کی وجہ سے جائز اور مباح الاستعمال ہے۔

# تبدیلی ماہیت اوراس سے متعلق مسائل کا شرعی حکم

مولانا ابوبکر قاسمی ☆

## تمہید

مذہب اسلام نے جہاں طہارت و نظافت کی اہمیت وضرورت اور اس سے متعلقہ مسائل واحکام کوتفصیل سے بیان فرمایا ہے، وہیں نجاست کی اقسام، اس کی معفوعنہا مقدار، نیز نجاستوں کی تطہیر کے طریقوں کو بھی مفصل بیان کیا گیا ہے۔

نجاستوں کی تطہیر کے طریقوں کے ضمن میں اس کا ایک طریقہ انقلاب ماہیت بھی ہے، جس کے سبب بہت سی جگہوں میں نجاست کا حکم طہارت سے بدل جاتا ہےاور مندرجہ ذیل سطور میں انقلاب ماہیت ہی سے متعلق مسائل و دلائل کا ذکر کرنا مقصود ہے: " اللهم وفقنی لما تحب و ترضی"۔

## انقلاب ماہیت کا مطلب

۱، ۲ – انقلاب ماہیت کا لغوی معنی ہے: کسی ماہیت وحقیقت کا بدل جانا، رہا اس کا

☆ استاذ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواره، ضلع دربھنگہ (بہار)۔

اصطلاحی مفہوم تو اس کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی نظام الدین صاحبؒ نے منتخبات نظام الفتاوی جلد اول میں لکھا ہے: ''قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت و نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں، جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے'' (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۶،۲۷، مطبوعہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)۔

حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحبؒ نے بھی انقلاب ماہیت کے سلسلہ میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، دیکھئے: کفایت المفتی ۲/ ۲۸۳، ۲۸۴۔

بعض فقہاء نے انقلابِ ماہیت کو استحالہ اور تحول کے نام سے ذکر کیا ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں استحالہ کا لغوی واصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''الاستحالة لغة تغير الشیٔ عن طبعه ووصفه'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۲۳، ۱۰/ ۲۷۸) (استحالہ کسی شی کا اپنی طبیعت ووصف سے بدل جانے کا نام ہے)

استحالہ کا اصطلاحی مفہوم بھی وہی ہے جو لغوی معنی ہے، اب رہا یہ سوال کہ استحالہ کا تحقق کیسے ہوتا ہے؟ تو اس کی تفصیل الموسوعۃ الفقہیہ میں اس طرح ہے:

'' الأعيان النجسة كالعذرة والخمر والخنزير قد تتحول عن أعيانها وتتغير أوصافها وذلك بالاحتراق أولا بالتخليل أوبالوقوع فی شیٔ طاهر كالخنزير يقع فی الملاّحة فيصير ملحاً'' (سابقہ حوالہ) (نجس چیزیں جیسے پاخانہ، شراب اور خنزیر ان کے اوصاف واعیان کبھی بدل جاتے ہیں، اور یہ جلانے یا سرکہ بنانے یا کسی پاک چیز میں پڑ کر مل جانے سے ہوتا ہے۔ جیسے خنزیر نمک کی کان میں پڑ کر نمک بن جائے)۔

نیز الموسوعۃ الفقہیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ جن بعض فقہاء کے یہاں استحالہ سے نجس چیزوں کو پاک مانا جاتا ہے ان کے یہاں استحالہ کا تحقق زوال وصف سے بھی ہو جاتا ہے۔

" فمن يحكم بطهارتها يقول: إن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها عند بعض الفقهاء"(الموسوعۃ الفقہیہ ۳/ ۲۱۳)۔

بلکہ الموسوعۃ الفقہیہ میں استحالہ کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ کسی حقیقت کے مفہوم کے بعض اجزاء کے انتفاء سے حقیقت منتفی ہو کر استحالہ کا تحقق ہو جاتا ہے۔

"و تنتفي الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل"(الموسوعۃ الفقہیہ ۱۹/ ۱۰۸)۔

بعینہ یہی بات علامہ شامیؒ نے بھی ردالمحتار کے باب تطہیر الانجاس میں انقلاب عین کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے، مزید انہوں نے چند شرعی نظائر کو پیش فرمایا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"انقلاب عین کی نظیر شرع میں نطفہ ہے جو نجس ہے، پھر یہ بدل کر علقہ (خون بستہ) ہو جاتا ہے، اور وہ بھی نجس ہے، پھر وہ مضغہ (گوشت کا ٹکڑا) ہو کر پاک ہو جاتا ہے، اور انگور کا شیرہ پاک ہے، پھر وہ شراب ہو کر نجس ہو جاتا ہے۔ اور پھر اسر کہ ہو کر پاک ہو جاتا ہے، اس سے ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی ماہیت کی تبدیلی زوال وصف کے تابع ہے، جس کا کسی ماہیت پر ترتب ہوتا ہے" (ردالمحتار ۱/ ۲۳۹، البحر الرائق ۱/ ۲۳۸، بدائع الصنائع ۱/ ۸۵ طبع پاکستان)۔

مذکورہ تفصیل سے جہاں قلب ماہیت کی یہ حقیقت واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ کسی چیز میں اس حد تک تغیر و تبدیلی واقع ہو جائے کہ اس کے آثار و خواص، علامات اور امتیازات، صور و کیفیات یہاں تک کہ نام بھی بدل جائے اور اس کا پہچاننا ناممکن ہو جائے تو شرعاً ایسی تبدیلی کو انقلاب ماہیت کہا جائے گا، وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر تبدیلی کو قلب ماہیت نہیں کہا جا سکتا۔

## انقلاب ماہیت کے معتبر ہونے کا شرعی معیار

۳- اگر کسی شیٔ میں ایسی تبدیلی ہو جائے کہ جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر بالکل ختم ہو جائیں، نام بھی بدل جائے اور اس کا مجموعی مزاج بھی تبدیل ہو جائے یہاں تک کہ جن اشیاء سے وہ شیٔ بنے ان کا کوئی بھی اثر اور کوئی بھی خاصیت باقی نہ رہے، تو شرعاً اسے تبدیلی ماہیت قرار دیا جائے، جیسے گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائے، یا پیشاب نمک کی کان میں پڑ کر نمک بن جائے، اور غیر متمیز ہو جائے، تو استہلاک عین کی وجہ سے اس پر پاکی کا حکم لگے گا (مستفاد از نظام الفتاویٰ ار ۴۵)۔

لیکن اگر صرف نام کی تبدیلی ہو، اور وہ نئی چیز اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھے، تو شرعاً اسے تبدیلی ماہیت نہیں قرار دیا جائے گا، مثلاً پیشاب جو نجس العین ہے، اگر فلٹر کر کے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا جائے اور باقی اجزاء پیشاب کے باقی رہیں تو یہ قلب ماہیت نہیں ہے، لہذا وہ اپنے جمیع اجزاء کے نجس العین ہونے کے سبب نجاست غلیظہ اور نجس العین رہیں گے (مستفاد از نظام الفتاویٰ ار ۴۶)۔

## انقلاب ماہیت کے بعد مختلف قسم کی نجس اشیاء کا حکم

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں مختلف قسم کی نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اگر ان کا انقلاب حقیقت کی طرف ہوا ہے تو بلاشبہ انقلاب حقیقت کے بعد وہ پاک اور جائز الانتفاع ہوں گی ورنہ نہیں، اور اس حکم میں نجس العین غیر نجس العین کے درمیان کوئی تفریق نہیں ہے، اسی طرح انقلاب حقیقت کے بعد دونوں قسم کی چیزوں کے مختلف اجزاء باہم یکساں حکم رکھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے:

۱- گدھا، خنزیر، کتا، انسان، انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، کچھ

تفاوت نہیں۔

(۲) یہ نمک کی کان میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں، دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے، یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

(۳) انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے، اور خنزیر و میتہ جن سے بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و میتہ کا حکم باقی نہیں رہتا، بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں، جب کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

(۴) نمک کی کان میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے، کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں، ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر ومیتہ یا کتے کی چربی سے انقلاب حقیقت ہیں۔ ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر ومیتہ اور کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز استعمال میں تردد کیا جائے (کفایت المفتی ۲/ ۳۸۲)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر قسم کی نجاست کا انقلاب اگر حقیقت طاہرہ کی طرف ہو جائے تو وہ شرعاً پاک ہو کر جائز الانتفاع ہو جاتی ہے، البتہ یہ بات اچھی طرح یاد رہے کہ کسی چیز کی طہارت جواز اکل کو مستلزم نہیں ہے، بلکہ جواز اکل کے لئے اس شئ کے ضرر رساں پہلو کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے، چنانچہ دور حاضر میں اسی اصول کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے کھانے پینے کی اشیاء اپنے اندر مضر اثرات رکھنے کے سبب مختلف قسم کے لاعلاج امراض کو منظر عام پر لا رہی ہیں۔

## قلب ماہیت کے مختلف اسباب دلائل ونظائر کی روشنی میں

۵- مختلف قسم کی اشیاء میں قلب ماہیت یا استحالہ عین کے لئے حضرات فقہاء نے

مختلف اسباب کو مؤثر مانا ہے جن میں سے چند کا دلائل ونظائر کی روشنی میں تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) احراق (جلانا، راکھ بنادینا)، مالکیہ کا معتمد قول اور فقہاء حنفیہ میں امام محمد بن حسن شیبانی کا مفتی بہ قول اور حنابلہ کی غیر ظاہر الروایت کے مطابق جب کوئی نجس چیز اچھی طرح جلانے سے اپنی ماہیت واوصاف کو چھوڑ کر دوسری چیز بن جائے، مثلاً مردار چیز جل کر راکھ بن جائے تو شرعاً اس راکھ کو پاک مانا جائے گا، جیسے شراب سرکہ بن جائے، یا کچی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے۔ اور حضرات شوافع، فقہاء حنفیہ میں سے امام ابو یوسف علیہؒ اور مالکیہ کا غیر معتمد قول اور حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ جلانے کے بعد بھی نجس اشیاء کے اجزاء باقی رہتے ہیں، اس لئے نجاست علی حالہ باقی رہتی ہے، اور بعض فقہاء مالکیہ نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ اگر آگ نجاست کو پورے طور پر جلا کر راکھ بنالے تو وہ راکھ شرعاً پاک ہوگی، ورنہ نہیں (مستفاد از الموسوعۃ الفقہیۃ اصطلاح احراق ۲/ ۱۵)۔

الموسوعۃ الفقہیہ میں رماد بمعنی راکھ کی بحث میں جلانے سے متعلق حضرات فقہاء کے مذاہب واقوال کو نقل کیا گیا ہے، جس میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مذہب امام محمدؒ کے مطابق بیان کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو: الموسوعۃ الفقہیہ ۲۳/ ۳۸)۔

لفظ احراق اور رماد کے لغوی وعرفی معنیٰ کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جلادینے سے قلب ماہیت والا قول ہی صحیح ہے، **"لأن معنی الإحراق، إذهاب النار الشئ بالكلية أو تأثير ها فيه مع بقائه"** (الموسوعۃ الفقہیہ ۲/ ۱۱۵) (جلادینے کا مفہوم یہ ہے کہ آگ کسی چیز کو بالکل ختم کردے یا وہ چیز تو باقی رہے لیکن اس کی تاثیر ختم ہوجائے)۔

اور رماد بمعنی راکھ یہ آگ کے جلادینے کے بعد کوئلے کے برادہ کو کہا جاتا ہے، اس لفظ (رماد) کے مادہ میں بھی ہلاک ہوجانے اور مٹ جانے کا مفہوم پایا جاتا ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

''أصل المادة ينبئ عن الهلاك والمحق، يقال رمد رماداً ورمادة ورمودة هلك ولم تبق فيه بقية'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۳/ ۳۷)۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اعمال کی مثال راکھ سے دیتے ہوئے ارشادفرمایا ہے: '' مثل الذين كفروا بر بهم أعمالهم كرماد اشتدت به الريح في يوم عاصف'' (سورہ ابراہیم۔ ۱۸) ( کافروں کے اعمال کی مثال اس راکھ کی طرح ہے جس کو تیز ہوا گرم دن میں اڑا کر بکھیر دے )۔

مذکورہ تفصیل کو مدنظر رکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جلا ڈالنے سے بلا شبہ قلبِ ماہیت کا تحقق ہوجاتا ہے اور جلا ڈالنے کے بعد ناپاک چیز پاک ہوجائے گی۔

(۲) تخلل ( شراب کا ازخود سرکہ بن جانا ) اور تخلیل ( شراب کا سرکہ بنالینا )، اگر سراب خود بخو سرکہ بن جائے یا شراب دھوپ میں رکھی ہوئی تھی، اس کو سرکہ بنانے کا ارادہ کئے بغیر سایہ میں رکھ دیا جائے، اور اس کا کڑوا پن کٹھا پن میں مکمل تبدیل ہوجائے، تو شرعاً یہ تبدیل ماہیت ہے، اور اس صورت میں وہ سرکہ شرعاً حلال اور پاک ہوگا، کیونکہ حدیث پاک میں وادر ہے: ''نعم الا؟ دام الخلّ'' (صحیح مسلم عن عائشہ ۲/ ۱۸۲)۔

نیز شراب کی حرمت سکر تھی جو زائل ہوگئی، ''لأن علة النجاسة والتحريم الإسكار وقد زالت والحكم يدور مع علته وجوداً و عدماً'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۵۵)۔

البتہ شراب میں نمک، پیاز یا سرکہ وغیرہ ڈال کر یا شراب کو آگ پر ڈال کر بالقصد اسے سرکہ بنا لیا جائے تو اس صورت میں فقہاء شوافع، حنابلہ اور فقہاء مالکیہ میں سے ابن قاسم کی روایت کے مطابق وہ سرکہ حلال وطاہر نہ ہوگا، کیونکہ مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے: ''سئل النبي ﷺ عن الخمر تتخذ خلاً قال لا'' (صحیح مسلم عن انس ۲/ ۱۹۳) (حضور اکرم ﷺ سے شراب کو سرکہ بنالینے کی بابت پوچھا گیا تو حضور پاک ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی)

نیز شراب میں جو چیز ڈالی جائے گی وہ اول ملاقات ہی میں ناپاک ہو جائے گی، اب ظاہر ہے کہ جو چیز ناپاک ہو وہ کیونکر مفید طہارت ہوگی۔

"وما يلقى في الخمرينجس بأول الملاقاة وما يكون نجساً لا يفيد الطهارة" (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۵۵)۔

لیکن فقہاء احناف اور مالکیہ کا راجح قول یہ ہے کہ شراب کو سرکہ بنانا جائز ہے، کیونکہ یہ اصلاح ہے جیسا کہ مردار کی کچی کھال کو دباغت دینا جائز ہے، اور دباغت کے بعد طہارت کا حصول ہو جاتا ہے، اس لئے حدیث میں وارد ہے: "أيما إهاب دبغ فقد طهر" (رواہ النسائی عن ابن عباس ۲/ ۱۹۰ وأصلہ فی صحیح مسلم بلفظ: "إذا دبغ الإهاب فقد طهر" ۱/ ۱۵۹) (جس کچی کھال کو دباغت دیا جائے وہ پاک ہو جاتی ہے)۔

نیز ایک حدیث میں وارد ہے کہ مردار بکری کی کھال کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: " إن دباغها يحله كمايحل خل الخمر" (أخرجه الدارقطني تفرد به فرج بن فضالة و هو ضعيف كما في هامش الموسوعة الفقهيه ۵/ ۹۲)۔

(۳) تشمیس (دھوپ دکھانا)، جمہور فقہاء مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے یہاں دباغت دینے کے لئے دھوپ دکھانا کافی نہیں ہے: "صرح جمهور الفقهاء (المالكية و الشافعية و الحنابلة) بأنه لا يكفي في الدباغة التشميس ولا التتريب" (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۰/ ۳۸)۔

لیکن فقہاء حنفیہ نے تشمیس کو دباغت حکمیہ کی ایک قسم قرار دیا ہے، لہذا اگر کچھ کھال کی رطوبت و بدبو خوب دھوپ دکھانے سے بالکل زائل ہو جائے تو وہ کھال شرعاً پاک مانی جائے گی، اور مفتی بہ قول کے مطابق وہ کھال تر ہونے کے بعد بھی ناپاک نہ ہوگی، چنانچہ شرح وقایہ کے حاشیہ میں غنیۃ کے حوالہ سے حضرت مولانا عبدالحی فرنگیؒ نے کھال کے پانی سے بھیگنے کے باوجود نجاست نہ لوٹنے کو قول مختار تحریر فرمایا ہے (شرح وقایہ مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند ۱/ ۸۳)۔

(۴) کسی شئ کے اندر دوسری اشیاء کے ملانے سے ماہیت کا انقلاب ہوتا ہے، یا نہیں؟ اس کو سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ مذہب اسلام نے پانی کا بدل مٹی کو قرار دیا ہے، چنانچہ جس طرح پانی طاہر مطہر ہے، اسی طرح مٹی بھی شرعاً پاک، پاک کرنے والی اور طہور ہے، اور پانی سے جس طرح حقیقی و حکمی دونوں قسم کی نجاستوں سے طہارت حاصل کی جاتی ہے، اسی طرح مٹی سے بھی دونوں قسم کے نجاستوں سے پاکی حاصل کی جاتی ہے، چنانچہ تیمم کی مشروعیت نجاست حکمی سے پاکی کے لئے ہے، اور تیمم کو شریعت نے وضو اور غسل دونوں کا خلیفہ قرار دیا ہے، ارشاد خداوندی ہے، "فإن لم تجدوا ماءً فتيمموا صعيداً طيباً" (سورہ مائدہ:۶)۔

مذکورہ تفصیلات میں غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے مٹی میں ازالۂ نجاست کی تاثیر رکھی ہے، اسی لئے فقہاء احناف نے کچی کھال کی دباغت کے لئے مٹی کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے، اور دباغت دی ہوئی کھال کو پاک مانا ہے جب کہ اس سے کچی کھال کی بدبو اور رطوبت کا بالکل ازالہ ہو جائے، نیز صاحب بدائع نے انجاس کی تطہیر کے طریقوں کے بیان میں لکھا ہے:

''زمین حقیقۃً پاک ہوتی ہے، کیونکہ زمین میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ وہ چیزوں کو بدل کر اپنے مطابق کر کے ایک زمانہ گزرنے کے بعد مٹی بنا دیتی ہے اور ناپاکی بالکل باقی نہیں رہتی ہے، نیز نجاست کو جب زمین میں دفن کر دیا جائے، اور ایک زمانہ گزرنے کے بعد اس کا اثر ختم ہو جائے، تو وہ پاک ہو جاتی ہے''

صاحب بدائع نے یہ تفصیل امام محمدؒ کے حوالہ سے لکھی ہے۔

## ۵- فلٹر کرنا

پانی صاف کرنے کے آلہ کے ذریعہ کسی بہنے والی چیز کو جس میں نجاست مل گئی ہو اگر اس کے نجس اجزاء کو الگ کر دیا جائے، اور وہ کثیر مقدار میں ہو تو شرعاً وہ چیز پاک ہو جائے گی، کیونکہ

قلیل مقدار میں نجاست کا اختلاط موجب نجس ہے اگر چہ بہنے والی شی ٔ کا کوئی وصف نہ بدلے، لیکن کثیر مقدار میں اگر نجاست کے اختلاط سے اس کا کوئی وصف نہ بدلے تو شرعاً وہ چیز پاک رہے گی، البتہ پیشاب فلٹر کرنے سے پاک نہ ہوگا، کیونکہ پیشاب بجمیع اجزاء نجس العین اور نجس بنجاست غلیظہ ہے (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱؍ ۴۱)۔

## ۶- کیمیاوی عمل کے ذریعہ ماہیت کو بدلنا

علامہ شامیؒ نے درمختار کے مقدمہ میں علم کیمیا کے متعلق بحث کرتے ہوئے انقلابِ ماہیت کے قول کو مبنی بر حقیقت اور حق قرار دیا ہے اور لکھا ہے: " **والظاهر مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكروه فى انقلاب النجاسة كانقلاب الخمر خلاً والدم مسكا و نحو ذلك والله اعلم**" (ردالمحتار ۱؍ ۳۴)۔

## ۷- ذبح کرنا

شرعی طریقے سے اگر جانور کو ذبح کیا جائے تو اس سے خنزیر کے علاوہ تمام ماکول اللحم وغیر ماکول اللحم جانور پاک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہے: "**دباغ الأديم ذكاته**" (مسند احمد ۳؍ ۴۷۶، ابوداؤد، مستدرک حاکم ۴؍ ۱۴، وقال صحیح الاسناد ووافقہ الذھبی من حدیث سلمۃ ابن المحبق) (کھال کی دباغت جانور کو ذبح کرنا ہے)۔

البتہ غیر ماکول اللحم جانور کا گوشت شرعی طریقے سے ذبح کرنے کے باوجود ناجائز نہ ہوگا (الموسوعۃ الفقہیہ ۱؍ ۱۳۹)۔

## ۸- دباغت دینا

خنزیر اور آدمی کے علاوہ تمام جانوروں کی کچی کھال خواہ وہ مردار ہو، دباغت دینے

سے پاک ہو جاتی ہے، چنانچہ حدیث نبوی ہے: "أيما إ هاب دبغ فقد طهر" (مسند احمد ۱/ ۲۷۴، ۱۸۹۵، ترمذی، قال الترمذی حسن صحیح، عن ابن عباس)۔

نیز بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ کی مردار بکری کی کھال کو دباغت دیکر اس سے نفع اٹھانے کے متعلق فرمایا تھا تو صحابہ نے کہا کہ وہ تو مردار ہے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: صرف اس کا کھانا حرام ہے (بخاری، بحوالہ نصب الرایہ ۱/ ۱۲۶)۔

مطلب یہ ہے کہ مردار جانور کی کھال سے دباغت کے بعد کھانے کے علاوہ دوسرا فائدہ اٹھا سکتے ہیں، حضرات شوافع کے یہاں خنزیر کی طرح کتا بھی نجس العین ہے۔ اس لئے کتا کی کھال دباغت دینے سے پاک نہ ہوگی، امام طحاویؒ نے مختصر اختلاف العلماء میں لکھا ہے:

"امام شافعی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ کتا اور خنزیر کی کھال کے علاوہ دیگر مردار جانوروں کی کھال سے صرف فائدہ اٹھا سکتے ہیں، لیکن مردار جانور کی ہڈیوں، بالوں اور اونوں سے فائدہ نہیں اٹھایا سکتا" (مختصر اختلاف العلماء ۱/ ۱۲۱، مسئلہ: ۷۵)۔

اور امام ابو یوسفؒ کی ایک روایت میں خنزیر کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جائے گی۔

خلاصہ میں امام ابو یوسفؒ کی یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ خنزیر جب شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے تو اس کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جائے گی (حاشیہ البحر الرائق ۱/ ۱۰۶)

مندرجہ تفصیلات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مختلف اشیاء میں مختلف طریقے سے انقلاب عین ہوتا ہے۔ اس لئے انقلاب عین جہاں ایک مسلمہ حقیقت بھی ہے، وہیں اس کے فیصلہ کے لئے دقت نظر کی ضرورت ہے، لہذا اس سلسلہ میں انفرادی رائے پر عمل کرنے کے بجائے فقہاء عابدین کی طرف مراجعت کیا جائے، اوران کی موافقت کے بعد کسی پہلو کو اختیار کیا

جائے ساتھ ہی انقلاب ماہیت کے سبب کسی نجس چیز کے پاک ہونے کا فیصلہ کرنے سے قبل حسب ذیل پانچ امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

۱- پہلی بات یہ ملحوظ رہے کہ عموم بلوی یعنی ابتلاء عام ہو، اگر حلت وطہارت کا فتوی نہ دیا جائے تو حرج ودشواری واقع ہو، چنانچہ ناپاک تیل سے بنے ہوئے صابن کی طہارت کا ذکر کرتے ہوئے جہاں صاحب درمختار نے یہ لکھا ہے: "**ويطهر زيت تنجس بجعله صابوناً به يفتى للبلوى**" (الدرالمختار مع ردالمحتار ۱ر ۳۱) تو وہیں علامہ ابن عابدین شامیؒ نے درمختار کی عبارت کے ذیل میں ردالمحتار میں لکھا ہے:

"انقلاب ماہیت کے سبب نجس چیز کی طہارت کا حکم صابن کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس میں ہر وہ چیز داخل ہے جس میں تغیر اور انقلاب حقیقت ہو جائے اور ساتھ ہی عموم بلوی ہو" (ردالمحتار ۱ر ۳۱)۔

۲- دوسری چیز یہاں یہ ملحوظ رہے کہ انقلاب ماہیت کے سبب طہارت کا حکم حضرت امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے۔ جس کو اکثر مشائخ نے عموم بلوی کے سبب اختیار کیا ہے، لیکن امام ابو یوسفؒ کے یہاں انقلاب ماہیت کے سبب حرمت علی حالہ باقی رہتی ہے۔

یہاں یہ بات بھی مدنظر رہے کہ کسی شئ میں تغیر وتبدل کے سبب قلب ماہیت ہوتی ہے یا نہیں؟ تو امام ابو یوسفؒ نے قلب ماہیت کے وقوع کا انکار کیا ہے، لیکن صحیح قول یہ ہے کہ قلب ماہیت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، چنانچہ علامہ شامیؒ نے علم کیمیاء سے متعلق بحث کرتے ہوئے درمختار کے مقدمہ کے حاشیہ میں اس کی صراحت کی ہے۔

۳- یہاں تیسری بات یہ ملحوظ رہے کہ نجاست کی غلیظہ وخفیفہ والی تقسیم اور اس کی معفوعنہا مقدار کپڑے و بدن کے ساتھ مخصوص ہے، اگر بہنے والی کسی بھی چیز میں نجاست واقع ہو جائے اور وہ قلیل مقدار میں ہو (جس کی تخمینی مقدار احناف کے یہاں یہ ہے کہ دہ در دہ سے کم

ہو اور فقہاء شوافع کے بقول قلتین سے کم ہو) تو وہ قلیل مقدار نجاست کے وقوع سے ناپاک ہوجائے گی، چنانچہ درمختار میں ہے: "ثم الخفیفة إنما تظهر فی غیر الماء فلیحفظ" (درمختار ار ۳۳۶)۔

نجاست کے خفیفہ ہونے کا فائدہ پانی کے علاوہ میں ظاہر ہوتا ہے، علامہ شامیؒ نے در مختار کی مذکورہ عبارت کی شرح میں لکھا ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں صرف پانی ہی نہیں بلکہ تمام بہنے والی چیزوں سے احتراز مقصود ہے، لہذا اگر کسی بہنے والی چیز میں نجاست واقع ہوجائے خواہ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ اور خواہ قلیلہ ہو یا کثیرہ، وہ چیز ناپاک ہوجائے گی اور اس میں چوتھائی مقدار یا بقدر درہم کے معضو عنہ ہونے کا اعتبار نہیں ہے، ہاں اگر کپڑے اور بدن وغیرہ میں کوئی نجاست لگ جائے تو وہاں چوتھائی وغیرہ کا اعتبار ہوگا (ردالمحتار ار ۳۳۶)۔

۴- یہاں پر چوتھی بات یہ یاد رکھنے کی ہے کہ کسی چیز کا نجس ہونا یا غیر ماکول اللحم ہونا اس کی خرید و فروخت یا اس کے ذریعہ منافع حاصل کرنے کے منافی نہیں ہے، چنانچہ گدھا کھانا جائز نہیں ہے۔ تاہم اس کی بیع، اس پر سواری جائز ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "والخیل والبغال والحمیر لترکبوها وزینة" (سورۃ النحل: ۸) (گھوڑے، خچر اور گدھا اس لئے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو)۔

اسی طرح اگر پانی میں نجاست کے گرنے سے پانی کا رنگ، مزہ یا بو نہ بدلا تو ایسا پانی اگرچہ آدمی کے لئے پینا جائز نہیں ہے، تاہم ایسے پانی سے مٹی بھگائی جاسکتی ہے، اسی طرح چوپایوں کو پلایا جاسکتا ہے (ردالمحتار ار ۳۴۸)۔

۵- پانچویں بات یہاں یہ یاد رکھنے کی ہے کہ انسان چونکہ احکام شرع کا مکلف ہے، اس لئے حلت و حرمت اور طہارت و نجاست کے احکام درحقیقت انسانوں ہی کے لئے ہیں، چنانچہ قرآن و سنت میں جہاں کہیں کسی چیز کی حلت و حرمت کا بیان کیا گیا ہے، وہاں اس کا مخاطب

انسان ہی ہے، مثلاً: "إنما حرم علیکم..." (سورۃ البقرہ: ۲۳)، "لم تحرم ما أحل الله لك" (سورہ التحریم: ۱)، "ولأحل لکم بعض الذی حرم علیکم" (آل عمران: ۵۰)، چونکہ غذا کے اثرات اجسام پر مرتب ہوتے ہیں، اس لئے قرآن پاک میں انبیاء ورسل اور مومنین کو یہ خصوصی حکم دیا گیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو، اور شکر خداوندی بجالاؤ: "یا أیها الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا لله" (سورہ بقرہ: ۱۷۲)۔

مندرجہ پانچوں ملحوظات کو سامنے رکھنے سے یہ بات عیاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ قلب ماہیت سے بلاشبہ نجاست کے حکم میں تبدیلی ہو جاتی ہے، تاہم کسی چیز کے طاہر ہونے سے اس کے کھانے کا جواز ثابت نہیں ہوتا، چنانچہ مٹی پاک ہونے کے باوجود اس کے مضر صحت ہونے کی وجہ سے اس کا کھانا جائز نہیں ہے، اس لئے کسی نجس چیز کے قلب ماہیت کے بعد جواز اکل کے لئے اس کے مضر صحت والے پہلو کو بھی پس نظر رکھنا ضروری ہے۔

## قلب ماہیت کے مشابہ صورتوں کا حکم

۶- مختلف درختوں کے پھلوں، پھولوں اور پتیوں کے جو رس یا عطر وغیرہ کشید کیا جاتا ہے چونکہ اس میں نام وخصائص کی تبدیلی نہیں ہوتی ہے، اس لئے یہ قلب ماہیت نہیں ہے، ہاں ان کے استعمال کا جواز خود ان کی اصل کے حکم کے تابع ہو کر شرعاً جائز ودرست ہے، اسی طرح مختلف قسم کی شرابوں سے جو ان کے جوہری اجزاء الگ کئے جاتے ہیں، یہ بھی قلب ماہیت نہیں ہے، کیونکہ اس سے خصائص نہیں تبدیل ہوتے۔

رہا گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا تو اگر پانی کثیر ہو اور زمین سے صاف ستھرا پانی نکالنے کا کوئی آسان ذریعہ نہ ہو تو بحالت مجبوری پانی کے فلٹر کرنے کو قلب ماہیت تسلیم کر کے اس پانی کو استعمال کیا جائے گا، اور کیمیاوی عمل کے ذریعہ جو

کسی چیز کے اجزاء کو الگ کیا جاتا ہے، تو اگر اس سے نام وخواص کی تبدیلی ہو جاتی ہے تو شرعاً اس عمل کو قلب ماہیت قرار دیکر ابتلاءِ عام کے موقع پر اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے، لیکن یاد رہے کہ کلیات کو جزئیات پر منطبق کر کے صحیح نتیجہ تک پہنچنا ہر شخص کا کام نہیں ہے، بلکہ ایسے موقعوں پر جزئیات پر حکم صادر کرنے کے لئے فقہاء عابدین کے مشوروں کی ضرورت ہے۔

## الکحل وغیرہ ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۷- دوائیں جو مختلف عناصر واجزاء کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال ان میں کسی شئ کا خلط واختلاط شرعاً قلب ماہیت کے دائرہ میں نہیں آتا، کیونکہ ہر چیز اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود رہتا ہے، چنانچہ اسی کے مطابق دواء مؤثر ہوتی ہے، رہا یہ سوال کہ فقہاء مختلف اشیاء کے اس قسم کے خلط کو جو جدا نہ ہوسکیں استہلاک عین کہتے ہیں، تو پھر اسے قلب ماہیت کہنا چاہئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ صورۃً استہلاک عین ہے، ورنہ حقیقۃً نہ یہ استہلاکِ عین ہے، اور نہ ہی قلبِ ماہیت ہے، بلکہ یہ استبقاء عین بصورت اختلاط عین ہے، چنانچہ انگریزی داؤں میں الکحل کی ملاوٹ اسی غرض سے ہوتی ہے، اب رہی یہ بات کہ الکحل تو اصلاً شراب ہوتی ہے، اور اس میں اسکار کی کیفیت بھی باقی رہتی ہے، تو پھر ایسی دواء کے استعمال کا شرعاً کیا حکم ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک انگور وکھجور کے علاوہ دیگر اشیاء سے تیار کی ہوئی شراب اگر بطور دواء کے یا بطور تقوی کے اتنی مقدار میں پی جائے جس مقدار کے پینے سے نشہ پیدا نہ ہوتا ہو تو یہ جائز ہے، بلکہ اگر انگور وکھجور کی نبیذ یا اس کے شیرہ کو آگ پر قدرے پکا دیا جائے تو حضرات شیخین کے نزدیک اس کی بھی اتنی مقدار کا استعمال کرنا بطور تقوی یا بطور تداوی کے جائز ہے، جس سے نشہ پیدا نہ ہو (الموسوعۃ الفقہیہ ۵ / ۱۷، ۱۹)۔

بلکہ فقہاء احناف کے نزدیک حرام دواء سے بھی علاج جائز ہے، جب کہ اس دواء سے استشفاء کا علم ہو (ظن غالب ہو) اور دوسری دواء سے واقفیت نہ ہو (البحر الرائق ۱/ ۱۲۲)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک اگر چہ کسی قسم کی خالص شراب کو بطور دواء کے استعمال کرنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے، تاہم اگر شراب کو دیگر دواؤں کے ساتھ اس طرح ملا دیا جائے کہ استہلاک عین ہو جائے اور دواء کا ذاتی وجود ختم ہو جائے تو ایسی دواؤں کا استعمال امام شافعیؒ کے نزدیک بھی جائز ہے، بشرطیکہ کسی ماہر ڈاکٹر کے بقول وہی دواء اس مرض کے لئے متعین ہو (الموسوعۃ الفقہیہ اصطلاح: التداوی بالحرام ۱۱/ ۱۱۹)۔

مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں ایسی دواؤں کا پینا تو جائز نہیں، البتہ کھانے پینے کے علاوہ لگانے میں اس کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ مالکیہ کے بقول اس دواء کے ترک سے موت کا خوف ہو (الموسوعۃ الفقہیہ اصطلاح: التداوی بالحرام ۱۱/ ۱۱۹)۔

دور حاضر میں چونکہ الکحل ملی ہوئی دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے مسئلے میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے اس کے مطابق لوگوں کو گنجائش دینا مناسب ہے، اس رائے کی تائید ہمارے بزگوں کی تحریروں سے بھی ہوتی ہے (دیکھئے منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۹۶، فقہی مقالات ۱/ ۱۵۳، احسن الفتاوی ۶/ ۴۸۳، ۴۹۰ وغیرہ)۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ابتلاء عام کی وجہ سے حضرات فقہاء اور مفتیانِ عظام نے الکحل ملی ہوئی دواؤں کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے، اور حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ نے الکحل سے متعلق بحث کرتے ہوئے ایسے اسپرے کو جن میں الکحل کا استعمال کیا گیا ہو، نجاست خفیفہ کے حکم میں رکھ کر لکھا ہے کہ جس حصے میں لگایا گیا ہو اگر چوتھائی حصہ سے کم ہو تو نماز درست ہو جائے گی (جدید فقہی مسائل ۱/ ۲۲۵، ۲۲۶ مطبوعہ نعیمیہ دیوبند)۔

اور احقر کے خیال میں الکحل ملی دواؤں کا بھی یہی حکم ہے۔

## مردار یا خنزیر کی چربی یا ہڈی سے بنے ہوئے صابن بسکٹ اور پاؤڈر کا شرعی حکم

۸- چربی کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر جو صابن بنایا جاتا ہے، وہ بہ اتفاق فقہاء قلب ماہیت میں داخل ہے، لہذا وہ چربی عام مردار کی ہو، یا خنزیر کی ہو، یا کسی اور حلال جانور کی ہو اس سے بنایا گیا صابن شرعاً قلب ماہیت کے سبب پاک ہے، اور اس صابن سے کپڑا وغیرہ دھونا جائز ہے، چنانچہ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کفایت المفتی میں مردار جانور کی چربی سے بنائے گئے صابن کی طہارت اور اس کے استعمال کے جواز پر چار ورق پر مشتمل ایک طویل فتوی لکھا ہے، جسے وہاں دیکھا جا سکتا ہے (کفایت المفتی ۲ر ۲۷۷ تا ۲۸۴)۔

علامہ حصکفی نے درمختار میں لکھا ہے:

"ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا به یفتی للبلوی" (الدر المختار علی ہامش رد المختار ار ۳۱) (روغن ناپاک ہو جائے تو صابن بنا لینے کے بعد پاک ہو جاتا ہے، اسی پر عموم بلوی کی وجہ سے فتوی دیا جاتا ہے)۔

علامہ ابن عابدین شامی اور علامہ ابراہیم کی صراحت کے لئے دیکھئے: رد المختار ار ۳۱، کبیری شرح منیۃ المصلی ر ۱۸۶۔

- مذکورہ تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ناپاک چربی وغیرہ سے بنائے ہوئے صابن کا استعمال جائز ہے، اور وہ شرعاً پاک ہے۔ صابن کے علاوہ اگر مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں چربی ملائی جاتی ہو تو محض اس شبہ کی بناء پر کہ اس میں مردار کی چربی ملائی جاتی ہو اس بسکٹ کا استعمال ناجائز نہیں ہے، البتہ تقوی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے بسکٹ کا استعمال نہ کیا جائے، اور اگر عموم بلوی کی وجہ سے ایسے بسکٹ کے استعمال کرنے اور کھانے کا سابقہ پڑ جائے تو اکابر علماء وفقہاء کے کلام میں غور کرنے سے قلب ماہیت کے سبب اس کا جواز معلوم ہوتا ہے، چنانچہ مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے جواباً لکھا ہے:

## جیلی کی تحقیق

سوال-ڈبل روٹی پر جیلی لگا کر کھاتے ہیں، بعض لوگ اس کو ناجائز کہتے ہیں، کیونکہ یہ جانور کی کھال اور ہڈی سے بنتی ہے، آپ کی تحقیق کیا ہے۔

جواب-اولاً جیلی کا ہڈی اور کھال سے بنایا جانا ضروری نہیں، درختوں کے پتوں وغیرہ سے بھی بنائی جاتی ہے، ثانیاً اگر کھال وغیرہ سے بنائی گئی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ کھال مردار ہی کی ہو، حلال ذبیحہ کی کھالیں غالب ہیں، ثالثاً جیلی کی صنعت میں تبدیل ماہیت کا احتمال بھی ہے، اس صورت میں حرام جانور کی کھال سے بنی ہوئی جیلی بھی حلال ہے، زیادہ تجسس اور کھود کرید کرنا اور احتمالات واوہام کی بناء پر احتراز کرنا دین میں تعمق وغلو ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے، اور بلا دلیل شرعی حرمت کا حکم لگانا دین میں زیادتی اور تحریف ہے، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (احسن الفتاوی ۸/ ۴۸)۔

مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ کے مندرجہ فتویٰ سے مردار کی چربی سے بنے ہوئے بسکٹ کے استعمال کا جواز مستفاد ہوتا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ ٹوتھ پیسٹ وغیرہ اشیاء میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، اور ان ہڈیوں کے سلسلہ میں یہ امکان ہے کہ وہ مردار جانور اور خنزیر کی ہوں، تو احتیاط وتقویٰ اور غیرت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے ٹوتھ پیسٹ کا استعمال نہ کیا جائے، کیونکہ جمہور فقہاء (مالکیہ شافعیہ اور حنابلہ) نے مردار ہڈی کو مطلقاً ناپاک قرار دیا ہے، اور اس کے استعمال کو حرام کہا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰/ ۱۵۹)۔

البتہ امام محمدؒ کے علاوہ فقہائے احناف کا مذہب، نیز شافعیہ کا ایک قول اور مالکیہ میں سے ابن وھب کا قول، اسی طرح امام مالک کی ایک روایت یہ ہے کہ ہاتھی کا دانت پاک ہے، اور علامہ ابن تیمیہ نے ہاتھی کے دانت کی طہارت کے قول کو درست قرار دیا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۲۹/ ۴۲)۔

فقہاء احناف نے دیگر مردار جانوروں کی ہڈیوں کو بھی پاک قرار دیا ہے (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰/ ۱۶۰)۔

لہذا اگر کوئی شخص ہڈیوں سے بنے ہوئے ٹوتھ پیسٹ کو استعمال کرلے تو قلب ماہیت کے سبب فتوی کی رو سے یہ عمل جائز ودرست ہوگا۔

## مذبوح جانوروں کے خون اور دیگر اجزاء کا دواؤں میں استعمال کرنا

۹- خون مذبوح جانور کا، ہو یا غیر مذبوح جانور کا اسی طرح ماکول اللحم جانور کا ہو یا غیر ماکول اللحم کا شرعاً ناپاک اور نجس بہ نجاست غلیظہ ہے، نہ اس کا کھانا جائز ہے، اور نہ ہی اس سے دیگر نفع اٹھانا جائز ہے، اور اس سلسلہ میں تمام فقہاء کا اتفاق ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

" اتفق الفقهاء على أن الدم حرامٌ نجس لا يؤكل ولا ينتفع"(الموسوعۃ الفقہیہ ۲۱/ ۲۵، اصطلاح: الدم)۔

خون کی حرمت خود قرآن پاک میں منصوص ومصرح ہے، " إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير"(سورۃ البقرہ: ۱۷۳)((اے لوگو) (تم پر اللہ تعالیٰ نے مردار جانور، خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام کیا ہے)

لہذا خون کا دواؤں میں استعمال کرنا خواہ وہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح کا جائز نہیں ہے، حالتِ اضطرار میں خون چڑھانا یا خون سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال کرنا تداوی بالحرام کی شرائط کے ساتھ جائز ہے، حالت اختیار میں اس کا استعمال ہرگز جائز نہیں ہے، ماہر ڈاکٹر اگر یہ مشورہ دے کہ مریض کو اسی دواء سے فائدہ ہوگا، اس دواء کا بدل نہیں ہے تو صرف ایسی صورت میں خون سے بنی ہوئی دوا کا استعمال جائز ہوگا۔

## جلاٹین کا شرعی حکم

جلاٹین ایک لیسدار مادہ ہے جو جانوروں کی ہڈی، کھال وغیرہ سے نکلتا ہے (فیروز

اللغات ۱۵۴) ، جلاٹین کا شرعی حکم دو درجہ رکھتا ہے: ایک ہے اس کا بنانا، دوم اس کا استعمال کرنا، جہاں تک بنانے کا تعلق ہے، تو اس کا حکم اس کے اجزاء کے تابع ہے، اگر ماکول اللحم مذبوح جانور کے جائز اجزاء ہڈیوں، کھالوں، گوشتوں اور آنتوں وغیرہ سے بنایا جائے تو جائز ہے، اسی طرح احناف کے یہاں مردار جانور کی ہڈیوں سے بھی جلاٹین کا بنانا جائز ہے، کیونکہ فقہائے احناف مردار جانوروں کی ہڈیوں کی طہارت کے قائل ہیں، (الموسوعۃ الفقہیہ ۳۰ / ۱۶۰) اور غیر ماکول یا ماکول اللحم غیر مذبوح جانور کے اجزاء سے جلاٹین تیار کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اسی طرح خنزیر کے اجزاء سے جلاٹین تیار کرنا جائز نہیں ہے، خواہ مذبوح ہو یا غیر مذبوح ہو، کیونکہ خنزیر نجس العین ہے، نیز ناجائز چیزوں سے جلاٹین بنانے میں تعاون علی الاثم بھی ہے، رہا جلاٹین کا استعمال کرنا تو اگر ماکول اللحم مذبوح جانور کے ممنوع اجزاء کے علاوہ سے تیار کیا جائے تو اس کا استعمال ہر طرح جائز ہے، خواہ غذا کے طور پر استعمال کیا جائے یا دواء کے طور پر، یا دیگر امور میں کیا جائے، اور اگر خنزیر کے اجزاء سے یا غیر ماکول اللحم غیر مذبوح یا ماکول اللحم مذبوح جانور کے اجزاء سے تیار کیا جائے تو کھانے کے علاوہ دیگر ضرورتوں میں اس کا استعمال جائز ہے۔

اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ جلاٹین کس طرح تیار کی گئی ہے، تو اصل اشیاء میں اباحت کے اصول کے مطابق یا قلب ماہیت کے ضابطہ کو ملحوظ رکھ کر تمام ضروریات میں اس کا استعمال جائز ہوگا، خنزیر کے اجزاء سے بنی ہوئی جلاٹین سے متعلق سوال کے جواب میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ نے تبدیل ماہیت کی تقدیر رفع نجاست وحرمت اور عدم تبدیل ماھیت کی تقدیر پر حرام ہونے کا فتوئی دیا ہے (فقہی مقالات ۱ / ۱۵۵) لیکن مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ نے حرام جانور کی کھال سے بنی ہوئی جیلی کو جسے ڈبل روٹی پر لگا کر کھایا جاتا ہے، تبدیل ماہیت کے احتمال پر حلال لکھا ہے (احسن الفتاوی ۸ / ۱۲۸)۔

# انقلاب ماہیت کا شرعی جائزہ

مولانا سید اسرار الحق سبیلی ☆

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنی چیزیں بھی پیدا کی ہیں، سب میں کچھ نہ کچھ مفید اثرات ضرور ہیں، کسی چیز کو ہم بے کار نہیں کہہ سکتے، لیکن کچھ چیزوں میں صرف مفید اثرات ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو انسان کے لئے حلال قرار دیا ہے، اور جن چیزوں میں مفید اثرات کے ساتھ مضر اثرات بھی ہیں، ان کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ قرآن کا بیان ہے:

"یسئلونك عن الخمر والمیسر، قل فیهما إثم کبیر ومنافع للناس وإثمهما أکبر من نفعهما" (البقرہ: ۲۱۹) (لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا حکم دریافت کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ فائدے بھی ہیں، مگر ان کا گناہ اور نقصان ان کے فائدہ سے کہیں زیادہ ہے)۔

اور فرمایا: "یحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث" (الاعراف: ۱۵۷) (پاک چیزوں کو ان کیلئے حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں)۔

یہ حلال وحرام کی پابندی ان ہی لوگوں کیلئے ہے جو اللہ کے فرماں بردار ہیں، اور ہر معاملے میں اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن جن لوگوں کی زندگی کا مقصد صرف لذت اندوزی اور سرمایہ اندوزی ہو، ان کے لئے حلال وحرام کی سرحدیں کوئی معنی نہیں رکھتیں، موجودہ

---

☆ جامعۃ القرآن اکبر باغ، حیدرآباد ۳۶۔

سرمایہ دارانہ نظام میں یہی سب کچھ ہو رہا ہے، بدقسمتی سے دنیا کے معاشی، طبی اور سیاسی نظام پر ایسے ہی لوگوں کا قبضہ ہے، معیشت اور طب کے میدان میں انہیں حلال وحرام کی کوئی فکر نہیں، مسلمانوں کے لئے جیسے بھی حالات ہوں، انہیں شریعت پر ہی عمل کرنا ہے، اور شرعی حدود میں رہ کر ہی زندگی گزارنی ہے، کھانے پینے اور دواء علاج وغیرہ کی چیزوں میں حرام وحلال کی تمیز نہ کرنے کی بناء پر ہم مسلمانوں کے لئے جو مسائل پیدا ہو گئے ہیں، ان کا ہمیں سنجیدگی سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور عوام کو ناجائز چیزوں سے بچنے، جائز چیزوں کو اختیار کرنے اور جائز وناجائز میں فرق بتانے کی ضرورت ہے، تاکہ نہ تو وہ ہر چیز کو جائز سمجھ لیں، اور اباحیت پسندی کی زد میں آ جائیں، اور نہ ہی خواہ مخواہ کسی چیز کو حرام سمجھ کر تنگی میں مبتلا ہو جائیں۔

## بنیادی عناصر

۱- کسی بھی چیز میں بنیادی عناصر دو ہوتے ہیں: وصف اور طبیعت، وصف اس کی ظاہری علامت کو کہیں گے، یا جس کا احساس ظاہری حواس سے ہوتا ہے، جیسے: کسی چیز کی صورت، شکل، رنگ، ڈھانچہ، بو اور مزہ وغیرہ۔ طبیعت سے مراد اس میں باطنی کیفیات واثرات ہیں، مثلاً پانی کی طبیعت میں پتلاپن، بہاؤ اور سیرابی کی صلاحیت ہے، اسی طرح کسی چیز کی باطنی تاثیر جیسے گرم، سرد، بادی، سہل، زود ہضم ہونا وغیرہ طبیعت میں داخل ہے۔

## انقلاب ماہیت کا مطلب

۲- انقلاب ماہیت، استحالۂ عین اور تحویل حقیقت کی واضح تعریف فقہاء کے یہاں نہیں ملتی ہے، البتہ الموسوعۃ الفقہیۃ میں المصباح المنیر کے حوالے سے یہ تعریف لکھی گئی ہے:

"تغير شيئ عن طبعه ووصفه أو عدم الإمكان" (الموسوعۃ الفقہیۃ ۳/ ۲۳، ۱۰/ ۲۱۷)

(کسی چیز کی طبیعت اور وصف کا بدل جانا یا پہلی حالت پر لوٹنے کا امکان ختم ہونا)۔

اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز کی حقیقت تبدیل ہونے کے لئے اس کی خاصیت، کیفیت، اثر، صورت، رنگ، بو اور مزہ وغیرہ کا بدلنا ضروری ہے، فقہاء نے غالبًا اس کی تعریف اس لئے نہیں کی ہے کہ انہوں نے انقلاب عین کو اس کے لغوی معنی میں لیا ہے کہ کسی چیز کی پوری حقیقت بدل جائے، یعنی اس کے پچھلے تمام اثرات جو نفع ونقصان سے متعلق ہوں، تبدل ہو جائیں، یہاں تک کہ اس کا نام بھی تبدیل ہو جائے، تب ہی ''استحالۂ حقیقت'' کہلائے گا، اگر اس کے پچھلے اثرات باقی رہے، صرف ظاہر میں تبدیلی آئی تو تحویلِ حقیقت نہیں سمجھی جائے گی، علامہ شامی کی اس تحریر سے اس پر کچھ رہنمائی ملتی ہے، مردہ جانور کے نمک میں گرنے پر انقلاب حقیقت کو ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فإن الملح غير العظم واللحم، فإذا صار ملحا ترتب حكم الملح..... فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المترتب عليها''(رد المحتار ۱/ ۵۳۳)

(کیونکہ نمک ہڈی اور گوشت کے علاوہ چیز ہے، اگر وہ نمک ہو جائے تو نمک کا حکم لگایا جائے گا..... اس سے معلوم ہوا کہ استحالۂ عین پورے وصف کے زائل ہونے کے بعد واقع ہوتا ہے)۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ استحالۂ حقیقت کے لئے پورے اوصاف اور طبیعت کا بدلنا ضروری ہے، کہ تبدیلی کے بعد وہ بالکل دوسری چیز سمجھی جانے لگے۔

۳-لہذا اگر ایسی تبدیلی ہوئی کہ پہلے کا کوئی بھی اثر اور خاصیت باقی نہیں ہے، تو اس کا حکم بدل جائے گا، پہلے وہ چیز پاک تھی، تو اب ناپاک ہو جائے گی، اور پہلے ناپاک تھی تو تحویل حقیقت کی بناء پر پاک ہو جائے گی، جیسے رس پاک ہے، شراب بن جانے پر ناپاک ہو جائے گی، اور شراب ناپاک ہے، سرکہ بن جانے پر پاک ہو جائے گا۔

لیکن اگر تحویل سے پہلے اوصاف کا اثر تحویل کے بعد بھی باقی رہے، تو اس کا سابقہ حکم

برقرار رہے گا، کیوں کہ دراصل یہ انقلاب نہیں ہے، بلکہ اپنی پچھلی شکل کی ہی ایک دوسری صورت ہے، فقہاء کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تحویل حقیقت کے لئے مکمل تبدیلی کو ضروری قرار دیا ہے، کہ پچھلی کیفیت وخصوصیت کا نام ونشان باقی نہ رہے، علامہ شامی نے انقلاب حقیقت کے ذیل میں کانسہ کے سونا میں تبدیل ہونے پر بھی بحث کی ہے، اور یہ لکھا ہے کہ یہ بات محال ہے کہ انقلاب ماہیت کے بعد سونا ہونے کے ساتھ کانسہ بھی ہو، اور اس بارے میں قرآنی آیت: "فإذا هى حية تسعى" پر ائمہ تفسیر کا اتفاق ذکر کیا ہے، کہ دو چیزوں میں سے کسی ایک کا ہی اعتبار ہوگا، ورنہ معجزہ باقی نہیں رہے گا: "مقتضى ما مر ثبوت انقلاب الشئ عن حقيقته كالنحاس إلى الذهب والمحال إنما هو انقلابه مع كونه نحاسا لا متناع كون الشئ فى الزمن الواحد نحاسا وذهبا، ويدل على ثبوته بأحد هذين الاعتبارين، كما اتفق عليه أئمة التفسير قوله تعالى: "فإذا هى حية تسعى" وإلا لبطل الإعجاز (ردالمحتار ۱/ ۵۳۴)۔

تحفۃ المحتاج کے مصنف علامہ ابن حجر ہیثمی شافعی نے بھی لکھا ہے:

"سونا میں تبدیل ہونے کے بعد اس کا کانسہ باقی رہنا محال ہے، کیوں کہ ایک ہی وقت میں ایک چیز کا کانسہ اور سونا بننا ممکن نہیں، اسی بنا پر ائمہ تفسیر عصاء موسیٰ کے بارے میں متفق ہیں کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا ہی اعتبار ہوگا، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مثال کے طور پر کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو وہ اپنی ناپاکی پر باقی رہے" (تحفۃ المحتاج بشرح المنہاج ۱/ ۳۰۶)۔

## نجس العین اور غیر نجس العین کا فرق

۴- دیکھا جائے تو فقہاء کے نزدیک نجس العین اور غیر نجس العین کا فرق نہیں کیا گیا

ہے، جن فقہاء کے نزدیک استحالہ کے بعد چیز پاک ہو جاتی ہے، ان کے نزدیک مطلق پاک ہو جاتی ہے، چاہے استحالہ سے پہلے وہ چیز نجس العین ہو یا غیر نجس العین، اور جن فقہاء کے نزدیک استحالہ کے بعد بھی وہ چیز پاک نہیں ہوتی ہے، تو وہ مطلق پاک نہیں ہوتی، چاہے استحالہ سے پہلے وہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، چنانچہ حنفیہ، مالکیہ اور ایک روایت کے مطابق حنابلہ کے نزدیک نجس العین چیزیں بھی استحالہ کی بناء پر پاک ہو جاتی ہیں: "**ذهب الحنفية و المالكية وهو رواية عن أحمد: إلى أن نجس العين يطهر بالاستحالة**" (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰/ ۲۷۸)۔

فقہ حنبلی کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"**ظاهر المذهب أنه لا يطهر شيئ من النجاسات بالاستحالة، إلا الخمرة إذا انقلبت بنفسها خلا وما عداه لا يطهر**" (المغنی ۱۰/ ۵۶ طبع دار الفکر بیروت ۱۹۸۵ء) (ظاہر مذہب یہ ہے کہ استحالہ کی بناء پر کوئی ناپاک چیز پاک نہیں ہوگی، سوائے شراب کے، جب کہ وہ خود بخود سرکہ میں تبدیلی ہو جائے، اس کے علاوہ کوئی چیز پاک نہیں ہوگی)۔

اسی طرح نجس العین اور غیر نجس العین اشیاء کے اجزاء کا حکم بھی یکساں ہوگا۔

## قلب ماہیت کے اسباب

۵- قلب ماہیت کے مندرجہ ذیل اسباب ہو سکتے ہیں:

۱- جلانا

۲- کسی چیز کی آمیزش

۳- ایک زمانہ تک کسی چیز کا یونہی پڑا رہنا

۴- دھوپ میں رکھنا

۵- زمین میں دفن کرنا (دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۳۴۵، بدائع الصنائع ۱/ ۳۴۳)۔

۶- کافی مقدار میں تیزاب ڈالنا وغیرہ

## گندے پانی سے گندگی دور کرنا

۶- ناپاک اور گندے پانی میں کیمیکل ڈال کر گندے اور ناپاک اجزاء نکال لئے جائیں، اوران کو بالکل صاف وشفاف شکل میں پیش کیا جائے، اسی طرح شرابوں سے ان کے جوہری اجزاء نکال لئے جائیں، تو یہ عمل قلب ماہیت نہیں کہلائے گا، بلکہ دراصل یہ تجزیہ (Decompose) ہے، اس طرح شفاف پانی اور شراب کا جوہر جزء ناپاک ہی سمجھے جائیں گے۔ شروع میں انقلاب ماہیت کی تعریف کرتے ہوئے یہ بات بتائی گئی ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے طبیعت کا ازالہ ضروری ہے، جب کہ پانی کی طبیعت: رقت، بہاؤ اور سیرابی، سب یہاں پائے جارہے ہیں، علامہ شامی لکھتے ہیں:

''اگر ناپاک چیزوں کے قطرات حاصل کئے گئے، تو اس کا پانی ناپاک ہوگا، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے، تو قیاس بلا تعارض کے باقی رہا، اس سے معلوم ہوا کہ تہہ میں جمی ہوئی شراب کے جو قطرات حاصل کئے جاتے ہیں، جس کو ملک روم میں ''عرقی'' کہا جاتا ہے، تمام شرابوں کی طرح ناپاک اور حرام ہے'' (ردالمحتار ۱/ ۵۲۲)۔

## کیا استہلاک عین قلب ماہیت ہے؟

۷- آج کل بعض دواؤں میں مختلف چیزوں کے ساتھ الکحل کا بھی کچھ حصہ ملایا جاتا ہے، اس طرح مختلف چیزوں کے مل جانے سے ''استہلاک عین'' پایا جاتا ہے، کہ کسی ایک چیز کی شناخت نہیں ہوسکتی، یہ مختلف تاثیروں کا مجموعہ ہو جاتی ہے، ہر جزء جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود رہتا ہے، اس لئے اس استہلاک عین کو انقلاب عین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا ہے، انقلاب عین کے لئے ایسی تبدیلی ضروری ہے کہ پچھلا اثر، کیفیت اور خاصیت بالکل بدل جائے، جب کہ دواؤں میں الکحل ملانے کا مقصد ہی الکحل کے اثرات سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے، یہ الگ بات

ہے کہ الکحل کی آمیزش کے بغیر دوانہ ملنے پر الکحل ملی دواؤں کا استعمال جائز ہے (دیکھئے الدر المختار و ردالمختار ۱/ ۳۶۵-۳۶۶)۔

## صابن اور بسکٹ میں حرام چربی ملانا

۸-صابن میں حرام اور مردار جانوروں کی چربی ملانا جائز ہوگا، صابن میں چربی ملانے سے چربی اپنی اصلی حالت وکیفیت میں باقی نہیں رہتی ہے، بلکہ اپنی حقیقت کھو کر صابن کا حصہ بن جاتی ہے، چربی کی خاصیت چکناہٹ ہے، صابن میں کاسٹک سوڈا وغیرہ ڈالنے سے چکناہٹ بالکل ختم ہو جاتی ہے، ہاتھ میں چربی لگ جانے سے چربی کی چکناہٹ دور کی جاتی ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

''ناپاک تیل کو صابن میں ڈال دیا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتوی دیا جائے گا، کیوں کہ یہ تغیر ہے، امام محمدؒ کے نزدیک تغیر سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے، ابتلاء عام کی بناء پر اس کا فتوی دیا جاتا ہے، معلوم ہونا چاہئے کہ امام محمد کے نزدیک علت یہی تغیر اور انقلاب حقیقت ہے، جیسا کہ ماقبل میں معلوم ہو چکا، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ حکم صابن کے ساتھ خاص نہ ہو، اس میں ہر وہ چیز داخل ہو جس میں تغیر اور انقلاب حقیقت واقع ہوا ہو، اور اس میں ابتلاء عام ہو'' (ردالمختار ۱/ ۵۱۹)۔

البتہ بسکٹ میں حرام چربی ڈالنے سے اس کی حقیقت نہیں بدلے گی بسکٹ تیار ہونے کے بعد اس میں چربی اور تیل بعینہ موجود رہتے ہیں، اس میں معمولی تغیر واقع ہوتا ہے۔

''اسی طرح جب تل ناپاک ہو جائے، پھر اس کو پیس دیا جائے، تو وہ پاک ہو جائے گا، خصوصاً جب کہ اس میں ابتلاء عام ہو..... لیکن میرا خیال ہے کہ تل کو جب گاہا جائے، تو اس میں صرف ایک وصف کا تغیر ہوا، جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے، گیہوں آٹا بن جائے، آٹا روٹی بن

جائے، برخلاف شراب کے، جب وہ سرکہ بن جائے، اور گدھا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، کیونکہ یہ تمام ایک حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہو گئے ہیں، نہ کہ صرف ایک وصف تبدیل ہوا ہے'' (ردالمحتار ۱/ ۵۱۹ - ۵۲۰)۔

## ٹوتھ پیسٹ میں مردار جانوروں کی ہڈیاں استعمال کرنا

حنفیہ کے نزدیک خنزیر کے علاوہ دوسرے مردار جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا ایک قول بھی یہی ہے، امام ابن تیمیہ نے دلائل کی روشنی میں اسی قول کو درست قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں ہے (مجموعہ فتاوی ابن تیمیہ، بدائع الصنائع ۱/ ۱۹۹ - ۲۰۰)۔

لہذا خنزیر کے علاوہ کسی جانور کی ہڈی کا پاؤڈر پیسٹ میں ملایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور خنزیر کی ہڈی کا پاؤڈر بھی اگر پیسٹ میں ملا دیا جائے، تو انقلابِ ماہیت کی بناء پر ایسے پیسٹ کو پاک ہی سمجھنا چاہئے، کیوں کہ ہڈی کے اجزاء کیمیکل میں تحلیل ہو کر صابن کی طرح ٹوتھ پیسٹ میں تبدیل ہو گئے ہیں، علامہ ابن ہمامؒ (م: ۶۸۱) لکھتے ہیں:

''امام محمدؒ کے قول کے مطابق صابن کے پاک ہونے کا حکم لگایا جائے، جس کو ناپاک تیل سے تیار کیا گیا ہو، بعض حضرات نے اس کے مطابق اس مسئلہ کا بھی حکم لگایا ہے کہ جب ناپاک پانی اور مٹی آپس میں مل جائیں، اور گارا بن جائے، تو گارا پاک سمجھا جائے گا۔ کیوں کہ یہ دوسری چیز بن گئی، یہ بعید بات ہے، جب کہ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اگر ان میں سے ایک پاک ہو، تو کہا گیا ہے کہ اعتبار پانی کا ہے، اگر وہ ناپاک ہے تو مٹی بھی ناپاک ہوگی، ورنہ پاک ہوگی، اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ اعتبار مٹی کا ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اعتبار غلبہ کا ہوگا، اکثر حضرات کا خیال ہے کہ ان میں سے جو بھی پاک ہو، مٹی پاک سمجھی جائے گی'' (فتح القدیر ۱/ ۲۰۲ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت)۔

اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ اگر پاؤڈر کی مقدار غالب نہ ہو، بلکہ بہت معمولی ہو، تو ایسے ٹوتھ پیسٹ کو پاک سمجھا جائے۔

## دواؤں میں خون کا استعمال

۹- ڈاکٹر اصغر علی صاحب (جامعہ ہمدرد نئی دہلی) نے صراحت کی ہے کہ دواؤں میں خون کا استعمال نہیں ہوتا، صرف سمیت اور زہر کو ختم کرنے کیلئے جانوروں کا خون لے کر Anti body ٹیکے بنائے جاتے ہیں، خون چڑھانا جائز ہے، تو ایسے ٹیکے لینا بھی جائز ہونا چاہئے۔

البتہ حرام جانوروں کے دوسرے اجزاء دواؤں میں استعمال کئے جاتے ہیں، جیسے کتے کی زبان کا مرہم بنایا جاتا ہے، تو یہ ناپاک ہی شمار کیا جائے گا، کیوں کہ خنزیر کی طرح کتے کا گوشت بھی ناپاک ہے: "**ولا خلاف فی نجاسة لحمه**" (درمختار ۱ر ۳۶۳)۔

مگر دوسرے جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کے اجزاء دواؤں میں ڈالے جائیں، تو ایسی دواؤں کا بیرونی استعمال (External use) جائز ہوگا، ایسی دواؤں کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔

"گوشت اور چربی کے پاک ہونے میں اختلاف ہے، امام کرخیؒ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ جانور جو دباغت کی بناء پر پاک ہو جاتا ہے، اس کی کھال ذبح کرنے سے پاک ہو جائے گی، یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس کا گوشت، چربی اور تمام اجزاء پاک ہو جاتے ہیں، کیونکہ جانور اجزاء کا مجموعہ ہے۔ ہمارے مشائخ اور بلخ کے مشائخ نے فرمایا ہے کہ ہر وہ جانور جس کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے، ذبح کرنے پر بھی اس کا چمڑا پاک ہو جائے گا، البتہ گوشت اور چربی وغیرہ پاک نہیں ہوگی، پہلا قول زیادہ درست ہے، کیوں کہ یہ بات گزر چکی ہے کہ ناپاکی کی وجہ بہتا خون ہے، ذبح کرنے سے وہ نکل چکا ہے" (بدائع الصنائع ۱ر ۳۵)۔

آخر میں مذکور علت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس کے لئے ذبح شرعی کی بھی

ضرورت نہ ہو، چنانچہ فقہاء کی رائے اس بارے میں مختلف ہے:

''کیا اس کی کھال کے پاک ہونے کے لئے ذبح شرعی کی شرط ہے کہ ذبح شرعی کا اہل ہو اور بسم اللہ پڑھا گیا ہو؟ ایک قول ہے کہ ہاں، اور ایک قول ہے کہ نہیں، پہلا قول زیادہ ظاہر ہے، کیوں کہ مجوسی اور جان کر بسم اللہ چھوڑنے والے کا ذبح صرف ذبح ہے، اگرچہ دوسرا قول بھی صحیح ہے، زاہدی نے قنیہ اور مجتبی میں اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بحر میں اسی کو برقرار رکھا گیا ہے'' (الدر المختار ورد المحتار ۱/ ۳۵۸، ۳۵۹)۔

علامہ شامی اس کے ذیل میں صاحب بحر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"ویدل علی أن هذا هو الأصح أن صاحب النهایة ذكر هذا لشرط: أی كون الذكاة شرعیة بصیغة قیل معزیا إلی الخانیة" (رد المحتار ۱/ ۳۵۹) (یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قول ہی زیادہ صحیح ہے کہ صاحب نہایہ نے یہ شرط: یعنی ذبح شرعی کے ہونے کو صیغۂ مجہول (قیل: کہا گیا) کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور اس کو فتاوی خانیہ کی طرف منسوب کیا ہے)۔

اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر کتا اور خنزیر کے علاوہ جانوروں کو ذبح کیا جائے، چاہے ذبح کرنے والا غیر مسلم ہی ہو، تو مذبوح جانور کے اجزاء پاک ہو جائیں گے، اور مرہم وغیرہ بیرونی استعمال کی دواؤں میں یہ اجزاء ڈالے جائیں تو ان کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

## جلاٹین کا حکم

۱۰- جلاٹین کا عمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے، اس میں تیزاب کا استعمال ایک سے لیکر پانچ فی صد تک ہوتا ہے، جس سے مردار اور خنزیر وغیرہ کا چمڑا اور ان کی ہڈیوں کی حقیقت تبدیلی ہو جانا ممکن نہیں، نیز چمڑے یا ہڈیوں کو چونے میں رکھنے، گرم پانی میں ڈالنے اور

پھر ان کو پیسنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی ہے، علامہ شامی کی اس تحریر سے اس کا موازنہ کیا جاسکتا ہے:

''جب تل ناپاک ہوجائے، پھر اس کو پیس دیا جائے، تو وہ پاک ہوجائے گا۔ خصوصاً جب کہ اس میں ابتلاء عام ہے.....، لیکن میرا خیال ہے کہ تل کو جب گاہا جائے اور اس کا تیل اس کے اجزاء سے مل جائے، تو اس میں صرف ایک وصف کا تغیر ہوا، جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے، برخلاف شراب وغیرہ کے، جب وہ سرکہ بن جائے.......کیوں کہ یہ تمام ایک حقیقت سے دوسری حقیقت میں تبدیل ہوگئے، نہ کہ صرف ایک وصف تبدیل ہوا'' (ردالمحتار ار ۵۱۹، ۵۲۰)۔

لہذا اگر خنزیر، کتا کے چمڑے اور ان کی ہڈیاں اور مردار کے چمڑوں سے جلاٹین حاصل کیا جائے تو یہ ناپاک ہوگا، کھانے کی چیزوں میں اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا، البتہ ضرورت کی بناء پر کیپسول میں اس کا استعمال جائز ہوگا۔

خنزیر اور کتے کے علاوہ جانور کی ہڈیوں سے جلاٹین حاصل کیا جائے تو وہ پاک سمجھا جائے گا، اس سے بنایا ہوا گوند (Gum) استعمال کرنا جائز ہوگا، لیکن کھانے کی چیزوں میں یہ جلاٹین استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے ـــــــــــ البتہ اگر حلال مذبوح جانور کے چمڑے یا ان کی ہڈیوں سے جلاٹین حاصل کیا گیا ہو تو وہ پاک ہوگا، کھانے کی چیزوں میں اس کو ملایا جائے تو اس کا کھانا جائز ہوگا۔

## خلاصۂ جوابات

۱- کسی بھی چیز کے بنیادی عناصر دو ہیں: وصف اور طبیعت

۲- انقلاب ماہیت کے لئے مکمل اوصاف، طبیعت، کیفیت اور خاصیت کا بدل جانا ضروری ہوگا۔

۳-اگر پہلے کا کوئی بھی اثر اور خاصیت باقی نہ ہو تو حکم بدل جائے گا۔ پہلے ناپاک ہو تو اب پاک سمجھا جائے گا، اور پہلے پاک ہو تو اب ناپاک سمجھا جائے گا۔لیکن اگر پہلے کا کچھ اثر، خصوصیت اور کیفیت باقی رہے، تو اس کا سابقہ حکم باقی رہے گا۔، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، اور یہ انقلاب حقیقت نہیں سمجھا جائے گا۔

۴-انقلابِ ماہیت کے مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کا کوئی فرق نہیں ہے۔

۵-انقلاب حقیقت کے اسباب حسبِ ذیل ہیں:

الف- جلانا

ب-کسی چیز کی آمیزش

ج- ایک زمانہ تک یونہی پڑا رہنا

د-دھوپ میں رکھنا

ہ- زمین میں دفن کرنا

و-کافی مقدار میں تیزاب ڈالنا، یا تیزاب میں رکھنا

۶- گندے پانی سے گندگی دور کرنا، یا شراب سے اس کے جوہری جزء کو نکالنا قلبِ ماہیت نہیں، بلکہ یہ صرف تجزیہ ہے۔

۷-استہلاک عین کو استحالۂ عین کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

۸-صابن میں ناپاک چربی ملانے سے اس کی حقیقت تبدیل ہوجاتی ہے، لیکن بسکٹ میں ملانے سے تحویل حقیقت نہیں سمجھی جائے گی۔ٹوتھ پیسٹ میں ناپاک جانور کی ہڈیوں کے پاؤڈر اپنی حقیقت کھودیتے ہیں۔

۹-جانوروں کے خون سے بنے ٹیکے کا استعمال جائز ہے، کتا اور خنزیر کے اجزاء سے بنی دوائیں ناپاک ہوں گی، ان دونوں کے علاوہ حرام جانور کو ذبح کے بعد ان کے اجزاء دوا میں

ملائے جا سکتے ہیں، اگرچہ ذبح کرنے والا غیر مسلم ہو، ان دواؤں کا بیرونی استعمال جائز ہوگا۔
کھانے کی دواؤں میں ان اجزاء کا ملانا جائز نہیں ہوگا۔

۱۰- جلائین کا مکمل قلب ماہیت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے، اس لحاظ سے حرام جانوروں کی ہڈیوں اور چمڑوں سے حاصل ہونے والے جلاٹین کو کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا اور ان کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔

# تبدیلی ماہیت کے بعد اس پر مرتب ہونے والے احکام

مولانا محمد مصطفیٰ قاسمی آواپوری ☆

۱- کسی بھی شئ کے بنیادی عناصر یہ ہیں کہ وہ اپنی حقیقت اصلیہ پر برقرار رہے، اگر چہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات ہوئے ہوں، مثلاً کوئی سائنس داں قارورہ میں پیشاب کر کے اس پر تجربہ اور تجزیہ کر کے اس کے تمام اجزاء متعفنہ وضاریہ کو مشین سے کشید کر کے اس کو ختم کردے اور مثل پانی کردے، تب بھی یہ پیشاب ہی رہے گا، اس کی حقیقت، اصل اور ماہیت نہیں بدلی، صرف اجزاء کے تبدیل ہونے سے احکام شرعیہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوگی، استاد محترم مفتی نظام الدین اعظمیؒ اس موضوع پر یوں رقمطراز ہیں: اس کشید کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ پیشاب کے اندر سے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا، اور باقی جو اجزاء بچے وہ اسی پیشاب کے اجزاء ہیں، اور پیشاب بجمیع اجزاء نجس العین اور نجس بنجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجاست غلیظہ ہی رہیں گے، اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی، اس کو قلب ماہیت نہیں کہہ سکتے ہیں، بلکہ یہ تجزیہ وتخرجہ ہوا نہ کہ قلب ماہیت، قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت وماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے اور نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی

☆ استاذ مدرسہ اسلامیہ، شکرپور، بھرواڑہ ضلع دربھنگہ بہار (الہند)۔

دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہوجائیں، جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے (منتخبات نظام الفتاوی ا/ ۳۱، ۲۷ طبع اسلامک فقہ اکیڈمی نئی دہلی طبع اول ۱۹۹۴ء، الدر المختار علی ہامش رد المحتار ا/ ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۳ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ طبع اول ۱۳۹۹ھ)۔

"إذا تخللت الخمر بنفسها بغير قصد التخليل يحل ذلك الخل بلا خلاف بين الفقهاء لقوله ﷺ: نعم الادام الخل" (الموسوعة الفقهية ۵/ ۲۷) (جب شراب خود بخود سرکہ بن جائے، اپنا ارادہ سرکہ بنانے کا نہ ہوتو وہ سرکہ جمہور فقہاء کے نزدیک بلا اختلاف حلال ہے، حلال ہونے کی دلیل آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: سالنوں میں بہتر سرکہ ہے)۔

اپنے ارادے سے شراب کا سرکہ بنالیا جائے تو وہ سرکہ بھی حلال ہے، کیونکہ حقیقت تبدیل ہوگئی، انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے، حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کا یہی مسلک ہے (الموسوعة الفقهية ۵/ ۲۹، الکویت طبع دوم ۱۹۸۶ء - ۱۴۰۶ھ)۔

## زبدۃ الخلاصہ

ایک ہے کسی شئی کی ماہیت اور حقیقت کو تبدیل کردینا اور دوسری چیز اس کا تجزیہ کرنا، اگر کسی چیز کی حقیقت ہی یکسر بدل دی جائے تو اس کے احکام بھی بدل جائیں گے، اور اگر محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کرلئے جائیں تو اس کی وجہ سے اس کے احکام نہیں بدلیں گے، مثلاً پاخانہ جلا کر راکھ بنادیا جائے تو اب وہ راکھ ناپاک شئی نہ ہوگی (رد المحتار ا/ ۱۵۳)، شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنادیا جائے تو اس کی حرمت اور ناپاکی ختم ہوجائے گی (الموسوعة الفقهية ۵/ ۲۷، ۲۹، البحر الرائق ۸/ ۲۳۹، ہدایہ ۴/ ۳)۔

جدید ٹکنالوجی اور کیمیکل کے ذریعہ پاخانہ کے تعفن کو دور کردیا جائے پھر بھی وہ کسی طرح شرعی نقطۂ نظر سے حلال وپاک نہیں ہوسکتا ہے، انقلاب ماہیت نہیں پایا گیا، صرف تجزیہ ہوا

ہے، تجزیہ سے احکام نہیں بدلیں گے، اسی طرح پیشاب وشراب کو سائنسی طریقہ پر اس کے بعض اجزاء نکال لئے جائیں، جس سے بوختم ہوجائے، اس کے باوجود ناپاک رہیں گے۔

پیشاب فلٹر کرنے کی وجہ سے غالباً اپنی حقیقت نہیں کھوتا، بلکہ محض اس کے بدبودار اجزاء نکال لئے جاتے ہیں، اس لئے وہ ناپاک ہی رہے گا، اس کا پینا یا وضواور غسل وغیرہ کے لئے استعمال جائز نہ ہوگا، اور وہ جسم کے حصے کو لگ جائے تو اسے ناپاک سمجھا جائے گا (الدر المختار علی هامش رد المختار ار ۱۳۲، ۱۳۳)، ان تمام معروضات کی روشنی میں میری رائے ہے کہ یہاں انقلاب حقیقت معدوم ہے، اس لئے وہ حرام اور نجس ہی رہیں گے۔

۲- انقلاب ماہیت، تحویل ماہیت، تحول عین، استحالہ کا مطلب صاف ظاہر و باہر ہے کہ کوئی چیز اپنی اصلی حالت کو چھوڑ کر دوسری حالت پر آجائے، ایک ہے حقیقت کا بدل جانا جس کو فقہاء عظام ''انقلاب ماہیت، تحول عین اور استحالہ'' وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں، دوسرے ایک شئ کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علاحدہ کردینا ''تجزیہ'' کہلاتا ہے، کسی شئ کی حقیقت بدل جائے تو احکام بدل جاتے ہیں، مگر محض ''تجزیہ'' سے احکام نہیں بدلتے، ''گوبر جلا کر راکھ کردیا جائے، یا گدھا نمک کی کان میں گر جائے اور مر جائے یا مر کر گر جائے، اسی طرح کتا یا سور گر جائے اور نمک بن جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہوجاتا ہے اور اکثر مشائخ نے امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتوی ہے، کیونکہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر لگایا تھا جو بالکلیہ زائل ہوگئی۔ کیونکہ نمک اور چیز ہے، ہڈی گوشت اور چیز ہے، پس جب حقیقت نمک بن گئی تو نمک کا حکم اس پر لگ گیا، یہاں تک کہ اس کا کھانا بھی جائز ہوگیا اور اس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ ناپاک ہے، پھر خون بستہ بن جاتا ہے، وہ بھی ناپاک ہے، پھر گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہوجاتا ہے، اسی طرح شراب کہ نجس ہے، سرکہ بن کر پاک ہوجاتی ہے، اور امام احمدؒ کے اس قول پر اس صابن کی طہارت بھی متفرع ہے جو ناپاک تیل سے بنایا جائے، اور اسی قول پر یہ مسئلہ

بھی متفرع ہوا ہے کہ انسان یا کتا صابن کی دیگ میں گر کر صابن بن جائے تو وہ پاک ہو جائے گا، کیونکہ حقیقت بدل گئی'' (غنیۃ المستملی بحوالہ کفایت المفتی ۲ر ۲۸۰، ۲۸۱)۔

ان روایات منقولہ سے امور ذیل بصراحت ثابت ہو گئے:

۱- انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔

۲- یہ حکم طہارت بہ انقلاب حقیقت امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

۳- صابن میں روغن نجس یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب عین حاصل ہو جاتا ہے۔

پانی کے بنیادی عناصر رنگ، بو، مزہ میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے یا بعض کا، اس کے لئے فقہی اصول کا جاننا ضروری ہے، پانی دو طرح کا ہوتا ہے:

۱- بہتا ہوا پانی ''ماء جاری''۔

۲- ٹھہرا ہوا پانی ''ماء راکد''۔

پھر یہ ٹھہرا ہوا پانی بھی یا تو زیادہ مقدار میں ہوگا یا کم، اگر کم ہے تو تھوڑی سی بھی نجاست گر جائے پانی ناپاک ہو جائے گا، چاہے اس نے پانی کے اوصاف ثلاثہ: رنگ، بو اور مزہ میں سے کوئی تبدیلی پیدا کی ہو یا نہ کی ہو، اور اگر پانی جاری یا کثیر مقدار میں ہے تو تھوڑی بہت نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا، ہاں اتنی مقدار میں نجاست گر جائے کہ پانی کے اوصاف ہی بدل جائیں تو اب پانی پاک ہو جائے گا۔

پھر پانی کے کثیر یا قلیل مقدار کا تعیین ایک مشکل بات تھی، اس لئے فقہاء احناف نے اس کے لئے ایک مخصوص اور واضح حد متعین کر دی کہ اگر حوض دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو یا دوسرے لفظوں میں وہ دہ در دہ ہو تو یہ کثیر ہوگا اور اتنی مقدار میں نہ ہو تو قلیل، اسی پر

فتوی ہے(منیۃ المصلی ر ۴۴ تا ۴۵)۔

۳- اگر کسی شیٔ میں یعنی ناپاک تیل چربی میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جن اشیاء سے مل کر یہ شیٔ بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس شیٔ میں برقرار نہ رہے، جیسے ناپاک تیل و چربی یا دیگر ناپاک اجزاء سے مل کر صابن بنایا جائے تو یہ ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصل حقیقت کو کھو دیتے ہیں، اور کوئی ناپاک شیٔ جب اس حد تک بدل جائے کہ اپنی اصل حقیقت ہی کھو دے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، صابن بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے، اور اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی چربی اور روغن روغن نہ رہا، بلکہ صابن ہو کر پاک ہو گیا، جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے، لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے، زباد اصل میں نر بلا کا مادہ منویہ ہے جو ناپاک ہے مگر جب یہ خوشبو میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پاک اور اس کا استعمال کرنا جائز ہو جاتا ہے، خون حرام ہے مگر جب وہی خون بستہ ہو کر کلیجی کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پاک اور اس کا کھانا حلال ہو جاتا ہے، انقلاب عین ہو جانے کی بناء پر، یہی امام محمدؒ کا مسلک ہے اور اسی پر فتوی ہے (تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے کفایت المفتی ۲ر ۲۷ - ۲۸۴، فتح القدیر ار ۲۰۰ - ۲۰۳، الدر المختار ورد المحتار ار ۲۳۹)۔

۴- پہلی صورت کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، اب یہاں سے دوسری صورت کا ذکر کیا جا رہا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئی پیدا ہونے والی شیٔ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، اس لئے دونوں صورتوں کا ایک ہی حکم نہیں ہوگا، نیز سابق خصوصیات و کیفیات کے باوجود کچھ نہ کچھ بنیادی عناصر میں تبدیلی ہوتی ہے، مگر اس کے باوجود اسے تبدیلی ماہیت کا درجہ نہیں دیا جا سکتا ہے، کیونکہ یہاں پر انقلاب ماہیت نہیں پائی جاتی ہے۔

مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اس سلسلہ میں یوں رقمطراز ہیں:

''بعض آثار کا زائل ہوجانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں، جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندلیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے، یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دوتولہ شراب یا پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے، اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے، چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آٹے کے زیادہ، اسی لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں، پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب (کفایت المفتی ۲ر ۲۸۳، ۲۸۴، بدائع الصنائع ار ۸۷)۔

اگر کوئی ناپاک شئ مثلاً شراب و پیشاب پر عمل تقطیر کیا تو اس سے حاصل شدہ عرق ناپاک ہوگا، کیونکہ یہاں انقلاب ماہیت نہیں ہے بلکہ ''تجزیہ'' ہے اور ''تجربہ'' ہے، ''تجزیہ'' اور ''اختلاط'' سے حکم نہیں بدلتا ہے، وہ ناپاک کا ناپاک ہی رہے گا (رد المحتار ار ۳۳۸، فتاوی قاضی خاں ار ۲۰، فتاوی ہندیہ ار ۴۷)۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان بھی کوئی فرق نہ ہوگا، نجاست کے حکم میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں، اس موضوع پر سب سے بہتر کلام حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے کیا ہے:

اگر کسی کو یہ شبہہ ہو کہ روایات مذکورہ سابقہ سے روغن نجس کے صابن کا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن ممکن ہے کہ یہ حکم روغن کے ساتھ خاص ہو، کیونکہ اصل اس کی پاکی ہے، ناپاکی باہر سے اسے عارض ہوئی ہے، پس اس سے خنزیر کی چربی کے صابن کا حکم نکالنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ

خنزیر اور اس کے اجزاء نجس العین ہیں۔

تو اس شبہہ کا جواب یہ ہے کہ انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے، خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے:

"ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً ولا قذر وقع في بئر فصار حمأة لانقلاب العين به يفتى" (درمختار ۱/ ۳۳۹)۔

یعنی وہ نمک ناپاک نہیں جو دراصل گدھا یا خنزیر تھا، اور وہ پلیدی بھی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے، کیونکہ انقلاب حقیقت ہو گیا، اسی پر فتویٰ ہے۔ "قوله لانقلاب العين علة للكل وهذا قول محمداً و ذكر معه في الذخيرة و المحيط أباحنيفة "حلية" (رد المحتار ۱/ ۳۳۹)، یعنی مصنف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے، یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کیچڑ بن جانے کے بعد پاک ہو جانے کی دلیل ہے، اور یہ امام محمدؒ کا قول ہے اور الذخیرہ اور المحیط میں امام ابوحنیفہ کو بھی امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے، (نیز دیکھئے فتح القدیر ۱/ ۲۰۰، ۲۰۱، البحر ۱/ ۲۳۹)۔

الف- گدھا، خنزیر، کتا، انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، کچھ تفاوت نہیں۔

ب- یہ نمک کی کان میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں، دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے۔ یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

ج- انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے اور خنزیر و میتہ جن سے بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے، انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و میتہ کا حکم باقی نہیں رہتا، بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں، جب کہ انقلاب حقیقت

طاہرہ کی طرف ہو۔

د- نمک کی کان میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں، جیسا کہ کبیری شرح منیہ کی عبارت میں صراحۃ مذکور ہے ( کفایت المفتی ار ۲۸۱، ۲۸۲، الموسوعۃ الفقہیہ ار ۲۷۸، ۲۷۹، الموسوعۃ الفقہیہ ۳ر ۲۳، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱ر ۵۵، الموسوعۃ الفقہیہ ۵ر ۲۷-۳۰)۔

۵-قلب ماہیت کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

غسل ( دھونا )، دلک وفرک ( رگڑنا، کھرچنا )، جفاف ( خشک ہونا )، مسح فی الصیقل ( تلوار پوچھنا، صاف کرنا )، احراق ( جلانا )، انقلاب العین ( حقیقت و ماہیت کا تغیر وتبدل ہونا، کسی شی کا فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہونا )، وقوع الشئ ( کسی ناپاک چیز کا پاک چیزوں میں گرکرمل جانا )، تخلیل (شراب وتاڑی کا سرکہ بن جانا ) وغیرہ جس کی تفصیل کتب فقہ میں منقول ہے، وہاں دیکھ لیا جائے ( کفایت المفتی ۹ر ۳۰ )۔

یہ سب امور قلب ماہیت اور طہارت کے اسباب ہوئے، ان مذکورہ ذرائع سے ناپاک چیزیں پاک ہوجاتی ہیں، اختلاط ( کسی شئ کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا ) تجزیہ (ایک شئ کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا ) یہ دونوں قلب ماہیت کے اسباب نہیں ہیں اور نہ ہوسکتے ہیں۔

٦- فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے، ایک شئ سے دوسری، دوسری سے تیسری، سلسلہ وار نکالنا جیسے خوشبو دار پتیوں اور پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنا اور نکالنا، شرعی نقطۂ نظر سے اس کا استعمال کرنا جائز ہے، کیونکہ درختوں اور پھولوں کے پتے پاک ہیں، اس لئے فلٹر کرنے یا کشید کرنے کے نتیجے میں جو عرق برآمد ہوا وہ بھی پاک ہے، یہ عمل قلب ماہیت کے زمرہ میں شامل نہ ہوگا، بلکہ تجزیہ کے زمرہ میں شامل ہوگا، اگر اس میں مزید حرام شئ کی

آمیزش کر کے عطر کشید کا عمل کرتے ہیں تو پھر اس کے اوپر عدم جواز کا حکم لگے گا، کیونکہ یہ اختلاط ہے، نہ کہ انقلاب، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا، پیشاب کو فلٹر کر کے پانی بنانا، پیشاب پکا کر نمک بنانا، پاخانہ کو جوش دے کر کیمیکل کے ذریعہ اس کے تعفن کو دور کرنا، مختلف قسم کی شرابوں سے ان کے جوہری جزء کو نکالنا اور کوکا کولا، لمکا، پیپسی وغیر کا مار کہ لگا کر سپلائی کرنا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئ کے اجزاء کو علیحدہ کر دینا، اس کی کیفیات اور خاصیت کو بدل ڈالنا، یہ سب تجزیہ ہے، انقلاب واستحالہ نہیں ہے، انقلاب حقیقت سے طہارت و نجاست کا حکم بدل جاتا ہے، تجزیہ سے احکام میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے، شراب و پیشاب اور گندہ پانی وغیرہ کو فلٹر کر کے پانی اور مشروبات بنانا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا ہو تو بھی یہ سب حلال و جائز نہیں ہوں گے، کیونکہ باقی جو اجزاء ہیں وہ بھی اسی شراب اور پیشاب وگندہ پانی کے اجزاء ہیں اور شراب و پیشاب اور پاخانہ وگندہ پانی بجمیع اجزاء نجس العین اور نجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجاست غلیظہ ہی رہیں گے؛ کیونکہ اس میں انقلاب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی، اس لئے اس کو انقلاب ماہیت اور استحالہ نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ یہ تجزیہ ہوا (موسوعہ فقہیہ ۵ / ۲۷، منتخبات نظام الفتاوی ۱ / ۲۵ - ۲۷)۔

## ''الکحل'' ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۷- الکحل ملی ہوئی دواؤں کا مسئلہ اب صرف مغربی ممالک تک محدود نہیں رہا، بلکہ اسلامی ممالک سمیت دنیا کے تمام ممالک میں آج یہ پیش آرہا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو اس مسئلہ کا حل آسان ہے، اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار سے نشہ پیدا نہ ہوتا ہو (فتح القدیر ۱۰ / ۱۰۲، دار الفکر بیروت، لبنان، ھدایہ ۴ / ۴۹۱ مکتبہ رشیدیہ دہلی)۔

دوسری طرف دواؤں میں جو ''الکحل'' ملایا جاتا ہے اس کی بڑی مقدار انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے، (انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا ار ۵۴۴)، لہٰذا دواؤں میں استعمال ہونے والا ''الکحل'' اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس دواء کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ وہ حد سکر تک نہ پہنچے اور علاج کی ضرورت کے لئے ان دونوں اماموں کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ ''الکحل'' انگور اور کھجور ہی سے حاصل کیا گیا ہے تو پھر اس دواء کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دوا نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اس لئے کہ اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک تداوی بالمحرم جائز ہے (البحر الرائق ار ۱۱۶- ۱۲۰، ۱۲۱ دار المعرفۃ بیروت طبع سوم ۱۹۹۳، ۱۴۱۳ء)۔

امام شافعیؒ کے نزدیک خالص اشربہ محرمہ کو بطور دواء استعمال کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں، لیکن اگر شراب کو کسی دواء میں اس طرح حل کر دیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اور اس دواء سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دواء سے حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اس صورت میں بطور علاج ایسی دواء کا استعمال جائز ہے، جیسا کہ علامہ رملیؒ ''نہایۃ المحتاج'' میں فرماتے ہیں:

''ایسی شراب جو دوسری دواء میں حل ہو کر اس کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اس کے ذریعے علاج کرنا جائز ہے، جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے، بشرطیکہ علم طب کے ذریعہ اس کا مفید ہونا ثابت ہو، یا کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابلہ میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود نہ ہو جو اس سے بے نیاز کر دے'' (نہایۃ المحتاج ۸ر ۱۴)۔

اور خالص ''الکحل'' کا استعمال بطور دواء کے نہیں کیا جاتا، بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں

کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جاتا ہے، لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی ''الکحل'' ملی ہوئی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے۔

مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک میرے علم کے مطابق تدوائی بالمحرم حالت اضطرار کے علاوہ کسی حال میں بھی جائز نہیں، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسلک کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

پھر اس مسئلہ کے حل کی ایک صورت اور بھی ہے جس کے بارے میں دواؤں کے ماہرین سے پوچھ کر اس کو حل کیا جا سکتا ہے، وہ یہ کہ جب ''الکحل'' کو دواؤں میں ملایا جاتا ہے تو کیا اس عمل کے بعد ''الکحل'' کی حقیقت اور ماہیت باقی رہتی ہے؟ یا اس کیمیاوی عمل کے بعد اس کی ذاتی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے؟ اگر ''الکحل'' کی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے اور اس کیمیاوی عمل کے بعد وہ ''الکحل'' نہیں رہتا بلکہ دوسری شئ میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں تمام ائمہ کے نزدیک بالاتفاق اس کا استعمال جائز ہے، اس لئے کہ شراب جب سرکہ میں تبدیل ہو جائے اس وقت تمام ائمہ کے نزدیک حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہے (فقہی مقالات ۱/ ۱۵۳- ۲۵۵، زمزم بکڈپو دیوبند طبع مارچ ۱۹۹۵ء، الموسوعۃ الفقہیہ ۱۱/ ۱۱۸ - ۱۲۰، رد المحتار ۱/ ۱۵۴، فتاوی ہندیہ ۵/ ۳۵۵، احسن الفتاوی ۸/ ۴۸۳- ۴۸۶، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۵۳، ۳۹۶، جدید فقہی مسائل ۱/ ۲۳۵، ۲۳۶ وغیرہ)۔

## ناپاک اشیاء سے تیار ہوئے صابن کا شرعی حکم

۸- مغربی ممالک سے آئے ہوئے صابنوں میں جب تک حرام چربی یا سور کی چربی کا ملا ہوا ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت ویقینی نہ ہو جائے اس وقت تک ان کا استعمال کو ناجائز نہیں کہہ

سکتے ہیں، کیونکہ اشیاء میں اصل حلت واباحت ہے، البتہ اس کے استعمال کرنے سے ان حالات میں اجتناب کرنا تقویٰ واحتیاط کہا سا سکتا ہے (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱ر ۴۳)۔

"وفی شرح المنار للمصنف: الأصل فی الأشیاء الا باحة عند بعض الحنفیة ومنهم الکرخی" (الاشباہ والنظائر ۳۳"قاعدة: هل الأصل فی الأشیاء الا بحاحه" ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)۔

(اور مصنف کی کتاب شرح المنار میں منقول ہے کہ اشیاء میں اصل حلت واباحت ہے، بعض حنفیہ کے نزدیک اوران میں امام کرخی شامل ہیں)۔

"و عبارة المجتبیٰ جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر والتغیر یطهر عند محمد و یفتی به للبلوی" (ردالمحتار ۱ر ۳۱)۔

(اور مجتبی کی عبارت یہ ہے کہ ناپاک تیل صابن میں ڈالا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتویٰ دیا جائے گا، اس لئے کہ وہ تغیر وتبدل ہوگیا اور تغییر واستحالہ سے امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہوجاتا ہے، اور عموم بلویٰ کی بناء پر اسی قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے)۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ کا موقف:۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم متفرع ہوتا ہے اور نہ صرف صابن بلکہ یورپ کی تمام مصنوعات کی طہارت ونجاست اسی قاعدے کے نیچے داخل ہے، ولایتی کپڑے اور بالخصوص رنگین کپڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں، کسے خبر ہے کہ ان رنگوں میں کیا کیا چیزیں ملائی جاتی ہیں اور کن پاک یا ناپاک اشیاء کی آمیزش ہوتی ہے، لیکن قاعدہ مذکورہ کی بناء پر ان چیزوں کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک یقینی طور پر یا بہ گمان غالب یہ ثابت نہ ہوجائے کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے، ناپاکی کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

طہارت ونجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں جن

میں محض گمان اور شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا، ماہرین کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے۔

ثانیاً۔ اگر اس امر کا ثبوت اور کوئی دلیل بھی موجود ہو کہ صابن میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے تاہم صابن کا استعمال جائز ہے، کیونکہ صابن میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابن بن جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔

**"ویطهر زیت تنجس بجعله صابوناً به یفتی للبلویٰ کتنور رش بماء نجس لا بأس بالخبر فیه"** (ردالمحتار ۱/ ۱۳۱) (یعنی روغن ناپاک ہو جائے تو صابن بنا لینے سے پاک ہو جاتا ہے، اسی پر عموم بلویٰ کی وجہ سے فتویٰ دیا جاتا ہے، جیسے تنور میں ناپاک پانی چھڑک دیا جائے تو اس میں روٹی پکانے میں مضائقہ نہیں) (نیز دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۱۳۱ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ طبع اول ۱۳۹۹ھ، فتح القدیر ۱/ ۲۰۰ - ۲۰۱ دارالفکر بیروت لبنان، البحرالرائق ۱/ ۲۳۹ دارالمعرفہ بیروت طبع سوم ۱۹۹۳ء)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں غیر ماکول اللحم جانوروں کی جو چربی ملائی جاتی ہے، جس میں خنزیر اور غیر خنزیر دونوں کی چربی ہوتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، یہ ہڈیاں مردار اور خنزیر دونوں کی ہوتی ہے، مردار اور خنزیر بجمیع اجزاء نجس بعینہ اور غیر مباح الاکل ہے، اس لئے استعمال ناجائز ہی رہے گا، ہاں اگر بیکری اور ٹوتھ پیسٹ کے دیگ میں ان دونوں کی چربی ڈال دی جائے اور غیر متمیز ہو جائے اور اپنی اصلی حقیقت کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے تو "الخلط استہلاک" کے مطابق مردار اور خنزیر کی چربی کا حکم باقی نہ رہے گا، انقلاب ماہیت وحقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے، اور اختلاط اور تجزیہ کی صورت میں انقلاب ماہیت وحقیقت کسی بھی حال میں متحقق نہیں ہوتا ہے، اصولی اعتبار سے جب تک بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ میں حرام چربی یا سور کی چربی کا ملا ہوا ہونا دلائل شرعیہ سے ثابت ویقینی نہ ہو جائے اس وقت تک ان کے استعمال کو ناجائز نہیں کہہ سکتے ہیں، کیونکہ

اشیاء میں اصل حلت واباحت ہے، البتہ اشتباہ وشکوک کی بنا پر اس کے استعمال کرنے سے ایسے مواقع پر اجتناب کرنا تقویٰ واحتیاط کہا جاسکتا ہے اور مسلمانوں کی شان کے لائق یہی ہے۔

## انکشاف حقیقت

پوری دنیا کے مسلمانوں کو عموماً اور ہندوستان کے مسلمانوں کو خصوصاً ہوشیار و چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، خنزیر کے انگریزی میں مختلف نام ہیں، اس کی معلومات رکھنی چاہئے، پگ، سوائن، ہاگ، پور، سائیو، پورکر، فارو، خنزیر کے جو مختلف اجزاء مختلف اشیاء میں ملائے جاتے ہیں ان کے نام یہ ہیں: اسپیک، لارڈ، بیکن، جیلیٹین، پسپین، انمل سارٹنگ، بورک، ہیم، وہ اشیاء جن میں خنزیر کی چربی کی آمیزش ہے: لکس صابن، لٹا صابن، کاپری صابن، پرنس چاکلیٹ پیپسی، کوکا کولا، برل کریم، لب اسٹک، کرافٹ پنیر، مارک پنیر، آوری صابن، کولگیٹ پسٹ، سب کا پیسٹ، ماملو کریم، وغیرہ (خاتون مشرق دہلی ر ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۹۴ء)۔

ان مذکورہ اشیاء پر تحقیق وتفتیش اور ریسرچ کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں:

پروفیسر امجد صفر بیروت لبنان، ڈاکٹر محسن رضا پاکستان سائنس فاؤنڈیشن کے محقق، سید عارف علی رضوی ریسرچ اسکالر بمبئی یونیورسٹی۔

## مقالہ نگار کی رائے مندرجہ ذیل ہے

خنزیر کی چربی صابن میں پڑنے کے بعد اس کی ذات اور حقیقت بدل جاتی، نیز اس میں عموم بلوئی بھی ہے، اس لئے جائز الاستعمال ہے، اسی طرح اگر واقعی بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ میں حرام جانور کتا، سور، بندر، ریچھ، ہاتھی، والرس، شیر، چیتا، گینڈا، ببون، بن مانس، شارک، کنگارو، سانپ وغیرہ کی چربی ملائی جاتی ہے تو اس کی ذات اور حقیقت بدل جاتی ہے، اس لئے بلاشبہ

جائز الاستعمال ہے۔ اگر وہ چربی اختلاط اور تجزیہ کی صورت میں ملائی جاتی ہے تو بلا شبہہ اس کا استعمال ممنوع وحرام ہوگا۔

## مذبوح جانوروں کے خون کی خرید وفروخت اور دواء میں ڈالنے کا شرعی حکم

۹- دم مسفوح خواہ حیوان ناطق کا ہو، خواہ حیوان غیر ناطق کا ہو، اس کی خرید وفروخت قطعی حرام ہے اور اس کی قیمت سے انتفاع حاصل کرنا بھی مسلمانوں کے لئے حرام ہے اور اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے:

"إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير" (سورۃ البقرہ: ۱۷۳)۔

وحی غیر متلو سے بھی حرمت ثابت ہے: "ا ن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام" (بخاری ۱/ ۲۹۸) (بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، سور اور بت کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا ہے)۔

فقہاء فرماتے ہیں: "إذا كان أحد العوضين أو كلاهما محرما فالبيع فاسد كالبيع بالميتة أو بالدم أو بالخمر أو بالخنزير" (قدوری/ ۸۸، ۸۹، ہدایہ ۳/ ۴۳، کنز الدقائق/ ۲۳۸) (جب عوضین میں سے کوئی ایک یا دونوں حرام اشیاء ہو تو بیع فاسد ہے جیسے مردار یا خون یا شراب یا سور کی بیع)۔

مذبوح جانوروں کا خون اور اس کے دیگر اجزاء مختلف صورتوں میں دواؤں میں ڈالا جاتا ہے تو اتنی وافر مقدار میں خون کی خریداری حکومت وقت مسلم قوم قصاب ہی سے کرے گی، اور مسلمانوں کے لئے خون کی خرید وفروخت قطعاً حرام ہے، فی الواقع اصل کے اعتبار سے خون کی بیع باطل ہے اور بیع باطل سے حاصل شدہ رقم کا استعمال بائع کے لئے جائز نہیں ہے، سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ خون کی رقم کو اپنے غریب ونادار مسلم مفلس بھائیوں پر بلا نیت ثواب کے

صرف کردے جیسا کہ برصغیر کے مفتیان کرام نے بینک کی سودی رقم کو حکومت سے لینے کو جائز قرار دیا ہے تا کہ وہاں سے لے کر بلانیت ثواب کے مسلم فقراء پر صرف کردے، ان کے پیش نظر وہ فقہی قواعد ہیں جن کے مطابق ضرورت کی بنا پر ناجائز چیزیں جائز قرار پاتی ہیں: "الضرورات تبيح المحظورات" مشقت پیدا ہوجائے تو یسر و آسانی کی راہ اختیار کی جاتی ہے: "المشقة تجلب التيسير" اور اس سلسلے میں پیش نظر قرآن مجید کی دو آیات ہیں جن میں جان بچانے کے لئے حالت اضطرار میں حرام چیزوں کے کھانے یا حالت اکراہ میں کلمۂ کفر زبان سے ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے (الاشباہ والنظائر مع شرح الحموی ۱ر ۱۴۰)۔

بہر کیف خون کے نجس اور اس کی بیع باطل ہونے کے باوجود حالت اضطرار میں مریض کو خون کے پینے کی اجازت فقہاء عظام نے دی ہے (دیکھئے: فتاوی ہندیہ ۵ر ۳۵۵)۔

خون کی بیع اور ہبہ اضطراری حالت میں جائز ہے، اس کی دلیل وہ روایت ہے جو سنن ابی داؤد (۲ر ۵۴۰)، ابن ماجہ (۲ر ۱۵۷)، مسلم (۲ر ۱۳۵) میں ہے کہ شراب حرام ہے، لیکن اضطراری حالت میں یعنی اگر کھانا کھاتے وقت لقمہ حلق میں اٹک جائے اور پانی اور اس کے مثل کوئی پاک مشروبات اس کے پاس موجود نہیں ہے جس کے ذریعہ لقمہ کو نیچے اتارا جا سکے تو ایسی صورت میں شراب پی کر لقمہ کو حلق کے اندر داخل کرنے کی اجازت ہے (حاشیہ ابن ماجہ ۲ر ۱۵۸، الاشباہ والنظائر مع شرح الحموی ۱ر ۱۳۹، نووی ۲ر ۱۵۳)۔

بسا اوقات غیر اضطراری حالت میں بھی جب کہ تکلیف شدید ہو، بعض ناجائز چیزوں کے استعمال کرنے کی گنجائش شریعت مطہرہ نے دی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: "عرفجة ابن أسعد قطع أنفه يوم الكلاب فاتخذ أنفامن ورق فأنتن عليه فأمره النبی ﷺ فاتخذ أنفا من ذهب" (ابوداؤد ۲ر ۵۸۱، ترمذی ۱ر ۲۰۹، نسائی ۲ر ۲۸۵، شرح معانی الآثار ۲ر ۳۳۹، مشکوۃ ۲ر ۳۷۹، مسند امام احمد بن حنبل ۵ر ۲۳، المکتب الاسلامی بیروت لبنان طبع چہارم ۱۹۸۳ء، ۱۴۰۳ھ)

(حضرت عرفجہ بن اسعد کی ناک زمانہ جاہلیت میں کلاب کی جنگ میں کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگائی تھی لیکن جس اس میں بدبو پیدا ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم فرمایا)۔

## حرام جانوروں کے چربی وروغن اور مرہم کا شرعی حکم

غیر ماکول اللحم جانور جن کا کھانا حرام ہے یا کیڑے مکوڑے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی چربی یا کسی اور چیز کا روغن، مرہم، طلاء وغیرہ بنا کر استعمال کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں اصولی طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو اشیاء ''نجس بعینہ'' یعنی اپنے پورے وجود سمیت ناپاک ہیں، ان کو نہ کھانا درست ہے اور نہ ان کا خارجی استعمال یعنی جسم پر لگانا بھی جائز نہیں، جیسے خون، مردار کا گوشت جس میں بہتا ہوا خون بھی پایا جاتا ہو، سور، شراب، پیشاب اور پاخانہ وغیرہ۔

بعض اشیاء وہ ہیں جن کو فقہاء عظام نجس لغیرہ قرار دیتے ہیں، جیسے سور کے علاوہ وہ جانور جن کا کھانا حلال نہیں ہے، ایسے کیڑے مکوڑے جن میں بہتا ہوا خون نہیں ہے، ان کا خارجی استعمال جائز ہے۔

## خلاصۂ بحث

بیشتر فقہاء کے نزدیک حالت اضطراری میں محرمات کا استعمال جائز ہی نہیں فرض ہو جاتا ہے، اضطرار میں کسی نے اگر ان کے استعمال سے اجتناب کیا اور جان چلی گئی تو یہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔

علامہ ابوبکر حصاص حنفی فرماتے ہیں:

''مضطر کے لئے مردار کا کھانا فرض ہو جاتا ہے، اور اضطرار ممانعت کو ختم کر دیتا ہے،

اس لئے مضطر اگر اسے نہ کھائے اور اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ خود اپنا قاتل ہوگا، اس شخص کی طرح جس کے مکان میں روٹی اور پانی ہو اور وہ کھانا پینا چھوڑ بیٹھے اور مر جائے تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور خودکشی کرنے والا ہوتا ہے" (احکام القرآن ار ۱۴۹)۔

مذبوح جانور کا خون دواؤں میں ملانا اور بنی ہوئی دواؤں کا استعمال کرنا حالت اضطرار میں میرے نزدیک بلاحرمت وکراہیت کے جائز ہے۔

## جلاٹین استعمال کرنے کا شرعی حکم

۱۰- جلاٹین (Gelatin) ایک لیس دار مادہ ہے جو جانوروں کی ہڈی کھال وغیرہ سے نکلتا ہے (اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری ر ۶۸، فیروز اللغات ر ۴۹۷)۔

جلاٹین کا معاملہ آج کل بہت عام ہے، اور اس کی بابت بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوال ہوتا ہے، اس کا حکم کیا ہے؟ چمڑا اور ہڈی سے حاصل شدہ جلاٹین کا حکم اور اس کی تفصیل یہ ہے:

۱- چمڑا اور ہڈی اگر ماکول اللحم جانور کا ہو اور شرعی قاعدہ سے ذبح کیا ہوا ہو تو جلاٹین کا بنانا اور کھانا بلا تامل روا اور مباح ہے، کیونکہ حلال جانوروں کا چمڑا حلال ہے، اگر کوئی شخص صرف کھال ہی کو پکا کر کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے، کچھ ممانعت نہیں ہے، چنانچہ اگر دباغت اور کیمیاوی عمل کے ذریعہ کھال کی حقیقت و ماہیت بالکل ہی تبدیل ہو جائے اور اس کا نام بھی بدل کر جلاٹین ہو جائے تو اس کا کھانا شرعی نقطۂ نظر سے حلال ہے۔

۲- چمڑا اور ہڈی اگر غیر ماکول اللحم جانور نجس العین یا غیر نجس العین کا ہو اور شرعی قاعدہ سے ذبح کیا ہوا ہو یا غیر مذبوح ہو تو دباغت اور کیمیاوی عمل سے کھال اور ہڈی اپنی شکل وصورت کو چھوڑ کر دوسری شکل جلاٹین میں بدل گئی تو اس صورت میں اس کی نجاست وحرمت طہارت

وحلت میں تبدیل ہو جائے گی، بلا ریب اس کی خرید وفروخت اور اکل وشرب حلال ہوگی اور اگر اس کی ماہیت اور حقیقت نہیں بدلی تو پھر جوں کی توں رہے گی، یعنی نجاست وحرمت برقرار رہے گی۔ جس چیز میں اس کی آمیزش کی جائے گی وہ بھی نجس وحرام ہوگی۔

۳- سوال نامہ میں جلاٹین کی جیسی تصویر کشی کی گئی ہے اگر واقعی ہو بہو یہ سچ ہے تو بلا شبہ یہ انقلاب عین اور قلبِ ماہیت کے تحت آئے گا اور اس کی خرید وفروخت اور اکل وشرب حلال و جائز ہوگا۔

۴- جلاٹین کی پیدائش بجائے انقلاب عین کے اختلاط اور تجزیہ کی روپ میں ہوگی تو پھر یہ حد جواز کے تحت نہیں آئے گی، کیونکہ انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔ اور اختلاط اور تجزیہ سے طہارت ونجاست کا حکم نہیں بدلے گا (مستفاد از البحر الرائق ۸ ۲۳۳، دار المعرفہ بیروت لبنان ۱۹۹۳ء ۱۴۱۳ھ)۔

اس مسئلہ میں مفتی رشید احمد لدھیانوی اور مولانا محمد تقی عثمانی کے موقف کو جاننے کے لئے دیکھئے: (احسن الفتاوی ۸/ ۲۸ طبع زکریا دیوبند، فقہی مقالات ۱/ ۱۵۵ طبع دیوبند)۔

# ماہیت کی تبدیلی اور فقہی احکام پر اس کا اثر

مولانا ابوالرضا نظام الدین ندوی ☆

قدیم وجدید دور کی بیش تر متداول فقہی کتابوں میں ماہیت کی تبدیلی اور فقہی احکام پر اس کے اثر کا مسئلہ زیر بحث آیا ہے، یہ موضوع طہارت ونجاست اور حلال وحرام کے باب سے متعلق ہے۔ اسی سے یہ حکم بھی متفرع ہوتا ہے کہ کیا مختلف طریقوں سے اشیاء سے استفادہ اور ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس سوال کا حاصل یہ ہے کہ کیا کسی شئ کی تبدیلی اس سے متعلق احکام میں مؤثر ہے اور کیا اس کی ماہیت کے بدل جانے سے اس کا حکم بدل جائے گا یا نہیں بدلے گا؟

بعض فقہاء نے ماہیت کی تبدیلی اور اس کے تغیر کو اشیاء کی طہارت ونجاست کی علت اور تمام احکام میں اسے مؤثر مانا ہے اور بعض نے اسے مطلقاً علت قرار نہیں دیا ہے، البتہ انہوں نے اپنے پاس موجود دلائل کی وجہ سے بعض اشیاء میں اس علت کی بنا پر حکم کی تبدیلی کو راجح قرار دیا ہے اور بعض میں اس سے اختلاف کیا ہے۔

تمام مشہور ائمہ اور بڑے فقہاء ایک مسئلہ پر متفق ہیں اور وہ یہ کہ شراب کا حکم ماہیت کی تبدیلی سے بدل جائے گا، لہذا اگر شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو وہ تمام ائمہ کے نزدیک پاک ہوگی (یہ حکم اس صورت میں ہے جب شراب خود بخود تبدیل ہو جائے لیکن اگر اس میں تبدیلی کسی چیز کے ڈالنے کی وجہ سے ہو تو شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک وہ پاک نہیں ہوگی، لہذا اتفاق صرف ایک صورت میں پایا گیا)۔ مختلف طریقوں

---

☆ بنگلہ دیش۔

سے اس کا استعمال کرنا، اس کے ذریعہ معاملہ کرنا اور اس سے استفادہ کرنا دیگر تمام قیمتی اموال کی طرح جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر جوس یا سرکہ شراب بن جائے تو وہ تمام ائمہ کے نزدیک ناپاک ہوگا۔ سرکہ کے پاک ہونے سے متعلق آپ ﷺ کا صریح ارشاد ہے: "نعم الادام الخل" (بہترین سالن سرکہ ہے) اور شراب کی نجاست آیات واحادیث سے ثابت ہے۔

سرکہ کے علاوہ دیگر تمام اشیاء میں قلب ماہیت کے مؤثر ہونے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، اس موضوع پر بحث اس لئے بھی ضروری ہے کہ آج کے دور میں ایسی چیزیں تسلسل کے ساتھ عام ہورہی ہیں جن کے احکام اس موضوع سے متعلق ہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض چیزیں تو روزہ مرہ زندگی کے لوازمات میں شامل ہوچکی ہیں۔ ہم سب سے پہلے کتب فقہ کی عبارتیں، فقہاء کے اقوال اور مذاہب اربعہ کی آراء اور ان کے دلائل نقل کریں گے، اس کے بعد ہم موضوع سے متعلق متنوع اشیاء کے حکم کے بارے میں اپنی رائے مع دلائل ذکر کریں گے۔

ابن قدامہ کی کتاب "المغنی" میں ہے:

"ظاہر مذہب یہ ہے کہ کوئی نجاست تبدیلی سے پاک نہیں ہوگی سوائے شراب کے جو خود بخود سرکہ بن جائے۔ اس کے علاوہ دوسری نجس چیزیں پاک نہیں ہوں گی جسے وہ نجس چیزیں جو جل کر راکھ بن جائیں یا خنزیر جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے....

اس سے یہ مسئلہ تخریج کیا جائے گا کہ تبدیل شدہ شراب، دباغت دی گئی مردار کی کھال اور روک کر رکھے گئے غلاظت کھانے والے جانور پر قیاس کرتے ہوئے تبدیلی کے ذریعہ تمام ناپاک چیزیں پاک ہوجائیں گی۔ پہلا قول ظاہر مذہب ہے اور ہمارے امام رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں اس تنور میں روٹی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں کوئی سور بھونا گیا ہو" (المغنی لابن قدامہ ۱؍ ۹۷)۔

الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

''فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شراب تبدیلی کے ذریعہ پاک ہوجائے گی، لہذا اگر شراب سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہوجائے گی (حاشیۃ ابن عابدین ۱ر ۲۰۹، الشرح الکبیر مع حاشیۃ الدسوقی ۱ر ۵۲، نہایۃ المحتاج ۱ر ۲۳۰، کشاف القناع ۱ر ۱۸۷)۔ شراب کے علاوہ کسی نجس العین شئ کے تبدیلی سے پاک ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے؛ چنانچہ شافعیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کہ کوئی نجس عین چیز تبدیلی سے پاک نہیں ہوگی، اس لئے کہ نبی ﷺ نے غلاظت کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے (حدیث ''نہی النبی ﷺ عن أکل الجلالۃ وألبانہا'' کی روایت ترمذی ۴ر ۲۷۰ نے حضرت ابن عمر کے حوالہ سے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)۔ یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ ایسا جانور نجاست کھاتا ہے، لہذا اگر یہ نجاست تبدیلی کے ذریعہ پاک ہوجائے تو ممانعت اس سے متعلق نہیں ہوگی، رملی کہتے ہیں: کوئی نجس چیز دھونے سے مطلقاً پاک نہیں ہوگی اور نہ تبدیلی سے جیسے وہ مردار جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا جل کر راکھ بن جائے (نہایۃ المحتاج ۱ر ۲۳۰)۔ حنابلہ میں سے بہوتی کہتے ہیں: کوئی نجاست آگ کے ذریعہ پاک نہیں ہوگی، لہذا ناپاک لید کی راکھ ناپاک ہے، وہ صابن جو نجس تیل سے تیار کیا جائے ناپاک ہوگا، اسی طرح اگر کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا صابن کی فیکٹری میں گر کر صابن بن جائے تو وہ بھی ناپاک ہوگا۔

لیکن حنابلہ نے یہ صراحت کی ہے کہ اگر علقہ مضغہ میں تبدیل ہوجائے تو وہ ناپاکی کے بعد پاک ہوجائے گا، اس لئے کہ اس کی نجاست علقہ ہونے کی صورت میں ہے، اگر یہ علت زائل ہوگئی تو وہ اپنی اصل حالت کی طرف لوٹ آیا جیسے وہ ماء کثیر جس میں نجاست کے ذریعہ تبدیلی آجائے (کشاف القناع ۱ر ۱۸۶-۱۸۷، بحوالہ الموسوعۃ الفقہیہ شائع کردہ وزارت اوقاف وامور اسلامی کویت)۔

حنفیہ اور مالکیہ کی رائے ہے کہ تبدیلی سے نجس عین چیز پاک ہوجاتی ہے، اس لئے کہ شریعت نے نجاست کے وصف کو اسی حقیقت پر مرتب کیا ہے اور جب اپنے مفہوم کے بعض اجزاء

کی نفی سے ایک حقیقت کی نفی ہو جاتی ہے تو پورے مجموعہ کی نفی سے اس کی نفی کیوں نہ ہوگی؟ اس کی نظیر نطفہ ہے جو نجس ہوتا ہے، یہ علقہ ہونے کی صورت میں بھی نجس ہوتا ہے مگر جب مضغہ ہو جاتا ہے تو پاک ہو جاتا ہے۔ جوس پاک ہے اگر وہ شراب ہو جائے تو ناپاک ہو جائے گا اور اگر سرکہ بن جائے تو پاک ہو جائے گا۔ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ عین کی تبدیلی کے نتیجہ میں اس پر مرتب ہونے والا وصف بھی زائل ہو جاتا ہے (اس طرح کی عبارت شیخ ابن الہمام حنفی کی کتاب فتح القدیر میں ہے)۔ حنفیہ نے اس کی صراحت کی ہے: جس چیز کی نجاست یا جس چیز کا اثر آگ کے ذریعہ تبدیل ہو جائے وہ پاک ہو جائے گی جیسا کہ ان کے نزدیک عین کی تبدیلی سے نجاست دور ہو جاتی ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتوی ہے۔ بیشتر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے، البتہ امام ابو یوسف نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ اس سے متفرع ہونے والے مسائل میں سے ایک وہ مسئلہ بھی ہے جسے ابن عابدین نے ''المجتبی'' کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اگر ناپاک روغن کسی صابن میں ڈال دیا جائے تو اس کے پاک ہونے کا فتوی دیا جائے گا، کیونکہ اس میں تغیر واقع ہو گیا جو امام محمد کے نزدیک پاک کرنے کا ذریعہ ہے اور عموم بلوی کی صورت میں اسی پر فتوی دیا جائے گا۔ اسی سے یہ مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان یا کتا صابن کی ہانڈی میں گر کر صابن بن جائے تو حقیقت کے تبدیل ہو جانے کی وجہ سے وہ ہانڈی پاک ہوگی۔ ابن عابدین کہتے ہیں: علت امام محمد کے نزدیک تغیر اور حقیقت کی تبدیلی ہے اور عموم بلوی کے پیش نظر فتوی اسی پر دیا جائے گا۔ اس علت کا تقاضا یہ ہے کہ اس حکم کو صابن کے ساتھ خاص نہ کر کے اس میں ہر اس چیز کو شامل کیا جائے جس میں حقیقت بدل جاتی ہو اور جس میں ابتلاء عام ہو جیسا کہ مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر شراب منجمد ہو جائے تو وہ نشہ کے زائل ہو جانے کی بنا پر پاک ہوگی، اسی طرح ان کے نزدیک ناپاک چیز کی راکھ پاک ہے، کیونکہ آگ اسے پاک کر دیتی ہے۔ دسوقی کہتے ہیں: اس حکم میں دونوں صورتیں برابر ہیں خواہ آگ نے نجاست کو پوری طرح جلایا ہو یا

اسے پوری طرح نہ جلایا ہو، لہذا نجس لید سے پکائی گئی روٹی پاک ہے اگر چہ اس سے کچھ راکھ چپکی ہوئی ہو، ایسی روٹی کے کھانے کی صورت میں منہ دھونے سے پہلے نماز پڑھنا درست ہے نیز نماز کی حالت میں اسے نمازی اپنے ساتھ رکھ بھی سکتا ہے۔ابن عابدین کی عبارت ختم ہوئی (حاشیہ ابن عابدین ار ۲۱۰، ۲۱۷، ۲۱۸، حاشیۃ الدسوقی ار ۵۲، ۵۷ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ )۔

علامہ حصکفی الدر المختار میں کہتے ہیں:

''ناپاک تیل اگر صابن بن جائے تو وہ پاک ہے، ابتلاء عام کی صورت میں اسی پر فتوی دیا جائے گا جیسے اس تنور میں روٹی پکانے میں کوئی حرج نہیں جس پر ناپاک پانی چھڑکا گیا ہو، اسی طرح وہ ناپاک مٹی جس کو آگ میں ڈال کر اس سے پیالہ بنایا جائے، پاک ہوگی بشرطیکہ پکانے کے بعد اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو...گندی راکھ ناپاک نہیں ہوگی ورنہ تمام شہروں میں روٹی کا ناپاک ہونا لازم آئے گا، نہ وہ نمک کی کان ناپاک ہوگی جس میں گدھا یا خنزیر گر جائے، نہ وہ غلاظت ناپاک ہوگی جو کسی کنویں میں گر کر کالی بدبودار مٹی بن جائے، کیونکہ اس صورت میں عین بدل چکا ہے'' (ملاحظہ ہو: الدر المختار مع رد المحتار ار ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۲۶)۔

محقق ابن عابدین کہتے ہیں:

''یہ جان لو کہ امام محمد کے نزدیک علت تغیر اور حقیقت کی تبدیلی ہے، نیز یہ کہ ابتلاء عام کے پیش نظر فتوی اسی پر دیا جائے گا، لہذا کھجور کا شیرہ جو اس کے خشک ہونے کی صورت میں ناپاک تھا اگر پکا دیا جائے تو پاک ہوگا، اسی طرح اگر ناپاک تل آٹا بن جائے تو وہ پاک ہوگی۔ میں کہتا ہوں: کھجور کے شیرہ میں حقیقت تبدیل نہیں ہوئی، کیونکہ وہ ایسا جوس ہے جو پکانے کی وجہ سے جم گیا، یہی حال تل کا ہے جب وہ پرانا ہو جاتا ہے اور اس کا روغن اس کے اجزاء میں مل جاتا ہے تو اس کے صرف وصف میں تغیر واقع ہوتا ہے جیسے دودھ جو پنیر بن جائے، گیہوں جو آٹا بن جائے، آٹا جو روٹی بن جائے برخلاف اس شراب کے جو سرکہ میں تبدیل ہو جائے یا اس گدھے

کے جو نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ کے جو راکھ یا کالی بدبودار مٹی میں تبدیل ہو جائے۔ ان مثالوں میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں تبدیل ہوئی صرف وصف نہیں بدلا .....ابتلائے عام ہی وہ علت ہے جس کی بنا پر عین کی تبدیلی کی وجہ سے کسی چیز کے پاک ہونے کے قول کو اختیار کیا جاتا ہے" (ملاحظہ ہو: ردالمحتار ار ۳۲۶، ۳۳۶)۔

ابن عابدین کہتے ہیں:

"یہ خیال نہ کرو کہ ہر وہ چیز جسے تم آگ میں ڈال دو، پاک ہو جائے گی جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ یہی سمجھتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ جس چیز کی ناپاکی یا اس کا اثر آگ کے ذریعہ تبدیل ہو جائے وہ پاک ہو جائے گی، اسی لئے "منیہ" وغیرہ میں "چند مقامات" کی قید ہے" (ردالمحتار ار ۳۲۵، نیز دیکھئے: شرح منیۃ المصلی ر ۱۷۷)۔

معاصر علماء میں سے شیخ ڈاکٹر وہبہ زحیلی فرماتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہے کہ شافعیہ اور حنابلہ نے پاک کرنے والی اشیاء میں اس پہلو پر غور کیا کہ شارع کا مقصود زیادہ مکمل طریقہ پر کس چیز سے پورا ہوتا ہے جب کہ حنفیہ نے ان اشیاء کے سلسلہ میں توسع سے کام لیا اور بعض اوقات مالکیہ بھی ان کے ہم خیال ہو گئے۔ عملی صورت حال، لوگوں کی ضرورت اور ان کا دستور یہ سب کے سب حنفیہ کے مسلک پر عمل کی تائید کرتے ہیں"

(الفقہ الاسلامی وادلتہ از شیخ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ار ۸۳)۔

شیخ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاوی میں اسے ثابت کیا ہے کہ نجاست کی تبدیلی سے اس کی ناپاکی اور اس کی حقیقت زائل ہو جاتی ہے، لہذا تبدیلی کے بعد اس کی نجاست کا حکم باقی نہیں رہے گا اور وہ پاک ہو جائے گی (حوالہ مذکور ار ۸۲)۔

فقہاء کی مذکورہ بالا عبارتوں سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

اول: تمام علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو وہ

پاک ہوگی اور اسے مال متقوم قرار دیا جائے گا، جس کا کھانا، پینا، معاملہ کرنا اور مختلف طریقوں سے اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہوگا۔ اس کی دلیل وہ حدیث نبوی ہے جو صراحتاً اس پر دلالت کرتی ہے اور جس کا ذکر پہلے ہو چکا۔

دوم: امام ابو یوسفؒ کو چھوڑ کر بقیہ فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ ماہیت کی تبدیلی تمام اشیاء کے احکام میں موثر ہوگی، لہذا ماہیت کے تغیر سے نجس عین چیز پاک ہو جائے گی، اسی طرح اس کے برعکس صورت میں شئی کے نجس ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ ان حضرات کا استدلال نطفہ اور اس کے مضغہ میں تبدیل ہونے اور شراب اور اس کے سرکہ میں تبدیل ہونے سے ہے۔ اسی طرح انہوں نے دباغت کے بعد مردار کی کھال کے پاک ہونے سے بھی استدلال کیا ہے جس کی دلیل نبی ﷺ سے مروی احادیث میں موجود ہے (دباغت کے سلسلہ میں بہت سی احادیث مروی ہیں، ان ہی میں سے ایک نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے: "ایما اہاب دبغ فقد طھر" (جس کھال کو بھی دباغت دے دی جائے وہ پاک ہے)، اس کی روایت ترمذی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس کے حوالہ سے کی ہے۔ حدیث نمبر یہ ہے: ۱۷۲۸، اسی حدیث کی روایت مسلم نے ان الفاظ میں کی ہے: "اذا دبغ الاہاب فقد طھر" (جب کھال کو دباغت دے دی جائے تو وہ پاک ہو جائے گی)، حدیث نمبر یہ ہے: ۳۶۶)۔

سوم: شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ ماہیت کی تبدیلی اشیاء کے حکم میں موثر نہ ہوگی اور تبدیل ہونے والی چیز حکم میں اپنی اصل کے تابع ہوگی۔ ان حضرات نے اس سلسلہ میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں غلاظت کھانے والے جانور کا گوشت کھانے اور اس کا دودھ استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے (اس حدیث کی روایت احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے)۔

البتہ حنابلہ نے ایک مسئلہ کا استثناء کیا ہے اور یہ علقہ کی مضغہ میں تبدیلی ہے۔

اسی طرح صاحب المغنی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ تبدیلی ان تمام کے نزدیک

احکام میں موثر ہوگی۔ یہ ایک ہی قول ہے جو ظاہر مذہب کے خلاف ہے۔ ظاہر مذہب ان کے نزدیک پہلا قول ہے اور وہ یہ کہ ماہیت کی تبدیلی اشیاء کے حکم میں موثر نہیں ہے، نیز یہ کہ امام احمد بن حنبل نے ایسے تنور میں روئی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں خنزیر بھونا گیا ہو۔

## فقہاء کی عبارات پر تبصرہ

اپنی رائے کا ذکر کرنے سے پہلے ہم فقہاء کے استدلالات اور ان کی مذکورہ آراء پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہیں گے تاکہ ان مختلف آراء اور استدلالات کے درمیان موازنہ کرسکیں اور ہمیں موضوع سے متعلق مختلف اشیاء کے حکم کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرنے میں آسانی ہو:

ہم کہتے ہیں: شراب اور سرکہ ایک جیسی چیزیں ہیں، ان کا حکم نشہ کے وصف کے بدلنے سے بدل جائے گا۔ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اگر شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گی۔ شاید اگر سرکہ کی پاکی سے متعلق حدیث مذکور نہ ہوتی تو اس میں بھی اختلاف واقع ہوتا، اس لئے کہ شراب اور سرکہ میں فرق (واللہ اعلم) صرف نشہ پیدا کرنے کی قوت ہی ہے، اس کے علاوہ ان دونوں کے درمیان کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔ لہذا جب کبھی ایک ہی جیسی چیزوں میں تغیر واقع ہو اور ان کی حقیقت تبدیل ہو تو مناسب یہ ہے کہ ان کا حکم بھی تبدیل ہو۔ ظاہر یہ ہے کہ سرکہ ایک سیال چیز ہے، لوگ اسے بھی ایک مشروب کے طور پر پیتے ہیں اور کسی چیز کا سیال ہونا اور بطور خاص اس کا مشروب ہونا احتیاط کا متقاضی ہے۔ قرین صواب اس کا ممنوع ہونا ہے۔ اس کے باوجود اس کے پاک ہونے اور وصف کی تبدیلی سے اس کے حکم کے بدلنے کے سلسلہ میں نص وارد ہے، علاوہ ازیں یہ حدیث ابتلاء عام کی وجہ سے اس کے پاک ہونے کے سلسلہ میں وارد نہیں ہوئی ہے، کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں ابتلاء عام ہو تو اس کے بارے میں حکم تخفیف اور آسانی کا ہوگا بشرطیکہ وہ کسی واضح شرعی دلیل سے متصادم نہ ہو۔ یہاں شراب

سے متعلق حدیث زیر بحث موضوع کے سلسلہ میں صریح اور واضح دلیل شمار کی جائے گی خصوصاً اس دور میں جب کہ اس طرح کی اشیاء میں ابتلاء عام کی صورت پیدا ہوگئی ہے۔

ہماری اس بات کی تائید ابن قدامہ حنبلی کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے:

''اس سے یہ مسئلہ تخریج کیا جائے گا کہ تبدیل شدہ شراب، دباغت دی گئی مردار کی کھال اور روک کر رکھے گئے غلاظت کھانے والے جانور پر قیاس کرتے ہوئے تبدیلی کے ذریعہ تمام ناپاک چیزیں پاک ہو جائیں گی''۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ اس عبارت میں مذکور علت ابتلاء عام کی صورت میں مستدل قرار پاسکتی ہے اور یہ بات کہ امام احمد نے ایسے تنور میں روٹی پکانے سے منع فرمایا ہے جس میں سور بھونا گیا ہو، شیخ ابن قدامہ کی اس صریح عبارت کے بعد عمومی احوال کے لئے دلیل نہیں بن سکتی ہے، کیونکہ امام احمد کا یہ قول اس حکم کے بارے میں صریح نہیں ہے اور دونوں نظائر میں مکمل مناسبت بھی نہیں پائی جاتی بطور خاص اس میں ابتلاء عام کا تحقق نہیں ہوتا۔

اسی طرح حنابلہ علقہ کے مضغہ میں تبدیل ہونے کی صورت میں حنفیہ اور مالکیہ کے ہم خیال ہیں، البتہ ان کے نزدیک علت حنفیہ اور مالکیہ کی ذکر کردہ علت سے مختلف ہے، لیکن ہمارے نزدیک واضح یہی ہے کہ علقہ میں موثر علت بعینہ وہی علت ہے جس کا ذکر حنفیہ اور مالکیہ نے کیا ہے، حنابلہ نے جو پہلو ذکر کیا ہے اس طرح کی چیز علت شمار نہیں کی جاتی بلکہ اس میں ایک مستقل علت کے ذکر کی ضرورت باقی رہتی ہے اور یہ وہی علت ہے جس کا ذکر حنفیہ اور مالکیہ نے کیا ہے، ایسا کیوں نہ ہو؟ پاک مضغہ بعینہ وہی علقہ ہے جو ناپاک ہے، اسی طرح سرکہ بعینہ وہی شراب تو ہے جو ماہیت کی تبدیلی کے بعد پاک ہوگئی ہے۔ علاوہ ازیں حنابلہ نے جو نظیر پیش کی ہے وہ علقہ کے مسئلہ سے کلی طور پر ہم آہنگ بھی نہیں ہے۔

یہاں ہم یہ بھی ذکر کردیں کہ شافعیہ نے غلاظت کھانے والے جانور کے گوشت

کھانے کی ممانعت سے متعلق حدیث سے جو اپنے مسلک پر دلیل قائم کی ہے وہ ان کی رائے کی دلیل بننے کے کافی نہیں ہے۔ اس طرح کے نظائر اور دلائل اس کے برعکس صورتوں میں بھی پائے جاتے ہیں، کیونکہ غلاظت کھانے والے جانور کو اگر کچھ دنوں کے لئے روک لیا جائے تو وہ اپنی اصل یعنی حلت کی طرف لوٹ آتا ہے۔

جہاں تک علماء حنفیہ اور مالکیہ کے اس قول کا تعلق ہے کہ خنزیر اور کتا اگر نمک کی کان یا صابن کی فیکٹری میں گر جائیں تو ان کا حکم تبدیل ہو جائے گا اور بغیر کسی قید کے ان دونوں کو پاک نمک یا پاک صابن کے حکم میں شمار کیا جائے گا تو یہ محل نظر ہے (واللہ أعلم)۔

یہ قول سرکہ، مضغہ اور دباغت شدہ کھال میں موجود علت سے ہم آہنگ نہیں ہے، کیونکہ شراب اور سرکہ میں تبدیل ہونے والا جوس، پاکی میں تبدیل ہونے والی ناپاک کھال، روکنے کے بعد حلت کی اصل کی طرف لوٹ آنے والا وہ جانور جو غلاظت کھاتا ہو، اسی طرح مضغہ میں تبدیل ہونے والا علقہ، ان تمام اشیاء میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں تبدیل ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی ان میں ایک نیا وصف بھی پیدا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ پہلی دو چیزوں سرکہ اور دباغت شدہ کھال کے بارے میں شرعی نص بھی وارد ہوئی ہے۔ علماء حنفیہ اور مالکیہ کے اس قول کے محل نظر ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مثال کے طور پر خنزیر یا کتے یا انسان کے نمک کی کان یا صابن کی فیکٹری میں گرنے میں ابتلاء عام کی شدت متصور نہیں ہے، کیونکہ اگر نمک کی کان میں کتے یا گدھے یا خنزیر کے گرنے کے باوجود ہم نمک کے پاک ہونے کی رائے اختیار کریں تو اشیاء کو ناپاک قرار دینے کا دروازہ بند ہو جائے گا اور کوئی چیز ممنوع نہیں رہ جائے گی، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نمک کی کان میں اس طرح کے جانوروں کے گرنے سے نمک کم سے کم ناپاک تو قرار پائے گا اور مناسب یہی ہوگا کہ اس نمک کا کھانا ناجائز قرار دیا جائے۔ یہ بات معلوم ہے کہ نمک ماکولات کے باب سے ہے۔ ہمیں یہ بات بہت پسند آئی کہ محقق ابن عابدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ

نے اس رائے کا جائزہ لیا ہے کہ کھجور کا پکایا جانے والا شیرہ جو خشکی کی حالت میں ناپاک ہو، پکانے کے بعد پاک ہو جائے گا اور انہوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے کھجور کے شیرہ میں حقیقت تبدیل نہیں ہوتی اور یہ کہ وہ ایک جوس ہے جو پکانے کی وجہ سے جم جاتا ہے۔ یہ بات صاف ہے کہ نمک بھی ایک ایسی ہی چیز ہے جس میں ایک ناپاک چیز مل جاتی ہے جس سے کوئی اختلاف نہیں کرے گا اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں پائی جاتی۔

ہمارے نزدیک (واللہ اعلم) راجح یہ ہے کہ نمک میں تبدیلی متحقق نہیں ہوتی اگرچہ مثال کے طور پر خنزیر کی ماہیت تبدیل ہو جائے اور نمک خنزیر کے گرنے کے بعد بھی ناپاک ہی رہتا ہے۔ ہاں اگر مثال کے طور پر خنزیر صابن کی فیکٹری میں گر کر صابن بن جائے تو وہ صابن پاک ہوگا، کیونکہ صابن کے اصل اجزاء دوسری ماہیت میں تبدیل ہو گئے اور تبدیل ہونے والی چیزوں میں خود خنزیر بھی شامل ہے، علاوہ ازیں صابن کھانے اور پینے سے متعلق بھی نہیں ہے اور صابن کی مثال ان اشیاء کی سی ہے جن سے احتراز انسانی زندگی میں ممکن نہیں ہے، لہذا نمک اور صابن دونوں کا حکم مختلف ہوا۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ حنفیہ اور مالکیہ کی اس رائے کے پس پشت کہ ماہیت کی تبدیلی احکام میں موثر ہے اور ماہیت کی تبدیلی سے حکم بدل جاتا ہے، متعدد شرعی دلائل ہیں۔ اسی طرح حنابلہ اور شیخ محقق ابن تیمیہؒ نے بھی اجمالاً اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے، لہذا جب کسی چیز کی ماہیت میں تبدیلی واقع ہو اور ابتلاء عام کی صورت پیدا ہو جائے اور یہ کسی واضح شرعی دلیل سے متصادم نہ ہو تو اس تفصیل کے مطابق جس کا ذکر ہم آگے کریں گے اس پر فتویٰ دیا جائے گا۔

## خلاصہ بحث اور مسئلہ سے متعلق ہماری رائے

اس موضوع سے متعلق اشیاء بے شمار ہیں، ان کا احاطہ ممکن نہیں، ہم ان میں سے محض

بعض انواع واقسام اوران کے احکام کا ذکر کریں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس طرح کی اشیاء کی دوقسمیں ہیں:

اول: جامداور غیر سیال اشیاء۔

دوم: سیال اور غیر جامد اشیاء۔

ان میں سے ہر ایک قسم یا تو انسان کے کھانے اور پینے سے متعلق ہے یا اس کا تعلق کھانے اور پینے کے علاوہ دیگر استعمالات سے ہے، پھران میں سے ہر چیز یا تو انسانی زندگی کا لازمہ ہے اوراس میں ابتلاء عام کی صورت ہے یا صورت حال ایسی نہیں ہے:

۱- جامداور غیر سیال اشیاء جن کا تعلق کھانے سے نہ ہو بلکہ ان کا استعمال خارجی ہواور ان میں ابتلاء عام ہو، ہر حال میں بلاشبہ پاک ہیں جیسے کہ اگر ناپاک مٹی سے تیار کئے گئے برتن پک جائیں وہ تو تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہیں، ان کا معاملہ کرنا جائز ہے اور اگر پانی ان چیزوں میں مل جائے تو ناپاک نہ ہوگا، دباغت شدہ کھالوں اور کھالوں سے تیار کئے گئے موزوں اور مشکیزوں کا بھی یہی حکم ہوگا۔

۲- وہ جامد اشیاء جو کھائی نہ جاتی ہوں اور پانی میں ملنے سے سیال ہو جاتی ہوں اوران میں عموم بلوی کی صورت ہو جیسے صابن تو اگر ان میں نجس اشیاء کے مل جانے کا یقین ہو تو یہ ہر حال میں تغیر ماہیت کی وجہ سے پاک ہیں اوران کا معاملہ کرنا جائز ہے۔ اس صورت میں صابن سے نکلنے والا پانی، اسی طرح اس سے ملنے والا پانی بھی بہر صورت پاک ہے۔ یہی حکم ان نجس چیزوں کی راکھ کا بھی ہوگا جن کی ماہیت آگ کے ذریعہ تبدیل ہو جائے، لہذا اگر راکھ پانی میں مل جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگی اور ایسی راکھ کا اور اس سے تیار کی گئی اشیاء کا بیچنا اور خریدنا بلاشبہ جائز ہوگا۔

۳- کھائی جانے والی پاک چیزوں کا حکم خواہ وہ جامد ہوں یا غیر جامد جیسے نمک وغیرہ، اسی طرح اگر گیہوں میں چوہا گر کر مر جائے اور تبدیل ہو جائے، یہ ہے کہ اگر ان میں کوئی نجس چیز

گر جائے جیسے جانور اور اس کی حقیقت تبدیل ہو جائے تو وہ پاک ہیں لیکن نمک اور آٹے میں ماہیت کی تبدیلی متحقق نہیں ہوتی، لہذا یہ دونوں چیزیں پاک نہیں ہوں گی، ان کا کھانا اور ان کا معاملہ کرنا ناجائز ہوگا، کیونکہ ان کے اصل اجزاء بلا شبہ نجس اشیاء سے ملے ہوئے ہیں اور کسی دوسری ماہیت میں تبدیل نہیں ہوئے ہیں، اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اس طرح کی اشیاء میں عموم بلوی متحقق نہیں ہے، البتہ اگر چوہے کی ایک یا دو مینگنیاں گیہوں میں پڑ جائیں، اسی طرح اگر کوئی معمولی چیز نمک میں گر جائے اور عام حالات میں اس سے احتراز ممکن نہ ہو اور وہ تبدیل ہو جائے تو ایسے نمک اور آٹے کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس میں عموم بلوی متحقق ہے۔

۴- کھائی جانے والی جامد اشیاء جیسے پنیر کے ٹکڑے اور وہ ہلکے کھانے جو مختلف اشیاء کے آٹے، دودھ اور چربی سے تیار کئے جاتے ہیں اور عالمی منڈی میں دستیاب ہیں جیسے چاکلیٹ (Chocolate) اور چیونگم (Chuingum) اگر ان میں ناپاک اجزاء مل جائیں تو یہ اشیاء عام حالات میں پاک ہیں، البتہ اگر ان اشیاء میں سے کسی متعین شی کے بارے میں یقینی طور پر یہ ثابت ہو جائے کہ اس میں نجس اجزاء ملے ہوئے ہیں تو ایسی صورت میں اس اختلاط کی وجہ سے یہ چیزیں ناپاک ہوں گی۔ کیونکہ عام حالات میں ان اشیاء کا پاک ہونا تغیر ماہیت کے متحقق ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اپنی اصل یعنی اباحت کے حکم پر باقی رہنے کی وجہ سے ہے اور یقین شک کی بنا پر زائل نہیں ہوتا۔

۵- جامد اشیاء جن میں تغیر متصور ہے جیسے صابن ان میں معمولی تغیر واقع ہوتا ہے اور کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوتی، ظاہر یہ ہے کہ اگر اس طرح کی چیزوں میں نجس اجزاء مل جائیں اور ان کے بارے میں یقینی علم حاصل ہو جائے تو وہ پاک ہوں گی اور ابتلاء عام کی شدت کی وجہ سے ان کا کھانا اور ان کا معاملہ کرنا جائز ہوگا۔ جہاں تک سیال دواؤں کا تعلق ہے تو اگر وہ نشہ آور شراب کی طرح ہوں تو ان کا پینا اور معاملہ کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ نبی علیہ السلام نے شراب کے

ذریعہ علاج کرنے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "انہا داء لیس بدواء" (صحیح بخاری، کتاب اللباس، حدیث نمبر: ۵۸۳۹) (یہ بیماری ہے نہ کہ علاج)، البتہ اگر تھوڑی نشہ آور دیگر پاک سیال چیزوں سے مل جائے اوران کی دوا تیار کرلی جائے نیز دیگر پاک اجزاء کے غلبہ کی وجہ سے نشہ پیدا کرنے کی قوت زائل ہوجائے تو ایسی صورت میں ان دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہے بشرطیکہ دوسری پاک دواؤں کے حصول میں کامیابی نہ ملے۔ یہ جواز ابتلاء عام، نیز اس وجہ سے ہے کہ ماہیت میں معمولی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ایسی دوا کا معاملہ کرنا جائز ہے، لیکن دوا کے طور پران کے استعمال کی حد سے آگے بڑھ کرایسی اشیاء کا کھانا اور پینا عام حالات میں جائز نہیں ہوگا اور نہ ان کا معاملہ کرنا ہی درست ہوگا، البتہ ہمارے نزدیک علاج اور معاملہ سے ہٹ کر ان کے خارجی استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ زیادہ بہتر احتیاط ہی ہے۔

۶- ناپاک سیال اشیاء یا مشروبات جو پاکی میں تبدیل ہوجائیں جیسے شراب سرکہ بن جائے، یہ بلاشبہ ماہیت کی تبدیلی کی بنا پر پاک ہیں، اس کی دلیل صریح حدیث ہے، ان کا پینا، معاملہ کرنا اور مختلف طریقوں سے ان سے استفادہ کرنا جائز ہے۔

۷- جو مشروبات اصلاً پاک اور غیر نشہ آور ہیں اگر ان میں ناپاک اجزاء کے مل جانے کا شک ہوجائے جیسے عالمی منڈی میں رائج مشروبات تو ان میں بھی تغیر ماہیت متحقق نہیں ہوتا ہے لیکن عام حالات میں ان اشیاء کے پاک ہونے، ان کے جائز ہونے اوران سے معاملات کے درست ہونے ہی کا حکم لگایا جائے گا، کیونکہ قاعدہ ہے: "اليقين لا يزول بالشك" (یقین شک کی بنا پر زائل نہیں ہوتا)۔

## مختصر مقالات:

# استہلاک عین کے بعد مرتب ہونے والے احکام

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی ☆

۱، ۲- حقیقت کا بدلنا، ایک معروف تجرباتی، گویا بدیہی اور مشاہداتی تغیر ہے، جس سے کسی چیز کی اصل خاصیت و تاثیر میں بسا اوقات رنگ، بو اور مزے میں بھی بہت نمایاں فرق ہو جاتا ہے جسے جاننے اور اس کے ادراک کے لئے بس حواس کی درستگی اور ذوق سلیم کی موجودگی کی ضرورت ہے۔

صرف رنگ و بو میں یا ان جیسے دوسرے عوارض میں تبدیلی آ جانا حقیقت کا بدلنا نہیں ہے، مثلاً خنزیر یا حمار، جو گوشت پوست وغیرہ کا مجموعہ ہوتا ہے، کا بدل کر نمک یا صابن بن جانا یعنی جماد ہو جانا۔ ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی ہر صحیح الحواس وسلیم العقل، حتی کہ بچہ بھی محسوس کر لیتا ہے۔ اسے فقہی زبان میں ''انقلاب العین'' کہا جاتا ہے، علامہ شامیؒ نے ماتن کے قول ''انقلاب العین'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: ''لأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة و تنتفى الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صار ملحاً ترتب حكم الملح، ونظيره فى الشرع النطفة نجسة ..... و تصير مضغة فتطهر والعصير طاهر فيصير خمرا فينجس

☆ استاذ تفسیر وحدیث دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

و يصير خلا فيطهر فعرفنا أن الاستحالة تستتبع زوال الوصف المرتب عليها" (ار ۳۷) علامہ موصوف نے اسی کو "هو المختار" کہا ہے۔

۳- اوپر (نمبر ا۔ ۲ کے تحت) مذکورہ تفصیلات سے اس سوال (نمبر ۳) کا جواب بھی نکل آتا ہے، وہ یہ کہ صرف کچھ خصوصیات کے برقرار رہنے کے باوجود بھی حقیقت (اور نتیجتاً حکم) میں تغیر ہو جانا بعید نہیں، بشرطیکہ جوہری وصف یعنی اصل خصوصیت یا خصوصیات میں بنیادی تبدیلی آجائے، مثلاً شراب کے سرکہ بن جانے (اسی طرح بالعکس صورت میں بھی) سیلان رقت، بلکہ بہت حد تک رنگ جیسے اوصاف عموماً برقرار رہتے ہیں، مگر چونکہ اصل خاصیت اور جوہری وصف سکر، بدل جاتا ہے، اس لئے حقیقت بدل جاتی ہے اور اسی وجہ سے حکم میں بھی تبدیلی آجاتی ہے۔

۴- فقہاء کی عبارات سے بظاہر فرق نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ وہ جہاں ایک طرف "قذر" کو "رماد" بن جانے اور خنزیر کے نمک ہو جانے کی مثالیں دیتے ہیں وہیں حمار کے نمک یا صابن ہو جانے کا حکم بھی یہی بیان کرتے ہیں، یعنی جو حکم خنزیر کے نمک بن جانے کا (دیکھئے حوالہ بالا ار ۳۷)، "لا يكون نجسا رماد قذر و[؟] لا لزم نجاسة الخبز..... ولا ملح كان حمارا و خنزيرا"۔

۵- اسباب کی تحدید کرنا مشکل ہے، یہ دراصل عملی، مشاہداتی، تجرباتی چیز ہے، محض عقلی اور قیاسی نہیں، سوالنامہ میں جو اسباب ذکر کئے گئے ہیں وہ بھی ہو سکتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی، بلکہ بعض مرتبہ محض قدرتی اسباب، تغیر حقیقت کا موجب ہو جاتے ہیں، مثلاً نطفہ کا علقہ، اور علقہ کا مضغہ بننا۔

۶- بنیادی سبب اور اصل وجہ حقیقت کا بدلنا ہے، چنانچہ علامہ شامی بصراحت فرماتے ہیں: "[؟]ن العلة عند محمد رحمه الله هي التغير و انقلاب الحقيقة و أنه يفتى به"

(ردالمحتار مع درالمختار ۱/ ۲۱۰ مکتبہ نعمانیہ، دیوبند)۔

اس لئے اگر حقیقت نہیں بدلتی تو حکم میں تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے، بنا بریں فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا حکم معلوم ہوسکتا ہے۔

## نوٹ

اگر فلٹر کرنے یا کشید کرنے کو بخار، (یا بخار کے مشابہ) کہنا درست ہو تو اس کا حکم کتب فقہ میں مذکور ہے، وہ یہ ہے: "**وما يصيب الثوب من بخارات النجاسة، قيل ينجسه وقيل لا وهو الصحيح، وأما النوشادر المستجمع من دخان النجاسة فهو طاهر**" (ردالمحتار ۱/ ۲۱۶)۔

اسی سوال کے تحت یہ بھی مذکور ہے کہ گندے پانی کو گندگی سے الگ کردینے سے کیا پانی پاک ہوئے گا؟

اس بارے میں اگر چہ کوئی صریح جزئیہ تو راقم کی نظر سے گزرنا یاد نہیں، البتہ حدیث نبوی ﷺ (جو سنن میں ملتی ہے: "**الماء طهور لا ينجسه شئ**" (ابوداؤد، ترمذی) کے ذیل میں بعض کبار اساتذہ حدیث شریف کی تقاریر سے معلوم ہوتا ہے، اصل بات یہ ہے کہ پاک پانی کے اجزاء میں نجاست کے اجزاء (پانی میں نجاست پڑ جانے سے) مخلوط ہو جاتے ہیں، اس طرح ناپاک پانی کے استعمال کرنے سے پانی کے ساتھ نجاست کے اجزاء بھی مستعمل ہو جاتے ہیں، اس لئے ایسے پانی سے طہارت حاصل نہیں ہوتی بلکہ نجاست سے تلوث کی بنا پر وہ جگہ یا چیز بھی ناپاک ہو جاتی ہے، جہاں یہ پانی لگ گیا، ورنہ خالص پانی تو ناپاک ہوتا ہی نہیں، علامہ کشمیریؒ کی درسی تقریر ترمذی "العرف الشذی" کی حسب ذیل عبارت سے بھی یہ مستفاد ہوتا ہے: "**أى الماء طهور لا يبقى نجسا أبدا بحيث لا يكون بطهارته سبيل، فا ن هذا التعبير**

أقرب ٦١ لى لفظ الحديث(العرف الشذی ار ۲۰ مطبوعہ مع تقریر ترمذی وغیرہ ناشر اشرفی بکڈپو، دیوبند)۔

اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر پانی سے گندگی کے اجزاء نکل جائیں یا نکال دیئے جائیں تو پانی پاک ہوجائے گا۔ نیز کنویں سے نجاست نکالنے اور اسے پاک کرنے کے جو مسائل عام طور پر کتبِ فقہ میں ملتے ہیں ان میں بعض سے اس سوال کا بھی جواب ملنے پر کچھ مدد مل سکتی ہے، واللہ أعلم۔

۷- استہلاک، قلب ماہیت کو مستلزم نہیں، اگر ناپاک جزء کی حقیقت نہیں بدلتی تو وہ مجموعہ (پاک وناپاک سے مخلوط) ناپاک ہی رہے گا، بعض یونانی دواؤں کے استعمال کا ممنوع ہونا بصراحت معتبر کتب فقہ میں ملتا ہے، یہ اس کا شاہد عدل ہے، اسی وجہ سے الکحل ملی ہوئی دواؤں کے بلاضرورت استعمال کو متعدد مستند فقہاء نے ممنوع قرار دیا ہے۔

۸- ایسے صابن کی طہارت کا صریح حکم کتب فقہ میں ملتا ہے، مثلاً شامی میں ہے: "ويطهر زيت تنجس بجعله صابونا، به يفتى" متن کی مذکورہ عبارت کی شرح کرتے ہوئے علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں: "وعليه يتفرع مالو وقع ٦١ نسان أو كلب فى قدر الصابون فصار صابونا يكون طاهرا كتبدل الحقيقة..... ثمز اعلم أن العلة عند محمد هى التغير وانقلاب الحقيقة وأنه يفتى به" (ار ۲۰)۔

۹- دم مسفوح چونکہ نجاست حقیقی ہے، اس لئے اس کے پاک ہونے کی، اسی طرح اس کی بیع وشراء کے جواز کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں۔

۱۰- جلاٹین بن جانے سے اگر ناپاک اشیاء کی حقیقت بدل جاتی ہے تو پاک ہوجانے کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہوگا، اس فن کے بعض ماہرین نے راقم کو جنوبی افریقہ میں، جلاٹین بنانے کے ایک کارخانہ میں لے جاکر مشینوں کے ذریعہ اس کے بننے، بنانے کے مختلف مدارج اور جن چیزوں سے بنتا ہے ان کا مشاہدہ کروایا اور بتایا کہ اس طریقہ سے (جلاٹین

بن جانے سے) حقیقت بدل جاتی ہے اور پچھلے اثرات (جن ناپاک اشیاء سے یہ بنتا ہے اس کے اثرات) بالکل ختم اور تبدیل ہو جاتے ہیں۔

لیکن وہاں کے بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ حقیقت نہیں بدلتی، اگر حقیقت نہیں بدلتی تو ناپاک اشیاء سے تیار شدہ مال پاک نہیں ہوگا، اس لئے اس کے استعمال کا حکم بھی دیگر ناپاک اشیاء کے استعمال جیسا ہوگا۔ واللہ اعلم

# انقلاب ماہیت کا مسئلہ

مولانا زبیر احمد قاسمی ☆

انقلابِ ماہیت یا تحول عین اور استحالہ شئ کی شرعی حقیقت متعین کرنے میں ہمارے خیال کے مطابق فقہاء کرام کی ان بحث وتحقیق سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، جو کتب فقہ کے مختلف ابواب میں پائے جاتے ہیں۔

اور جہاں تک میں نے غور کیا ہے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ انقلابِ ماہیت اور تحول عین میں اصل دخل شئ کے حکم واثر کے زوال کو حاصل ہے، اگر کوئی شئ کسی بھی وجوہ واسباب کے بنا پر اپنا اصل حکم واثر باقی نہ رکھ سکے تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ شئ اپنی ماہیت کو کھوکر کوئی دوسری چیز بن چکی ہے، یعنی انقلابِ ماہیت اور تحول عین ہو چکا ہے۔

مثلاً اپنی جگہ یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ ماء مطلق کا حکم واثر یہ ہے کہ وہ نجاست حکمیہ کو زائل کر کے انسان کو پاک کردیتا ہے، گویا پانی کا حکم واثر اس کا مطہر ہونا ہے، اب اگر پانی کسی بھی بنا پر اپنے اس وصف تطہیر اور دافع حدث ہونے کے اثر سے محروم ہوجائے تو "زوال الأثر یدل علی زوال المؤثر" کے مسلمہ اصول کے مطابق یہی کہا جائے گا کہ یہ پانی پانی نہ رہا کچھ اور بن گیا اور یہی تحول عین اور استحالہ شئ کہلاتا ہے۔

اب فقہاء کرام نے جیسی بحث اور جتنی تفصیلات ''باب المیاہ'' کے تحت کی ہیں، ان

☆ ناظم جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں سیتامڑھی (بہار)۔

بحث و تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ پانی کے اثر یعنی اس کے وصف تطہیر کا زوال مختلف صورتوں میں ہوجاتا ہے۔

الف- مثلاً اگر کیلے کے درخت اور انگور وغیرہ کی بیلیں ماء مطلق کو اپنے اندر جذب کرلیں اور اس انجذاب کے بعد جسے فقہاء کمال امتزاج اور تشرب نبات سے تعبیر کرتے ہیں، اگر اس درخت اور بیلوں کو نچوڑ کر جمع کرلیا جائے تو یہ پانی ماء مطلق نہ ہوکر اپنے اثر وصف تطہیر سے محروم ہی رہتا ہے، گویا یہ پانی پانی نہیں بلکہ درخت و بیل کا عرق ہی کہلاتا ہے۔

ب- اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ماء مطلق میں کوئی پاک چیز ڈال کر پکایا جاتا ہے جس کا مقصد پانی کی صفائی و تنظیف کے سوا کچھ اور ہوتا ہے تو گو بعض صورتوں میں فقہی اصطلاح و تعبیر کے مطابق پانی اصل حقیقت یعنی رقت و سیلان اور اس کے اوصاف ثلاثہ رنگ و بو مزہ تک باقی بھی رہ جاتے ہیں تاہم محض طبخ و تبدل اسم کے سبب فقہاء اس کو ماء مطلق نہیں کہتے اور اسے رافع حدث نہیں مانتے۔ گو بظاہر یہاں طبخ و تبدل اسم کا بھی یک گونہ تحول عین میں دخل محسوس ہوتا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ اس طبخ و تبدل اسم کے نتیجے میں اس ماء مطلق کا سابقہ اور ذاتی اثر و حکم اور خاصہ یعنی اس کا رافع حدث ہونا ختم ہوجاتا ہے، اور اسی اثر و خاصہ کے زوال کی بنا پر وہ پانی پانی نہیں بلکہ کچھ اور بن جاتا ہے۔

ج- ایسا ہی اگر ماء مطلق میں کوئی جامد و سیال چیز مل کر رل مل جاتی ہے اور پھر یا تو پانی کی رقت و سیلان ختم ہوجائے یا ملنے والی چیز کے دو وصف اور کبھی ایک وصف کا ظہور ہوجائے یا کبھی اس کے اجزاء و مقدار پانی سے بڑھ جائیں گویا پانی مغلوب ہوکر کالمعدوم ہوجائے تو بھی عند الفقہاء پانی کا سابقہ اثر و خاصہ یعنی وصف تطہیر ختم ہوجاتا ہے۔ اور وہ ماءِ مطلق نہیں رہ پاتا، یہاں بھی شئی آخر کے غلبہ کے نتیجے میں جب پانی کا ذاتی اور سابقہ اثر و حکم یعنی وصف تطہیر زائل ہوگیا تو ماء مطلق نہیں کچھ اور کہا گیا۔

د- پھر کبھی کسی شئ کو اگر جلا دیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ شئ اپنے تمام سابقہ اور ذاتی اثرات وخصوصیات سے خالی ہوجاتی ہے تو بھی انقلاب ماہیت اور تحول عین ہوجاتا ہے اور اس کا نام اور حکم سب کچھ بدل جاتا ہے، مثلاً قاذورات، نجاست، گوبر، پاخانہ وغیرہ جس کے ذاتی اثرات وخصوصیات یقیناً کچھ اور ہی ہوتے ہیں، جلنے جلانے کے بعد اس کے سارے اثرات و خصوصیات کلیتاً ختم ہوجاتے ہیں اور اس کا نام راکھ یا کچھ اور ہوجاتا ہے جس کا حکم شرعی بھی بدل جاتا ہے اور پاک سمجھا جاتا ہے۔

ھ- اسی طرح کبھی طول مکث اور مرور زمانہ کے نتیجے میں بھی جب کسی شئ کا ذاتی اثر وخاصہ زائل ہوجاتا ہے تو انقلابِ ماہیت اور تحول عین ہوجاتا ہے۔ اسی کی مثال ''ہر چہ در کانِ نمک رفت نمک شد'' والے حمار وخنزیر ہیں، کنویں میں گر کر بعد مدت کیچڑ بن جانے والے قاذورات ہیں، ''النجاسة إذا دُفنت في الأرض و ذهب أثرها'' اور انسانی لاشیں بھی ہیں جو مرور زمانہ کے بعد مٹی بن جاتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے غور وتدبر کے بعد جو حقیقت منقح اور ہمارے لئے واضح ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ انقلاب ماہیت اور تحول عین میں اصل دخل وہی شئ کے اپنے سابقہ حکم واثر اور خاصے کے زوال ہی کو ہے، خواہ اسکے اسباب کچھ بھی ہوں: سوکھنا، سکھانا، جلنا جلانا، ملنا ملانا، پکنا پکانا، یا ایک مدت مدید کا گذرنا گذارنا اور دفنانا، ان تمام تصریحات کے لئے دیکھئے: درمختار وشامی ۱/ ۲۱۰- ۲۲۱، بدائع الصنائع ۱/ ۸۵ وغیرہ۔

ان تمہیدی اور اصولی گفتگو کے بعد ضابطہ کا جواب سلسلہ وار یہ ہے:

۱- مندرجہ بالا تمہیدی معروضات وتفصیلات کی روشنی میں میرا خیال یہی ہے کہ شئ کی حقیقت و ماہیت اس وقت تک ہرگز بدلی ہوئی نہیں کہی جاسکتی، خواہ اس میں کتنے ہی قسم کے تغیرات ہوچکے ہوں، جب تک ان تمام تغیرات کے باوجود شئ کا ذاتی اثر اور بنیادی خاصہ

باقی رہے۔

۲- انقلاب ماہیت، استحالہ عین اور تحول شئی کا مطلب صرف یہ ہے کہ اس میں تمہیدی سطور کے اندر مندرجہ اسباب میں سے کسی بھی سبب سے اس کا سابقہ اثر وحکم اور اس کا بنیادی خاصہ بدل جائے، خواہ بنیادی عناصر رنگ وصورت اور مزہ وغیرہ سب کے سب بدل جانے سے یا کسی ایک ہی کے بدلنے سے۔

۳- اگر شئ میں مختلف تبدیلیوں کے باوجود اس شئ کا اپنا اثر وخاصہ اب تک باقی وموجود ہے تو تحول عین نہیں ہوا، اس پر سابقہ حکم لاگو رہے گا۔ لیکن اگر اس ملی ملائی ہوئی چیزوں کے ذاتی اثرات اور بنیادی خصوصیات بھی کسی حد تک اس میں ظاہر وموجود ہو جائیں تو اس پر جواز وعدم جواز، طہارت ونجاست کا وہی حکم لگے گا جو ان ملی ملائی ہوئی چیزوں کے اثرات وخصوصیات کا شرعی حکم ہوگا۔

۴- جب انقلاب ماہیت اور تحول عین اپنے شرائط یعنی زوال اثر وخاصہ کے ساتھ متحقق ہو جائیں تو اس کے بعد نجس العین یا غیر نجس العین یا ان کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوگا سب کا حکم یکساں ہی ہوگا۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب کی تفصیل اوپر تمہیدی سطور کے اندر مختلف دفعات میں لکھی جا چکی ہیں، لہذا اس کے لئے دفعہ (ھ) کو دیکھا جائے۔

۶- فلٹر کرنے اور کشید کرنے کا جو عمل آج کے سائنسی اور ٹکنالوجی دور میں ہونے لگا ہے اس کے نتیجے میں اگر کوئی ناپاک پانی یا کوئی بھی اشیاء نجسہ فلٹر وکشید کے مرحلے سے گذر کر اپنے ساتھ رنگ وصورت کو چھوڑ کر اور اس میں اب تک جو اثرات وخصوصیات موجود تھے اس سے نکل کر ایک جدید رنگ وروپ اور مستقل نئے اثرات وخصوصیات کے حامل ہو جائیں تو بلاشبہ یہ تحول عین اور انقلاب ماہیت کے تحت آجائے گا۔

۷- جو دوائیں مختلف اجزاء وعناصر جامد وسیال سے ملاکر بنائی جاتی ہیں، اگر یہ اجزاء وعناصر اپنے جملہ اثرات وخواص کے ساتھ موجود رہ جاتے ہیں تو گو غایت خلط واختلاط اور باہم متمیز نہ ہونے کے سبب فقہاء کی اصطلاح میں استہلاک عین کہہ دیا جائے مگر اسے قلب ماہیت نہیں کہا جاسکتا ہے۔

قلب ماہیت میں ایک شئ اپنے اثرات وخصوصیات سے جدا ہوکر گویا بالکلیہ ختم و معدوم ہوجاتی ہے اور ایک دوسری نئی چیز بن کر اسی کی خصوصیات واثرات کی حامل ہوکر ہویدا ہوتی ہے، جیسے پیتل سونا بن جاتا ہے جس کی پہچان شئ اول کے اثرات وخصوصیات کے اختتام و زوال اور ایک نئے اثرات وخصوصیات کے پیدا ہوجانے سے ہوا کرتی ہے، جبکہ استہلاک عین اس وقت بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ شئ اپنی اصل سے موجود ہوتے ہوئے بھی قابل استفادہ وانتفاع نہ رہ سکے، عین موجود ہو مگر غیر مفید ہوجائے تو ہلاک واستہلاک کا تحقق ہوسکتا ہے۔

اس کے ساتھ جہاں تک آج کل انگریزی دواؤں کا مسئلہ ہے تو اولاً "الضرورات تبیح المحظورات" "تداوی بالحرام" کے قبیل سے مان کر استعمال کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

ثانیاً: تحقیق یہ ہے کہ انتہائی تیز شراب جسے تیزی کے سبب بغیر پانی وغیرہ ملائے پیا س نہ جاسکے ایسی تیز شراب سے کیمیاوی علم وعمل کے ذریعہ نشہ آور اجزاء کی تخفیف وتقلیل کردی جاتی ہے، جسے الکحل کہا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ شراب مختلف چیپ دار چیزوں سے بنائی جاتی ہے مثلاً بیر، مہوا، جو، گیہوں انگور، کھجور اور منقی وغیرہ، ان میں انگور کی کچی شراب خمر، پکی شراب، باذق، طلاء منصف اور کھجور کی شراب سکر اور منقی کی شراب نقیع زبیب تو قطعیت وظنیت اور غلظت وخفت کے فرق کے ساتھ حرام ونجس ہے۔ لیکن ان چاروں اشربہ محرمہ کے علاوہ بقیہ دیگر شرابوں کی حرمت ونجاست کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قدر قلیل جو مُسکر نہ ہو حلال ہے، امام شافعیؒ کا بھی ایک قول اسی طرح یجوز للتداوی کا ملتا ہے (تفسیر مظہری)۔

اس لئے جس الکحل کے متعلق یہ یقینی علم ہو کہ یہ اشربہ اربعہ محرمہ سے بنایا گیا ہے تو اس کے اوپر اور اس کی آمیزش والی دواؤں پر بھی حرام ونجس ہونے کا حکم لگے گا۔ لیکن جہاں ایسا نہ ہو وہاں اس سے بچنا مقتضائے تقویٰ تو ہوسکتا ہے، مگر حکم فتویٰ نہیں۔

اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اگر کسی دوا میں الکحل کی قسم اول ملی ملائی گئی ہوگی اور اس کا ذاتی اثر اور خاصہ مثلاً مُسکر ہونا وغیرہ باقی ہو تو ایسی دواؤں کا داخلی یا خارجی ہر دونوں نوع کا استعمال ممنوع رہے گا ''بحرمتہ ونجاستہ'' لیکن آمیزش کے بعد اگر اس کی خاصیت، اثر اور اسکار وسرور ختم ہوکر قلب ماہیت ہو چکا ہے تو پھر اس کا استعمال مباح کہا جاسکتا ہے۔ اور جن دواؤں میں الکحل کی قسم ثانی ملی ملائی گئی ہوگی اس کا استعمال بغرضِ تداوی علی الاطلاق مباح ہوگا۔

لیکن اس کی تحقیق اور یہ پتہ چلا لینا کہ کس دوا میں کسی قسم کے الکحل کی آمیزش ہوتی ہے، اور آمیزش کے بعد قلب ماہیت ہوکر اس کے جوہری خصائص واثرات زائل ہو چکے ہیں یا نہیں، نہایت دشوار بلکہ عامۃ الناس کے لئے تقریبا ناممکن ہے۔ اس لئے "الحرج مدفوع بالشرع" اور "یرید اللہ بکم الیسر" وغیرہ فقہی اور شرعی اصول کے تحت فتویٰ یہی دیا جانا چاہئے کہ مطلقاً الکحل کی آمیزش سے تیار کردہ انگریزی دوائیں بغرض تداوی استعمال کی جاسکتی ہیں، مگر اجتناب اولی اور مستحسن ہوگا۔

نیز کسی بھی الکحل کے بدن یا کپڑے میں لگ جانے کے بعد "الیقین لایزول بالشك" جیسے اصول کے تحت بلا دھوئے نماز پڑھی جاسکتی ہے، ویسے دھو لینا بہتر اور اولی ہوگا۔

٨- علامہ شامی نے مجتبیٰ سے نقل کیا ہے "جعل الدهن النجس فی صابون یفتیٰ بطهارته لأنه التغییر، و التغییر یطهر عند محمد و یفتیٰ به للبلویٰ، لو وقع

۲۱ نسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهراً لتبدل الحقيقة"
(شامی ۱/ ۲۱۰)۔

اس عبارت سے ہر قسم کے صابن بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے استعمال کا جواز مستفاد ہوتا ہے خواہ اس میں چربی مردار یا خنزیر کی ملائی گئی ہو یا ان کے ہڈیوں کا پاؤڈر ملایا گیا ہو، امام محمدؒ کا یہ قول اکثر مشائخ کا مختار قول ہے (دیکھئے شامی ۱/ ۲۱۰، ۲۱۷)۔

۹- مذبوح جانوروں کے خون یا اس کے دیگر اجزاء کا استعمال جو دواؤں میں ہوتا ہے وہ یقیناً مختلف کیمیاوی عمل کے مرحلے طے کرنے کے بعد ہی ہوتا ہے جس سے اس کا رنگ روپ اور صورت سب کچھ بدل جاتا ہے۔ اور ان تبدیلیوں کے نتیجے میں اس کے جوہری اثرات وخواص بھی قطعاً بدل جاتے ہیں، تو قلب ماہیت اور تحول ہو چکا، ایسی دواؤں کا استعمال مباح ہوگا، بلکہ تداوی بالحرام کہہ کر بھی اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

۱۰- جلاٹین کی جو وضاحت اور تصویر کشی کی گئی ہے، اس کے بنانے کے جو طریقے بیان کئے گئے ہیں اس سے یہی پتہ چلتا ہے کہ جانور حلال ہوں یا حرام، نجس العین ہوں یا غیر نجس العین، ان کی ہڈیاں اور چمڑے جلنے، پکانے، پیسنے اور گلانے وغیرہ کے اتنے مختلف مراحل سے گذارے جاتے ہیں اور ان چمڑوں اور ہڈیوں کی صورت وہیئت اس حد تک بدل جاتی ہے کہ ان تغیرات کے بعد چمڑوں اور ہڈیوں کے جوہری اثرات وخصائص یقیناً ختم ہو جاتے ہوں گے، اس لئے انہیں قلب ماہیت اور تحول عین کے تحت مانا جاسکتا ہے۔

# انقلابِ ماہیت کے اسباب اور جلاٹین حاصل کرنے کے ذرائع

مولانا اشتیاق احمد الاعظمی ☆

۱- کسی بھی شئی کے بنیادی عناصر رنگ، صورت اور کیفیت (مزہ، بو اور خاصیت) ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگر چہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہوئے ہوں۔

۲- انقلاب ماہیت (استحالۂ عین وتحول عین) کا مطلب یہ ہے کہ وہ شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہوجائے۔ جیسے شراب سرکہ بن جائے یا خون، مشک بن جائے، نطفہ گوشت کا لوتھڑا ہوجائے کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہوگئے۔ حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے کہ حقیقت اولی منقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلۂ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہوجاتے ہیں (کفایۃ المفتی ۲ر ۲۸۳)۔

نواب صدیق حسن خان صاحبؒ الروضۃ الندیۃ میں تحریر فرماتے ہیں: "والاستحالة مطهرة أى إذا استحال الشئى إلى شئى آخر حتى كان ذلك الشئى الآخر مخالفاً للشئى الأول لوناً وطعماً وريحاً كاستحالة العذرة رماداً" (الروضۃ الندیۃ ر ۳۰)۔ اس

☆ دارالعلوم مئو ناتھ بھنجن (یوپی)۔

سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ تحویل شدہ شئی ،محول عنہ کے جب آثار ثلثہ (لون وطعم وریح) من کل وجوہ مخالف ہو جائے مثلاً پاخانہ کہ خاک بن جائے تو ایسی صورت میں انقلاب ماہیت ہوا کرتی ہے۔

تاہم فقہاء کی ایسی تصریحات بھی ملتی ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے کسی شئی کے تمام بنیادی عناصر کا بدل جانا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے آثار مختصہ کا بدل جانا ضروری ہے، شرح ہدایہ فتح القدیر میں ہے: "وتنتفي الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل" (۱/ ۱۷۶)۔ مثلاً شراب جب سرکہ بن جائے تو اُسے طہارت کا حکم مل جائے گا، لیکن شراب کی حقیقت، سرکہ میں کب متبدل ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ شراب کی مخصوص خاصیت ''مرارت''، یعنی اس کی تیزی اور شدت ہے جب یہ مرارت، حموضت یعنی ترشی میں متبدل ہو جائے تو اُسے سرکہ تسلیم کرلیا جائے گا، لیکن اس میں بھی صاحبین اور امام صاحب کا اختلاف ہے۔ امام صاحب کے یہاں شراب اس وقت سرکہ مانا جائے گا جب اس کی مرارت بالکلیہ ختم ہوکر مکمل حموضت یعنی ترشی آجائے اور صاحبین کے نزدیک تھوڑی سی حموضت کا ظہور بھی سرکہ بن جانے کے لئے کافی ہے (دیکھئے: بدائع الصنائع ۴/ ۲۷۸، ۲۷۹ طبع مکتبہ زکریا دیوبند)۔

البتہ کسی شئی کے اندر محض وصف کی تبدیلی سے ماہیت کی تبدیلی کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، علامہ شامیؒ نے چند مثالیں پیش کر کے انقلابِ ماہیت اور انقلابِ وصف کے فرق کو خوب واضح فرمایا ہے، لکھتے ہیں: "قلت لكن قد يقال: إن الدبس ليس فيه انقلاب حقيقة، لأنه عصير جمد بالطبخ.... ففيه تغيير وصف فقط كلبن صار جبناً وبرٍّ صار طحيناً وطحين صار خبزا بخلاف خمر صار خلا و حمار وقع في مملحة فصار ملحاً ... فإن ذلك كله انقلاب حقيقة إلى حقيقة أخرىٰ لا مجرد انقلابَ وصفٍ" (ردالمحتار ۱/ ۵۱۹، ۵۲۰ طبع زکریا دیوبند)۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نجس شیرۂ انگور کو آگ پر پکایا گیا اور وہ گاڑھا منجمد ہوکر دبس بن گیا تو اس صورت میں انقلابِ ماہیت نہیں ہوا بلکہ وہ پکانے سے پہلے بھی شیرہ تھا اور پکانے کے بعد بھی شیرہ ہی ہے، فرق صرف انجماد، عدم انجماد کا ہے، جو کہ ایک وصف ہے نہ کہ حقیقت کی تبدیلی، تو یہ ایسے ہی ہوا جیسے کہ دودھ پنیر بن جائے اور گیہوں پس جانے کے بعد آٹا اور آٹا پکنے کے بعد روٹی بن جائے، برخلاف شراب کے جو کہ سرکہ بن جائے اور گدھا کے جو کانِ نمک میں گر کر نمک بن جائے... تو ان ساری صورتوں میں ایک حقیقت کا انقلاب دوسری حقیقت کی جانب ہوا ہے نہ کہ ان میں محض وصف کی تبدیلی ہے۔

٣- شئی میں تبدیلی ایسی ہو کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہوکر نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے اور جن اشیاء سے مل کر یہ شئی بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس میں نہ رہے تو اُسے تبدیلیٔ ماہیت قرار دیا جانا چاہئے۔ اور اگر نئی پیدا ہونے والی شئی اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات برقرار رکھتی ہے، تو ہماری ناقص رائے میں امام اعظمؒ کے اصول کے مطابق اسے تبدیلی ماہیت نہیں کہنا چاہئے جبکہ صاحبین کے اصول کے مطابق اسے انقلاب ماہیت کہنے کی گنجائش موجود ہے، جیسا کہ جواب (٢) میں امام صاحب اور صاحبین کے یہاں تھوڑی سی حموضت کے ظہور سے بھی شراب سرکہ تسلیم کر لی جاتی ہے (دیکھئے: بدائع الصنائع ٤ / ٢٧٨، ٢٧٩)۔

٤- انقلابِ ماہیت کے مسئلہ میں مختلف نجس اشیاء کے درمیان فرق وعدم فرق کے سلسلے میں فقہاء کرام کے دو اقوال ملتے ہیں:

١- نجس العین، قلبِ ماہیت کی بنا پر طہارت کا حکم حاصل کر لیتا ہے، یہ قول حنفیہ، مالکیہ اور امام احمد سے بھی یہی ایک روایت ہے (دیکھئے: موسوعہ فقہیہ کویتیہ ١٠ / ٢٧٨، ٢٧٩)۔

اعیان نجسہ کے اندر انقلابِ ماہیت کے نتیجہ میں حصول طہارت کا مسئلہ حنفیہ میں سے

امام محمد کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ بھی ہے جبکہ امام ابو یوسف عدم طہارت کے قائل ہیں۔ حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں ہے: "(والاستحالة تطهر الأعيان النجسة) وهو قول محمد ورواية عن الا٦ مام و عليه أكثر المشائخ وهو المختار فى الفتوىٰ وقال أبو يوسف: لا تكون مطهرة لأن الباقي أجزاء النجاسة" (مراقی ر ١٠٤)۔

شافعیہ اور حنابلہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ نجس العین قلبِ ماہیت کی بنا پر پاک نہیں ہوا کرتا (دیکھئے: الموسوعہ ١٠ر ٢٧٨)۔

ان حضرات نے مذکورہ بالا حکم سے شراب کو مستثنیٰ رکھا ہے، کیونکہ شراب جب خود بخود سرکہ بن جائے تو اس کی پاکی مجمع علیہ ہے، لیکن شراب اگر کسی خارجی فعل کے سبب سرکہ بن جاتی ہے تو اس صورت میں بھی وہ غیر طاہر ہی ہوگی۔

انقلابِ ماہیت کے مسئلہ میں طہارت کے قائلین کے یہاں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ کفایت المفتی میں ہے: "انقلابِ ماہیت سے پاک ہوجانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے مشک بن جانے سے پاک ہوتا ہے، خود خنزیر کا انقلابِ حقیقت سے پاک ہوجانا بھی ثابت ہے" (کفایت المفتی ٢ر ٢٨١)۔

٥- انقلاب ماہیت مختلف صورتوں میں ہوا کرتا ہے، کبھی احتراق کے ذریعہ ہوتا ہے اور کبھی تخلیل کے ذریعہ اور کبھی کسی شئ نجس کے کسی طاہر کے ساتھ اختلاط کی بنا پر بھی ہوتا ہے (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ)۔

البتہ شراب کی تخلیل جس سے اس کا قلب ماہیت ہوجایا کرتا ہے اس کی مختلف صورتیں ہوا کرتی ہیں، کبھی یہ شراب خود بخود سرکہ بن جاتی ہے، کبھی اس کے اندر دوسری چیز ڈال کر سرکہ بنایا جاتا ہے جیسے نمک، سرکہ، مچھلی یا گرم روٹی، پیاز اور شراب کے قریب آگ جلا کر بھی اس میں ترشی

پیدا کرلی جاتی ہے، ان مختلف اسباب کے تحت شراب، سرکہ بن جایا کرتی ہے، حنفیہ کے نزدیک اس کا پینا حلال ہے (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/ ۵۴۴)۔

٦- اگر کسی شئی سے کشید کر کے کوئی دوسری شئی حاصل کی جاتی ہے یعنی اس کا جوہر کشید کیا جاتا ہے تو حکم اُسی شئی کے تابع ہوگا جس سے وہ کشید کی گئی ہے، مثلاً نجس شئی سے کشید کی جانے والی شئی، نجس ہی ہوگی، مراقی الفلاح میں ہے: "**والمستقطر من النجاسة نجس كالمسمىٰ بالعرقی حرام**" (مراقی الفلاح/ ۱۰۹)، لہذا اگر کسی پاک خوشبودار پتی یا پھول سے اس کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرلیا جائے تو وہ بھی پاک ہوگا۔

اور اگر گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا اس طرح پر ہو کہ نجاست کے سارے آثار اس گندے پانی سے بالکل دور ہو جائیں اور پانی بالکل صاف ستھرا اور مزے میں اصل پانی جیسا ہو کہ اصل پانی اور اس فلٹر شدہ پانی میں کوئی تمیز نہ کی جاسکے تو وہ پانی پاک ہوگا، سعودی فتاویٰ کی کتاب میں ایک سوال اسی قسم کے پانی کے بارے میں کیا گیا ہے تو وہاں کے علماء کی ایک کونسل کا متفقہ فیصلہ ویسا ہی ہے جو ہم نے بھی ذکر کیا (اس جواب کے لئے دیکھئے: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث والافتاء فتوی: ۴۴۳۱)۔

۷- دواؤں میں مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے، دوائیں سیال بھی ہوتی ہیں اور جامد بھی۔ فقہائے کرام ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے میں مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں، استہلاک عین کہتے ہیں، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں استہلاک کی اصطلاحی تعریف یوں کی گئی ہے: "**اصطلاحاً كما يفهم من عبارة بعض الفقهاء ... أو اختلاطهُ بغيرِه بصورة لا يمكن ا فراده بالتصرف كاستهلاك السمن فی الخبز**" (۴/ ۴۹)۔

استہلاک عین کو قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، کیونکہ بصورت استہلاک، ماہیت کی

تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔

آج کل جن انگریزی دواؤں میں الکحل کا استعمال ہوتا ہے اگر وہ اصل شراب ہے یعنی اگر یہ الکحل شراب کی ان چار انواع سے حاصل کیا گیا ہے جن کی تحریم اور نجاست، منصوص بہ نص قطعی ہے اور وہ چار شراب یہ ہیں: طلاء، عصیر، سکر اور نقیع زبیب، تو یہ الکحل بھی حرام اور نجس ہوگا اور اس کا استعمال کسی بھی طرح جائز نہ ہوگا (منتخبات نظام الفتاوی ار ۴۳۷)۔

لیکن مفتی نظام الدین صاحب علیہ الرحمۃ اس کے آگے رقم طراز ہیں: ''آج کل عام طور سے جو الکحل دواؤں وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے، اصل شراب نہیں ہے، چونکہ یہ بہت ارزاں اور سستا ہوتا ہے جبکہ کسی شئ کا جوہر اور اصل تو اُس شئ کے مقابلہ میں کافی گراں ہوا کرتا ہے، مروجہ الکحل کا سستا ہونا یہ دلیل ہے کہ اس کی اصل، وہ قیمتی شراب نہیں جو حقیقی معنوں میں شراب ہوتی ہے، بلکہ اسے شکر قند اور آلو وغیرہ ایسی سستی چیزوں سے بناتے ہیں جن سے الکحل کافی سستا پڑتا ہے اور مقصد بھی اس الکحل کے دواؤں میں ڈالنے سے یہ ہوتا کہ دوائیں جلد خراب نہ ہوسکیں، نہ اس کا مقصد نشہ پیدا کرنا ہوتا ہے، اس لئے بھی اس نقلی الکوحل کے ناپاک ہونے کا حکم نہ ہوگا اور اس کا استعمال بھی ممنوع نہ کہا جائے گا جب تک کہ اس میں نشہ نہ پیدا ہوجائے، اسی طرح جس کے نزدیک اصل الکحل کی ملاوٹ کا یقین ہوجائے اس کو بھی ان ملاوٹ والی چیزوں کا استعمال کرنا جائز نہ رہے گا'' (منتخبات نظام الفتاوی ار ۴۴)۔

مفتی صاحبؒ ایک دوسرے مقام پر اسی نقلی الکحل کے بارے میں لکھتے ہیں: ''اور اگر کوئی بطور احتیاط استعمال نہ کرے تو اچھی بات ہوگی اور تقویٰ ہوگا۔ فتویٰ نہ ہوگا، انہی وجوہ سے اب انگریزی روشنائی کے استعمال کو منع نہیں کیا جاتا... اور نہ ہومیو پیتھک علاج کو حرام کہا جاتا ہے اور نہ ایلو پیتھک رقیق دواؤں کے استعمال سے منع کیا جاتا ہے اور نہ ایسے لیکوئیڈ سے ملے ہوئے عطریات کے استعمال سے منع کیا جاتا ہے اور نہ اس کی تجارت کو حرام کہا جاتا ہے، ہاں اگر ان میں

سے کسی چیز کے اندر خمور اربعہ کے الکحل کی آمیزش کا یقین ہو جائے یا کسی لکوئیڈ وغیرہ میں سڑ جانے وغیرہ سے نشہ پیدا ہو تو ہر گز اس چیز کا استعمال کرنا، بیع وشرا اور تجارت کرنا کچھ بھی جائز نہ رہے گا'' (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۴۸)۔

۸- صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں، یہ چربی خواہ مردار کی ہو یا خنزیر کی یا کتا کی، ان تمام صورتوں میں وہ صابن لائق استعمال رہتا ہے، کیونکہ متعدد کتب حنفیہ میں یہ صراحت موجود ہے کہ چربی سے صابن بن جانے پر اس میں انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے۔

فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے: **"وعلی قول محمد فرعوا الحکم بطهارة صابون صنع من زیت نجس"** (۱/ ۱۷۶، نیز دیکھئے: مراقی الفلاح ر ۱۰۷، ردالمحتار ۱/ ۵۱۹)۔

اس سلسلہ میں مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کا فتوی بھی وہی ہے جو اوپر گذرا، وہ لکھتے ہیں:

''... ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میتہ یا کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز میں تردد کیا جائے'' (کفایت المفتی ۲/ ۲۸۲)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں اگر چربی ملائی جاتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے اور یہ ہڈیاں مردار خنزیر کی بھی ہو سکتی ہیں تو دریں صورت بسکٹ میں نجس چربی یا ٹوتھ پیسٹ میں نجس ہڈیوں کا پاؤڈر اگر فقط اختلاط کی صورت میں ہے تو اس بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، جیسے کہ **"الخبز المعجون بالخمر"** کی تحریم میں شک نہیں، موسوعہ میں ہے: **"یکره تحریماً أکل الخبز المعجون بالخمر لوجود ذرات الخمر فیه"** (الموسوعۃ الفقہیہ مادہ: أشربہ)۔

اور اگر بسکٹ میں نجس چربی یا ٹوتھ پیسٹ میں نجس ہڈیوں کا پاؤڈر فقط اختلاط کی حیثیت سے نہیں بلکہ ان میں قلب ماہیت ہو چکا ہو تو فقہ حنفی کی رو سے جواز کا فتوی ہونا چاہئے، لیکن سب سے اہم چیز اختلاط اور انقلاب کے فرق کو جاننے کا ہے کہ یہ نہایت ہی دقیق مسئلہ ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے، تو اس سلسلے میں یہ بات بالکل واضح اور نص قطعی سے ثابت ہے کہ دم مسفوح نجس اور حرام ہے، خواہ وہ کسی بھی جانور کا ہو، ارشاد باری ہے:

"حرمت علیکم المیتة الدم و لحم الخنزیر و ما أهل لغیر الله به" (مائدہ:۳)۔

اور اگر کیمیاوی عمل کے ذریعہ دم مسفوح کی ماہیت ہی بدل جائے تو فقہاء کرام کے لئے جواز کا قول کرنا کیا مشکل رہ جائے گا۔

۱۰- جلاٹین مختلف چیزوں سے حاصل کیا ہوا ایک Product ہے جو کہ جانوروں کی آنتوں، ہڈیوں کو ایک خاص شکل میں دینے کے بعد حاصل ہوتا ہے جو کبھی بھی اپنی اصل حالت میں واپس نہیں ہوتا، جلاٹین حاصل ہونے کے ذرائع عام طور سے جانوروں کی ہڈیاں اور کھالیں ہیں جس میں خنزیر کی کھال بھی شامل ہے۔

جلاٹین بنانے کے طریقے مختلف ہیں جیسا کہ ڈاکٹر اصغر علی صاحب (جامعہ ہمدرد نئی دہلی) کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔

صاحب احکام الاطعمہ جلاٹین کے بارے میں لکھتے ہیں: "مصدر الجیلاتین هو الکو لا جن الذی تحول بالمعالجة ٳلی الجیلاتین یعنی جلاٹین کی اصل وہ کولاجن جسے مختلف تدابیر اختیار کرکے جلاٹین میں تبدیل کرلیا جاتا ہے، کولاجن (جو جلاٹین کا اصل روپ ہے) خنزیر سے حاصل ہوتا ہے، تاہم یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جلاٹین کی فیزیکل اور کیمکل خصوصیات اپنی اصل کولاجن سے مختلف ہوا کرتی ہیں (احکام الاطعمہ ر ۳۰۹)۔

ڈاکٹر اصغر علی صاحب کی تحریر ہو یا صاحب احکام الاطعمہ کی تصریحات، ان کی روشنی میں جلاٹین کے بارے میں تحقیقی طور پر ہمارے لئے حکم لگانا مشکل ہے کہ آیا اس میں جلد خنزیر کا

انقلاب ماہیت ہو چکا ہے یا نہیں۔

جلاٹین کی ذات اگر جلد خنزیر ہی ہے اور اس میں جو کچھ تبدیلیاں ہوتی ہیں وہ صرف وصف کی تبدیلی ہو تو اس صورت میں جلاٹین کی نجاست وحرمت میں کوئی کلام نہیں۔

اور اگر واقعۃً جلاٹین کی صورت میں جلد خنزیر اور عظم خنزیر کی حقیقت ایک دوسری حقیقت میں متبدل ہو چکی ہے جیسا کہ کانِ نمک میں گر کر خنزیر کا حال ہوتا ہے تو اس صورت میں حنفی مسلک کی روشنی میں عدم حرمت و عدم نجاست کا حکم لگے گا اور پھر اس کے استعمال میں کسی طرح کا کوئی کلام نہیں ہوگا۔ بحث کا خاتمہ مفتی محمد تقی عثمانی کے جواب سے کیا جا رہا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جس چیز میں وہ عنصر شامل ہوگا وہ بھی حرام ہوگا (فقہی مقالات ۱/ ۵۵۲)۔

# انقلاب ماہیت

ڈاکٹر مولانا سلطان احمد اصلاحی ☆

۱-معمولی تبدیلیوں کے باوجود جب تک کوئی چیز اپنی معروف خصوصیات کے ساتھ باقی رہتی رہے اور اس کی اپنے معروف نام سے شناخت ہوتی رہے، کہا جائے گا کہ وہ اپنی اصل حالت پر قائم ہے اور اس کا قلب ماہیت نہیں ہوا ہے۔

۲-کسی شئ کے اندر انقلاب ماہیت کے تحقق کے لئے بنیادی اور جوہری تبدیلی ضروری ہے، اس کے لحاظ سے اس کے رنگ، صورت اور کیفیت یعنی کہ اس کے مزہ، بو اور خاصیت ہر چیز بدل جانا ضروری ہے، اس کے بعد ہی اس کے اوپر انقلاب ماہیت کا اطلاق ہو سکے گا اور اس سے متعلق احکام اس پر مرتب ہو سکیں گے۔

۳-تبدیلی اگر اس درجہ کی ہے جس سے نام اور خاصیت تبدیل ہو جاتی ہے جیسے کہ نبیذ سے خمر اور شراب سے سرکہ تو اس پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق ہو جائے گا، کچھ کیفیات اور خصوصیات کے برقرار رہنے سے اس میں فرق نہیں ہوگا جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں ان کی برقراری سے ان کا الگ نام اور الگ حکم قائم ہو جاتا ہے۔

۴-اصولی طور پر انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس اور غیر نجس سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، ماہیت اقیاط اور روکی اور خلاف روکی کی بات الگ ہے، راکھ کنڈے کی ہو یا لکڑی کی جواز کی

---

☆ ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڈھ۔

حد تک دونوں کا حکم ایک ہی جیسا ہوگا۔

۵- فقیہ کی دلچسپی صرف اس سے ہے کہ کسی شئ کی ماہیت تبدیل ہو جائے، یہ تبدیلی جس طریقے سے بھی ہو اس کے لئے سب کامیابی ہے، ترقی کے اس دور میں کیمیاوی، غیر کیمیاوی اس کے تحت نئے طریقے ہو سکتے ہیں، مفتی اور فقیہ کے لئے اس کی تفصیلات طے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۶- اس نمبر کی تمام مثالیں قلب ماہیت کے دائرہ میں آتی ہیں اور ان سب پر اس کا اطلاق ہوگا اور بدلی ہوئی صورت پر بدلے ہوئے احکام کا نفاذ ہوگا، کیمیاوی عمل سے گندے پانی کو صاف کر دیا جائے تو وہ طاہر مطہر ہوگا، اور جواز کی حد تک اس کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہوگی۔

۷- ہاں استہلاک عین قلب ماہیت کے حکم میں ہے، الکحل اس کی سب سے عام اور معروف مثال ہے، اس تبدیلی کے بعد اس کا حکم شراب سے مختلف ہوگا، جواز کی حد تک الکحل آمیز انگریزی دواؤں کے استعمال میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا ہے جب تک اس کا کوئی متبادل دریافت نہیں ہوتا ہے، یہ اضطرار کی کیفیت ہے، انقلاب ماہیت کی وجہ سے اس میں مزید اس وسعت کی راہ پیدا ہوتی ہے۔

۸- اس نمبر کی تمام مثالیں قلب ماہیت کے دائرے میں آتی ہیں، اور ایسے صابن، بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ کا استعمال جائز ہے، قرآن شریف میں حرمت صرف خنزیر کے گوشت کی ہے "ولحم الخنزیر" (مائدہ/۳ "أو لحم خنزیر فإنہ رجس" (انعام: ۱۴۵)، صاحب ہدایہ نے اس آیت کریمہ کے حوالہ سے "فإنہ رجس" میں "ہ" ضمیر کے مرجع کو بجائے "لحم" کے "خنزیر" کی طرف راجع کر کے اس سے اس کے نجس العین ہونے کے نکتے کو ابھارا ہے، لیکن حواشی میں اس کے برعکس رائے بھی دی گئی ہے کہ اس ضمیر کا مرجع "لحم" کو قرار دینا زیادہ مناسب اور مقصود سے قریب تر ہے "علی أن الخنزیر وإن کان قریباً لکن اللحم مقصود بالذکر وعود الضمیر إلی المقصود أحق" اگرچہ اسی موقع پر خنزیر کے گوشت سے ہٹ کر

دباغت کے باوجود اس کی کھال کی نجاست کی صراحت ہے: "کل اہاب دبغ فقد طہر ...... الا جلد الخنزیر" ہدایہ ۱/ ۴۳، ۲۵ رشیدیہ دہلی) اس کے بالوں کو بطور دھاگے کے استعمال کرنے کی گنجائش فقہ میں پہلے سے موجود ہے (ہدایہ ۱/ ۲۵ رشیدیہ دہلی، مجمع الانہر کے حوالہ سے امام محمدؒ کی رائے: "وشعر المیتة غیر الخنزیر الا ذھو بجمیع أجزائه نجس العین خلافا لمحمد فی شعرہ" ہدایہ ۱/ ۲۵، بحوالہ بالا، اس موقع پر خنزیر کی ہڈی کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ہے، لیکن قیاس کہتا ہے کہ امام محمدؒ جب اس کے بال کی طہارت کے قائل ہیں تو ہڈی ان کے نزدیک بدرجہ اولی طاہر ہوگی)۔ جو حکم اس کے بال کا ہے وہی اس کی ہڈی کا ہے یا ہونا چاہئے، تو جب خنزیر کے ان اجزاء کا استعمال ان کی اپنی اصل صورت میں جائز ہے تو قلب ماہیت کی صورت میں بدرجہ اولی یہ جائز ہوگا، قلب ماہیت کے ذریعہ دوسرے مرداروں کی چربی کی طرح خنزیر کی چربی کا معاملہ بھی ان سے مختلف نہیں ہے، اس لئے ماہیت کی تبدیلی کے بعد محولہ مثالوں کے استعمال کے جواز میں کلام نہیں ہوسکتا ہے، لیکن امت مسلمہ اور عالم اسلام کے اندر اتنی سکت آگئی اور ان کے یہاں سائنس اور ٹکنالوجی کی اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ وہ محرمات سے بچتے ہوئے حلال اور طیب اشیاء سے ضرورت کے استعمال کی ان چیزوں کو تیار کریں اور نہ صرف اپنے علاقوں اور ممالک میں بلکہ ہندوستان، چین اور امریکہ اور یوروپ جیسے ملکوں میں بھی ان حلال اور طیب چیزوں کو اتنی فراوانی سے دستیاب ہونی چاہئے کہ کم سے کم مسلمانوں کو صریح حرام نہ سہی پھر بھی مکروہ، خلاف احتیاط اور خلاف اولی چیزوں کے استعمال کی مجبوری نہ رہے، صابن بسکٹ اور ٹوتھ پیسٹ جس میں سور کی چربی اور ہڈی کی آمیزش کی صراحت ہو، اس سے بچنا اولی ہے۔

۹- ماہیت کی تبدیلی کے بعد مذبوح جانوروں کا خون دواؤں میں استعمال ہوسکتا ہے، حلال جانوروں کے دوسرے اجزاء ہڈی، چمڑا، آنتیں وغیرہ مذبوح ہونے کی صورت میں جب انہیں اپنی اصل صورت میں استعمال کیا جاسکتا ہے تو بعد از قلب ماہیت ان کے استعمال میں کیا تردد ہوسکتا ہے، حلال جانوروں کے غیر مذبوح ہونے کی صورت میں ان کی ہڈی اور بعد از دباغت

یا قلب ماہیت ان کا چمڑا دواؤں میں استعمال ہوسکتا ہے، مذبوح جانوروں کو حلال نہ بھی ہو جب بھی قلب ماہیت کے بعد جواز کی حد تک دواؤں میں اس کے مختلف اجزاء کے استعمال میں کوئی تردد نہیں ہے، گوکہ یہ خلاف احتیاط ہو اور اس سے بچنا مناسب ہو، خنزیر کی صراحت کی صورت میں اس سے احتیاط مزید نہیں ہے۔

۱۰- جلاٹین (جناب ڈاکٹر اصغر علی صاحب کے مواد کی روشنی میں) استحالہ یا قلب ماہیت کی انتہائی ترقی یافتہ صورت ہے، اور بشمول اجزاء خنزیر اس کے استعمال کے جواز میں شبہ نہیں ہوسکتا ہے (جلاٹین کی صورت میں قلب ماہیت کے بعد اگرچہ خنزیر کی کھال کا استعمال جواز کے دائرے میں آجاتا ہے، لیکن اوپر دباغت کے باوجود اس کے چمڑے کی نجاست کی صراحت کی صورت میں یہ کراہت سے خالی نہیں، اس لئے اس سے بچنا ہی اولی اور بہتر ہے)، لیکن مسلمان امت کو اب اس کا متبادل پیش کرنا چاہئے جس میں خنزیر وغیرہ کے محرمات سے بچا جاسکے، جیسا کہ اوپر نمبر ۸ کے تحت اس کی تفصیل کی گئی ہے، اس کی تبلیغ وتلقین میں علماء وفقہاء امت کے ساتھ امت داعیان کرام اور مصلحین وعمائدین کو بھی میدان میں آنا چاہئے۔

# قلب ماہیت

مولانا مفتی شیر علی گجراتی ☆

استحالہ کی چند شکلیں بحوالہ عالمگیری:

۱-تخلل الخمر فی خابیة جدیدة طهرت بالاتفاق کذا فی القنیة۔

۲- الخبز الذی عجن فی الخمر لا یطهر بالغسل ویصب فیه الخل۔

لیکن درج ذیل صورتوں میں استحالۂ شرعی نہ پائے جانے کی وجہ سے طہارت اور حلت کا حکم نہیں لگایا گیا۔

ناپاک تیل جس کو صابن بنالیا جائے وہ انقلاب عین کی وجہ سے مفتیٰ بہ قول کے مطابق پاک ہوجاتا ہے بعض مشائخ نے اسی پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا:

"وکذا فی الدبس المطبوخ ا ذا کان زبیبه، متنجسا، ولا سیما ا ن الفار یدخله فیبول ویبعر فیه وقد یموت فیه"۔

☆ استاذ حدیث دارالعلوم فلاح دارین، ترکیسر گجرات۔

# انقلاب ماہیت وحقیقت

مفتی ذاکر حسین نعمانی ☆

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے زندہ رہنے کے لئے مختلف چیزیں پیدا کی ہیں جو چیزیں انسان کے لئے جسمانی اور روحانی لحاظ سے فائدے مند تھیں ان کا استعمال بطور غذا یا دوا کے جائز قرار دے دیا اور جو چیزیں انسانوں کے لئے جسمانی اور روحانی لحاظ سے مضر تھیں ان کے استعمال سے روک دیا، حرام کی دو قسمیں ہیں: جو فی نفسہ حرام ہیں جیسے خنزیر اور مردار وغیرہ ان کے استعمال میں جسم اور روح دونوں کا نقصان ہے، ایک وہ حرام ہے جو فی نفسہ حرام نہ ہو بلکہ ملک الغیر ہونے کی وجہ سے حرام ہو، مثلاً کسی کی مرغی بلا اجازت کھانا، اس میں اگر چہ جسم کا فائدہ ہے لیکن روح کا نقصان ہے۔

## حلال اور جائز اشیاء کا استعمال

پھر ان حلال، پاک اور جائز اشیاء کا استعمال کبھی اپنی شکل میں ہوتا ہے، کبھی شکل بدل جاتی ہے، یہ تبدیلی کبھی کسی شئ کے اختلاط کی وجہ سے ہوتی ہے، اختلاط کبھی حلال اور حرام اشیاء کا ہوتا ہے اور کبھی پاک اشیاء کا، اختلاط سے کبھی اشیاء کی حقیقت بدل جاتی ہے کبھی نہیں بدلتی۔ اختلاط کی وجہ سے کبھی اشیاء واجزاءِ مختلطہ کا نام بھی بدل جاتا ہے، کسی شئ کی حقیقت کبھی مصنوعی

---

☆ جامعہ عثمانیہ پشاور (پاکستان)۔

عمل سے بدلتی ہے۔ جیسے انگور کے شیرہ سے شراب بنانا یا شراب سے سرکہ بنانا، کبھی فطری تبدیلی ہوتی ہے جیسے نطفہ سے مضغہ، علقہ اور انسان کا بننا ہے، نطفہ پلید ہے اور انسان پاک ہے۔ پھلوں اور سبزیوں اور اناجوں کے کھیت کو کبھی گندے نالوں کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ فصلوں کو خوب بار آور کرنے کے لئے گوبر اور مینگنیوں کی کھاد ڈالی جاتی ہے پھر پانی سے سیراب کرتے ہیں، گندہ پانی یا کھاد تو پلید ہے، لیکن یہ پانی قدرتی طور پر فلٹر ہو کر صاف پانی ہرا گنے والے درخت کے ہر جز کا حصہ بنتا ہے۔

اناج، سبزی اور پھل میں گندگی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ضروری نہیں کہ ہر مصنوعی عمل سے کسی چیز میں تبدیلی آکر اس کی حقیقت بدل جائے۔ فطری تبدلی پر قیاس صحیح نہیں، اس لئے کہ فطری تبدیلی میں اللہ کی قدرت استعمال ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح نئی چیز پیدکرنے پر قادر ہیں اسی طرح کسی شیٔ کی حقیقت کو بدل بھی سکتے ہیں۔ مثلاً گوشت سے پتھر بنادیں۔ لیکن مصنوعی طریقہ میں بندہ کی ہنر مندی کا دخل ہوتا ہے، بندہ صرف اسباب کو استعمال کرتا ہے، ان کے ذریعے کبھی کسی شیٔ کی حقیقت بدل جاتی ہے اور کبھی نہیں بدلتی، بندہ کو کسی شیٔ کی حقیقت بالکل بدل دینے پر قدرت حاصل نہیں۔

اختلاطِ اشیاء اور اس کے حکم سے قبل یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ حرام اور پلید اشیاء کی تین قسمیں ہیں:

۱- کسی چیز کا بالذات پلید اور حرام ہونا اس کی پلیدی اور حرمت میں کسی خارجی شیٔ اور عمل کا دخل نہیں ہوتا۔ اس میں ضروری نہیں کہ ذات کی پلیدی کی وجہ سے کچھ ایسے اوصاف بھی ہوں جن کی وجہ سے پلیدی کا حکم لگ جائے اگر وہ اوصاف نہ ہوں تو پلیدی اور حرمت کا حکم نہ لگے۔ مثلاً خنزیر اور اس کا گوشت، مردار جانوں اور خنزیر کا گوشت اپنی ذات کے اعتبار سے پلید ہے، ان کے گوشت میں اوصاف کا اعتبار نہیں کہ رنگ، بو اور ذائقہ کا لحاظ رکھا جائے۔ اگر قصائی

کے تخت پر، خنزیر، کتے، مردار اور حلال جانور کا گوشت رکھا جائے تو تخت پر پڑے ہوئے مختلف اقسام کے گوشت میں ناواقف آدمی فرق نہیں کرسکتا کہ کون سا گوشت حلال ہے کون سا حرام ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض بدبخت قسم کے قصائی لوگوں کے ہاتھ حرام اور مردار گوشت فروخت کرکے کھلاتے ہیں، کھاتے وقت ناواقف لوگ محسوس نہیں کرسکتے ہیں، یہ گوشت حرام ہے، البتہ جس شخص کو علم ہوگا وہ کہے گا کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے۔ یہ حرام ہے اور یہ حلال۔ حاصل یہ نکلا کہ بعض اشیاء جو ذات کے اعتبار سے پلید اور حرام ہوں ان کی حرمت کسی ٹیسٹ یا حواس خمسہ سے معلوم نہیں کی جاتی جب تک اس کو قطعی طریقہ سے معلوم نہ ہو کہ یہ خنزیر اور مردار کا گوشت ہے۔ اس قسم کی پلیدی اور حرمت اکثر جامد اور ٹھوس اشیاء میں ہوتی ہے۔

۲- دوسری قسم کی پلیدی اور حرام شی سیال چیز ہے جس کو مائع (Ligued) کہتے ہیں۔ یعنی بہنے والی چیز، اس کی دو قسمیں ہیں: ذات (عین) اور اوصاف کے لحاظ سے پلید اور حرام۔ یہ سیال چیز بھی دراصل ذات اور عین کے لحاظ سے حرام ہوتی ہیں، لیکن اوصاف صرف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ فلاں حرام بہنے والی چیز ہے۔ یہ اوصاف جہاں پائے جائیں فوراً اس کا نام اور حکم سامنے آجاتا ہے مثلاً پیشاب سفید اور بھوسے (تبن) کے رنگ کی طرح ہوتا ہے اور انتہائی ناقابلِ برداشت گندی بدبو ہوتی ہے۔ ہر آدمی بدبو سونگھ کر جان لیتا ہے کہ پیشاب ہے، منی کا رنگ سفید ہوتا ہے، بو کیلے کی طرح ہوتی ہے۔ گاڑھا پن ہوتا ہے، خون سرخ ہوتا ہے اور ایک خاص قسم کی بو رکھتا ہے، پیپ زرد اور گاڑھی ہوتی ہے کبھی سفید ہوتی ہے، ان مذکورہ سیال پلیدیوں کے اپنے اپنے اوصاف ہیں جن کا احساس کرکے ہر شخص اس کو جان لیتا ہے کہ خون ہے پلید ہے، منی ہے پلید ہے اور پیشاب ہے پلید ہے۔

مذکورہ سیال مادے کسی خارجی عمل کی وجہ سے پلید نہیں ہوتے بلکہ اپنی فطرت اور پیدائش کے لحاظ سے پلید اور حرام ہیں۔

۳- سیال اشیاء کی دوسری قسم اور حرام کی تیسری قسم وہ ہے جو اپنی ذات ،فطرت اور پیدائش کے لحاظ سے حرام نہیں بلکہ کسی خارجی عمل ،اختیاری یا غیر اختیاری کی وجہ سے اس میں کچھ اوصاف ایسے پید ہو جائیں جس کی وجہ سے اس پر پلیدی اور حرمت کا حکم لگ جاتا ہے، مثلاً شراب کی مختلف اقسام اور پلید پانی جو انگور، کھجور، شہد، شیرہ، جو، مکئی اور گنے سے بنائی جاتی ہے، یہ شراب اصل کے اعتبار سے پاک ہے مثلاً انگور، کھجور اور گنے کا شیرہ ان میں مصنوعی عمل کے ساتھ سکر کا وصف پیدا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان شرابوں کا استعمال حرام ہو جاتا ہے، اسی طرح پلید پانی اصل کے اعتبار سے طاہر اور مطہر ہے لیکن کبھی اس میں گندگی گر جاتی ہے یا ملائی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ پانی پلید ہو جاتا ہے۔ گندگی ملنے سے کبھی تو پانی کے اوصاف ، رنگ ، بو اور ذائقہ بدل جاتے ہیں۔ جیسے تھوڑے پانی میں زیادہ خون ملایا جائے یا گٹر کا پیشاب ، پاخانہ، کبھی پلیدی کی ملاوٹ سے پانی کے اوصاف نہیں بدلتے ،لیکن پانی اپنی قلت کی وجہ سے اس گندگی کا تحمل نہیں کر سکتا ہے اور پلید ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک گھڑا پانی میں چند قطرے پیشاب کے ڈال دینے سے گھڑے کا پانی پلید ہو جائے گا۔ حالانکہ پانی کی حرمت اور پلیدی معلوم کرنے کے لئے قطعی علم یا کسی خبر دینے والے کی ضرورت ہے ورنہ ناواقف آدمی اس پلید پانی کی حرمت معلوم نہیں کر سکتا۔

اور اگر پانی کثیر ہے تو گندگی ملنے سے پلید نہیں ہوتا جب تک گندگی کا اثر جاری پانی میں ظاہر نہ ہو، اس وجہ سے شہروں میں بہنے والے تمام گندے نالوں کا پانی پلید ہے کیونکہ ان پانیوں میں گندگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اگر پانی میں ملنے والی کوئی پاک ٹھوس چیز ہے جیسے صابن اور زعفران وغیرہ تو اس طرح پانی پلید نہیں ہوتا ،البتہ وضو کے جواز کے لئے پانی کی طبیعت ( رقت اور سیلان ) کا بقاء ضروری ہے۔

اگر پانی کی طبیعت یعنی رقت اور سیلان باقی نہیں رہا تو اس ملاوٹ والے پانی سے وضو

جائز نہیں ۔اور اگر پانی میں ملنے والا مائع ایسا ہے جس کا کوئی وصف نہیں جیسے عرق گلاب جس کی کوئی خوشبو باقی نہ رہی ہوتو اس میں غلبہ کا اعتبار ہوگا بہ لحاظ وزن کے۔صاف پانی کے ساتھ ماء مستعمل مل جائے تو پھر بھی اس کا یہی حکم ہوگا،مثلاً ایک کلو صاف پانی ہے اور اس کے ساتھ آدھا کلو ماء مستعمل ملا دیا جائے تو اس پانی کے ساتھ وضو نا جائز ہے۔اگر کوئی دو وصف والا مائع مثلاً دودھ پانی کے ساتھ مل جائے اور اس کا کوئی ایک وصف پانی میں ظاہر ہو جائے تو اس پانی سے وضو جائز نہیں اور نہ دودھ والے پانی کو کوئی پانی کہتا ہے۔مثلاً دودھ کی سفیدی پانی میں آجائے ،دودھ میں مزہ اور رنگ ہوتا ہے مگر بو اس میں بہت ہلکی نہ ہونے کی برابر ہوتی ہے اور اگر بہنے والی شئ کے تین اوصاف میں دو وصف پانی میں ظاہر ہو گئے تو پانی سے وضو جائز نہ ہوگا۔جیسا کہ سرکہ۔

تشریح بالا سے چند چیزوں کا حکم معلوم کرنا آسان ہے،مثلاً شوربا اور یخنی ، گائے، بھینس یا مرغی کے گوشت میں پانی ڈال کر ابالیں تو اس پانی میں گوشت کا رنگ اور ذائقہ آجائے گا،اور اس پانی کا نام اب شوربا اور یخنی ہے،اب یہ شوربا مطلق پانی نہیں بلکہ مقید پانی ہے،لہذا اس شوربے کے ساتھ وضو جائز نہیں اگر چہ اس میں پانی کے اجزاء وافر مقدار میں موجود ہیں۔

وہ پلید مائع جو کسی معنوی وصف کی وجہ سے پلید ہو تو اس میں تبدیلی آسان ہوتی ہے مثلاً شراب میں اصلی اور فطری پلیدی نہیں ہوتی بلکہ خارجی عمل کی وجہ سے اس میں معنوی وصف سکر پیدا ہو جاتا ہے۔شراب کے استعمال سے اس وصف کی وجہ سے انسان مدہوش ہو جاتا ہے۔لیکن شراب کو سرکہ میں تبدیل کرنا بڑا آسان ہے۔شراب میں نمک ڈال دیں تو معنوعی وصف سکر ختم ہو کر یہی حرام شراب جائز سرکہ میں تبدیل ہو جائے گی۔اس لئے کہ شراب سے حرمت کا وصف بالکل ختم ہو گیا ہے اور شراب کا سرکہ میں تبدیل ہونا حقیقی تبدیلی ہے۔شوربے کے ساتھ وضو نا جائز ہے لیکن اگر اس میں پانی ملاتے جائیں یہاں تک کہ یہ شوربے کے اثرات ختم ہو جائیں اور پانی کے اوصاف نمایاں ہو جائیں تو یہ شوربے میں تبدیلی ہوگی۔اب اس کے ساتھ وضو جائز ہوگا۔

اگر گندے پانی کو مشین کے ذریعہ فلٹر کیا جائے اور پانی قلیل نہ ہو بلکہ کثیر یا اس کے حکم میں ہو یعنی دہ دردہ ہو اور کشید گی کے عمل سے گندگی کے اثرات ختم ہو جائیں تو پانی پاک ہو جائے گا۔

جاری پانی اس وقت پلید ہوتا ہے جب اس میں گندگی کے آثار ہوں جیسے کہ نور الایضاح میں ہے: "أو جارياً وظهر فيه أثرها" یعنی جاری جانی میں گندگی کا اثر ظاہر ہو جائے تو پلید ہے۔ "والأثر طعم أو لون أو ريح" پانی میں اگر گندگی کے تین اوصاف (مزہ، رنگ اور بو) میں سے کوئی ایک اثر بھی ظاہر ہو جائے تو پانی اگر چہ کثیر ہو پلید ہوگا، لہذا وہ گندہ پانی جو کثیر ہو اس کو فلٹر کرنے میں ضروری ہے کہ گندگی کے اثرات ثلاثہ ختم ہو جائیں۔

## استہلاک عین

اختلاط اشیاء میں ضروری نہیں کہ استہلاک عین ہو۔ اگر چہ اشیاء مختلطہ کا نام بدل جائے، استہلاک عین تو اس وقت ہوگا جب اشیاء مختلطہ کے اثرات کسی طرح بالکل ختم ہو جائیں۔

دودھ، پتی، شکر اور پانی ملا کر ابالیں تو اس کو چائے کہتے ہیں اور تسمیۃ الکل باسم الجزء ہے، دودھ کی مقدار زیادہ ہو تو دودھ پتی کہتے ہیں، چائے میں دودھ، پتی اور شکر کے اثرات مکمل طور پر محسوس ہوتے ہیں، صرف پانی کے اوصاف بدل جاتے ہیں، ورنہ پانی کے اجزاء بھی موجود ہوتے ہیں لیکن محسوس نہیں ہوتے۔

شراب اور نمک ملائیں تو نام بدل کر سرکہ پڑ جائے گا۔ اور شراب کا وصف سکر ختم ہو کر شراب کا استہلاک عین ہوگا کیونکہ شراب کے اسکاری اثرات بھی ختم ہو گئے اور نام بھی بدل گیا۔ یہ استہلاک عین اور حقیقتا تبدیلی ہے، پانی میں اتنا دودھ ملائیں کہ پانی کے اوصاف باقی نہ رہیں۔ پانی کا نام بھی بدل گیا اور اوصاف بھی نہ رہے یہ پانی استہلاک اور حقیقت کی تبدیلی ہے اگر چہ پانی کے اجزاء موجود ہیں۔ گدھا نمک کی کان میں ہلاک ہو جائے اور گل سڑ کر بالکل فنا ہو

جائے تو استہلاک عین ہے۔

نمک کی کان میں گدھے کے اجزاء بالکل باقی نہیں رہتے ،نمک کا غلبہ اور اثرات ایسے ہیں کہ گدھے کے اجزاء کے اثرات بالکل محسوس نہیں ہوتے ، بڑی کان میں ایک گدھا کیا بے شمار حلال اور حرام جانوں مرکر گل سڑ جاتے ہیں۔گدھے کی مثال تو اس لئے دی ہے کہ گدھے پر نمک کے ڈلے لاد کر لائے جاتے ہیں گدھا نمک کی بڑی کان کو پلید نہیں کر سکتا۔ جس طرح تھوڑی گندگی جاری پانی کو پلید نہیں کرسکتی۔رہی الکحل ملی دوائیاں تو ان میں شراب اور دیگرادویات کے اجزاء شامل ہوتے ہیں،ان اجزاء کے اختلاط سے استہلاک عین نہیں ہوتا ، بلکہ دوا تو اس لئے بنائی جاتی ہے کہ ہر جز کا اثر موجود ہو اور وہ مریض کے بدن میں داخل ہو کر اپنا اثر دکھائے۔ شراب اس لئے ملائی جاتی ہے کہ دوا دیر پا رہے، جلدی زہریلے اثرات پیدا نہ ہوں، جلدی خراب نہ ہوں۔الکحل کا اثر ختم نہیں ہوتا بلکہ الکحل ان اجزاء کے اثرات کو باقی رکھنے کیلئے خود باقی ہے۔میری تحقیق کے مطابق ان دواؤں میں انگور اور کھجور کی شراب نہیں ملائی جاتی بلکہ دیگر اشیاء سے بنی ہوئی شراب ہوتی ہے خاص کر گنے کی شراب۔

اگر یہ الکحل انگور اور شراب اور کھجور سے بنائی گئی ہو تو ایسی شراب کا استعمال اتنی مقدار میں جائز ہے کہ نشہ پیدا نہ کرے اور اگر ادویات کی الکحل انگور اور شراب کی ہے تو صرف ضرورت کے تحت بطور دوا اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔

ابن نجیم فرماتے ہیں:"**الاستشفاء بالحرام یجوز اذا علم أن فیه شفاء ولم یعلم دواء آخر**"(البحر الرائق ۱/ ۱۲۰)۔

بعض ٹھوس چیزوں کے اختلاط کے بعد ضروری نہیں کہ قلب ماہیت ہو بلکہ اختلاط ہوتا ہی اس لئے ہے کہ ان کے اثرات باقی ہوتے ہیں جیسے صابن،بسکٹ،ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے بنانے میں چربی استعمال ہوتی ہے، چربی کبھی حلال جانور اور کبھی مردار اور خنزیر کی ہوتی ہے۔

حرام اور مردار جانوں کی چربی بھی حرام ہے بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ اور صابن میں ان کا استعمال جائز نہیں۔ ان اشیاء کا استعمال نہ تداوی ہے اور نہ مجبوری ہے بلکہ صرف سینہ زوری ہے، البتہ حرام اور مردار جانوروں کی ہڈی، سینگ، بال اور دباغت شدہ کھال کا استعمال کسی بھی شکل میں جائز ہے مثلاً مردار اونٹ یا بھیڑ بکریوں کے بالوں سے اون تیار کر کے پھر سویٹر بنایا جائے تو اس سویٹر کا استعمال جائز ہے، کھال کا بوٹ اور جوتا جائز ہے اور ان کی ہڈی کی تمام مصنوعات جائز ہیں، لیکن خنزیر کا ہر جزء حرام ہے اس کا استعمال کسی طرح بھی جائز نہیں۔

## جلاٹین

کھال اور ہڈی کا پاؤڈر بنایا جاتا ہے، پھر بسکٹ، ٹافی اور آئس کریم میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ اشیاء کے سیال مادہ میں گاڑھاپن اور جماؤ پیدا کرنے کے لئے اس پاؤڈر کا استعمال ہوتا ہے اور لذت بھی بڑھاتے ہیں، یہ پاؤڈر کبھی مردار، حرام اور خنزیر کی کھال اور ہڈی کا ہوتا ہے، کبھی حلال جانور کی کھال اور ہڈی کا۔ کھال اور ہڈی کا پاؤڈر بنانے سے ان کی حقیقت نہیں بدلتی۔ حقیقت اور اثر باقی رہتا ہے، اس لئے تو ان کی ملاوٹ کی جاتی ہے۔ ورنہ سیال مادہ میں جماؤ اور لذت کہاں سے آئے گی، صرف کھال اور ہڈی کی شکل بدل گئی ہے۔ اگر یہ پاؤڈر مردار اور حلال جانوں کا ہے تو جلاٹین کا استعمال جائز ہے اور اگر خنزیر کا ہے تو استعمال حرام ہے۔ قلب ماہیت تو اس وقت ہوگی جب جلاٹین کے ساتھ دیگر چیزوں کا وافر مقدار میں اختلاط ہو کہ جلاٹین کے اثرات ختم ہو جائیں۔ جیسے نمک کی کان میں گدھا گل سڑ کر بالکل نسیاً منسیا ہو جاتا ہے۔

# انقلاب ماہیت

مولانا محمد ظفر عالم ندوی ☆

شریعتِ اسلامی کی منجملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت و امتیاز یہ بھی ہے کہ اس نے "یحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث" کا واضح اصول مرتب کیا ہے، جب تک کوئی چیز خباثت میں سے ہے وہ رکس اور رجس ہے، شریعت نے اس کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، کیوں کہ دوسری طیبات اور حلال اشیاء میں ان سے کفایت کا سامان رکھا ہے، اگر کوئی چیز نجس اور ناپاک ہے تو فطرت سلیم اور صحیح عقل بھی اس سے دور رہنے کا تقاضہ کرتی ہے، مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اس بارے میں بڑے نکتہ کی بات کہی ہے جس سے شریعت اسلامی کا مزاج واضح ہو جاتا ہے، فرماتے ہیں: "واعلم أن فی الحدیث بابا لا یوجد فی الفقه وهو أن الشارع إذا یحکم علی شیٔ بالنجاسة لا یحب المعاملة معه والملابسة به و یأمر الاجتناب و التحرز عنه ......... وإذا حکم علی شیٔ بکونه نجسا أمر بالتحرز عنه ونهیٰ عن قربانه فعلم أن الإجتناب والتحرز من لوازم النجس والرجس" (فیض الباری ۱/ ۲۷۱)۔

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ نجاست کے نجاست ہوتے ہوئے، خباثت کے خباثت رہتے ہوئے، اس کا استعمال تو درکنار اس کے قریب جانا بھی نہ شریعت کی رو سے درست ہے،

☆ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

اور نہ عقل کی رو سے، اور نہ ہی فطرت کی رو سے، ہاں اگر نجاست ختم ہو جاتی ہے تو پھر اس کا حکم ممانعت مرتفع ہو جاتا ہے، اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے فقہاء نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے، جس کو ہم یہاں مختصراً ذکر کر رہے ہیں، نجاستوں کے دور کرنے کے جو طریقے فقہاء نے بیان کئے ہیں ان میں ایک طریقہ ''انقلاب ماہیت'' تحویل عین یا ''استحالہ'' کا بھی ہے، فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے بلکہ اس کی بنیاد پر بہت سارے فقہی جزئیات بھی قائم کئے ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے: "إزالة النجاسات تكون تارة بالإزالة كالغسل بالماء و تارة بالإحالة كالخمر إذا صار خلاً ..." (الذخیرۃ للقرافی ۱؍ ۱۶۷، نیز دیکھئے الفروق للقرافی ۱؍ ۱۱۱، الدر المنثور فی القواعد ۱؍ ۳۱۸)۔

موسوعہ فقہیہ میں ہے: " الاستحالة قد تكون بمعنى التحول كاستحالة الأعيان النجسة من العذرة والخنزير و تحويلها عن أعيانها و تغير أو صافها" (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰؍ ۲۷۸، ابن عابدین ۱؍ ۱۰۹، الدسوقی ۱؍ ۵۲، ۵۳، المغنی ۱؍ ۷۲)، رد المحتار میں ہے: "الاستحالة إلى الطيبة، وهي من المطهرات عندنا" (رد المحتار ۱؍ ۴۳۰، نیز دیکھئے مجمع الانہر ۱؍ ۵۷، الفقہ علی المذاہب الاربعہ ۱؍ ۳۱)۔

فقہاء کی مذکورہ تصریحات سے معلوم ہوا کہ تحویل عین یا انقلاب ماہیت سے ازالہ نجاست کا تحقق ہوتا ہے، بلکہ اس قاعدے کا اثبات ہوتا ہے، " إن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها" (الموسوعۃ الفقہیہ ۱۰؍ ۲۷۸، اصطلاح: ''تحول'')۔

مذکورہ بالا بنیادی باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اب ہم سوالنامہ کے جوابات ذیل میں بالترتیب درج کر رہے ہیں:

۱- پہلا سوال ہے کہ کسی بھی شیٔ کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شیٔ کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلی ہے، اگر چہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات

ہوئے ہوں؟

اس بارے میں متعین طور پر اشیاء کے عناصر متعین کرنا مشکل ہے، البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ سابق حقیقت بالکل ختم ہو جائے اور دوسری حقیقت وجود میں آ جائے تو حقیقت و ماہیت کا بدلا جانا کہا جائے گا، ورنہ محض تغیرات سے ماہیت وحقیقت کا بدلنا نہیں کہا جائے گا، مفتی نظام الدین صاحب نے اس ذیل میں فرمایا ہے: قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت یا ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام، نہ اس کی صورت و کیفیت، نہ اس کے خواص وآثار وامتیازات باقی رہیں، بلکہ چیز نئی بن جائے، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات بھی دوسری، امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں (منتخبات نظام الفتاوی ۱ر ۲۶، ۲۷)۔

۲- دوسرا سوال جس میں یہ کہا گیا ہے کہ انقلاب ماہیت کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کے لئے کسی شی کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، کیا شئی کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے یا بعض کا کافی ہے؟ اس سلسلہ میں فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شئی کے بنیادی عناصر بدل جانے ہی سے انقلاب ماہیت اور تحویل عین کا اطلاق ہوگا، بالفاظ دیگر شئی کی سابق حقیقت ختم ہو جائے اور دوسری حقیقت وجود میں آ جائے تب انقلابِ ماہیت کہلائے گا۔

اس بارے میں مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ نے اپنی کتاب نظام الفتاویٰ میں بڑی اچھی تشریح کی ہے، میں مسئلہ کی وضاحت کے لئے انہی کی عبارت کو نقل کر رہا ہوں، مولانا مرحوم فرماتے ہیں: ''قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت یا ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام، نہ اس کی صورت و کیفیت...'' (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱ر ۲۶، ۲۷)۔

مولانا موصوف کی مذکورہ بالا عبارت سے بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے، اس

لئے اس میں زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳-شیٔ کے جوہری عناصر ختم ہو جانے، نام بدل جانے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجانے کے بعد جو دو صورتیں ہو سکتی ہیں ان میں انقلاب ماہیت کا اطلاق اسی صورت پر ہوگا جس میں سابق شی کا کوئی اثر اور خاصیت و علامت باقی نہ رہے۔

رہی دوسری صورت جس میں کہ نئی پیدا ہونے والی شیٔ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے اس پر انقلاب ماہیت کا اطلاق نہیں ہوگا اور نہ کوئی نیا حکم لگایا جائے گا۔

۴-اشیاء کے نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان بعض فقہاء کی تصریحات سے فرق معلوم ہوتا ہے، دونوں کے اجزاء یکساں نہیں ہیں، بلکہ فرق ضرور ہے، آگے جواب نمبر ۶ کی تفصیلات سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

۵-قلب ماہیت کے اسباب تو بہت ہو سکتے ہیں، جن کو علم کیمیاء کے ماہرین زیادہ بتا سکتے ہیں، لیکن میرے ناقص خیال میں اس بحث کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ کن اسباب کو استعمال کیا جائے کہ ماہیت بدل جائے، کیونکہ اولاً تو حرام اشیاء کی ماہیت بدل کر حلال بنانے کا جذبہ ہی بہتر نہیں ہے، صحیح روایت میں یہ موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا ہم لوگ خمر کا سرکہ بنائیں تو آپ ﷺ نے منع فرمایا، اس روایت کی تخریج امام مسلم اور ترمذی دونوں نے کی ہے، ترمذی نے اس کو صحیح حسن قرار دیا ہے، ان کے علاوہ امام احمد اور دار قطنی نے بھی اس کو نقل کیا ہے (فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام ۱/ ۳۰، باب ازالۃ النجاسات)۔

مذکورہ بالا روایت کی روشنی میں یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ حرام اشیاء کی ماہیت بدل کر حلال بنانے کے اسباب تلاش کرنا شریعت اسلامی میں کوئی مستحسن کام نہیں، ہاں اگر کوئی شیٔ خود بخود بدل جائے اور اس میں قصد و ارادہ کو کوئی دخل نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بالقصد

ماہیت بدلنے کی کوشش کرنا اور اس کے اسباب تلاش کرنا شریعت اسلامی کی روح سے میل نہیں کھاتا، اگرچہ اس کو ناجائز قرار دیا جاسکتا، لیکن کم از کم بہتر نہیں ہے۔

۶- سوال نامہ میں سوال نمبر ۶ کا تعلق کسی چیز کو فلٹر یا کشید کرنے سے ہے، اس جدید طریقہ سے صفائی ضرور حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر واضح رہنا چاہئے کہ اگر یہ عمل کسی پاک چیز میں ناپاکی مل جانے کے بعد اس کو صاف کرنے کے لئے کیا جارہا ہے، مثلاً مائعات کو صاف کرنے کے لئے کیا جارہا ہے، تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے جیسا کہ شیخ عبدالرحمن الجزیری کی درج ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے: " أما المائعات المتنجّسة كالزيت والسمن فإنها تطهّر بصب الماء عليها و رفعه عنها ثلاثاً، أو توضع في إناء مثقوب ثم يصب عليه الماء فيعلو الدهن و يحرّكه ثم يفتح الثقب إلى أن يذهب الماء و هذا إذا كان مائعاً" (الفقہ علی المذاہب الأربعہ ۱/ ۴۳)۔

اور اگر کسی نجس العین مثلاً پیشاب وغیرہ کو فلٹر کیا جائے اور اس عمل کے ذریعہ اس کے گندے اجزاء کو دور کیا جائے تو صاف ہونے کے بعد بھی جائز نہیں، اسی طرح حرام ہے جس طرح پہلے تھا، کیوں کہ نجس العین بجمیع اجزاء نجس ہوتا ہے، کچھ اجزاء کو نکالنے سے وہ پاک نہیں ہوگا، اس مسئلہ کے لئے مفتی مولانا نظام الدینؒ کا فتوی ملاحظہ ہو (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۱)۔

یہی حکم تمام نجس العین اشیاء کا ہوگا، جانوروں میں مأکول وغیر مأکول کے درمیان جو اختلاف ہے وہ یہاں بھی باقی رہے گا، کیوں کہ اس عمل کے ذریعہ قلب ماہیت نہیں پائی جاتی ہے، اور نہ یہ عمل قلبِ ماہیت واستحالہ کہ ذیل میں آتا ہے۔

۷- سوال یہ ہے کہ وہ دوائیں جن میں الکحل ملا ہوا ہوتا ہے ان کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اگر پاک اشیاء میں کوئی حرام چیز ملی ہوئی ہو مثلاً شراب وغیرہ مل جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اور یہ قلب ماہیت ہے یا نہیں؟ جہاں تک الکحل وغیرہ ملی ہوئی دواؤں کا تعلق ہے تو اس کے لئے

چوں کہ ایک ضرورت ہے اور پھر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گنجائش ہے کہ انگور اور کھجور سے بنی ہوئی شراب کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب بطور دواء یا حصول طاقت کے لئے اتنی مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس سے سکر نہ ہو، معلوم ہوا کہ دواؤں میں اگر ان دو چیزوں کے علاوہ کوئی اور الکحل ملا ہوا ہوتو امام صاحب کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے ضرورت کی وجہ سے جائز ہے، مگر پھر بھی یہ جواز بطور فتوے کے اور اجتناب بطور تقوے کے ہوگا۔

دوسری طرف یہ کہ دواؤں میں جو الکحل ہوتا ہے اس کی اکثر مقدار کھجور اور انگور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ اور جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے، اور جب یہ چیزیں ایک ساتھ مل کر غیر متمیز ہو جاتی ہیں تو اگر چہ قلب ماہیت نہیں ہے، مگر ''الخلط استہلاک'' کے مطابق اس پر سابق حکم باقی نہیں رہے گا۔

۸، ۹- جانوروں کی چربی، یا ان کا خون یا ہڈیوں کا پاؤڈر کسی چیز میں ملا کر استعمال کرنا یہ قلب ماہیت نہیں ہے، کیونکہ سابق عناصر نے اپنی حقیقت نہیں بدلی، بلکہ صرف خلط پایا گیا، اور خلط قلب ماہیت میں نہیں داخل ہوتا ہے، قلب ماہیت کے لئے تغیر عین و تغیر اوصاف دونوں ضروری ہیں، جہاں تک جانوروں کے اجزاء کے استعمال کی بات ہے تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے:

ا- اگر جانور مأکول ہے اور شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہے تو اس کے ان اجزاء کے علاوہ جن کا کھانا درست نہیں دوسرے تمام اجزاء سے انتفاع، اس کا خارجی استعمال (مرہم، صابن وغیرہ کی شکل میں لگانا) اور داخلی استعمال (کھانے میں استعمال) دونوں طرح جائز ہے۔

۲- اگر غیر مأکول اللحم نجس العین نہ ہو مگر شرعی طریقہ سے مذبوحہ ہو تو صرف خارجی استعمال جائز ہوگا، داخلی نہیں۔

۳- اگر شرعی طریقہ سے مذبوحہ نہ ہو (میتہ ہو) اس کا استعمال خواہ خارجی ہو یا داخلی

جائز نہیں۔

۴- اگر نجس العین ہے تو اس کا استعمال صرف اضطراری صورت میں ہے (جب کہ اس کے علاوہ کوئی علاج نہ ہو) اس کا استعمال جائز ہے۔

جہاں تک خون کے دواؤں میں استعمال کی بات ہے تو چوں کہ خون (دم مسفوح) نجس العین بہ نجاست غلیظہ ہے اس کا استعمال کسی طرح بھی جائز نہیں ہے اور چونکہ اس دواء کے اندر اس کے اجزاء ہیں، اس لئے وہ جائز نہیں، بلکہ اس سے اجتناب ضروری ہے، اس کی نظیر وہ جزئیہ ہے جس میں فقہاء نے شراب ملا ہوا پانی ناجائز قرار دیا ہے: "**يحرم بالاتفاق شرب الماء المزوج بالخمر لمافيه من ذرات الخمر و يعزر الشارب و يجب الحد إن كان الخمر أكثر من الماء**" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳ / ۵۳۷)۔

اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی مغلوبیت یا غیر مغلوبیت بالفاظ دیگر خمر کی قلت وکثرت کا بھی اعتبار نہیں، اسی طرح وہ ادویہ جن میں خون ملا ہوا ہے وہ جائز نہیں، الا یہ کہ اضطراری حالت ہو۔

۱۰- دسواں سوال جلاٹین سے متعلق ہے، اس کے اندر یہ ہوتا ہے کہ کسی جانور کا چمڑا یا ہڈی بشمول خنزیر، مردار و ذبیحہ کے امتیاز کے بغیر صاف کر کے اس کو گلا کر کھانے کی چیزیں تیار کرتے ہیں، اس سلسلہ میں مولانا تقی عثمانی کا ایک فتویٰ شائع ہو چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی ماہیت وحقیقت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہے، تو اس صورت میں اس کی نجاست کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی، تو پھر وہ عنصر نجس وحرام ہے، جس چیز میں یہ شامل ہوگا وہ بھی حرام ہوگی (فقہی مقالات ۱/ ۱۵۵، از مولانا تقی عثمانی)۔

لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ انقلاب ماہیت نہیں ہوتا، کیونکہ ایسی شکل میں چمڑے کی حقیقت معدوم نہیں ہوتی، بلکہ اس کی شکل بدل جاتی ہے، اس کے جوہری

عناصر ختم نہیں ہوتے، اس سلسلہ میں درمختار کا یہ جزئیہ قابلِ توجہ ہے: "ویرفع الحدیث بما ینعقد به ملح لا بماء حاصل بذوبان ملح لبقاء الأول علی طبیعته الأصلیه و انقلاب الثانی إلی طبیعته الملحیة" (الدرالمختار علی ردالمحتار ۱/ ۱۳۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ نمک اگر پگھل کر پانی بن جاتا ہے تو اگرچہ اس کی شکل بدل گئی مگر جوہری عناصر نہ بدلنے کی وجہ سے اس کا سابق حکم باقی رہا، اسی طرح یہاں بھی کہ چمڑے پر دباغت کا عمل کرنے کے بعد بس اس کی شکل کو بدل کر گلا دیا ہے، لیکن جوہری عناصر نہیں بدلے ہیں۔

اور یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ دباغت کے ذریعہ سے اگرچہ احناف کے نزدیک پاکی حاصل ہوجاتی ہے، مگر اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

"ومتی طهر فقد صحّ استعماله فی الصلاة و غیرها إلا أکله فإنه یمتنع" (الفقه علی المذاهب الاربعه ۱/ ۳۱، کتاب الطہارۃ فی ما تزال بہ النجاسۃ)۔

اور ظاہر ہے جب جلاٹین کے مسئلہ میں قلبِ ماہیت نہیں ہوا، مزید یہ کہ دباغت کی پاکی کے بعد اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہوا، تو پھر جن اشیاء میں اس کو ملایا جائے گا ان اشیاء کا استعمال بھی درست نہیں ہوگا، خواہ اس کو اعلیٰ قسم کے بسکٹ وآئس کریم میں ملایا گیا ہو۔

مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی نے لکھا ہے بسکٹ و نان پاؤ جس کے خمیر میں تاڑی مخلوط ہو اس کا کھانا ناجائز ہوگا، مثل خمیر خمر، کیوں کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے" إذا عجن الدقیق بالخمر لا یؤکل" (مجموعہ فتاوی عبدالحی ۲/ ۵۳۰)۔

# قلب ماہیت کی حد اور دواؤں میں الکحل کا استعمال

مولانا اعجاز احمد قاسمی ☆

## انقلابِ ماہیت کا مفہوم

لغت میں حقیقت کو بدل دینا انقلاب ماہیت ہے اور اصطلاح فقہ میں انقلاب ماہیت یا تحول عین کا مفہوم یہی ہے کہ پہلی حقیقت معدوم ہوکر نئی ماہیت پیدا ہو جائے ، نہ نام باقی رہے اور نہ اس کی صورت وخصلت باقی رہے، اور نہ سابق حقیقت کی خصوصیات وامتیازات باقی رہیں۔ نئی حقیقت کے مقاصد ومنافع حقیقت سابقہ کے منافع ومقاصد سے بالکل جدا اور مختلف ہو جائیں۔

شئی کی حقیقت کا بدل جانا، شئی کا ایک منفعت سے دوسری منفعت اور اثر کی جانب منتقل ہو جانا ثابت اور امر واقع ہے، جیسے کہ رد المحتار میں ہے: ''اللہ تعالیٰ کے قول: ''فاذا ھی حیة تسعی'' میں ائمہ تفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ شئی کی حقیقت بدل جاتی ہے، ورنہ حقیقت ''عصا'' کا ''ثعبان'' بن جانا نبی کا اعجاز نہیں رہے گا'' (۱؍ ۳۰۲)۔ لہٰذا بعض لوگوں کی رائے کہ شئی کی حقیقت بدل نہیں سکتی عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے۔

## قلب ماہیت کی حد

قلب عین کے تحقق کے لئے کسی شئی کے بنیادی عناصر رنگ ، بو، مزہ، کیفیت وخاصیت

---

☆ استاذ وقاضی شریعت دار القضاء مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ مدھوبنی (بہار)۔

سب کا بدل جانا ضروری ہے، من کل الوجوہ جملہ عناصر سابقہ سے انحراف کے بعد ہی تبدل عین کا حکم لگایا جاسکے گا، شئی کے بعض اثر کا باقی رہنا من وجہ اپنی حقیقت پر باقی رہنا سمجھا جائے گا، من وجہ تغیر تبدل حکم کے لئے کافی نہ ہوگا، بالخصوص موضع احتیاط میں جہاں نجاست سے طہارت کی طرف انتقال کی صورت ہو۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: ''پکائے ہوئے گاڑھے شیرہ میں انقلاب حقیقت نہیں ہے، اس لئے کہ وہ رس ہے پکنے کی وجہ سے جم گیا ہے، اسی طرح تل جب اس کو پیس دیا جائے اور اس کا تیل اس کے اجزاء کے ساتھ مل جائے تو اس میں صرف وصف کا تغیر ہے۔ جیسے دودھ کا پنیر ہوجانا اور گیہوں کا آٹا ہوجانا وغیرہ۔ برخلاف خمر کے جب وہ سرکہ ہوجائے اور گدھے کے جب وہ نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے، اس لئے کہ یہ سب ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف بدل جانا ہے نہ کہ محض کسی وصف کا بدل جانا۔ معلوم ہوا کہ تبدل عین کے لئے ضروری ہے کہ عین کا کوئی اثر اور کسی طرح کا کوئی عنصر باقی نہ رہے۔ بعض اثر اور کیفیت کے باقی رہتے ہوئے نہیں کہا جاسکتا ہے کہ حقیقت بدل چکی'' (شامی ار ۱۹۱)۔

## قلبِ ماہیت ذریعہ طہارت

قلب ماہیت کے بعد نجاست کی طہارت کا مسئلہ فقہاء کے درمیان مختلف فیہ ہے: حضرت امام ابوحنیفہ، امام محمد، امام مالک اور احمد بن حنبل کا ایک قول یہ ہے کہ قلب ماہیت تطہیر نجس ہے۔ دوسری طرف احناف میں امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ ''تغیر عین'' تبدل حکم کی جانب مفضی نہیں ہے۔ صحیح اور مفتیٰ بہ قول اول ہے کہ انقلاب عین کے بعد جب نجاست کا من کل الوجوہ اثر اور اس کی کیفیت ختم ہوجائے گی تو شئی پر ناپاکی کا حکم لگانا بلاوجہ ہوگا۔ لہٰذا اس کو پاک کہا جائے گا۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''صحیح قول یہ ہے کہ سب پاک ہوگا جب نجاست کا کوئی اثر (مزہ، رنگ اور اس کی بو) باقی نہیں رہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے

پاک چیزوں کو مباح اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اور یہ اعیان کے صفات وحقائق کے تابع ہوا کرتے ہیں۔ پس جب عین نمک یا سرکہ ہوگیا تو وہ ان پاک چیزوں میں داخل ہوگیا جن کو اللہ نے مباح قرار دیا ہے، وہ ان ناپاک چیزوں میں داخل نہیں ہوسکتا جن کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح مٹی اور راکھ وغیرہ تحریم کے نصوص میں داخل نہیں ہوں گی'' (فتاوی ابن تیمیہ ۲۱ر ۴۸۲)۔ اسی طرح علامہ ابن نجیمؒ لکھتے ہیں: ''فتح القدیر میں ہے کہ یہی مختار ہے، اس لئے کہ شریعت نے وصف نجاست کو مرتب کیا ہے اس حقیقت پر اور حقیقت ختم ہوجاتی ہے حقیقت کے مفہوم کے بعض اجزاء کے منتفی ہوجانے سے تو کل حقیقت کے اجزاء کے منتفی ہوجانے سے، حقیقت کس طرح باقی رہ سکتی ہے؟ اس لئے کہ نمک ہڈی اور گوشت کا غیر ہے، جب ہڈی یا گوشت نمک بن گیا تو اس پر نمک کا حکم مرتب ہوگا۔ اور اس کی نظیر شریعت میں موجود ہے، ''نطفہ'' ناپاک ہے جب علقہ ہوجاتا ہے تو بھی ناپاک رہتا ہے۔ اور جب وہی نطفہ مضغہ بن جاتا ہے تو پاک ہوجاتا ہے، ان باتوں سے یہ صاف ہوجاتا ہے کہ عین کا استحالہ اس وصف کے زوال کو اپنے پیچھے لاتا ہے جو اس عین پر مرتب تھا'' (البحرالرائق ۱ر ۲۷)۔

فقہاء کی تصریحات اور استحالہ عین کے مفہوم سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہی انقلاب واستحالہ احکام میں مؤثر ہوسکتا ہے، جس میں سابق حقیقت کا کوئی اثر رنگ بو اور مزہ باقی نہ رہے، اپنے جملہ خواص وصفات اثرات وکیفیات مقاصد ومنافع سے من کل الوجوہ نکل جائے، حقیقتِ سابقہ کی بعض خصوصیت وکیفیت کا کسی درجہ میں باقی رہنا تغیر حکم اور حکم تطہیر کے لئے کافی نہ ہوگا۔

## نجس العین وغیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں

انقلابِ ماہیت کے بعد نجاست کی تطہیر میں نجس العین اور غیر نجس العین میں کوئی فرق

نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: ''وہ نمک ناپاک نہیں رہے گا، جو سابق میں گدھا یا خنزیر تھا نہ وہ گندگی ناپاک رہے گی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن گئی حقیقت کے بدل جانے کی وجہ سے اور اسی پر فتویٰ ہے'' (درمختار مع رد المحتار ۱/ ۳۰۱)۔

علامہ ابن تیمیہ کی زبان میں ہے: ''اللہ تعالیٰ نے خبائث یعنی دم، میتہ اور لحم خنزیر وغیرہ کو حرام قرار دیا ہے، پس جب یہ سب چیزیں پانی وغیرہ میں گر کر ہلاک ہوگئیں تو وہاں پر نہ خون باقی رہا، نہ مردار اور نہ ہی لحم خنزیر بالکلیہ، پھر ان کو حرام کہنے کی کوئی وجہ نہیں'' (فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/ ۵۴)۔

مذکورہ بالا فقہاء کی عبارات سے واضح ہوجاتا ہے کہ استہلاک عین اور تغیر ماہیت سے حکم میں تبدیلی کے لئے نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی امتیاز نہیں ہے۔

## قلبِ ماہیت کے اسباب

یہ مختلف ہوسکتے ہیں، جیسے جلانا، دھوپ دکھانا، سایہ میں رکھنا، مٹی میں ڈال دینا، کیمیاوی عمل کے ذریعہ بنیادی عناصر کو ختم کردینا، ان کے علاوہ ہر وہ چیز قلب ماہیت کا سبب بن سکتی ہے، جو شئی کے عناصر کو ختم کرنے میں مؤثر ہوسکے جو خبث کو زائل کردے اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔

## فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا عمل

فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا حاصل یہ ہے کہ شئی کے اندر سے بعض اجزاء غیر نافع یا ناپاک ضرررساں اجزاء کو نکال لیا جائے، جیسے شراب کے اندر سے اس کے جوہری جزء کو نکالدینا، گندے پانی سے گندگی کو نکال دینا، تو یہ عمل قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، یہ فقط اجزاء کا

تجزیہ ہے جس سے شئی کی حقیقت نہیں بدلتی ہے، اس عمل سے ناپاک پاک ہوجائے گا اور مباح الاصل کی گندگی دور ہوجائے گی۔ اس لئے کہ وہ اصلاً پاک تھا ناپاکی خارج سے آئی تھی۔ اور جب فلٹر کرنے سے گندگی کشید کرلی گئی تو شئی اپنی اصل پر لوٹ آئے گی، نجس العین میں کشید کرنے کے عمل سے وہ پاک نہیں ہوگا، اس لئے کہ نجس العین کا ہر جز ناپاک ہے۔ اور فلٹر کرنے سے بعض اجزاء کا تخرجہ ہوا ہے، دوسرے اجزاء بہ دستور اس میں موجود ہیں، اس لئے نجس العین اس عمل کے باوجود ناپاک رہے گا، اس لئے کہ یہاں قلب ماہیت نہیں ہے بلکہ ماہیت کے بعض اجزاء کا اخراج ہے۔

## دواؤں میں ''الکحل'' کا استعمال

موجودہ زمانے میں ایسی دواؤں کو تلاش کرنا تقریباً ناممکن ہے جس میں الکحل کا استعمال نہ ہوا ہو، ان حالات میں ضروری ہے کہ ان دواؤں کا شرعی حکم تلاش کیا جائے۔ الکحل جو دراصل شراب ہے جس سے کسی شئی میں سکر کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، ظاہر ہے کہ اس کا استعمال قطعاً حرام ہے۔ مگر جب اس کو دوسرے اجزاء مختلفہ کے ساتھ ملا دیا جائے اس طرح کہ ہر شئی کی انفرادی خصوصیات ختم اور فنا ہوکر اجتماعی حالت میں ایک نئی خصوصیت اور نیا اثر پیدا ہوجائے اور ایک شئی نئی حقیقت بن جائے اور الکحل کی حقیقت اجتماعی حالت میں بالکل ختم ہوجائے، تو ظاہر ہے کہ یہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی اور ان دواؤں کے استعمال میں کسی طرح کا کوئی مضائقہ نہیں رہے گا۔ اور اگر اس خلط کے نتیجہ میں الکحل کی حقیقت نہیں بدلتی جیسا کہ سوالنامہ میں موجود ہے کہ ہر چیز اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور اس کے مطابق دوا مؤثر ہوا کرتی ہے تو ایسی صورت میں قلب ماہیت کے تحت لانا صحیح نہیں ہوگا۔ پھر ان دواؤں کے استعمال میں وہ تفصیل ہوگی جو تداوی بالمحرم کے سلسلہ میں فقہاء نے کی ہے۔ اصلاً ان دواؤں کا

استعمال جائز نہ ہوگا، البتہ ماہر ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ اس مرض کی اس کے علاوہ کوئی اور دوا نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے استعمال کی اجازت ہوگی (درمختار علی ہامش ردالمحتار ۱؍ ۱۹۴)۔ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بھی اگر شراب کو کسی دوا میں حل کر دیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا وجود ختم ہو جائے اور اس دوا سے ایسا علاج ممکن ہو جو کسی پاک دوا سے ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں اس دوا کا استعمال درست ہے۔ نہایۃ المحتاج میں علامہ رملی فرماتے ہیں: "أما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التداوى بها كصرف بقية النجاسات ا ن عرف أو أخبره طيب عدل بنفعها و تعيينها بأن لا يغنى عنها طاهر" (نہایۃ المحتاج للرملی ۸؍ ۳)۔ اور چونکہ ہمیشہ الکحل کا استعمال دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر ہی کیا جاتا ہے، اس لئے امام شافعیؒ کے نزدیک ماہر ڈاکٹر کے مشورہ سے ان دواؤں کا استعمال جائز ہے، ان دواؤں کا استعمال عام ہو چکا ہے، جس سے اجتناب تقریباً ناممکن ہو گیا ہے، اس لئے احناف وشوافع کی رائے کے مطابق عموم بلویٰ کی وجہ سے متبادل نہ ہونے کی صورت میں ان دواؤں کے استعمال کی گنجائش ہوگی۔

## صابن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ جس میں نجس کی آمیزش کی گئی ہو

صابن یا ٹوتھ پیسٹ جس میں مردار، خنزیر کی چربی کا بھی استعمال کیا جاتا ہے اولاً "الأصل فى الأشياء الا باحة، اليقين لايزول بالشك" جیسے اصول کی روشنی میں حلال ومباح رہے گا۔ بالفرض یقین سے ثابت ہو جائے کہ اس صابن یا پیسٹ وغیرہ میں خنزیر یا مردار کی چربی استعمال کی گئی ہے تو بھی قلبِ ماہیت کی وجہ سے صابن وغیرہ کا استعمال درست ہی رہے گا۔ نجس چربی کی حقیقت صابن و پیسٹ کی حقیقت سے بالکل مختلف ہے، رنگ، بو اور مزہ سب بدل چکا ہے، مقصد اور منفعت سب تبدیل ہو چکی ہے۔ سارے امتیازات ختم ہو چکے ہیں، لہٰذا ان اشیاء کا استعمال جائز ہوگا (دیکھئے: درمختار علی ہامش ردالمحتار ۱؍ ۱۹۱)۔

## جلاٹین استعمال کرنے کا حکم

جلاٹین کی جو صورت سوالنامہ میں بیان کی گئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ خنزیر یا کسی مردار کے چمڑے یا ہڈی کو عمل تدبیغ، تطبیخ، تشمیس، گلانے کی تدبیر، نیز کیمیاوی عمل وغیرہ کے ذریعہ شئی کی حقیقت بالکل بدل جاتی ہے۔ خنزیر یا مردار کے کسی جزء کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا ہے، اس کی شکل وصورت اور بنیادی عناصر (رنگ، بو اور مزہ) سب بدل جاتے ہیں تو ایسی صورت میں نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا، جلاٹین کی مذکورہ صورت قلبِ ماہیت کے تحت آئے گی اور اس پر قلب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا۔

# قلب ماہیت

مولانا محمد اعظمی ☆

انقلاب ماہیت کے نام سے مسئولہ صورتیں محل نظر ہیں، کیونکہ حکماء وعقلاء کے نزدیک قلب ماہیت ممتنع ہے، اسی لئے فقہاء نے تحویل عین، استحالہ واستہلاک عین جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں، کسی شئی کی اصل حالت وخصوصیت باقی نہ رہنا، چاہے وہ چیز کلی طور پر ہلاک وفنا ہو جائے یا دوسری ذات وصفت میں بدل جائے، اس موضوع سے متعلق اتنے زیادہ سوالات بے ضرورت ہیں، ان سب کو دو تین سوالوں میں سمیٹا جا سکتا ہے، بہر حال مذکورہ تمہید کی روشنی میں جواب دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

۱، ۲- کسی شئی کے بنیادی عناصر وہ ہوا کرتے ہیں جن سے شئی کی ذات قائم وباقی رہتی ہے، اہل علم وفقہ کسی شئی کی ذات کے قیام وبقاء اور اس کے استحالہ وانقلاب کے لئے عام طور پر ہیئت وصفت اور نام وخاصیت کا اعتبار کرتے ہیں، ہر چیز میں استحالہ وانقلاب کے لئے رنگ وبو اور مزہ کا تغیر کافی نہیں ہے، اگرچہ بعض چیزوں میں ان اوصاف کے تغیر سے حکم بدل جاتا ہے، مثلاً مختلف قسم کی شرابوں میں یہ اوصاف جدا جدا ہوتے ہیں پھر بھی مسکر ہیں۔

۳- استحالہ عین کے بعد اگر حرام یا نجس چیز کا اثر ظاہر نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، مثلاً شراب سے بنائے گئے سرکہ میں اگر سکر کی صفت زائل ہوگئی تو اصح مذہب میں جواز کا حکم ہے،

☆ مئو، یوپی۔

امام ابن حزم لکھتے ہیں:

"وكان ما رمى فيه من الحرام قليلاً لا ريح له فيه ولا طعم ولا لون، ولا يظهر للحرام في ذلك أثر أصلا فهو حلال حينئذ" (المحلی بالآثار ۶/ ۱۰۰)۔

اگر تبدیل شدہ مخلوط چیز میں کوئی حرام ونجس جزء کی صفت وخاصیت بظاہر موجود ہے تو انقلاب عین میں داخل نہیں ہے، یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے۔

۴- فقہاء اسلام نے نجس العین اور غیر نجس العین اور ان دونوں کے اجزاء کا حکم یکساں نہیں قرار دیا ہے، اس لئے استحالہ عین کے بعد بھی ان دونوں کا حکم ضرور مختلف ہوگا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: بدایۃ المجتہد ۲/ ۱۲۶ - ۱۲۷)۔

۵- ہر شی کے قلب عین کے اسباب وعوامل مختلف ہوتے ہیں، خاص کر اس مشینی و سائنسی دور میں ان اسباب کو احاطۂ علم میں لانا مشکل ہے، البتہ قلب عین کے عمل میں یہ لحاظ کرنا ضروری ہے کہ غیر شرعی طریقہ یا حرمت ونجاست کا کوئی پہلو نہ ہو۔

۶- اس سوال کی کچھ صورتیں قلب عین کے تحت آتی ہیں، مگر گندے پانی، دودھ اور ہر جامد سیال چیز کو فلٹر کرنے اور گندگی کشید کرنے سے پاک تو ہوجاتی ہے، لیکن ان کی ذات نہیں بدلتی ہے، اس لئے ان پر قلب عین کے اطلاق میں تأمل ہے۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ نجس اشیاء دو قسم کی ہوتی ہیں: ایک یہ کہ کوئی چیز خالص نجس ہو، یا اس کے تمام اجزاء نجس ہوں اس میں طاہر چیز کی آمیزش نہ ہو، دوسری قسم یہ ہے کہ طاہر وحلال چیز میں نجاست مخلوط ہو، فقہاء کے نزدیک پہلی قسم کی نجاست کو نجاست عین کہا جاتا ہے، جو تغیر وانقلاب کے باوجود نجس ہی رہے گی، جیسے بول وبراز، دوسری قسم یعنی نجاست مخلوطہ کو نجاست مجاورہ کہتے ہیں، جو کسی کیمیاوی عمل سے زائل ہوجاتی ہے (دیکھئے: بدایۃ المجتہد ۲/ ۱۲۷ - ۱۲۸)۔

خلاصہ یہ کہ بعض حلال وطیب چیز میں مخلوط نجاست کا ازالہ کسی عمل تطہیر سے ہوجاتا ہے،

لیکن اس چیز کی ذات اور نام میں کوئی تغیر نہیں ہوتا، اس لئے وہ استحالہ عین کی مصداق نہیں قرار پائے گی۔

۷- یہ ابتدائی سوالات کی ایک گونہ تفصیل ہے جو تفصیلی جواب کی بھی متقاضی ہے، مختلف اجزاء کو ملا کر تیار کی گئی مرکب دوا کے اجزاء اگر نجس وحرام ہیں، اور باہمی امتزاج و اختلاط کے باوجود ہر چیز اپنی جملہ صفات وخصوصیات کے ساتھ موجود ہے، تو اسے استہلاک عین نہیں کہا جائے گا، اور نہ ایسی مرکب دوا مباح الأکل والشرب کے حکم میں آئے گی، رہا یہ مسئلہ کہ انگریزی دواؤں میں الکحل کی شمولیت وامتزاجیت جو اسکار کی کیفیت پیدا کرتی ہے، غور طلب امر ہے، اس بارے میں شیخ وہبہ زحیلی کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے:

''الف- شراب کسی دوسری چیز کے ساتھ اس طرح گھل مل جائے کہ اس کی ذات (اسکار) ختم یا منقلب ہو جائے تو اس دوا کا استعمال جائز ہے۔

ب- تریاق زود اثر دوا میں ملی ہوئی شراب وغیرہ کا استہلاک عین ہو، اور طاہر وحلال دواؤں میں اس کا کوئی متبادل نہ ہو تو اس کا استعمال درست ہے۔

ج- جلد شفایابی کے لئے شراب اور نجس گوشت و پیشاب وغیرہ سے علاج کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ قابل اعتماد مسلم طبیب نے بتایا ہو۔

د- اس قسم کی دواؤں کی مستعمل مقدار اتنی تھوڑی ہو کہ مسکر کی کیفیت پیدا نہ ہو سکے''

(دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳/ ۵۲۳)۔

انگریزی دواؤں میں الکحل کا امتزاج اگر چہ عام ہے، اور عالمی پیمانے پر ان دواؤں کا استعمال بھی رائج بلکہ ایک ضرورت بن چکا ہے، نیز تجربات وواقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ الکحل ملی ہوئی دواؤں میں اسکار کی کیفیت محسوس نہیں ہوتی، اگر کسی دوا میں محسوس ہوتی ہے تو اس حد تک نہیں جو حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ " الخمر ما خامر العقل" البتہ کچھ دوائیں مسکر

ہیں جو ایمر جنسی اور حالت اضطرار میں بقدر ضرورت استعمال کی جاسکتی ہیں، عام حالت میں نہیں، بشرطیکہ طاہر وحلال دواؤں میں اس کا کوئی بدل موجود نہ ہو۔

ہمارے نزدیک وہ دوائیں جن میں الکحل کے امتزاج سے اسکار کی کیفیت ظاہراً محسوس نہ ہو وہ مسکر نہیں بلکہ مسکن ہیں اور انقلاب عین کے تحت آتی ہیں، دوسرے یہ کہ اکثر انگریزی دوائیں اس قسم کی ہیں جن کا بدل طاہر وپاک دواؤں میں نہیں ہے، تیسرے یہ کہ انگریزی دواؤں کا استعمال ساری دنیا میں اس قدر عام اور ضروت بن گیا ہے جو عموم بلوی اور "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت آتا ہے، ان باتوں کے علاوہ یہاں دومفسدوں میں سے ایک ناگزیر ہے، ایک ارتکاب نجاست کا، دوسرا مرض وعدم عافیت جو اعظم واضر ہے، اس صورت میں شرعی اصول کے مطابق اہون کواختیار کیا جاتا ہے۔

ان وجوہ کی بناء پر الکحل میں تیارشدہ دواؤں کا بقدر ضرورت استعمال رفع حرج ودفع مرض کے لئے شرعاً مباح ودرست ہے۔

۸-تمام ائمۂ دین اور علماء وفقہاء امت کے نزدیک بالاتفاق خنزیر نجس العین بجمیع اجزاء ہے، اس لئے اس کے کسی جزء کوانفراداً یا اختلاطاً، اصالۃً یا استہلا کا استعمال کرنا بالکل جائز نہیں، خنزیر کے علاوہ مردار کی چربی یا اور کسی جزء کا مسئلہ ائمہ دین واہل فقہ کے درمیان مختلف فیہ اس لحاظ سے ہے کہ اس کو کھانے پینے کے علاوہ امور میں استعمال کرنا یا اس سے استفادہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ ابن رشد نے بدایۃ المجتہد میں بحث کی ہے اس میں یہ صراحت ہے کہ نجس روغن وغیرہ بالاتفاق محرم الاکل اور بالاختلاف مباح المنافع ہے، امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک نجس روغن وغیرہ سے بلاشرط استہلاک عین، چراغ روشن کرنا اور صابن بنانا جائز ہے، پس مردار کی چربی سے بنائے گئے صابن وغیرہ کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔

خنزیر کے علاوہ مردار کی چربی اگر دوسری حلال چیزوں کے ساتھ ملا کر پکائی یا بھونی

جائے اور اس سے اس کی ذات وصفت بدل جائے تو مباح الاکل ہے (دیکھئے: المحلی ۱/ ۹۵ طبع بیروت)۔

مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں جو چربی ملائی جاتی ہے وہ بالعموم خنزیر کی چربی ہوتی ہے جو نجس عین ہے، اس لئے مغربی ممالک کے تیار کردہ بسکٹ وغیرہ کے مباح الأکل ہونے کا فتویٰ محل نظر ہے، خنزیر کے علاوہ مردار کی ہڈیوں کے بارے میں اصح بلکہ حق مذہب یہ ہے کہ وہ طاہر اجزاء میں سے ہیں، استہلاک اور انتقال عین الی عین آخر کے بعد ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوا ٹوتھ پیسٹ کا استعمال اور دوسرے انتفاعات بدرجہ اولیٰ مباح ہیں (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: فقہ السنہ ۱/ ۲-۱۳، الفقہ الاسلامی وادلتہ)۔

۹- مذبوح اور مردار دونوں قسموں کے جانوروں کا خون اگر مسفوح وکثیر ہے تو حرام ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "أو دما مسفوحاً"، البتہ اس کی تھوڑی مقدار معفو عنہ ہے، دواؤں میں دم مسفوح بعینہ کی قلیل مقدار کا استعمال لابأس بہ کے درجہ میں ہے (دیکھئے: فقہ السنہ ۱/ ۱۳)۔

اگر دواؤں میں خون کا استحالہ ہو جائے تو قلیل وکثیر کی کوئی قید نہیں ہوگی، امام ابن حزم لکھتے ہیں: **"فإذا استحال الدم لحماً أو الخمر خلاً أو الميتة بالتغذى أجزأ فى الحيوان الآكل لها من الدجاج وغيره فقد سقط تحريمه"** (المحلی ۱/ ۱۰۰)۔

رہا خون کے علاوہ اجزاء کا معاملہ تو ان کی حلت کا بیان جواب نمبر ۸ میں گزر چکا ہے۔

۱۰- جلاٹین کا مسئلہ سوال نمبر ۸ ہی کی دوسری تعبیر وتشریح ہے، اس لئے مکرر جواب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، جلاٹین کی مذکورہ صورت استحالہ عین کی ایک مثال ہے، جب جلد مدبوغ کے عین کی طہارت منصوص علیہ ہے تو اس کے استحالۂ عین کی طہارت وحلت اور مباح الأکل والانتفاع ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے؟۔

نوٹ- ڈاکٹر اصغر کی تحقیق جو جلاٹین اور الکحل سے متعلق ہے، وصول ہوئی، پہلے کا جواب وہی ہے جو جلاٹین نمبر ۱۰ میں مذکور ہوا، رہا الکحل کا مسئلہ تو اس کے بارے میں ہم نے اپنی

تحقیق جواب نمبر ۷ میں لکھدی ہے، اگر ڈاکٹر اصغر کی تحقیق کے مطابق دوسری قسم کی الکحل بہمہ وجوہ ضرر روز ہر ہے، اور دواؤں میں یہی استعمال ہوتی ہے تو سرکار یا وزارتِ صحت اس کو فروخت کرنے اور استعمال کرنے کی اجازت کیوں دے رہی ہے؟ یہ صرف شریعت اسلامیہ کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ ادارہ حقوق انسانی اور صحت عامہ کے لئے کھلا چیلنج ہے۔

# تبدیلی احکام میں انقلاب ماہیت کا اثر

مفتی عبدالرحیم قاسمی ☆

۱- قلب ماہیت یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت ونئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت وکیفیت باقی رہے اور نہ اس کے خواص وآثار واتمیازات باقی رہیں بلکہ سب چیزیں نئی ہوجائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار وخواص بھی دوسرے اور اثرات وعلامات اور اتمیازات بھی دوسرے پیدا ہوجائیں جیسے شراب سے سرکہ بنالیا جائے (منتخبات نظام الفتاویٰ ۱/ ۳۱، ۲۷)۔

۲- انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شئ فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں بدل جائے جیسے شراب سرکہ ہوجائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہوگئے۔

حقیقت بدلنے کا حکم اسی وقت دیا جاسکتا ہے کہ پلٹ جانے والی پہلی حقیقت کے خاص آثار اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہوجاتے ہیں (کفایت المفتی ۲/ ۳۱۷)۔

۳- بعض آثار کا زائل ہوجانا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں ہے

☆ ناظم جامعہ خیر العلوم نور محل روڈ بھوپال (ایم پی)۔

جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل مقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے، چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آٹے کے زیادہ اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں، پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب، اسی طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیت غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں جیسے کہ شراب کہ سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت (پتلا پن) باقی رہتی ہے یا صابن میں قدرے دسومت (چکنائی) روغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دھنیہ کے ساتھ مختص نہیں (کفایت المفتی ۲/ ۲۲۸)۔

۴- انقلاب عین سے پاک ہوجانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے سے پاک ہوجاتا ہے، خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہوجانا بھی عبارات ذیل سے ثابت ہے: **"ولا ملح كان حمارا أو خنزيرا ولا قذر وقع في بئر فصار حمأة لا نقلاب العين به يفتى"** (درمختار)، (وہ نمک ناپاک نہیں جو دراصل گدھا یا خنزیر تھا اور وہ پلیدی بھی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے ناپاک نہیں کیونکہ انقلاب حقیقت ہوگیا، اسی پر فتویٰ ہے)، اس کی تشریح کرتے ہوئے صاحب حلیہ کہتے ہیں: ''منصف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کیچڑ بن جانے کے بعد پاک ہونے کی دلیل ہے اور یہ امام محمد کا قول ہے اور ذخیرہ اور محیط میں امام ابوحنیفہ کو بھی امام محمد کے ساتھ ذکر کیا ہے'' (نیز دیکھئے: رد المحتار ۲/ ۲۱۷، ۲۱۸)۔

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں:

الف- گدھا، خنزیر، کتا اور انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں۔

ب- یہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

ج- انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر و میتہ کا حکم باقی نہیں رہتا بلکہ انقلاب حقیقت کے بعد پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں جب کہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

د- کان نمک میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری شرح منیہ کی عبارت میں صراحۃ مذکور ہے۔

۵- قلب ماہیت کے متعدد اسباب ہیں مثلاً جلانا، دھوپ میں سکھانا، کسی چیز میں دوسری اشیا ملانا، گوبر جب جل کر راکھ ہو جائے تو اس کی حقیقت، ماہیت، نام اور صفت وغیرہ سب بدل جاتا ہے، لہٰذا گوبر کی راکھ پاک سمجھی جائے گی (فتاوی رحیمیہ ۴/ ۱۵۷)۔ دھوپ میں سکھانے سے دباغت اور دباغت سے طہارت اور غیر ماکول کے سفوف نمک ہو جانے سے قلب ماہیت ہو کر اکل کا حلال ہونا ثابت ہے۔ اور خنزیر کی ہڈی جل کر راکھ ہو کر قلب ماہیت ہو کر اکل کا حلال ہونا ظاہر ہے (جامع الفتاوی ۱/ ۲۸۱)، لیکن خنزیر کی کھال دباغت دینے سے پاک نہیں ہوگی، کیونکہ وہ نجس العین ہے اس معنی کر کے اس کی ذات تمام اجزاء کے ساتھ نجس ہے، زندہ ہو یا مردہ تو اس کی نجاست دیگر جانوروں کی طرح خون کی وجہ سے نہیں، اسی بنا پر ظاہر الروایہ کے مطابق وہ تطہیر کو قبول نہیں کرے گا (دیکھئے: شامی ۱/ ۱۳۶)۔

انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور و احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا

اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

۶- پیشاب فلٹر کرنے سے پاک نہیں ہوسکتا، کشید کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ پیشاب کے اندر سے اس کے متعفن اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا اور باقی جو اجزاء بچے وہ اسی پیشاب کے اجزاء ہیں اور پیشاب بجمیع اجزاء نجس العین اور نجاست بنجاست غلیظہ ہے، اس لئے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس بنجاست غلیظہ ہی رہیں گے، اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی یہ تجزیہ وتخرجہ ہوا نہ کہ قلب ماہیت (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۱)۔

۷- اسپرٹ اگر انگور، کشمش یا کھجور سے حاصل کی گئی ہو تو بالاتفاق نجس ہے اور ان کے سوا کسی دوسری چیز سے بنائی گئی ہو تو شیخینؒ کے نزدیک پاک اور امام محمدؒ کے نزدیک نجس ہے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ آج کل اسپرٹ اور الکحل کے لئے انگور اور کھجور استعمال نہیں کی جاتی ہے، لہذا شیخینؒ کے قول کے مطابق پاک ہے، حضرات فقہاؒ نے اگرچہ فساد زمان کی حکمت کی بنا پر امام محمدؒ کے قول کو مفتی بہ قرار دیا ہے، مگر آج کل ضرورت تداوی وعموم بلویٰ کی رعایت کے پیش نظر شیخینؒ کے قول پر طہارت کا فتویٰ دیا جاتا ہے، ویسے بھی اصول فتویٰ کے لحاظ سے شیخینؒ کے قول کو ترجیح ہوتی ہے (احسن الفتاوی ۱/ ۹۵)۔

۸- مردار کی چربی سے بنا ہوا صابن پاک ہے، اس لئے کہ اس میں دوسری چیزیں ملاکر پکانے سے اس کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب حقیقت سے شئی کا حکم بدل جاتا ہے (احسن الفتاوی ۱/ ۱۹)، خنزیر کی چربی صابن میں پڑنے کے بعد اس کی ذات اور حقیقت بدل جاتی ہے، نیز اس میں عموم بلویٰ بھی ہے، اس لئے جائز الاستعمال ہے (دیکھئے: فتاویٰ رحیمیہ ۴/ ۱۵۹)۔

کان نمک اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے، یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری شرح منیہ کی عبارت میں صراحۃً مذکور ہے ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میتہ یا کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابن کے جواز استعمال میں

تردد کیا جائے، اور یہ شبہ کوئی وقعت نہیں رکھتا کہ خنزیر بنص قرآنی حرام اور نجس ہے، پس صابن بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ ہوگا، جواب اس کا یہ ہے کہ یہ نص قرآنی کا معارضہ نہیں، نص قرآنی نے خنزیر یا میتہ کو نجس بتایا ہے لیکن نمک یا صابن بن جانے کے بعد وہ خنزیر یا میتہ ہی کہاں رہا۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم لگایا تھا وہ حقیقت ہی نہیں رہی اور انقلاب کے بعد جو حقیقت متحقق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاک ہے پس یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی ہے نہ کہ غیر (کفایت المفتی ۲؍ ۳۲۶)۔

۹- ماکول اللحم جانوروں کے سات اعضاء کو کھانا حرام ہے: ''بہتا ہوا خون، نر کی پیشاب گاہ، دونوں خصیے (فوطے)، مادہ کی پیشاب گاہ، غدود، مثانہ، پتہ (شامی ۵؍ ۱۹۷)۔

۱- مذکورہ ساتوں اعضاء کے علاوہ ماکول اللحم جانوروں کے تمام اعضاء و اجزاء سے حاصل دواؤں کا استعمال خارجی و داخلی یعنی کھانا لگانا ہر طرح جائز ہے (منتخبات نظام الفتاوی ۱؍ ۳۹۶)۔

۲- غیر ماکول اللحم جانور جو خنزیر کی طرح نجس العین نہ ہوں ان کو شرعی قاعدے سے ذبح کرلیا جائے تو ان کے اعضاء و اجزاء سے بنی ہوئی دواؤں کا خارجی استعمال یعنی لگانا اور ملنا وغیرہ جائز رہے گا مگر کھانا اور داخلی استعمال جائز نہیں۔

۳- اگر شرعی قاعدے سے ذبح کیا ہوا نہ ہو تو خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم اس جانور کے کسی عضو سے بنی ہوئی دوا کا استعمال شرعاً درست نہیں ہے، اگر بدن پر مالش وغیرہ خارجی استعمال کرلیا گیا تو جب تک اسکو دھوکر اس کے اثر کا ازالہ نہ کردیا جائے جسم و کپڑے کی پاکی نہیں ہوگی۔

۴- وہ جانور اگر نجس العین ہو جیسے خنزیر تو اس کا استعمال خارجی و داخلی کسی صورت میں

درست نہ ہوگا، سوائے اس صورت کے جس میں اضطرار کی وجہ سے خون یا شراب کے پینے کی گنجائش ہوگی (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۹۷)۔

۱۰-خنزیر کے چمڑے یا ہڈی اور مردار سے بنایا ہوا جلاٹین حرام ہے، اس سے بنی چیز کھانا حرام ہے، اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت و ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا (فقہی مقالات ۱/ ۱۵۵)۔

# انقلاب ماہیت اور فقہاء کا نقطہ نظر

مولانا عبدالاحد تاراپوری ☆

## استحالہ وقلب کی تعریف

عین نجاست کا بدل جانا، خود بخود یا کسی واسطہ سے جیسے ہرن کے خون کا مشک بن جانا، یا شراب کا سرکہ بن جانا، یا کسی واسطے اور عمل سے شراب کو سرکہ بنا دینا، یا جیسے مردار کا نمک بن جانا، یا کتا کا نمک کے کان میں نمک ہو جانا، یا گوبر کا جلا دینے سے راکھ بن جانا، یا ناپاک تیل کا صابن بنا دینا، یا نجس کیچڑ جب سوکھ جائے اور اس کا اثر زائل ہو جائے، یا نجاست زمین میں دفن کر دی جائے اور مرور زمانہ سے اس کا اثر زائل ہو جائے۔

حنفیہ میں سے امام محمدؒ کے نزدیک نجاست جب اپنی حالت سے بدل جائے، یا اس کے اوصاف بدل جائیں تو نجاست کے حکم سے نکل جاتا ہے، کیونکہ اصل نام وصف کے معدوم ہونے سے بدل گیا اور وہ مثل شراب کے ہے، جبکہ اس کا سرکہ بنا دیا جائے تو تمام مذاہب متفق ہیں کہ وہ پاک اور حلال بن جاتی ہے، امام ابویوسف کا اس میں اختلاف ہے (بحوالہ الفقہ الاسلامی وادلتہ از دکتور وھبۃ الزحیلی)۔

حنفیہ کے علاوہ ائمہ کے نزدیک شراب اور اس کے برتن پاک ہو جاتے ہیں جب سرکہ بن جائے، خود بخود یا دھوپ اور سایہ میں نقل وحمل کے ذریعہ (بحوالہ القوانین الفقہیہ ر ۳۴، بدایۃ المجتہد ر ۴۶۱)۔

---

☆ دارالعلوم تاراپور گجرات۔

## علت وسبب

سکر کی شدت کے زائل ہونے سے نجاست زائل ہوگی اور حرمت بھی، اس لئے کہ اس کے بنیادی عناصر اور جوہر سکر اور نام بھی بدل گیا جیسے شراب پاک ہوجاتی ہے؛ مالکیہ کے نزدیک جبکہ سرکہ بن جائے۔

شوافع وحنابلہ کے یہاں پاک نہیں ہوتی ہے کسی واسطہ اور عمل سے سرکہ بنا دینے سے، چاہے پاک چیز ملا کر بنایا جائے، جیسے لہسن، پیاز، اس لئے کہ پاک چیز ناپاک چیز میں ملنے ہی سے وہ ناپاک ہوجاتی ہے، اس کے علاوہ نجس چیز پاک نہیں ہوگی نہ استحالہ سے نہ آگ سے، نہ نجس تیل سے بنا ہوا صابن پاک ہے حتی کہ نجس بدن سے پانی کا دھواں بھی نجس ہے، گدھے خچر کے لید سے ملی ہوئی مٹی اور غیر ماکول اللحم کے برابز سے سب نجس ہے، چاہے اس کو جلا دیا جائے، اور کتا نمک میں مل کر نمک بن جائے یا صابن نجس چیز سے بنایا جائے، نجس ہے، البتہ اس مسئلہ میں مالکیہ نجس چیز کی راکھ اور اس کا دھواں پاک کہتے ہیں۔

سکر ونجاست یہ دو بنیادی عناصر ہیں، جس کے باقی رہتے ہوئے کسی بھی انقلاب وتغیر سے حقیقت و ماہیت کا بدلنا نہیں کہا جائے گا، اس لئے کہ جوہری عناصر ختم نہیں ہوئے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی نہیں آئی ہے، چاہے نام بدل جائے۔

دوائیں جو مختلف اشیاء سے ملا کر تیار کی جاتی ہیں اس اختلاط کی وجہ سے اگر اشیاء کی حقیقت میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں آتی ہے بلکہ اشیاء اپنی حقیقت پر موجود ہیں تو محض شکل وصورت کی تبدیلی کو انقلابِ ماہیت نہیں کہا جائے گا۔

انگریزی دواؤں میں جو الکحل کا استعمال کیا جاتا ہے اس کے استعمال کرنے میں تھوڑی تفصیل ہے، یہ تسلم شدہ حقیقت ہے کہ الکحل شراب اور ایک نشہ آور چیز ہے، اور شراب حرام ہونے کے ساتھ ساتھ ناپاک بھی ہے، لہٰذا محض لذت یا قوت کے لئے الکحل ملی ہوئی مشروبات کا

استعمال درست نہیں ، البتہ دواء اور علاج کے معاملہ میں چونکہ ایک گونا مجبوری اور ضرورت پائی جاتی ہے اس لئے حرام اور نجس دواؤں کے استعمال کرنے کے مسئلہ میں فقہاء امت کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ بغیر اضطرار کے کتنی بھی تکلیف ہو حرام و ناجائز چیزوں کا استعمال درست نہیں ہے۔ مباحات ہی سے علاج کرایا جائے ،ان کی دلیل صحیح بخاری کی یہ حدیث ہے: "ا ن الله لم يجعل شفاء كم في ما حرّم عليكم" لیکن جمہور فقہاء نے اس مسئلہ میں واقعہ اہل عرینہ سے استدلال کیا ہے کہ یہ لوگ بیماری میں مبتلا تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اونٹ کا دودھ اور پیشاب استعمال کرنے کی اجازت دی، دوسرا استدلال جمہور فقہاء کا اس واقعہ سے ہے جو عرفجہ بن اسعد صحابی کو کوفہ اور بصرہ کے درمیان جنگ کلاب میں پیش آیا تھا کہ ان کی ناک کٹ گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگالی ،مگر اس میں بدبو پیدا ہوتی تھی تو حضور اکرم ﷺ نے ان کو سونے کی ناک بنوا کر لگانے کا حکم دیا، کیونکہ سونا سڑتا نہیں ہے، حالانکہ مردوں کے لئے سونے کا استعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمایا ہے، حضرت عرفجہؓ کو سونے کی ناک لگانے کی اجازت ظاہر ہے کہ دوا اور علاج کے درجہ میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض ناجائز چیزوں کا استعمال بطور دواء و علاج درست ہے، جبکہ اس کے علاوہ کوئی اور مباح دواء دستیاب نہ ہو، اس لئے فقہاء کے عام اصول "**الضرورات تبيح المحظورات**" کے تحت داخل ہو کر الکحل ملی ہوئی دواؤں کا استعمال درست ہوگا، نیز کتب فقہ میں اس سلسلہ میں بعض صراحتیں موجود ہیں (دیکھئے: درمختار ورد المحتار ۱؍ ۲۱۰)۔

خون خواہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح جانور کا ناپاک ہے، البتہ دواء اور علاج کے معاملہ میں چونکہ ایک گونا مجبوری اور ضرورت پائی جاتی ہے اور جب بطور دوا و علاج کے خون پینے کی اجازت ہے اگر طبیب حاذق نے یہ کہا ہو کہ اس بیماری کا علاج سوائے اس کے کسی اور سے نہیں ہوسکتا ہے تو ایسی دواء کے جس میں خون استعمال کیا گیا بدرجۂ اولی استعمال کرنے کی

اجازت ہوگی۔ نیز فقہاء کرام کے عام اصول "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت داخل ہوگی اور ایسی دواؤں کا استعمال کرنا درست ہوگا بشرطیکہ دوسری مباح دواء دستیاب نہ ہو، ورنہ ایسی دواء کے استعمال کرنے سے احتراز کیا جائے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۱۰۰، ۱۰۷، فتاوی ہندیہ ۵/ ۳۵۵)۔

جلاٹین جو چمڑا اور ہڈی کو گلا کر گوند اور اس جیسی دوسری اشیاء تیار کرتے ہیں، اس طرح کرنے سے انقلابِ ماہیت نہیں ہوتا ہے، لہٰذا اس کے ذریعہ کھانے کی چیزیں یا کھانے کی چیزوں میں ملانا خاص طور پر اعلیٰ قسم کی بسکٹ، ٹافیوں اور آئس کریم وغیرہ میں جائز نہیں، اگر یہ کھال اور ہڈی خنزیر کا ہے تو نجس العین ہونے کی وجہ سے دباغت سے بھی پاک نہ ہوگا، اور اگر مردار ذبیحہ کی ہو تو ہڈی چمڑا دباغت سے پاک ہوگا، لیکن اس کا کھانا درست نہیں ہوگا، نیز اس میں کوئی ضرورت بھی نہیں "الضرورات تبیح المحظورات" کے قاعدہ کے تحت داخل کیا جائے۔

انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، جس طرح شراب اگر سرکہ بن جائے تو انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاک ہے اور اس کا کھانا درست ہے، اسی طرح اگر خنزیر جو نجس العین ہے اگر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو انقلاب ماہیت کی وجہ سے نمک پاک ہوگا اور نمک کا کھانا درست ہوگا کتب فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے (دیکھئے: البحر الرائق ۱/ ۳۷)۔

اول تو یہ اطلاع کہ صابن میں چربی ملائی جاتی ہے یقینی اور معتبر اطلاع نہیں، محض ظن اور گمان کے درجہ کی چیز ہے، اور شریعت اس قسم کے ظن وگمان کو پسند نہیں کرتی ہے، دوسرے فقہاء کرام نے اس کو دو وجوہ سے پاک قرار دیا ہے، ایک یہ کہ ایسے ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصل حقیقت کھو دیتے ہیں، اور کوئی ناپاک شئی جب اس حد تک بدل جائے کہ اپنی اصل حقیقت ہی کھو ڈالے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، مثلاً منی ناپاک ہے، جب وہ خون بن

جائے تب بھی ناپاک ہے، اس کے بعد جب گوشت بن گیا تو پاک ہے، غیر ماکول اللحم کی ہڈیاں بھی حرام ہیں، مگر جب ان کا نمک بنادیا گیا تو اب حلال ہیں۔

دوم: اس کے استعمال کی اس قدر کثرت ہو کہ اس سے احتراز دشوار ہو، ایسی چیزوں کو اصطلاحِ فقہاء میں عمومِ بلویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور فقہی اصول "المشقة تجلب التيسير" کے تحت داخل ہوگی، جس کی وجہ سے حکم میں تخفیف پیدا ہوجاتی ہے، لہٰذا اگر یہ چیز یقینی بھی ہو کہ صابن میں چربی ملائی جاتی ہے تو عموم بلوئ کی وجہ سے اور انقلابِ ماہیت کی وجہ سے ایسے صابن کے استعمال کی اجازت ہوگی، خلاصہ یہ ہے کہ یہاں پر قلب ماہیت پایا جارہا ہے، لہٰذا صابن کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ رہا یہ مسئلہ کہ مغربی ممالک میں چربی بسکٹ وغیرہ میں ملائی جاتی ہے، یہ کوئی تحقیقی خبر نہیں ہے، جب تک تحقیقی خبر سے یہ معلوم نہ ہو کہ بسکٹ وغیرہ میں حرام مردار چیز شامل ہے اس کا کھانا درست ہوگا، اور فقہی اصول "الأصل في الأشياء الإباحة" کے تحت داخل ہوگا، اور اگر تحقیقی خبر سے معلوم ہوجائے کہ واقعی چربی ملائی جاتی ہے تو چوں کہ یہاں پر عمومِ بلوئ نہیں پایا جارہا ہے، لہٰذا ایسے بسکٹ کے استعمال کی اجازت نہیں ہوگی (دیکھئے ردالمختار ۱/ ۲۱۰، بدائع الصنائع ۱/ ۱۸۵)۔

# انقلاب ماہیت کی جدید شکلیں

مولانا خورشید احمد اعظمی ☆

۱- کسی بھی شئ کی صورت اور رنگ کے ساتھ ساتھ اس کے کچھ خاص اوصاف اور مختص آثار ہوتے ہیں، جو اس کو دوسری اشیاء سے ممتاز کرتے ہیں، لہذا بنیادی عناصر وہی خاص اوصاف اور آثار مختصہ ہوں گے، جو شئ کا مابہ الامتیاز ہیں، لہذا جب شئ کی صورت کے ساتھ ساتھ اس کے وہ خاص اوصاف بھی منعدم ہو جائیں گے تب اس شئ کی حقیقت اور ماہیت کے بدلنے کا اطلاق کیا جائے گا۔

۲- **استحال الشئ: "تغیر عن وصفه وطبعه"** (المصباح المنیر)۔

لہذا انقلاب ماہیت اور استحالہ عین کا مطلب یہ ہوگا کہ شئ اپنی طبیعت، اپنے خاص اوصاف اور مختص آثار کے ساتھ منعدم ہو کر دوسری طبیعت اور دوسرے اوصاف و آثار کو اختیار کر لے۔

تحویل عین کے لئے بنیادی عناصر اور اوصاف خاصہ سب کا بدلنا ضروری ہے صرف نام، رنگ اور ایسے آثار جو دوسری اشیاء کے ساتھ مشترک ہوں ان کا بدلنا کافی نہیں، (اس سلسلہ میں احادیث اور ان کی تشریحات کے لئے (دیکھئے: صحیح مسلم، مرقاۃ المفاتیح ۶ر ۴۰، النہایۃ لابن اثیر، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب العقوبات)۔

☆ المکتب العلمی رگھوناتھ پورہ مئوناتھ بھنجن یوپی۔

۳-جن اشیاء سے مل کر یہ نئی شی بنی ہے، اگر اس نئی شی میں اصل اشیاء کے بنیادی عناصر یا محدود آثار واوصاف میں سے کوئی عنصر یا وصف اور خاصہ برقرار رہتا ہے تو اس پر تبدیلی ماہیت کا اطلاق نہیں کریں گے، ہاں وہ آثار جو اصل شی کا خاصہ نہ ہوں نئی شی میں بھی برقرار رہیں تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، تبدیلی ماہیت کا قول کیا جائے گا۔

۴-انقلاب ماہیت وسائل طہارت میں سے ایک وسیلہ اور ذریعہ ہے جس سے نجس شی طاہر ہو جاتی ہے، اس میں غیر نجس اور نجس العین دونوں کا حکم یکساں ہے (دیکھئے البحر الرائق ۱/ ۲۷)۔

البحر الرائق میں امام محمدؒ کے قول کو ہی مفتی بہ قرار دیا گیا ہے اور ''الخلاصہ'' میں کہا گیا ہے کہ اسی پر فتوی ہے (۱/ ۱۷)۔

ایسا نمک جو پہلے گدھا یا خنزیر تھا نجس نہیں ہوگا، اور اس سلسلے میں متن میں جو صرف حمار کا ذکر کیا گیا ہے وہ قید احترازی نہیں ہے بلکہ مثال کے طور پر اس کا ذکر ہے خنزیر کا بھی وہی حکم ہوگا (دیکھئے ردالمحتار ۱/ ۵۳۴)۔

قلب ماہیت کے بعد شی نجس کے طاہر ہونے کا قول امام محمدؒ کا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وہ شی نجس باقی رہتی ہے، **"وعند أبي يوسف لا يصير شيئا آخر فيكون نجسا"** (بدائع ۱/ ۴۳)۔

۶-فلٹر یا کشید کے عمل سے شی کی ماہیت میں انقلاب نہیں ہوتا، بلکہ اس عمل کے ذریعہ اس کے اجزاء میں سے بعض جزء کو الگ کر لیا جاتا ہے، اس لئے اس پر انقلاب ماہیت یا تحول عین کا اطلاق صحیح نہیں ہوگا، لہذا فلٹر یا کشید کا عمل شی طاہر سے ہوگا تو فلٹر شدہ شی بھی طاہر ہوگی، اور اگر شی نجس سے ہوگا تو کشیدہ شی بھی نجس ہوگی۔

۷-اس طرح کا اختلاط کہ مختلف اشیاء مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں جس کو استہلاک عین

سے تعبیر کیا گیا ہے اسے انقلاب ماہیت یا تحول عین نہیں کہا جائے گا۔

الکحل کے بارے میں یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اگر وہ شراب سے ماخوذ ہو تو نجس ہے، اور غیر شراب سے ماخوذ ہو تو اس کا استعمال بطور دوا، یا دیگر امور جائز اور درست ہوگا (اس سلسلہ کی تفصیلات کے لئے دیکھئے: تکملۃ فتح الملہم ۱/ ۵۵۱، ۳/ ۶۰۸)۔

۸- نجس چربی کی ملاوٹ سے تیار کردہ صابن کی طہارت کے فتاوے ملتے ہیں، اور صراحۃً یہ مسئلہ مذکور ہے:

"ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا" (الدر المختار مع رد المحتار ۱/ ۵۱۹)۔

"وعلى قول محمدؒ فرعوا الحكم بطهارة صابون صنع من زيت نجس" "وفي المجتبى: جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير، والتغير يطهر عند محمدؒ ويفتى به للبلوى" (البحر الرائق ۱/ ۲۴۷)۔

اور یہ حکم صرف صابن کے ساتھ ہی خاص نہیں ہوگا، بلکہ کوئی بھی استعمالی شئ جس میں اس چربی یا نجس کی حقیقت و ماہیت بدل گئی ہو طاہر ہوگی۔

"ومقتضاه عدم اختصاص ذلك الحكم بالصابون فيدخل فيه كل ما كان فيه تغير و انقلاب و كان فيه بلوىٰ عامة" (رد المحتار ۱/ ۵۱۹)۔

بسکٹ یا ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ان اشیاء کا استعمال قلب ماہیت کے بعد ہو تو اس کا استعمال درست ہوگا اور قلب ماہیت سے پہلے ہو اور ان کے ذریعہ سے ہڈی یا چربی کی حقیقت نہیں بدلتی تو ان کا استعمال درست نہیں۔

۹- دم مسفوح نجس اور اس کی بیع حرام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد اس کا استعمال وہی حکم رکھتا ہے جو دیگر نجس اشیاء کا۔

۱۰- جلاٹین کے بارے میں سوالنامہ میں جو صورت بیان کی گئی ہے اس سے بظاہر تو

یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حقیقت و ماہیت بدل جاتی ہے، اس سلسلے میں ''الفقہ الاسلامی وادلتہ ۷/ ۵۱۱'' کی عبارت نظر سے گزری جس میں مذکور ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے:

''انقلاب ماہیت کے بعد اگرچہ نجس اشیاء کی طہارت پر فتویٰ ہے، لیکن کسی مسلمان کے لئے اشیاء کے قلب ماہیت اور پھر اس کا استعمال احتیاط اور تقویٰ کے خلاف ہے''۔

# انقلاب ماہیت اور تبدیلی احکام

مفتی سعید الرحمٰن فاروقی ☆

۱- جب کسی چیز میں انقلاب وتبدیلی اس حد تک ہوجائے کہ وہ اپنی حقیقت کھودے ،اثرات وخواص اس میں باقی نہ رہیں اوراس کو اس کا پہلا نام دیا جانا درست نہ ہو، ایسی صورت میں اس کے عناصر کا قیام ممکن نہ ہوگا، نہ شی کا وجود رہ سکے گا۔ اس طرح کسی بھی شئ کے بنیادی عناصر کی تعیین ممکن ہوگی ،یعنی ہر چیز کے بنیادی عناصر وہ اوصاف وخواص ہوں گے جن کے بغیر شئ کا قیام ممکن نہ ہو سکے، جیسے پانی کی حقیقت رقت وسیلان انبات وارواء ہے (مراقی الفلاح ر ۱۷)، اس لئے یہ اوصاف اس کے بنیادی عناصر ہیں اب اگر کسی چیز میں رقت وسیلان تو ہو مگر انبات و قیام حیات اشیاء نامیہ نہ ہو تو وہ ماء مطلق و ماء طہور نہ ہوگا جیسا کہ وہ پانی جو نمک سے رس رس کر یا گل کر پانی بن گیا ہو، اس میں رقت وسیلان دونوں چیزیں ہوں گی مگر دوسرے اوصاف نہ ہونے کی وجہ سے وہ ماء مطلق نہیں ہے، اس کی حقیقت کچھ اور ہے، خواص اور، پانی سے موسوم کیا جانا درست نہیں، جب کسی چیز میں یہ کیفیت پیدا ہوجائے تو اس کے بنیادی عناصر یا تو بالکل نہ ہوں گے یا کالعدم ہوں گے، اس صورت کو استحالہ وتحول سے تعبیر کیا جائے گا۔

۲- ہر چیز کے بنیادی عناصر ایک یا چند چیزیں معین کر دینا ممکن نہیں ہے، اس لئے کہ ہر چیز کے بنیادی عناصر الگ الگ ہوتے ہیں، خاص اور قابل توجہ یہ امر ہے کہ نمک سمندری پانی

☆ دارالعلوم امدادیہ ممبئی۔

سے تجسیم وتبدیلی کے بعد نمک بنا تھا، اور اس شکل میں آنے سے پہلے ماء مطلق وطہور تھا اور تجسیم سے پہلے تمام احکام خواص وآثار میں ماء مطلق تھا لیکن تجسیم کے بعد جب وہ اپنی پہلی شکل کے بعض خواص وآثار مثلاً رقت وسیلان پر لوٹ آتے تب بھی ماء مطلق نہیں ہوتا، اسی لئے اس سے وضوو غسل بلکہ تطہیر درست نہیں ہے: "ولا بماء ملح" (تنویر الابصار مع الدر والرد ۱ر ۱۷۹)۔

اسی بنیاد پر کسی بھی شیٔ کے عناصر کی تعیین ہوسکتی ہے، یعنی ہر چیز کے بنیادی عناصر وہ اوصاف وخواص ہیں جن کے فوت ہوجانے پر شی کا قیام اور اس کا نام ونشان مٹ جائے اور یہ عقلی و بدیہی ہے، شرعی اعتبار سے ہر چیز میں تفویت وفنائیت غیر ضروری ہے، اس لئے کہ بسا اوقات دوسری شیٔ میں پہلی شی کا کچھ اثر اور علاقہ قائم رہتا ہے، پھر بھی حکم شرعی میں تبدیلی آجاتی ہے جیسے تخلل خمر (شراب کا سرکہ بن جانا) کہ صرف اس میں سے سکر کی کیفیت زائل وتبدیل ہوجاتی ہے، ورنہ تمام چیزیں بعینہ حسب سابق رہتی ہیں، مگر اس زوال وتبدل سے حرمت کا شرعی حکم تبدیل ہوجاتا ہے، اس سے سوال ۲ کا جواب یہ ہوگیا کہ ہر چیز میں مکمل تبدیلی وتغیر لازم نہیں ہے، کیوں کہ کہیں تغیر وانقلاب بالکلیہ ہوتا ہے، جیسے نمک کی کان میں نمک ہوجانے والی چیزیں اور کبھی بالکلیہ نہیں بھی ہوتا ہے، جیسا کہ اوپر گزرا، اسی سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ممنوعات شرعیہ کا عنصر حقیقی مثلاً سکر شراب میں (جو کہ منصوص ہے) جب تک جس چیز میں موجود ہوگا وہ چیز حرام ہوگی خواہ وہ بالذات حلال ہی کیوں نہ ہو اور جو اس کے برخلاف ہوگا اس کے لئے حرمت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، اس لئے فقہی اصول یہ ہے: "کل ما أسکر کثیرہ فقلیلہ حرام"، یعنی جس کی کثیر مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔

۳- اب اس سوال کا یہ جواب ہے کہ اگر تبدیلی ماہیت کے بعد پہلی چیز یک لخت معدوم ہوجائے، اور اس میں کوئی اثر وخاصیت نہ رہے تو اس کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں: ایک یہ کہ پہلے سے وہ ناپاک اور محرم ہو اور اب اس کا کوئی اثر وخاصہ باقی نہ رہے، جیسے وہ شراب جو سرکہ بن

جائے تو یہ پاک وطیب ہوگا، دوسری یہ کہ وہ پہلے سے پاک وحلال ہومگر تبدیلی کے بعد حلت و نظافت ختم ہوجائے جیسے وہ شیرہ جو شراب بن جائے تو یہ ناپاک اور حرام ہوگا۔

اور اگر تبدیلی کے بعد پہلی صورت بالکلیہ معدوم نہ ہو بلکہ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات وکیفیات پر برقرار ہے تو اس کی بھی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: ممنوع شرعی کا عنصر حقیقی فنا نہ ہوا ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ فنا ہوگیا ہو، پہلی صورت اگر ممنوع شرعی کا حقیقی عنصر قائم وباقی ہے تو ممنوع وحرام، ورنہ وہ چیز حلال ہوگی، مگر شراب کے علاوہ دیگر محرمات شرعیہ میں ممنوع شرعی کا عنصر اور عناصر میں تفریق وعلیحدگی ایک اجتہادی مسئلہ ہے۔

۴- انقلابِ ماہیت کے بعد نجس العین اور غیر نجس العین اور ان کے اجزاء میں کوئی فرق شرعی حکم کے اعتبار سے نہیں ہے، استحالہ وانقلاب کے نتیجے میں شئ اول صد فی صد فناء ہوجائے تب تو حکم ظاہر ہے اور وہ یہ کہ محرمات کی نصوص کی تطبیق ہی ان پر نہ ہوگی بلکہ دوسری حلال وطیب اشیاء کی طرح حلال ہوگی، (وہکذا فی فتاوی ابن تیمیہ ۲۱/ ۷۰، ۷۲)۔

۵، ۶- قلبِ ماہیت کے اسباب فقہی کتب میں منحصر ومنضبط نہیں مل سکے مگر مختلف جزئیات جیسے آگ میں نجاست کا جل کر راکھ ہوجانا اور مٹی میں مل کر مٹی وخاک ہوجانا، نمک کی کان میں نمک بن جانا، ہواؤں میں مل جانا وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اسباب متعین مخصوص نہیں ہیں، حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی لکھتے ہیں: انقلاب ماہیت (حقیقت بدل جانا) خواہ جلانے سے یا کسی دوا سے یا کسی اور ترکیب سے.....، نیز فرماتے ہیں: اس طریقے سے تمام نجس چیزیں پاک ہوجاتی ہیں خواہ ان کی نجاست ذاتی ہو یا عارضی (علم الفقہ/ ۴۱)۔

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ دور جدید کے نئے طریقے اور قدیم طرق جو بھی ماہیت تبدیل کردیں وہ سب موثر ہوں گے، اس کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ان صورتوں

میں حلت وحرمت کا حکم نتیجے کے تابع ہے، اسباب کے تابع نہیں ہے۔

اس لئے استحالہ وانقلاب پر نظر ہوتی ہے اور شئی متحول ومنقلب پر حکم شرع منطبق ہوتا ہے، اس لئے کہیں کسی جزئیہ میں اسباب سے حکم متعلق نہیں ہوا ہے، لہذا جس طریقے سے بھی ماہیت تبدیل و مستحیل ہوجائے وہ طریقہ اس بارے میں مؤثر ہوگا، "**فیدخل فیه کل ما کان فیه تغیر وانقلاب حقیقة**" (شامی ۱؍ ۳۱۶)۔

اس عبارت سے یہ مفہوم واضح ہے کہ اسباب انقلاب متعین نہیں ہیں۔

۷-استحالہ واستہلاک عین دونوں ایک نہیں ہیں، اس لئے کہ اگر استہلاک کے بعد شئ محرم کی تاثیر مثلاً سکر شراب کے جوہر الکحل میں موجود ہے اور وہ مختلف پاک چیزوں سے مرکب دوا کا جز ہے تو اس کا حکم استحالہ کی صورت سے مختلف ہوگا اور سکر کی موجودگی کے سبب حکم مرتفع نہ ہوگا بلکہ دوسری تمام چیزوں کو بھی ناپاک وحرام کردے گا۔

مفتی نظام الدین صاحبؒ کی تحریر اس سلسلے میں بصیرت افروز ہے: "الکحل اصل میں شراب یا دردی شراب کے جوہر یا مقطر کا نام ہے اور یہ بلا شبہ شراب کے جنس سے ہوتا ہے، اور مثل شراب نجس العین اور حرام ہوتی ہے، اور یہ الکحل کھانے پینے یا عطریات وغیرہ جس چیز میں پڑ جائے گی، اس کو حرام اور نجس بنادے گی اور ان سب کا استعمال ممنوع وناجائز ہوجائے گا (نظام الفتاوی ۱؍ ۴۳)، آگے لکھتے ہیں: اگر ان ملاوٹ والی چیزوں میں نشہ پیدا ہوجائے تو اس کا استعمال ہرگز جائز نہ رہے گا (۱؍ ۴۴)، الغرض استحالہ واستہلاک دونوں ایک نہیں ہے، لہذا دونوں کے حکم میں یکسانیت نہیں ہوگی۔

۸-قلب ماہیت کے بعد ہی چربی سے صابن تیار ہوتا ہے یعنی صابن میں جانے کے بعد ماہیت کا انقلاب ہوجاتا ہے، جس کی کتب فقہ میں صراحت موجود ہے، نظامیہ، رحیمیہ، احسن الفتاویٰ کے علاوہ علامہ ابن عابدینؒ نے تفصیل سے اس پر کلام کیا ہے اور یہ بھی وضاحت کی ہے

کہ تغیر وانقلاب کے بعد پاکی کا حکم صابن کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جن جن چیزوں میں حقیقتاً تغیر وانقلاب ہوگا اور عموم بلوی بھی وہ سب حکم میں یکساں ہوں گی (شامی ۱؍ ۲۲۶)، اسی کے ساتھ شیرہ کی مثال پیش کی ہے، جس میں زبیب (کشمش) اگر چہ ناپاکی سے خالی نہ ہو مگر شیرہ بننے کے بعد حلت کے حکم کے ماتحت ہوگا: "و كذلك الدبس المطبوخ اذا كان زبيبه تنجسا"، اس لئے ان جزئیات کی وجہ سے صابن بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے حکم میں فرق کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، اس لئے کہ اگر (زبیب نجس) شیرہ سیال ہو جانے سے پاک ہو سکتا ہے، گیہوں پسنے سے طاہر ہو سکتا ہے، مردار کتے کی نجاست صابن کی شکل اختیار کرنے سے ختم ہو سکتی ہے، چوہے کی مینگنی اور اس کا مردار جسم تغیر کے بعد مضرت رساں نہیں تو دوسری نجس چیزیں انقلاب ماہیت کے بعد کیوں کر نجس رہ جائیں گی، تاہم اس میں شبہ نہیں کہ مسئلہ بہت اہم اور بہت نازک ہے، کیونکہ اس سے اشیاء محرمہ کے حلال ہونے اور کرنے کا باب وا ہو جائے گا، اس لئے تغیر وانقلاب کی حد مقرر کرنا موجودہ دور کی مصنوعات میں ایک اہم اور مشکل صورت ہے، لہذا بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ماہرین سے رائے کی جائے، پھر کوئی فیصلہ کیا جائے، نیز غیر مشکوک طیب وحلال چیزوں سے مشکوک چیزوں کا متبادل تیار کرالیا جائے تاکہ حکم شرعی مصنوعات غیر واجب الاستعمال میں بے غبار رہے اور اس حکم شرعی "الحلال بين والحرام بين الخ" کی بجا آوری ہو سکے۔

۹-ان دونوں کا حکم بھی تغیر وانقلاب پر مبنی ہونا چاہئے، اس لئے ماہرین دوا سازی اور ماہرین ماکولات مرکبہ جدیدہ یہ ثابت کردیں کہ خون دوا کی صورت اختیار کرنے کے بعد اور کھال وہڈی وغیرہ جلائین کی صورت اختیار کرنے کے بعد اپنی حقیقت کھودیتے ہیں اور دوسری چیز بن جاتے ہیں تو اس کا استعمال جائز ہونا چاہئے لیکن اگر ایسا نہیں ہے یعنی خون اپنی حقیقت نہیں کھوتا بلکہ اس کی صلاحیت میں عین کے قائم رہتے ہوئے اضافہ ہو جاتا تو بلا شدید ضرورت کے استعمال

کا جواز نہ ہونا چاہئے، اس لئے کہ شرعی طور پر خون کے اجزاء کے حکم میں کہیں تفاوت نہیں کیا گیا ہے، لہذا اکل کا حکم یکساں ہی ہوگا، برخلاف جلاٹین کے، کہ وہ زیادہ تر ماکولات میں مستقل ہیں، لہذا ضرورت شدیدہ کا تحقق اس میں نہیں ہے۔

# قلب ماہیت - شرعی نقطۂ نظر

مولانا نیاز احمد عبدالحمید طیب پوری ☆

۱-شرعی نقطہ نظر سے اور طبی اعتبار سے اگر تین اوصاف (رنگ، بو اور مزہ) میں سے کوئی وصف بدل جائے تو کہا جائے گا کہ اس چیز کا حکم بدل گیا۔

اگر پانی دو قلہ یا اس سے زیادہ ہے تو رنگ یا بو یا مزہ کے بدلنے کا اعتبار ہوگا، اور اگر دو قلہ سے کم ہے تو ہر حال میں پانی ناپاک ہوگا۔

بعض فقہاء (مالکیہ، شافعیہ) نے قلیل و کثیر کا اعتبار نہیں کیا ہے، حالانکہ قلتین والی حدیث صحیح ہے اور قلیل وکثیر میں فرق کرنا پڑے گا۔

نبی اکرم کے الفاظ یہ ہیں:

" إذا بلغ الماء قلتين لم ينجسه شيئ" (سنن ابن ماجہ ۱/ ۱۷۲)

"وفي رواية: إذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث" (سنن نسائی ۱/ ۳)

قال في البدر المنير: فتلخص أن الاستثناء المذكور ضعيف فتعين الاحتجاج بالإجماع كما قال الشافعي والبيهقي وغيرهما يعني للإجماع على أن المتغير بالنجاسة ريحاً أو لوناً أو طعماً نجس" (سبل السلام امیر صنعانی ۱/ ۴۳ حاشیہ نمبر ۲)۔

۲-جب پورے طور پر کوئی چیز بدل جائے اور اس کا پرانا اثر ختم ہو جائے تو اس کو قلب

☆ استاذ التفسیر والحدیث جامعہ اسلامیہ خیر العلوم ڈومریا گنج سدھارتھ نگر (یوپی)۔

ماہیت کہیں گے جیسے پاخانہ کو جلا کر راکھ بنانا، حنفیہ اس کو طاہر مانتے ہیں، حنابلہ، مالکیہ اور شافعیہ اس کے خلاف ہیں (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ)۔

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

" وإذا استحال الشيئ الی شيء آخر حتی کان ذلك الشيئ الآخر مخالفاً للشيئ الأول لونا وریحاً وطعماً کاستحالة العذرة رماداً فقد الوصف الذی وقع الحکم من الشارع بالنجاسة علیه وهذا هو الحق والخلاف فی ذلك معروف" (الدرر المضیئۃ للشوکانی ۱؍ ۲)۔

نمک کی کان میں گر کر کسی چیز کا نمک بن جانا، شراب کا سرکہ بننا مذکورہ مثالوں میں ان کے تمام خصائص پوری طرح بدل جائیں اور بنا کسی شک کے یہ انقلاب ماہیت ہے، جلاٹین بھی اسی قبیل سے ہے، لیکن یہ چیز مدنظر رکھنا ہوگا کہ جلاٹین کا عمل حلال چیز پر کیا جارہا ہے یا حرام پر۔

۳- کسی چیز میں تبدیلی کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

الف- پرانا اثر ختم ہو جائے اور نئی چیز میں اس کی کوئی خصوصیت باقی نہ رہے۔

ب- شئ جدید میں بعض پرانی کیفیات باقی رہیں، پہلی صورت میں چونکہ کامل طور سے قلب ماہیت ہے اس لئے سابقہ حکم بدل جائے گا، دوسری صورت میں قلب ماہیت نہیں ہوا ہے، اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ اس کا پرانا حکم باقی رکھا جائے۔

۴- جی ہاں! ان کے درمیان فرق کرنا چاہئے جو چیزیں نجس العین ہیں، انقلاب ماہیت کے بعد بھی ان کو نجس مانا جائے گا، اور جو چیزیں نجس العین نہیں ہیں، استحالہ عین کے بعد انہیں نجس نہیں مانا جائے گا۔

## ۵- انقلاب اور تغیر کے اسباب یہ ہیں

۱- جلانا، ۲- دھوپ دکھانا، ۳- کسی چیز کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا، ۴- سوکھی ہوئی

کھال یا ہڈی میں جلاٹین کا عمل کرنا۔

جلانے کو حنفیہ سبب طہارت مانتے ہیں، علامہ شوکانی کی بھی یہی رائے ہے، البتہ شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ اسے طاہر نہیں مانتے۔

۶-فلٹر یا کشید کے عمل کو انقلاب ماہیت نہیں کہتے، بلکہ یہ تجزیہ (Deceupose) ہے، اگر یہ عمل حلال چیزوں میں کر کے نئی چیز تیار کی جائے تو اس کا استعمال درست ہوگا، لیکن اگر حرام اور نجس چیز میں کیا جائے تو اس کا استعمال درست نہ ہوگا، جیسے پیشاب کا فلٹر کرنا اور اس کی نمکینیت اور فاسد عناصر کو الگ کر کے قابل استعمال بنانا، اب اس کا سابقہ حکم نجاست باقی رہے گا۔

۷- جامد یا سیال دوائیں اگر حرام چیزوں سے بنائی گئی ہیں تو حرام ہیں اور اگر حلال اجزاء سے بنی ہیں تو حلال ہیں، اس عمل کو فقہاء استہلاک عین کہتے ہیں، اس کو قلب ماہیت نہیں کہا جا سکتا۔

وہ دوائیں جو الکحل سے مل کر بنتی ہیں تو بسا اوقات ان کا پرانا اثر باقی رہتا ہے، تو عمومی طور پر الکحل سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال اختیاری حالت میں نہیں کرنا چاہئے۔

۸- اگر کسی چیز کے بارے میں یقین ہے کہ اس میں مردار کی چربی ملی ہے تو اس کا استعمال صحیح نہیں، لیکن جن چیزوں کے بارے میں معلوم نہیں ہے وہ جائز ہیں۔

مردار کی چربی چراغ میں جلانے اور کشتی میں پوتنے وغیرہ کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے، البتہ مردار کی چربی مسجد میں نہیں جلائی جا سکتی، اور نہ ہی بدن پر اسے مَل سکتے ہیں، تو مردار کی چربی سے صابن بنانا اور بدن پر لگانا اور چربی کو ملنا دونوں یکساں ہوا اور عدم جواز میں برابر ہیں (تفصیل کے لئے دیکھئے: صحیح مسلم مع شرح النووی ۶/ ۱۱)۔

۹- دم مسفوح حرام ہے، قرآن کریم میں ہے: "الا أن یکون میتة ودماً مسفوحاً" (انعام: ۱۴۵)۔

جن کے بارے میں معلوم ہے کہ ان میں خون کا استعمال کیا گیا ہے اختیاری حالت میں ان کا استعمال نہیں کرنا چاہئے، البتہ ماکول اللحم مذبوح جانور کے دیگر اعضاء کا استعمال درست ہے (بال، سنیگ، اون، وغیرہ غیر مذبوح ہیں)۔

۱۰- جلاٹین قلبِ ماہیت کے تحت آئے گی لیکن یہ فرق تو کرنا ہی چاہئے کہ جس ہڈی یا چمڑے پر یہ عمل کیا جارہا ہے، وہ ماکول ہے یا غیر ماکول، اگر ماکول غیر مذبوح کی ہے تب تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر غیر ماکول ہے اور اس سے جلاٹین کے ذریعہ ماکولات تیار کی جاتی ہیں تو یہ حلال نہ ہوں گی۔

بہر حال حرام چمڑوں اور ہڈیوں پر جلاٹین کے عمل سے تیار کردہ ٹافی یا دیگر ماکولات کا استعمال درست نہیں، اگر دوا بنائی جاتی ہے تو اضطراری حالت میں ان کا استعمال درست ہے۔

# حلت وحرمت میں انقلاب ماہیت کے اثرات

مولانا نعیم اختر قاسمی ☆

ماکول ومشروب چیزوں کی حلت وحرمت کے سلسلہ میں قرآن کریم نے ایک اصول اور ضابطہ بیان کردیا ہے کہ طیبات حلال ہیں اور خبائث حرام، پھر دیگر آیات واحادیث نے اس اجمال کی تفصیل بھی بیان کردی ہے کہ کون سی چیزیں طیبات کے اندر داخل ہیں اور کون سی خبائث کے تحت۔

خبائث کی حرمت کی حکمت وعلت علماء کرام نے یہ بیان کی ہے کہ اس کے استعمال سے اس کی خباثت انسان کے قلب وذہن پر اثر انداز ہوتی ہے جس سے اس کے اخلاق وکردار پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں یا وہ چیز جسمانی اعتبار سے نقصان دہ اور مضرت رساں ہوتی ہے، اور یہ بالکل حقیقت ہے جس سے کسی کو مجال انکار نہیں۔

دوسری طرف "الضرورات تبیح المخطورات" اور "المشقة تجلب التیسیر" جیسے فقہی قواعد کے تحت ایسی جزئیات بھی ملتی ہیں جن میں ناگزیر اور پرمشقت حالات میں بعض ناجائز اور ناپاک چیزوں کو بھی جائز اور پاک قرار دیا گیا ہے۔ جن میں تداوی بالمحرم کا مسئلہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

اگر ان دونوں پہلوؤں پر نظر رکھی جائے تو ان شاء اللہ جدید پیش آمدہ مسائل کے حل

☆ مدرسہ امداد العلوم کوپاگنج، مئو (یوپی)۔

میں کافی رہنمائی ملے گی۔

ایک شئ کی حقیقت تبدیل ہو جانے سے کسی کو انکار نہیں مگر سوال یہ ہے کہ کسی چیز کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئ کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے اگر چہ اس میں مختلف قسم کے تغیرات ہوئے ہوں؟

تو اس طرح کی کوئی جامع عبارت نظر سے نہیں گزری جس کی بناء پر دوٹوک انداز میں کوئی فیصلہ کر دیا جائے، البتہ تحول عین کے تحت بیان کردہ جزئیات کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ پہلی شئ کی کوئی بھی چیز دوسری شئ میں باقی نہ رہے مثلاً نام، کام، صورت اور عمومی مزاج وخاصیت سب کچھ تبدیل ہو جائے، جیسے کسی جانور کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، گوبر کا جل کر راکھ ہو جانا، شراب کا سرکہ بن جانا، گوریا کا کنویں میں گر کر مٹی میں تبدیل ہو جانا، نجس تیل کا صابن بنانے میں استعمال کرنا وغیرہ (شامی ار ۳۳۱ - ۲۳۹، باب الانجاس)۔

اس کے علاوہ چند اور جزئیات بھی بیان کی گئی ہیں مثلاً نجس کشمش کا پختہ شیرہ، ناپاک سمسم کا طحین۔

لیکن علامہ شامیؒ موخر الذکر ان دونوں مسئلوں میں انقلاب عین کا انکار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اس میں صرف تغیر وصف ہوا ہے جیسا کہ دودھ اگر دہی میں تبدیل ہو جائے، گیہوں آٹے میں اور آٹا روٹی میں بدل جائے تو اس میں بھی صرف تغیر وصف ہے، نہ کہ انقلاب عین، برخلاف سابقہ جزئیات کے کہ ان میں ایک حقیقت دوسری حقیقت میں بالکلیہ تبدیل ہو جاتی ہے (شامی ار ۳۳۱)۔

علامہ شامیؒ کی بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی رو سے نجس تیل سے بنے ہوئے صابن کی طہارت کا مسئلہ بھی نظر ثانی کا محتاج ہو جاتا ہے، کیونکہ صابن کے دیگر اجزاء کے ساتھ خلط ہو جانے کی وجہ سے نجس تیل کی حقیقت اور ماہیت کا تبدیل ہو جانا محل نظر ہے، البتہ

اسے فقہی قاعدہ ''الخلط استهلاك'' کے تحت لایا جا سکتا ہے جس میں بعض دوسری جزئیات بھی شامل ہو جاتی ہیں مثلاً پاک مٹی کا نجس پانی سے یا نجس مٹی کا پاک پانی سے گارا بنانا، اگرچہ ''المشقة تجلب التيسير'' کے تحت یہ جزئیات نقل کی گئی ہیں (الأشباہ والنظائر للسیوطی)، تاہم اس کو بنیاد بنا کر دوسرے مسائل اس پر متفرع نہیں کئے جا سکتے۔ کیونکہ ''الخلط استهلاك'' بالکل عام نہیں ہے، ورنہ ساری نجس چیزوں کا پاک چیز میں اختلاط کے بعد پاک ہونا لازم آئے گا، اسے قلبِ ماہیت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ لہذا انگریزی دواؤں میں الکحل کے ملانے سے یا صابن بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں مردار کی چربی یا ناپاک ہڈیوں کا پاؤڈر استعمال کرنے سے قلبِ ماہیت کا تحقق محل نظر ہے۔ اور اگر قلبِ ماہیت تسلیم کر بھی لیا جائے اور اسے پاک قرار دے دیا جائے مگر قلبِ ماہیت تسلیم کر کے برقرار رہنے کی صورت میں ماکولات ومشروبات کے اندر اس کا استعمال ''ويحرم عليهم الخبائث'' کی وجہ سے ناجائز ہونا چاہئے، کیونکہ ہر پاک چیز کا کھانا حلال نہیں ہوتا، البتہ دواؤں کا مسئلہ تداوی بالمحرم کے ذیل میں آئے گا۔

جلاٹین کے اندر اس کے اصل مواد کو مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے، اگر اس کے اصل مواد غیر خنزیر کے ہوں تب تو کوئی اشکال نہیں کیونکہ کھال دباغت کے بعد اور ہڈی (باستثناء خنزیر وآدمی) ہر جاندار کی پاک ولائق استعمال ہے۔

البتہ خنزیر کی کھال اور ہڈی ہونے کی صورت میں مسئلہ پیدا ہوگا کہ ماہیت تبدیل ہوئی یا نہیں۔ اور اگر ہوگئی تو اس کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

ایسی صورت میں اگر عام جلاٹین اور خنزیر کے جلاٹین دونوں کے اثرات میں فرق ہو اور خنزیر سے بنے ہوئے جلاٹین کے اثرات مضر ہوں تو اسے ناجائز ہونا چاہئے، بصورتِ دیگر قلبِ ماہیت کے تحقق وعدم تحقق پر غور کیا جائے، واللہ اعلم۔

ناچیز کے خیال میں ایسی صورت میں ماہیت تبدیل نہیں ہوئی۔

سوال نمبر ۳ کا تعلق اس بات سے ہے کہ اگر شئ میں ایسی تبدیلی ہو کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے لیکن اس تبدیلی کے بعد دو صورتیں ہیں: جن اشیاء سے مل کر یہ شئ بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور خاصیت اس شئ میں برقرار نہ رہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ نئی پیدا ہونے والی شئ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھے۔ کیا ہر دو صورتوں کا حکم یکساں ہوگا؟

سو پہلی صورت تو بالکل واضح ہے کہ اسے انقلاب ماہیت قرار دیں گے (بشرطیکہ نئی پیدا ہونے والی چیز کی حقیقت پہلے سے موجود ہو جیسے نمک، سرکہ، راکھ، مٹی وغیرہ، اگر وہ حقیقت پہلے سے موجود نہ ہو بعد میں کوئی دوسرا نام دیا جائے تو اس کا اعتبار نہیں)، البتہ دوسری صورت کا حکم جاننے کے لئے اس جزئیہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ فقہاء نے لحم جلالہ اور اس کے دودھ کو مکروہ قرار دیا ہے (شامی کتاب الحظر والاباحہ ۵/ ۳۴۰)۔

غور کرنے کی بات ہے کہ نجس غذا اگر چہ گوشت پوست میں تبدیل ہوگئی مگر نجاست کا کچھ اثر یعنی بدبو برقرار ہے اس صورت میں انقلاب حقیقت یقیناً ہے اگر چہ ایسا قدرتی طور پر ہوا ہو مگر اس بدبو کی وجہ سے اس کا فی الفور استعمال مکروہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس دوسری صورت میں بھی اگر انقلاب حقیقت تسلیم کر لیا جائے، لیکن بعض سابقہ مضر اثرات کے موجود رہتے ہوئے اس کا استعمال درست نہ ہوگا۔

انقلاب ماہیت کے سلسلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان طرفین اور حنابلہ کے ایک قول کے مطابق کوئی فرق نہیں، جب کہ شوافع، حنابلہ (دوسرے قول کے مطابق) اور امام ابو یوسفؒ فرق کرتے ہیں (احکام الاطعمۃ فی الشریعۃ الاسلامیہ لعبد اللہ بن محمد الطریقی ر ۴۲، ۴۳)۔

لیکن علامہ شامیؒ کی بات سے عدم فرق کا قول راجح معلوم ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں:

''شریعت نے وصف نجاست کو ایک حقیقت پر مرتب کیا ہے، لہذا حقیقت تبدیل ہونے سے اس پر مرتب ہونے والا وصفِ نجاست بھی تبدیل ہو جائے گا (ردالمحتار ۱/ ۳۹ باب الانجاس)۔

فلٹر کرنے یا کشید کرنے سے کسی چیز کی ماہیت تبدیل ہونے کی بات سمجھ میں نہیں آتی، کیونکہ کشید کرنے کی صورت میں پہلی شئ کے عناصر اوراس کی خاصیت باقی رہتی ہے اور فلٹر کرنے کی صورت میں گو اس کے جوہری اجزاء نکال دیئے جائیں تاہم باقی شئ سابقہ حکم پر باقی رہے گی۔

البتہ اگر باقی شئ کی کسی سبب کے ذریعہ حقیقت بدل گئی یعنی اس کے نام، کام اور سابقہ اثرات میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی تو اسے قلبِ ماہیت قرار دے کر اس پر دوسرا حکم لگایا جاسکتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

## خلاصہ جوابات

۱، ۲- اگر اس نو پیدا شدہ چیز پر دوسری حقیقت کا اطلاق ہونے لگے یعنی نام، صورت اور تاثیر سب تبدیل ہو جائے تو اسے قلبِ ماہیت قرار دیں گے۔ بشرطے کہ نئی وجود میں آنے والی چیز کی حقیقت پہلے سے موجود ہو، اگر اسے نیا نام دیا جائے تو اس کا اعتبار نہیں۔

۳- اگر پہلی چیز کا کچھ اثر موروثی طور پر برقرار رہ جائے تو بھی ماہیت تبدیل ہو جائے گی، البتہ اگر وہ اثرات مضر ہوں تو غذا کے طور پر اس کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

۴- نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان عدم فرق راجح ہے۔

۶- محض فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا عمل قلبِ ماہیت کے تحت نہیں آئے گا۔

۷، ۸- ''الخلط استہلاک'' ''یا استہلاک عین'' قلبِ ماہیت نہیں ہے، دواؤں میں

الکحل وغیرہ کا استعمال تداوی بالمحرم کے ذیل میں آئے گا۔ صابن بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں اگر نجس اجزاء کا مخلوط ہونا یقینی ذرائع سے معلوم ہو جائے تو اس کا استعمال درست نہیں۔

۱۰- جلاٹین کی صورت قلبِ ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، لہذا خنزیر کی کھال اور ہڈی سے تیار کردہ جلاٹین کا استعمال درست نہ ہوگا۔ کیونکہ جلاٹین ایک نو پیدا شدہ چیز ہے، کوئی سابق حقیقت نہیں۔

# انقلاب ماہیت اور اس کی شرعی حد

ڈاکٹر مولانا سید قدرت اللہ باقوی ☆

۱- کسی شئی کے بنیادی عناصر میں اجزاء ترکیبی: صورت، خصوصیت اور رنگ خاص اہمیت کے حامل ہیں، ان چاروں کو قائم رکھتے ہوئے کسی شئی کی ماہیت بدل نہیں سکتی خواہ کئی قسم کے تغیرات واقع ہوئے ہوں، ہر شئی کی کیفیات، اثرات اور حقیقت شرعی احکام کے اصل مدار ہیں اور ان کی سمیت، اسکار اور اثرات کے پیش نظر حلال، حرام اور مباح کے احکام جاری کئے جاتے ہیں، جن کی روشنی قرآن کریم واحادیث نبوی، اجماع اور قیاس سے حاصل ہوتی ہے۔

۲- قدیم فقہی ذخیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رنگ، صورت اور کیفیت کا بدل جانا ہی انقلاب ماہیت ہے، تحول عین سے مراد طبعی خصوصیات کی تبدیلی ہے ماحولیاتی کیفیت در اصل طبعی خصوصیات کی تبدیلی پر منحصر ہے، کسی شئی کی ملاوٹ کی وجہ سے ماہیت اور خاصیت بدل جاتی ہے تو اس کو فقہی اصطلاح میں استحالۂ عین کہا جاتا ہے، مثلاً: "**جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد ويفتى به للبلوى**"

(رد المحتار ار ۲۱۰ ماخوذ جدید فقہی مسائل ار ۴۵ از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

اگر کسی شئی کی ملاوٹ کے بغیر ماحولیاتی کیفیت کی وجہ سے رنگ، مزہ اور بو بھی بدل جائے تو اس کو تحویل عین میں شمار کیا جاتا ہے مثلاً شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنادیا جائے یا

---

☆ میسور کرناٹک۔

غیر ماکول اللحم جانوروں کی ہڈیاں حرام ہیں مگر جب اس کا نمک بنا دیا جائے تو یہ نمک حلال ہو جاتا ہے مگر کسی شئ کا سائنٹفک تجزیہ کیا جائے اور بو والے اجزاء اس سے نکال دیئے جائیں اور بو ختم ہو جائے تو اس کے باوجود وہ اجزاء ناپاک رہیں گے۔

۳- اگر کسی شئ کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں اور مجموعی مزاج بھی بدل جائے اور جوہری عناصر کے مزاج کا کوئی اثر باقی نہ ہو تو اس کا حکم الگ ہوگا۔

اور جس مخلوط شئ میں موروثی خصوصیات باقی ہوں تو اس کا حکم دوسرا ہے، کیونکہ اس میں بنیادی عناصر کی بقاء یقینی طور پر معلوم ہو جاتی ہے۔

۴- انقلاب ماہیت کے تحت مختلف نجس اشیاء میں کافی فرق ہوتا ہے، "ان الله لم یجعل شفائکم فی حرام" کے تحت ناجائز چیزوں کی منفعت اور حالت اختیار واحتیاج پر جواب قاطع دیا جا سکتا ہے، نجس العین اور غیر نجس العین اجزاء کے احکام الگ الگ ہوتے ہیں، صرف صحت انسانی کی حفاظت اور نفس انسانی کی صیانت پیش نظر رہے گی، مثلاً اونٹ کا پیشاب اور خون پینے کی اجازت پر قیاس کر کے احکام جاری کئے جاتے ہیں۔

۵- کیمیائی تحلیل وتجزیہ کے بعد اور اجزاء دیگر کے اضافہ وترمیم سے قلب ماہیت ہوسکتا ہے یا قوی الاثر شئ کے اختلاط سے ماہیت بدل سکتی ہے یا تجزیاتی عمل کے بعد متضاد ذرات کے ذریعہ صفات اور اثرات میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔

۶- کیمیائی عمل کے ذریعہ کیفیت یا خاصیت کا بدلنا عمل قلب ماہیت کے تحت آتا ہے مگر احکام الگ الگ ہوتے ہیں، مثلاً گندے پانی سے گندگی کے عناصر نکالنے کے بعد جو صاف پانی حاصل ہوتا ہے اسے گندگی دور کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے، مگر وضو اور غسل کے لئے جائز نہیں، اس لئے کہ وہ ماء مستعمل میں شمار ہوتا ہے۔

۷- دیگر اجزاء کے اختلاط سے مجموعی تاثیر اور شکل بدل جانے کو فقہاء کا استہلاک عین

کہنا صحیح ہے اور یہ عمل قلب ماہیت میں شمار کیا جاتا ہے۔

۸- مذکورہ چیزوں کو فقہاء کی اصطلاح میں عموم بلوی کہا جاتا ہے، ردالمحتار کی عبارت:

"جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر والتغیر یطهر عند محمد ویفتی به للبلوی" پر قیاس کرتے ہوئے ایسی چیزوں کو قبول کرنے کے بجائے حتی الامکان دور رہنا چاہئے، مگر اس کو قلب ماہیت کہنا محل نظر ہے، کیونکہ یہ سب غیر اضطراری حالت میں استعمال ہونے والی چیزیں شمار کی جاتی ہیں، سورۃ البقرہ: ۱۷۳، المائدہ: ۳ میں جو اجازت ہے وہ جان بچانے کی خاطر اضطراری حالت میں ہے۔

۹-"یجوز للعلیل شرب الدم والبول وأكل المیتة للتداوی إذا أخبره طبیب مسلم أن شفائه فیه ولم یجد فی المباح یقوم مقامه" (ہندیہ ۵/ ۳۵۵، ماخوذ از حلال وحرام/ ۱۷۵)، اس کے علاوہ مالکیہ، حنابلہ اور احناف میں امام ابو یوسف نے مطلقا تمام حرام اشیاء سے علاج کی اجازت دی ہے اور چونکہ احناف کے یہاں مسکرات کا بھی ضرورۃً استعمال درست ہے، دوسری اشیاء کی کثرت سے حسب ضرورت منفعت حاصل کی جاسکتی۔

۱۰- جلاٹین قلب ماہیت کے تحت آئے گی، لہذا عموم بلوی کے تحت اس کا استعمال جائز ہے۔

# انقلاب ماہیت کے بعد کیا حکم میں تبدیلی ممکن ہے؟

ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام اعظمی ☆

۱- اس سوال کے جواب کے لئے عالم اسلام کے مشہور فقیہ حضرت قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی وہ تحریر جو ''الفقہ الإسلامی وادلتہ ۱/ ۱۰۰'' کے حوالہ سے بحث ونظر کے شمارے جنوری وفروری و مارچ ۱۹۹۲ء پر موجود ہے کافی ہوگی جسے من وعن نقل کیا جارہا ہے: ''پھر یہ کہ ایک شیٔ کا دوسری شیٔ کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات و تاثیرات بھی پوری طرح نہیں بدلیں بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً دودھ پر پانی ملا دیا جائے یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے، نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے اور نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار پر ملایا جائے اس کے تناسب سے ایک شیٔ کی صفت اور تاثیر اور دوسری شیٔ کی صفت اور تاثیر سے مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کے دوسرے محلول کے ساتھ ملانے سے یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ شیٔ کی خاصیت پورے طور پر تبدیل ہوکر اس شیٔ کی اصل حقیقت اور ماہیت کو بدل ڈالتی ہے گویا ایک نئی شیٔ وجود میں آتی ہے''۔

---

☆ شیخ الحدیث وپرنسپل دار العلوم مئو یوپی۔

۲-انقلاب ماہیت کے لئے رنگ، صورت اور کیفیت میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہوگا، تب جا کر استحالۂ عین ہوگا۔

۳-اگر وجود میں آنے والی شئ کے اندر شئ سابق کا کوئی بھی اثر اور کوئی بھی خاصیت موجود نہ ہو تو وہ قلبِ ماہیت ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ وہ شئ اگر پہلے سے نجس تھی تو انقلاب ماہیت کے بعد پاک ہو جائے گی مثلاً شراب سرکہ بن جائے یا گوبر جلا کر راکھ بنا دیا جائے، گدھا نمک بن جائے وغیرہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ڈاکٹر وہبہ زحیلی صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''النجاسة إذا استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف''، اور اگر شئ سابق کی کچھ خصوصیات برقرار رہیں تو وہ خلط ہوگا جیسے اسپرٹ اور الکوحل کی دواؤں میں آمیزش، قاضی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں: ''اسپرٹ اور الکوحل کی آمیزش مختلف دواؤں میں ہوتی ہے اگر آپ غور کریں تو اس کی حیثیت محض خلط اور ملاوٹ کی ہے اور اس کا عمل دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کے سڑنے اور خراب ہونے سے بچانا ہے، اسپرٹ اور الکوحل اپنا وجود نہیں کھوتی، لہذا اسپرٹ اور الکوحل کی ملاوٹ تبدیل ماہیت نہیں بلکہ خلط ادویہ ہے۔

۴-نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کے احکام جدا گانہ ہونے چاہئیں۔

۶-بندہ کے نزدیک صورتِ مسئولہ قلب ماہیت نہ ہوگی بلکہ تجزیہ کی ہوگی، تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جدید فقہی مسائل ۱ر ۴۴ پر رقمطراز ہیں:

''کسی شئ کی حقیقت بدل جائے تو احکام بدل جاتے ہیں مگر محض تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے''۔

۷-میری ناقص رائے یہ ہے کہ یہ صورت بھی قلبِ ماہیت کی نہ ہوگی، کیونکہ اس پر استحالہ نہیں ہوا ہے لیکن اگر شدت احتیاج اور عموم بلویٰ کے تحت الکوحل سے مخلوط دوائیں استعمال

کرلی جائیں تو درست ہونا چاہئے۔

۸-مردار کی چربی سے بنا صابن پاک ہے اور اس کا استعمال درست ہے بوجہ انقلاب ماہیت (دیکھئے: شامی ار ۱۹۱)۔

سور کی چربی کا حکم جداگانہ ہوگا، کیوں کہ خنزیر بجمیع اجزاء نجس ہے، اس لئے اس کے اختلاط سے بنے ہوئے بسکٹ وٹوتھ پیسٹ وغیرہ کا استعمال بالکل درست نہ ہوگا، اس کے عدم استعمال کے متعلق شامی میں ہے: "**لأنه نجس العين بمعنى أن ذاته بجميع ذاته نجسة حياً وميتاً فليست بنجاسة كنجاسة غيره في الحيوانات فلذا لم يقبل التطهير في ظاهر الرواية عن أصحابنا**" (شامی ار ۵۰)۔

۹- یہ سوال بظاہر مبہم معلوم ہوتا ہے، صحیح صورت حال سوال کی سمجھ میں نہیں آتی، اگر سوال کا مقصد یہ ہو کہ مذبوح جانوروں کا خون دواؤں میں استعمال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب میری دانست میں نفی میں ہونا چاہئے، کیونکہ دم مسفوح نجس ہے، نجس کا اختلاط بشکل اصل درست نہیں، لیکن اگر اس کی متبادل دوسری کوئی دوا نہ مل سکے اور طبیب حاذق دیندار مسلمان یہ کہے کہ شفا اسی صورت پر ہوسکتی ہے تو اس کے استعمال کی اجازت بعض فقہاء احناف ماسوا امام ابوحنیفہ نے دی ہے اور مفتی بہ قول امام ابویوسف کا ہے، فتاویٰ بزازیہ میں ہے: "**أكل خرء الحمام في الدواء لا بأس به**" (دوا میں کبوتر کی بیٹ کے استعمال پر کوئی مضائقہ نہیں)، نیز ردالمحتار (۵ر ۲۳۶) پر بھی اسی طرح کی اجازت ملتی ہے۔

جلاٹین کے عمل کو میری دانست پر قلب ماہیت کے زمرہ پر داخل کیا جاسکتا ہے اور اس سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال درست ہونا چاہئے بشرطیکہ یہ عمل جلاٹین خنزیر کے ذریعہ نہ ہو۔

# انقلاب ماہیت
# اوراس کی وجہ سے احکام میں ہونے والی تبدیلی

مولانا محمد یعقوب القاسمی ☆

۱، ۲، ۳، ۴- شراب کے اندر اگر سکر تغیر کے بعد بھی باقی ہے تو وہ حرام ہے اور اس کا استعمال کسی بھی حالت میں درست نہیں۔

انقلاب ماہیت سے مراد اس شی کی عین حقیقت کا بدل جانا ہے، جس میں اس کی سابقہ کوئی بھی خاصیت نہ پائی جائے اور اس کا نام بھی تبدیل ہو جائے اور سابقہ اسم کا اس پر کسی طرح کا اطلاق نہ ہو، غرض کہ اس کے مجموعی مزاج میں تبدیلی آ جائے جیسے شراب جب کہ سرکہ ہو جائے یا نجس چربی صابن بن جائے یا خنزیر و گدھا یا انسان و کتا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے یا پاخانہ جل کر راکھ ہو جائے تو یہ تمام اشیاء تبدیل ماہیت وحقیقت کی وجہ پاک ہو جاتی ہیں۔

"ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا به یفتی" (درمختار ۱؍ ۲۱۰) (نجس تیل صابن بنانے سے پاک ہو جاتا ہے یہی مفتیٰ بہ قول ہے)۔

''اور اسی قول پر مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان یا کتا صابن کی ہانڈی میں گر کر صابن بن جائے تو پاک ہو جائیں گے حقیقت کے تبدیل ہو جانے کی وجہ سے اور اس قول پر فتویٰ ہے ابتلاء عام کی وجہ سے، جیسا کہ اس کا بیان گزرا اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ یہ حکم صابن کے ساتھ

☆ مفتی جامعہ عربیہ امداد العلوم زید پور بارہ بنکی۔

خاص نہیں، پس داخل ہو جائے گی اس حکم میں ہر وہ چیز جس میں تبدیلی حقیقت اور انقلاب ماہیت پائی جائے اور اس میں ابتلاء عام ہو" (ردالمحتار مع الدر المختار ۱؍ ۲۹۱)۔

پس شراب جب سرکہ ہو جائے تو پاک ہے، اس لئے کہ وہ دوسری شئی ہوگئی اور سور وگدھا اگر نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے تو وہ سب پاک ہو جاتے ہیں جیسا کہ ہدایہ میں مذکور یہ حکم طرفین کے نزدیک ہے اور امام یوسفؒ کے نزدیک پاک نہیں ہوتے ہیں، عینی اور ذخیرہ میں اسی طرح مذکور ہے (نفع المفتی ۱؍ ۸۲)۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب مختلف ہیں جس میں جلانا، ملانا، دھوپ دکھانا وغیرہ سب شامل ہیں، جس میں جلانے کی مثال اس طرح ہے۔

"من ذلك قولنا بأن النار مطهرة للروث والعذرة فقلنا بطهارة رمادها تيسيراً" (الاشباہ والنظائر ۱؍ ۱۲۷) (اور اسی قبیل سے ہمارا قول کہ آگ گوبر و پاخانہ کے لئے سبب طہارت ہے، چنانچہ ہم اس کی راکھ پر بغرض آسانی طہارت کا حکم لگاتے ہیں)۔

نفع المفتی میں ہے:

"یہ امر واضح ہے کہ جب سور نمک بن جائے تو وہ پاک ہے اور شراب جب سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہے اور پاخانہ جب جلا دیا جائے اور راکھ ہو جائے تو وہ پاک ہے، یہ تمام حکم امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے" (نفع المفتی ۱؍ ۲۹)۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تبدیل ماہیت وحقیقت کی وجہ سے حکم تبدیل ہو جاتا ہے، اور وہ اشیاء پاک ہو جاتی ہیں، اور شرعاً اس کا استعمال بھی درست ہو جاتا ہے، صابن وغیرہ چربیوں سے بنایا جاتا ہے، لیکن اگر اس میں مردار اور غیر ماکول اللحم جانوروں کی چربی شامل کر لی جائے تو اس کی ماھیت وحقیقت میں تغیر ہو جانے کی وجہ سے حضرت امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے، اور ابتلاء عام ہونے کی وجہ سے اس کے پاک ہونے پر فتویٰ دیا گیا ہے (ردالمحتار ۱؍ ۳۲۶)۔

اوراس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ پاک ہے پھر خون بستہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے، پھر گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہوجاتا ہے اور شیرہ انگور پاک ہے پس خمر بن کر ناپاک ہو جاتا ہے پھر سرکہ بن کر پاک ہوجاتا ہے، اس سے ہم نے جان لیا کہ حقیقت کا پلٹ جانا اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو اس حقیقت پر مرتب تھا۔

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں:

(۱) انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔

(۲) یہ حکم طہارت بانقلاب حقیقت امام محمد کا قول ہے اوراسی پر فتویٰ ہے اوراکثر مشائخ نے اس کو اختیار کیا ہے۔

(۳) صابن میں روغن یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے، اور انقلاب عین حاصل ہو جاتا ہے، جیسا کہ درمختار اور مجتبیٰ کی عبارتوں سے صاف ظاہر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ صابن خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے، صابن بن جانے کے بعد وہ پاک ہوجاتا ہے اوراس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی اور روغن باقی نہ رہا، بلکہ صابن بن کر پاک ہوگیا، جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے، لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہوجاتا ہے۔

نیز مذکورہ روایات سے یہ امور بھی ثابت ہوتے ہیں:

(۱) گدھا، خنزیر، کتا، انسان انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں، ان میں کچھ بھی تفاوت نہیں۔

(۲) یہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے، یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام ونجس ہے وہ بھی اس حکم میں شامل ہے۔

(۳) انسان جس کے اجزاء سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے اور خنزیر ومیتہ جن سے

بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے، انقلاب ماہیت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر اور میتۃ کا حکم باقی نہیں رہتا ہے، بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں، جبکہ انقلاب حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

(۴) کان نمک میں گرنے اور صابن کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں جیسا کہ کبیری کی عبارت میں صراحت مذکور ہے۔

انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں حکم یکساں طور پر جاری ہوتا ہے، نجاست کا کنواں بالکل کیچڑ ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

"**وبئر البالوعة إذا صار طينا يطهر عند هما خلافاً لأبی یوسف كذا فی فتاویٰ هندیه**" (نجاست کا کنواں جب کیچڑ ہو جائے تو وہ طرفین کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے، امام یوسف کا اس میں اختلاف ہے، فتاویٰ ہندیہ میں اسی طرح مذکور ہے)۔

## انقلاب حقیقت سے مراد کیا ہے؟

تو واضح ہو کہ انقلاب سے مراد یہ ہے کہ وہ شئی فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدل ہو جائے جیسے شراب سرکہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی ہے اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے۔

حقیقت بدل جانے کا حکم اس وقت دیا جا سکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے، سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں، بعض آثار کا زائل ہو جانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں۔ جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندلیا جائے اور روٹی پکائی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا

پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روئی میں یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا، لیکن شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے چونکہ شراب کے اجزاء کم تھے اور آٹے کے زیادہ تھے، اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں، پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب۔

اس طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں، جیسے شراب سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے یا صابن میں قدرے دسومت (چکناہٹ) روغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے، پس انقلاب عین کی وجہ سے تبدیل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور اور احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب واختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

الحاصل انقلاب کی اکثر صورتوں میں انقلاب سے پہلے اختلاط ہوگا خواہ بہ تمیز اجزاء مختلطہ ہو یا بلا تمیز شراب اور سرکہ میں اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد وہ شراب اپنی حقیقت سے مستحیل ہو کر سرکہ بن جاتی ہے، اس وقت حکم نجاست متبدل ہوتا ہے، اسی طرح تیل اور سجی کے بارے میں صابن بنانے کے وقت اول اختلاط ہوتا ہے، اس کے بعد جب سجی کی شوریت اس کو مستحیل کردیگی اس وقت نجاست کا حکم متبدل ہوگا، اور اس سے پہلے نجاست کا حکم باقی رہے گا۔

## الکحل ملی ہوئی دواؤں کا حکم

۶، ۷، ۸، ۹- الکحل ملی ہوئی دواؤں کا مسئلہ اب صرف مغربی ممالک تک محدود نہیں رہا بلکہ اسلامی ممالک سمیت دنیا کے تمام ممالک میں آج یہ مسئلہ پیش آرہا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تو اس مسئلہ کا حل آسان ہے، اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے بنائی ہوئی شراب کو بطور دواء کے یا حصول طاقت کے اتنی

مقدار میں استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار میں نشہ پیدا نہ ہوتا ہو (مستفاد فتح القدیر ۸ / ۱۶۰)۔

دوسری طرف دواؤں میں جو الکحل ملایا جاتا ہے اس کی بڑی مقدار انگور و کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء مثلاً چمڑا، گندھک، شہد، شیرہ، دانہ، جو وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے (انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا ۱ / ۵۴۴)۔

لہذا دواؤں میں استعمال ہونے والا الکحل اگر انگور اور کھجور کے علاوہ دوسری اشیاء سے حاصل کیا گیا ہے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس دوا کا استعمال شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ کہ وہ حد سکر تک نہ پہنچے اور علاج کی ضرورت کے لئے ان دونوں اماموں کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

اور اگر وہ الکحل انگور و کھجور سے حاصل کیا گیا ہے تو پھر اس دواء کا استعمال ناجائز ہے، البتہ اگر ماہر ڈاکٹر یہ کہے کہ اس مرض کی اس کے علاوہ اور دوا نہیں ہے تو ایسی صورت میں اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اس لئے کہ اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک تداوی بالمحرم جائز ہے (کذا فی البحر الرائق ۱ / ۱۱۶)۔

"وفي التهذيب يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوىٰ إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه" (رد المحتار کتاب البیوع، باب المتفرقات مطلب تداوی بالمحرم ۴ / ۲۱۵) (تہذیب میں مذکور ہے کہ ہر بیمار کے لئے دوا کی غرض سے پیشاب وخون اور مردہ کا استعمال کرنا جائز ہے، جب کوئی طبیب حاذق اس کو خبر دے کہ شفاء اس میں ہے اور مباح چیز کو نہ پائے جو کہ اس کے قائم مقام ہو)۔

امام شافعی کے نزدیک خالص اشربہ محرمہ کو بطور دواء استعمال کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں، لیکن اگر شراب کو کسی دواء میں اس طرح حل کر دیا جائے کہ اس کے ذریعہ شراب کا ذاتی وجود ختم ہو جائے اور اس دواء سے ایسا نفع حاصل کرنا مقصود ہو جو دوسری پاک دواء سے حاصل نہ

ہوسکتا ہو تو اس صورت میں بطور علاج اسی دواء کا استعمال جائز ہے۔

صاحب رملیؒ نہایہ میں لکھتے ہیں:

"أما مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التدواى بها كصرف بقية النجاسات إن عرف أو أخبره طبيب عدل ينفعها بأن لا يغنى عنها طاهر" (نہایۃ المحتاج للرملی ۸/ ۱۲)

(ایسی شراب جو دوسری دواؤں میں مل کر حل ہو کر اس کا ذاتی وجود ختم ہو جائے تو اس کے ذریعہ علاج کرنا جائز ہے جیسا کہ دوسری نجس اشیاء کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ کوئی عادل طبیب اس کے نافع اور مفید ہونے کی خبر دے اور اس کے مقابلہ میں کوئی ایسی پاک چیز بھی موجود نہ ہو جو اس سے بے نیاز کردے)۔

نیز خالص الکحل کا استعمال بطور دواء کے نہیں کیا جا سکتا بلکہ ہمیشہ دوسری دواؤں کے ساتھ ملا کر ہی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بھی الکحل ملی ہوئی دواؤں کو بطور علاج استعمال کرنا جائز ہے۔

مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک غالبًا تداوی بالمحرم حالت اضطرار کے علاوہ کسی حال میں بھی جائز نہیں، بہر حال موجودہ دور میں چونکہ ان دواؤں کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے، اس لئے اس مسئلہ میں احناف یا شوافع کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے ان کے مسلک کے مطابق گنجائش دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پھر اس مسئلے کی ایک صورت اور بھی ہے جس کے بارے میں دواؤں کے ماہرین سے پوچھ کر اس کو حل کیا جا سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ جب الکحل کو دواؤں میں ملایا جاتا ہے تو کیا اس عمل کے بعد الکحل کی حقیقت اور ماہیت باقی رہتی ہے یا کیمیاوی عمل کے بعد اس کی ذاتی حقیقت اور ماہیت ختم ہو جاتی ہے اور اس کیمیاوی عمل کے بعد الکحل نہیں رہتا بلکہ دوسری شئ میں تبدیل ہو جاتا ہے، تو اس صورت میں تمام ائمہ کے نزدیک بالاتفاق اس کا استعمال جائز ہے، اس لئے کہ

جب شراب سرکہ میں تبدیل ہو جائے تو اس وقت تمام ائمہ کے نزدیک حقیقت اور ماہیت کی تبدیلی کی وجہ سے اس کا استعمال شرعاً جائز ہے (فقہی مقالات ۱/ ۱۵۳، ۲۵۴)۔

"فالخمر إذا صار خلا يطهر لأنه شی ٔ آخر" (نفع المفتی / ۴۸) (پس شراب جب سرکہ ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے، اس لئے کہ وہ دوسری شئ ہو گئی)۔

## جلاٹین استعمال کرنے کا حکم

اگر خنزیر سے حاصل شدہ عنصر کی حقیقت اور ماہیت کیمیاوی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی تو پھر وہ عنصر نجس اور حرام ہے اور جس چیز میں وہ عنصر شامل ہوگا وہ بھی حرام ہوگی (فقہی مقالات ۱/ ۱۵۵)۔

جلاٹین عام طور پر چمڑا اور ہڈی ہوتا ہے، چاہے یہ کسی بھی جانور کا ہو، خواہ ذبیحہ ہو یا غیر ذبیحہ ہو، خنزیر ہو یا کتا ہو، خواہ کوئی بھی جانور ہو اگر اس کی حقیقت اور ماہیت تبدیل ہو جائے اور اس کا جملہ وصف معدوم ہو جائے، اس کی شکل وصورت پہچانی نہ جائے، غرض کہ اس کا جوہری عنصر یکسر بدل جائے اور ایک دوسرا نام اختیار کر لے تو وہ ایسی صورت میں پاک ہے اور اس کا استعمال بھی دواؤں وغیرہ میں شرعاً جائز و درست ہے۔

"شعر الميتة وعظمها طاهر وعند الشافعي نجس" (الہدایہ ۱/ ۱۳) (مردار کا بال اور ہڈی پاک ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ناپاک ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ مردار کی ہڈی حسب ضرورت دواؤں وغیرہ میں استعمال کی جاسکتی ہے، اس کے پاک ہونے کی وجہ سے۔

# انقلاب ماہیت کیا ہے؟

مفتی محمد صدر عالم قاسمی ☆

۱،۲- کسی شئ کے وہ بنیادی عناصر جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئ کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلی پانچ ہیں:

۱- نام، ۲- رنگ، ۳- بو، ۴- مزہ، ۵- خواص و کیفیات۔

انقلابِ ماہیت شئ کی پوری حقیقت بدلنے کو کہتے ہیں، یعنی مذکورہ پانچ عناصر میں ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے جیسا کہ فتاویٰ دار العلوم میں ہے۔

۳- کسی شئ میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے، مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جن اشیاء سے مل کر یہ شئ بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر، ان کی کوئی بھی خاصیت، اس شئ میں برقرار نہ رہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئی پیدا ہونے والی شئ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات و کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، ہر دو صورتوں کا الگ الگ حکم ہے، پہلی صورت قلبِ ماہیت کے تحت داخل ہے، جبکہ صورت ثانیہ کو تبدیلیٔ ماہیت کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ وجہ یہ کہ قلبِ ماہیت کا حکم لگانے کے لئے بالکلیہ شئ کی حقیقت کا ختم ہونا ضروری ہے۔

۴- انقلابِ ماہیت کے مسئلہ کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان کوئی فرق نہیں

---

☆ ادارہ محکمہ شرعیہ نہر اضلع دربھنگہ (بہار)۔

ہے، ہر ایک کے لئے شئی کی پوری حقیقت کی تبدیلی ضروری ہے۔

۵، ۶ – جلانا، دھوپ دکھانا اور کسی شئی کے اندر کسی شئی کا ملانا وغیرہ اسباب قلب ماہیت ہیں، یہ تمام عمل اس طور پر کئے جائیں کہ شئی کی بالکلیہ حقیقت ختم ہو جائے، قلب ماہیت میں مؤثر ہوں گے ورنہ نہیں۔

فلٹر یا کشیدگی کا جو عمل ہے اس میں اگر چہ اس شئی کے جوہر نکال دیے جاتے ہیں لیکن اس کی حقیقت بالکلیہ ختم نہیں ہوتی، اس لئے یہ قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا۔

۷ – دوائیں جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہو یا سیال، اس میں کسی شئی کا خلط واختلاط جبکہ اس کے نتیجے میں مجموعی شکل وتاثیر ضرور بدلتی ہے۔ لیکن چونکہ ہر چیز اپنی جملہ صفات کے ساتھ موجود ہوتا ہے، مثلاً انگریزی دواؤں میں الکحل کا استعمال جس سے شئی میں اسکار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا۔

لیکن چونکہ دوا انسان کے لئے ایک ناگزیر شئی ہے، اس کا استعمال بقاء حیات انسانی کے لئے ضروری ہے، اس لئے بوجہ ضرورت تداوی اور بوجہ عموم بلوی گنجائش ہونی چاہئے، جیسا کہ شراب کا پینا حرام ہے، لیکن صاحبین رحمھما اللہ کے نزدیک برائے دوا بقدر ضرورت استعمال درست ہے۔

پیشاب کا پینا حرام ہے، شئی نجس ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے دوا کے طور پر اہل عرینہ کو اس کی اجازت فرمائی تھی۔

۸ – صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں اور چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے، اس طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر مستعمل ہوتا ہے اور یہ ہڈیاں بھی عموماً مردار کی ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے مردار میں ہر طرح کے مردار شامل ہیں۔ صابن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں چربی اور ہڈی کا استعمال بالکلیہ منقلب چونکہ نہیں ہوتا بلکہ ان کے اجزاء وخواص ان میں باقی رہتے ہیں، اس لئے

یہ بھی قلب ماہیت نہیں ہیں۔

لیکن بوجہ عمومِ بلویٰ گنجائش کا پہلو ہے، اس لئے اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

۹- اس کا جواب بھی وہی ہے جو جواب (۷) کے تحت گذرا۔

۱۰- جلاٹین کی تفصیلات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل میں بھی شئی کی حقیقت بالکل ختم نہیں ہوتی، بلکہ اس کے اجزاء باقی رہتے ہیں، اس لئے ظاہر ہے یہ قلب ماہیت نہیں ہے، تاہم میڈیکل میں جو اس کا استعمال کیپسول وغیرہ کی ساخت میں کیا جاتا ہے ضرورۃً للتداوی گنجائش ہو سکتی ہے، لیکن بسکٹ اور ٹافیوں میں اس کی کوئی گنجائش سمجھ میں نہیں آتی، بوجہ عدم ضرورۃ شدیدہ، اس لئے اس طرح کے بسکٹ اور ٹافیوں سے احتراز کرنا چاہئے۔

# تبدیلی حقیقت

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ☆

انقلابِ ماہیت، انقلاب عین، انقلابِ حقیقت تینوں چیز ایک ہی ہیں، انقلاب ماہیت وہ "ما یقوم به الشیٔ"، جس پر کسی چیز کا قیام ہو، اگر وہ حقیقت نہ ہو تو وہ شئ معدوم ہو جائے اور دوسری چیز بن جائے، اس کا نام اور خاصیت اور کیفیت دوسری ہو جائے، مثلاً گوبر، پاخانہ کو جلا کر راکھ بنا دیا تو اس کا نام بھی بدل گیا، اور اس کے تمام اوصاف اور کیفیات بھی بدل گئے۔

۱-"أما النوشادر المستجمع بدخان النجاسة فهو طاهر" (رد المحتار ۱/ ۳۶) (منجمد نوشادر جو نجاستوں کی بھاپ سے بنتا ہے وہ پاک ہے)۔

۲-"ولا یکون رماد قذر ا لا لزم نجاسة الخبز فی سائر الأمصار" (رد المحتار ۱/ ۳۶) (نجس نہیں ہوتی گندگی کی راکھ ورنہ تمام شہروں میں روٹیاں ناپاک ہو جائیں گی)۔

الف- اوپر چند مثالیں ذکر کی ہیں مثلاً نوشادر جو نجاسات کے دھوئیں کے جم جانے سے بھاپ بن گیا، وہ پاک ہو گیا۔

ب- راکھ گوبر کی پاک ہو گئی۔

ج- اسی طرح خون منجمد ہو کر جب علقہ بن گیا اور اس نے جسم انسانی اختیار کر لیا پاک ہو گیا۔

---

☆ مفتی دار الافتاء مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم بجنور یوپی۔

د-شراب سرکہ بن گئی اور سرکہ پاک ہوگیا ایسے ہی سرکہ شراب بن گیا ناپاک اور حرام ہوگیا۔

ان سب کے بارے میں فرمایا ہے: "ثبوت انقلاب الشئ عن حقيقة" (رد المختار ار ۲۸)۔

ہ- صابن جو دوسری چیزوں اور ناپاک تیل اور چربیوں کو ملا کر بناتے ہیں اس کے پاک ہونے کا حکم دیا جاتا ہے: " ولا يغني بنجاسة الصابون لأن الدهن قد تغير و صار شيئاً آخر " (فتاوی التاتارخانیہ)۔

کتنا واضح حکم ہے تیل ناپاک اور چربی ناپاک اور حرام مگر اس کو صناعت سے صابن بنالیا پاک ہوگیا، ان تمام تصریحات کا خلاصہ یہ ہے:

۱-انقلابِ حقیقت اور ماہیت سے حکم بدل جاتا ہے۔

۲-ضرورت اور عموم بلوی کی وجہ سے بھی حرام چیز کے حلال ہونے کا بقدر ضرورت حکم دیا جاتا ہے، اس کی مثال نوشادر یا راکھ ہے، خاصیت اور کیفیت دونوں بدلی ہوئی ہیں، اور اثر بھی باقی نہیں ہے، لیکن صابن میں اثر موجود ہوتا ہے پھر بھی اس کے پاک ہونے کا حکم ہے، جیسا کہ حدیث عرینہ میں اونٹوں کے پیشاب کے جائز اور حلال ہونے کا حکم دیا ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا ہے: "يجوز للتداوی ولا يجوز لغيره" (کبیری ر ۱۴۵)۔

۳، ۴- اس بارے میں امام ابو یوسف نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کو پاک فرماتے ہیں، مثلاً دباغت سے چمڑا پاک ہو جاتا ہے، لیکن جمہور علماء ان کے خلاف ہیں (کبیری ر ۱۴۵)۔

۵-اس سوال کا جواب گزر چکا ہے جیسے راکھ جل کر بنی ہے، اور صابن دوسرے اجزاء سے مل کر پاک بن جاتا ہے۔

۶-اگر شئی اول کا کوئی اثر یا کیفیت یا خاصیت باقی نہیں رہی ہے تو حکم بھی بدل جائے گا:
"وكذا الاصطبل إذا كان حاراً و على كوّته طابق أو كان فيه كوز معلق فيه ماء تترشح" (1] لی قوله) العمل بالاستحسان(رد المحتار ۱/ ۳۲)۔

گندگیوں سے دھواں یا بھاپ اٹھ کر دیواروں پر قطرات میں تبدیل ہو جاتے ہیں، ان قطرات کو ضرورت استحسان کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بیت الخلاء میں سردیوں میں دیر تک بیٹھنے کی وجہ سے کپڑوں پر بھاپ لگ کر نمی آ جاتی ہے، ان کپڑوں کو ناپاک قرار نہیں دیا جاتا۔

۷، ۸-ان دواؤں کی مثال صابن جیسی ہے، حوالہ گزر چکا ہے، صابن اور پیسٹ کا حکم ایک ہی ہے، اگر ان دونوں میں غلبہ کا اعتبار کر لیا جائے، تو عموم بلوی کی وجہ سے اس کو بھی جائز قرار دیا جائے گا، تاہم "لا شفاء فی الحرام" احتیاط بہتر ہے، اس وجہ سے کہ سب کچھ دنیا ہی میں نہیں ہے آخرت بھی ہے، جب کہ کیپسول اور پیسٹ وغیرہ کا بدل دیسی ادویہ اور مسواک موجود ہے۔

# انقلاب ماہیت کی صورت وحقیقت

مولانا تنویر عالم قاسمی ☆

یہ صورت عقلا اور مشاہدہ وقوع پذیر ہے کہ ایک شئ اپنی حقیقت چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہوجایا کرتی ہے۔ نطفہ کا علقہ اور علقہ کا مضغہ بننا اسی انقلاب ماہیت کے قبیل سے ہے، معجزات مثلا عصا موسیٰ اور ساحروں کی رسیوں کا سانپ بننا صورتا سانپ میں یکسانیت کے باوجود دونوں کے درمیان بنیادی فرق اور مابہ الامتیاز یہی ہے کہ معجزہ میں تبدیلی ماہیت کی ہوئی تھی، جب کہ سحر کے اندر شئ اول کی ماہیت میں بغیر کسی فرق کے صرف صورت وڈھانچہ میں تغیر ہوا تھا۔

انقلاب ماہیت کی اولاً دوصورتیں ہیں: ایک یہ کہ کسی انسان کے عمل ودخل کے بغیر اپنے آپ قدرتی طور پر ایک چیز اپنی سابق حقیقت کھو کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہوجائے، دوسرا یہ کہ انسان کے عمل ودخل کے نتیجہ میں ایسا تغیر ہو۔

۱، ۲- فقہ کی کتابوں پر نظر ڈالنے اور خود انقلاب ماہیت کے لفظ سے یہی مستفاد ہے کہ ایک شئ اپنی سابقہ حقیقت و ماہیت چھوڑ کر دوسری شئ کی حقیقت وصورت میں یا تو کلیتاً منتقل ہوجائے، جس کا لازمی نتیجہ واثر اب یہ ہوگا کہ اس شئ کا سابق نام بدل کر دوسری شئ سے موسوم ہوگا، اسی انقلاب ماہیت کو استحالہ عین اور تحول عین بھی کہتے ہیں مثلا خمر کا سرکہ، یا سرکہ کا خمر بن جانا

☆ جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں سیتامڑھی (بہار)۔

اور کسی بھی جانور کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جاتا۔

انقلاب ماہیت کی دوسری صورت یہ ہے کہ شی کے تمام اوصاف وخصوصیات نہ بدلے بلکہ بعض بنیادی اور جوہری عناصر ختم ہو جائے اور نام بدلنے کے علاوہ مجموعی مزاج میں بھی تبدیل آجائے تو اس صورت کو بھی استحالہ عین کہا جائے گا مثلا صابن میں مردار جانوروں کی چربیاں "تنتفی الحقیقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل" (شامی ار ۲۱۷)۔

۳- اگر کسی شئ میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہو جائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے، اس تبدیلی کے بعد خواہ شئ اول کا کوئی بھی اثر وخصوصیات اور کیفیات نئی پیدا ہونے والی شئ میں برقرار رہے یا نہ رہے دونوں صورت کا ایک ہی حکم ہوگا، بنیادی عناصر میں تغیر کی وجہ سے تبدیلئ ماہیت اور انقلاب عین قرار دیں گے (حوالہ سابق)۔

۴- انقلاب ماہیت کے تحت مختلف نجس اشیاء کے درمیان کچھ بھی فرق نہ ہوگا، اس حکم میں نجس العین اور غیر نجس العین دونوں برابر ہوں گے (شامی ار ۲۱۷)۔

۵- سائنس اور ٹکنالوجی کے ترقی یافتہ دور میں قلب ماہیت کے اسباب مختلف اور بہت ہو سکتے ہیں، ہاں البتہ کتب فقہ میں جلانا، کسی شئ کے اندر دوسری شئ کا ملانا اور زمین میں ایک خاص مدت تک کسی شئ کو دفن کرنا، وغیرہ جیسی مثالیں دستیاب ہیں، طریقہ تطہیر کے انواع واقسام کو بیان کرتے ہوئے صاحب بدائع تحریر فرماتے ہیں: "منها الكلب إذا وقع في الملاحة والجمد والعذرة إذا أحرقت بالنار وصارت رمادا وطين البالوعة إذا جف وذهب أثره، والنجاسة إذا دفنت في الأرض و ذهب أثرها بمرور الزمان" (بدائع الصنائع ار ۸۵)۔

۷- دوائیں بشمول الکحل مختلف اجزاء وعناصر سے ملاکر تیار کی جاتی ہیں جس کے نتیجہ

میں مجموعی شکل و تاثیر ضرور بدلتی ہے، اس کے باوجود ہر چیز اپنی جملہ صفات و خواص کے ساتھ موجود ہوتی ہے اور اس کے مطابق دوا موثر ہوا کرتی ہے، تو آیا اس طرح کی دواؤں کا استعمال شرعاً درست رہے گا۔؟ واضح رہے کہ دواؤں کا استعمال روزمرہ کی ضرورت و حاجت پر مبنی ہے جس سے عام طور پر کسی انسان کو مفر نہیں، لہٰذا "الضرورات تبیح المحظورات" کا تقاضا یہی ہے کہ ان دواؤ کا استعمال جس میں الکحل کی آمیزش ہو شرعاً صحیح اور درست ہوگا۔

فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں استہلاک عین کہتے ہیں، تو کیا یہ استہلاک قلب ماہیت کا مصداق ہوگا؟۔

میری ناقص رائے میں اس استہلاک کو قلب ماہیت نہیں کہنا چاہئے جب تک کہ شئی کی بنیادی عناصر ختم نہ ہوجائے، اگر تمام ہی اجزاء میں (بعض اوصاف وخصوصیات کھونے کے باوجود) بعض خاص اور اہم خصوصیات باقی رہتی ہیں تو پھر کیسے اسے انقلاب ماہیت گردانا جاسکتا ہے، مثلاً دواؤں میں الکحل کی آمیزش کو انقلاب ماہیت نہیں کہا جاسکتا کیونکہ الکحل کا بنیادی جوہر یعنی 'اسکار' کا پایا جانا امر واقعی ہے۔

۸- صابن عموماً چربی سے تیار ہوتا ہے، یہ چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے اور مردار خنزیر بھی ہوسکتا ہے، چربی کی دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن یا اس طرح کی کوئی اور استعمالی شئی تیار کرنا قلب ماہیت میں داخل ہونا چاہئے: "**عبارة المجتبیٰ جعل الدهن النجس فی صابون یفتی بطهارته لأنه تغیر والتغیر یطهر عند محمدؒ ویفتی به للبلوی... مالو وقع ا نسان أو کلب فی قدر الصابون فصار صابونا یکون طاهر لتبدل الحقیقة**" (شامی ۱/ ۲۱۰)۔

جہاں تک ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کے پاؤڈر ملانے کا مسئلہ ہے تو ایسا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا درست ہے خواہ یہ ہڈیاں مردار یا خنزیر کسی بھی جانور کی ہوں، کیونکہ خنزیر کے

علاوہ دیگر مردار جانور کی ہڈیاں اصلاً اور فی نفسہ پاک ہیں، خنزیر کی ہڈیاں نجس العین ہونے کی وجہ سے ناپاک ہیں تاہم انقلاب ماہیت کی وجہ سے ناپاکی زائل ہوجائے گی، جیسا کہ جواب نمبر ۴ کے تحت یہ گزر چکا ہے کہ انقلاب ماہیت میں نجس العین اور غیر نجس العین میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۹- اس کا جواب ۷، ۸ کے ذیل میں گزر چکا ہے جس کا مستفاد یہی ہے کہ دوا کا استعمال بوقت ضرورت و حاجت ہی ہوتا ہے اور اس میں عموم بلوی ہے، یہ دونوں وجہیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ شرعاً اس کا استعمال صحیح اور درست ہو، نیز اس کے علاوہ جس دوا میں دم مسفوح کی ملاوٹ ہوتی ہے اس دم کو مختلف مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، مختلف قسم کے پاؤڈر اور کیمیکل سے اس کی صفائی وستھرائی کرکے دواؤں کے دیگر اجزاء کے ساتھ اس کی ترکیب عمل میں لائی جاتی ہے جس کی بنیاد پر ''دم مسفوح'' اپنی حقیقت و ماہیت کھو دیتا ہے اور اس میں انقلاب عین ہوجاتا ہے۔

نوٹ- مذکورہ بالا جوابات جس میں اشیاء نجسہ کو قلب ماہیت کی وجہ سے پاک اور اس کا استعمال صحیح و درست قرار دیا گیا یہ صرف امام محمدؒ کا مذہب و مسلک ہے جو مفتی بہ ہے۔ ورنہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اشیاء نجسہ جس صورت وشکل میں بدل جائے ہر قیمت پر اسے ناپاک ہی قرار دیا جائے گا (رد المحتار ار ۲۱۰)۔

امام محمدؒ کے قول کو جمہور مشائخ نے اختیار اور اسے قابل فتویٰ اس لئے قرار دیا کہ جن اشیاء میں انقلاب ماہیت کی وجہ سے تبدل حکم کا قول کیا گیا وہ ایسی چیزیں ہیں جس کا تعلق عام ضرورت انسانی سے ہے اور اس کے استعمال میں عام لوگ مبتلا ہیں۔

اس موقع پر مجھے یہ کہنا ہے کہ کسی ناپاک کے طاہر یا غیر طاہر قرار دینے میں صرف انقلاب ماہیت ہی پر نظر نہ ہو بلکہ قلب ماہیت کے علاوہ اصل وجہ ''عموم بلوی'' پر رہنی چاہئے۔

# انقلاب ماہیت کی تعریف، معیار، اسباب اور اس کی نظیریں

مولانا مسعود عالم قاسمی ☆

## انقلاب کی لغوی تعریف

انقلاب کا معنی پلٹ دینا، اوپر کا نیچے کر دینا، اندر کا باہر کر دینا، پھیر دینا، لوٹا دینا ہے، یہ انفعال سے ماخوذ ہے جو لازم ہوتا ہے، تو انقلاب کا لغوی معنیٰ ہوا واپس ہونا، اوندھانا، پلٹنا وغیرہ (دیکھئے: مختار الصحاح، لسان العرب مادہ ''حول''، الموسوعۃ الفقہیہ ۴؍ ۲۷۸ مادہ ''تحول'')۔

## انقلاب کی اصطلاحی تعریف

اصولیین کی اصطلاح میں انقلاب نام ہے جو شئی علت نہ ہو، کے علت ہونے کا، جیسے کہ طلاق کو شرط کے ساتھ معلق کرنے کی صورت میں طلاق ایسی شئی کے ساتھ معلق ہو جاتی ہے جو اس کی علت بمعنی شرط نہیں (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ ۴؍ ۲۷۸، مادہ ''تحول'')۔

## ماہیت کی لغوی واصطلاحی تعریف

ماہیت ''ماھو'' سے ماخوذ ہے، اس میں ''ی'' یائے نسبتی ہے۔ جس کا معنی ''ما به الشيء هو هو''، یعنی جس کے سبب شی شی بنی ہو، ہے (التعریفات الفقہیہ ؍ ۴۵۹، باب المیم)۔

---

☆ استاذ دار العلوم حیدر آباد (اے پی)۔

## حقیقت کی لغوی تعریف

حقیقت ''حق'' بمعنیٰ ثابت وواجب ہونا، سے ماخوذ ہے۔ وہ چیز جس کی حمایت ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے وہ اس چیز کی حفاظت کرتا ہے جس کا دفاع اس کے ذمہ لازم ہے (لسان العرب، والمصباح، مادہ ''حق'' وشرح جمع الجوامع ۱/ ۳۰۰)۔

## حقیقت کی اصطلاحی تعریف

کسی شئی کے معنیٰ مرادی وموضوع لہ میں ہونے کا نام ''حقیقۃ'' ہے، چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ مادہ ''حق'' میں ہے: **"فی الاصطلاح حرفها أکثر الأصولین و علماء البیان: بأنها الکلمة المستعملة فیما وضعت له فی الاصطلاح یقع به التخاطب بالکلام المشتمل علیٰ تلك الکلمة"** (بحوالہ التعریفات للجرجانی، مختصر المعانی للتفتازانی ۱/ ۱۴۳، مسلم الثبوت ۱/ ۱۴۳)۔

## حقیقت و ماہیت ایک ہی شئی ہے یا الگ الگ؟

اوپر کی مجمل تحریر سے کسی نہ کسی درجہ میں یہ بات ضرور سامنے آجاتی ہے کہ حقیقت و ماہیت گو اپنی اصل اور حقیقت کے لحاظ سے دو الگ الگ شئی ہے، لیکن رسمی لحاظ سے دونوں کو ایک پلیٹ فارم پر لایا جاسکتا ہے۔

## انقلاب حقیقت و ماہیت کی تعریف یا اس کا مفہوم

سابقہ تحریر کے پس منظر میں ''انقلاب حقیقت و ماہیت'' کا جو مفہوم ہوسکتا ہے، وہ یہی ہے کہ شئی اپنے معنیٰ مرادی وموضوع لہ سے ہٹ کر غیر معنیٰ موضوع لہ کے لئے ہوجائے، بایں طور کہ اس کی سابقہ حقیقت اور تاثیر بالکل ختم ہوجائے، مثلاً: شراب کا سرکہ، سرکہ کا شراب،

گدھے کا نمک، گوبر یا دیگر نجس اشیاء (خواہ وہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، یہ مذہب حنفیہ اور مالکیہ کا ہے، یہی ایک روایت ہے امام احمدؒ سے بھی ہے جبکہ شافعیہؒ اور ظاہر مذہب کے مطابق حنابلہ یہ فرماتے ہیں کہ نجس العین استحالہ سے پاک نہ ہوگا (دیکھئے: ابن عابدین ۱/ ۲۰۹، ۲۱۷، الدسوقی ۱/ ۵۲، ۵۳، الانصاف ۱/ ۳۱۸، المغنی ۱/ ۷۳)۔

اب یہ انقلابِ حقیقت و ماہیت کبھی تو ایک ہی صف (جو خاص ہو اور رکنیت کا درجہ رکھتا ہو) کے بدل جانے سے متحقق ہو جائے گا، جبکہ کبھی دو بلکہ تینوں اوصاف کے بدلنے سے بھی متحقق نہ ہوگا۔ مثلاً: ناپاک گیہوں کو پیس لینا، یا پسے ہوئے آٹے کا روٹی پکالینا، یا ناپاک تل سے تیل نکالنا (جبکہ اس میں تل کے اجزاء مل جائیں) وغیرہ کہ ان تمام صورتوں میں اوصافِ ثلاثہ، یا کم از کم دو وصف تو بدلتے ہی ہیں، اس کے باوجود ان پر انقلابِ ماہیت کا حکم نہیں لگتا۔

کتبِ فقہ مین ان جزئیات کی دوٹوک اور واضح صراحت موجود ہے۔ تاہم علامہ شامی کے وہ الفاظ جو انہوں نے بعد نقل جزئیات رقم کئے ہیں، نقل کئے جاتے ہیں:

"ثم اعلم أن العلة عند محمد هی التغییر و انقلاب الحقیقة، و أنه یفتیٰ به للبلویٰ۔ کما علم مما مرّ" (ردالمحتار ۱/ ۲۱۰، کتاب الطہارۃ طبع بیروت)، اسی طرح ایک جزئیہ "الاشباہ والنظائر" بحث عموم بلویٰ" میں بھی ہے۔

سو انقلابِ حقیقت و ماہیت میں کسی خاص و معین وصف کی تبدیلی کو سبب و معیار قرار نہیں دیا جاسکتا، البتہ الفقہ الاسلامی وادلتہ (۱/ ۹۹ - ۱۰۰) میں اس کے معیار سے متعلق ایک اصولی بحث کی گئی ہے، جسے ہم اگلے عنوان کے تحت تحریر کریں گے۔

## انقلابِ ماہیت کا معیار

انقلاب حقیقت و ماہیت کا معیار کیا ہے؟ الفقہ الاسلامی وادلتہ میں اس اصل و حکم کی

وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ محلول کی دو صورتیں ہیں:

محلول کی پہلی صورت: محلول کی پہلی صورت یہ ہے کہ ایک چیز جب دوسری چیز سے ملتی ہے، اس طرح کہ بغیر کیمیاوی تجزیہ کے اس کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکے، اسے خلط کہتے ہیں اور دونوں کے ملنے سے جو مرکب تیار ہوتا ہے اسے مخلوط مکچر کہا جا سکتا ہے، پھر یہ کہ ایک شئی کا دوسری شئی کے ساتھ اس طرح مل جانا کہ دونوں اپنی اپنی حقیقت برقرار رکھیں اور ان کی صفات اور تاثیرات بھی پوری طرح نہ بدلیں، بلکہ دونوں چیزوں کی علیحدہ علیحدہ خاصیتیں مل کر مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا کریں تو یہ صورت تبدیل ماہیت کی نہیں، بلکہ دو چیزوں کی باہمی آمیزش کی ہے؛ جسے ہم خلط کہہ سکتے ہیں، مثلاً: دودھ میں پانی ملا دیا جائے، یا سرخ اور زرد رنگ کے محلول کو آپس میں ملا دیا جائے، تو ان صورتوں میں نہ دودھ کی حقیقت بدلتی ہے نہ پانی کی، نہ سرخ رنگ کی حقیقت ختم ہوتی ہے نہ زرد رنگ کی، البتہ ملائی ہوئی دو چیزوں کو جس مقدار میں ملایا گیا ہے، اس کے تناسب سے ایک شئی کی صفت اور تاثیر اور دوسری شئی کی صفت اور تاثیر کے باہم ملنے سے مرکب کا ایک نیا مزاج پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے مفرد دواؤں کی خاصیت اور مرکب دواؤں کا مزاج مختلف ہوا کرتا ہے۔

محلول کی دوسری صورت: محلول کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک محلول کے ساتھ ملانے سے، یا کسی کیمیاوی عمل کے ذریعے کسی شئی کی خاصیت پورے طور پر تبدیل کر کے، اس شئی کی اصل، حقیقت اور ماہیت کو اس طرح بدل دے گویا ایک نئی شئی وجود میں آئی ہو، جیسے خمر کو کیمیاوی عمل کے ذریعہ سرکہ بنالیا جانا، یا سرکہ کو شراب بنالیا جانا وغیرہ، کہ ان صورتوں میں پہلی شئی (جو قبل از انقلاب تھی) میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آئی ہے، جو اس حقیقت کو بدل کر ایک نئی شئی کو وجود بخشتی ہے، حکم شرع (انقلاب ماہیت سے تبدیلیِ احکام) کا مدار اسی تبدیلی ماہیت پر ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شئی اصلاً ''نجس'' ہو، لیکن اس میں ایسی کیمیاوی تبدیلی عمل میں آ گئی

ہو جس نے اس شئی کی اصل حقیقت کو بدل کر نئی شئی کو وجود بخشا ہو، تو حکم نجاست نہ ہوگا الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۹۹، ۱۰۰)۔

## ماحصل

الفقہ الاسلامی وادلتہ کی مذکورہ بالا اصولی بحث کا ماحصل یہ ہے کہ جب شئی بعد الخلط اپنی سابقہ شکل وصورت، حقیقت و ماہیت اور تاثیر بالکلیہ ختم کردے، اس کا نام کام سب بدل جائے، تو اسے انقلاب ماہیت کہا جائے گا اور اگر اس کی سابقہ حقیقت و ماہیت کسی نہ کسی درجہ میں باقی ہی ہو؛ تو اسے انقلابِ ماہیت نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اس کی حیثیت بس خلط اور ملاوٹ کی ہوگی۔ جو تبدیلی احکام میں ذرا موثر نہیں۔ اس کی مثال دور موجود کے اعتبار سے ادویہ وغیرہ میں الکحل اور اسپرٹ (جو دواؤں کے اجزاء کی کیفیات کی حفاظت اور دیگر اجزاء کو سڑنے اور خراب ہونے سے بچانے کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہے) وغیرہ کی آمیزش ہے، کہ یہ اپنی حقیقت نہیں کھوتی۔ اس لئے وہ دوائیں جس میں ''الکحل'' اور ''اسپرٹ'' ایک خاص مقدار میں موجود رہتی ہے، نشہ کے عادی لوگ اس کو زیادہ مقدار میں پی کر، نشہ کی کیفیت اور لذت محسوس کرتے ہیں، اس لئے علامہ شامی نے ایک موقع سے اس سلسلہ کی گفتگو کے دوران فرمایا ہے کہ شیرۂ انگور جو کہ پکانے سے جم جاتا ہے (اگر وہ ناپاک انگور یا کشمش یا منقی کا ہو) تو جم جانے کی وجہ سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ حقیقت بدل گئی، بلکہ وہ شیرہ ہی ہے جو پکانے کی وجہ سے جم گیا (ورنہ سیال تھا)، اسی طرح (ناپاک) تل کو اگر کوٹ کر تیل نکالا جائے اور تیل کے ساتھ اس کے اجزاء مل جائیں؛ تو اس میں صرف وصف کا تغیر ہے (حقیقت کا نہیں) جیسے دودھ کو پنیر بنالیا جائے، یا گیہوں کو پیس لیا جائے، یا پسے ہوئے گیہوں کی روٹی پکالی جائے (تو ان تمام صورتوں میں حقیقت نہیں بدلے گی، بلکہ صرف وصف وشکل بدلے گی) برخلاف اس کے کہ شراب سرکہ بن جائے، یا گدھا نمک کی

کان میں گر کر نمک بن جائے، اسی طرح پاخانہ و گوبر، راکھ یا مٹی و کیچڑ بن جائے، تو ان ساری صورتوں میں ایک حقیقت دوسری حقیقت سے بدل جاتی ہے، محض وصف ہی کا تغیر نہیں ہوتا (ردالمحتار ۱ر ۲۱۰، کتاب الطہارت طبع بیروت، نیز دیکھئے الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱ر ۱۰۰)۔

علامہ شامیؒ اس سے ذرا اور واضح انداز میں بھرپور تقویت کے ساتھ، صاحب فتح القدیر سے نقل فرماتے ہیں: "إن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة۔ و تنتفي الحقيقة بانتفاء بعض مفهومها؛ فكيف بالكل۔ فإن الملح غير العظم واللحم، فإذا صار ملحاً، ترتب حكم الملح۔ و نظيره في الشرع: النطفة نجسة، و تصير علقة و هي نجسة، و تصير مضغة فتطهر" (ردالمحتار ۱ر ۲۰۹، ۲۱۷، ۲۱۸، وکذا فی المغنی ۱ر ۷۲، الانصاف ۱ر ۳۱۸، الدسوقی ۱ر ۵۲، ۵۳)۔

## خلاصہ بحث

جن صورتوں میں شئی کی اصل اور حقیقت و ماہیت اور اس کی تاثیر بدل جائے، ان صورتوں میں ''انقلابِ ماہیت'' کا حکم لگے گا۔ اور جن صورتوں میں شئی کی اصل اور حقیقت و ماہیت اور اس کی تاثیر نہ بدلے، ان صورتوں میں ''انقلاب ماہیت'' کا حکم نہیں لگے گا، گو اس کے اوصاف بدل گئے ہوں، دیکھ لیا جائے کہ فلٹر یا کشید کرنے کا عمل، ادویہ میں ''الکحل'' اور ''اسپرٹ'' ملانے کا عمل، صابن وغیرہ میں مردار یا غیر مردار کی چربی ڈالنے کا عمل بسکٹ وغیرہ میں چربی ملائے جانے کا عمل، ٹوتھ پیسٹ میں ہڈیوں کے پاؤڈر ملائے جانے کا عمل، مذبوح جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں ادویہ میں ملانے کا عمل، جلاٹین کئے جانے کا عمل وغیرہ (جو کہ زیر بحث مسئلہ سے متعلق ہے) کس حیثیت سے تعلق رکھتا ہے؟۔ آیا اس کی اصل، شکل و صورت، حقیقت و ماہیت اور تاثیر بالکل بدل جاتی ہے یا نہیں؟۔ جن صورتوں میں نہیں بدلتی

ہے، ان میں ''انقلابِ ماہیت'' کا حکم نہیں لگے گا اور انقلابِ ماہیت کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

## رائے اپنی

ویسے اپنے ناقص خیال میں گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنے کا عمل (کیونکہ پانی اپنی اصل کے لحاظ سے پاک ہوتا ہے، ناپاک کسی عارضی سبب کی بناء پر ہوتا ہے اور جب اس عارضی شئی کو نکال دیا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ ناپاک رہ جائے، اسی کو علامہ شامی نے یوں ذکر فرمایا ہے: ''شریعت نے وصف نجاست کو ایک خاص وصف کے ساتھ معلق کیا ہے اور کوئی بھی حقیقت اپنے بعض اجزاء کے ختم ہوجانے سے ختم ہوجاتی ہے اور بدل جاتی ہے، تو اگر سارے اجزاء بدل جائیں تو کیوں نہ حقیقت ختم ہوجائے گی''۔ اس کے بعد ہڈی و گوشت کے نمک ہونے کی مثال اور شریعت سے اس کی دو نظیر پیش کی ہیں (رد المحتار ۱ر ۲۱۷-۱۸)، پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنے کا عمل، مختلف قسم کی شرابوں سے اس کے جوہری جزء کو نکالنے کا عمل (اس لئے کہ جزءضروریہ کو نکالنے کے بعد شئی کی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی (ردالمحتار ۱ر ۲۱۷)، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئی کے اجزاء کو علیحدہ کردینے اور اس کی کیفیت و خاصیت بدل دینے کا عمل، یا چمڑہ اور ہڈی وغیرہ میں جلاٹین کا معاملہ، یا صابن وغیرہ میں چربی کے خلط واختلاط کا عمل (اس کی نظیر کے لئے دیکھئے: ردالمحتار ۱ر ۲۱۰) ''انقلاب ماہیت'' کے حکم میں ہونا چاہئے اور اس پر اس کے احکام نافذ ہونے چاہئیں، کیونکہ ان تمام صورتوں میں غالباً شئی کے اجزاءِ ضروریہ بدل جاتے ہیں اور شئی کے کسی ایک بھی جزءضروری کے بدلنے سے اس کی حقیقت و ماہیت کھوجاتی ہے، چنانچہ علامہ شامی نے صاحبِ فتح القدیر کی دوٹوک تصریحات اور پھر شریعت سے اس کی دو نظیر نقل فرمائی ہیں۔

اس کے برخلاف ادویہ وغیرہ میں ''الکحل'' اور ''اسپرٹ'' (جو اسکار پیدا کرتی ہے) کے خلط و اختلاط کا عمل بسکٹ وغیرہ میں چربی ملائے جانے کا عمل، مردار اور خنزیر وغیرہ کی ہڈیوں کا پاؤڈر ملائے جانے کا عمل، جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کئے جانے کا عمل، انقلاب ماہیت کے حکم میں نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ میرے خیال میں ان تمام صورتوں میں گو اشیاء کے اوصاف وغیرہ میں تبدیلی ہو جاتی ہے، مگر حقیقت نہیں بدلتی، زیادہ سے زیادہ اس کو خلط اور ملاوٹ تو کہا جاسکتا ہے، مگر ''انقلاب'' کہنا کسی طرح روا نہیں معلوم ہوتا، اس لئے کہ ''انقلاب ماہیت'' کے لئے حقیقت کی تبدیلی ضروری و لازم امر ہے، جیسا کہ انقلاب حقیقت و ماہیت کی لغوی و اصطلاحی تعریف میں یہ بات بحوالہ گذر چکی ہے۔

## شریعت سے انقلابِ ماہیت کی نظیر

اتنی بات تو طے ہے کہ انقلابِ ماہیت سے احکام میں تبدیلی ہوتی ہے، کتب فقہ، خاص طور سے قواعد فقہ و اصول فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے (دیکھئے: رد المحتار ۱ر ۲۸، الاشباہ والنظائر ۱ر ۴۷)۔

لیکن کیا شریعت میں اس اصل کی نظیر ملتی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ مصادر شرعیہ اور اشباہ ونظائر سے ہٹ کر فقہی نظریہ، یا فقہی ضابطہ، یا فقہی قاعدہ، یا فقہی اصول قائم ہو ہی نہیں سکتے، کہ اصول وقواعد چند جزئیات ومسائل کو ایک لڑی میں پرونے یا چند جزئیات کو سامنے رکھ کر کوئی ایسا ضابطہ مقرر کرنے ہی کا نام ہے جس سے احکام ومسائل اور اس کے استخراج کی صحت وعدم صحت کو جانچا اور پرکھا جاسکے۔

کتبِ فقہ میں زیرِ بحث مسئلہ کی متعدد نظائر ذکر کی گئی ہیں (اس کے لئے دیکھئے: رد المحتار ۱ر ۲۸، فتح القدیر، بدائع الصنائع وغیرہ)۔

## انقلابِ ماہیت کے اسباب

انقلابِ ماہیت کے مختلف اسباب ہیں اور آئندہ ہو سکتے ہیں، جو میرے خیال میں شمار سے یک قلم باہر امر ہے، مگر یہاں سبب سے سبب فقہی وشرعی ہرگز مراد نہ ہوگا، بلکہ وہ طریقے مراد ہوں گے جن کے ذریعہ قلب ماہیت وحقیقت کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان طریقوں سے ''انقلابِ ماہیت'' ہو ہی جائے گا، بلکہ انقلابِ ماہیت کے لئے اس کی عین، حقیقت و ماہیت اور تاثیر کا بدلنا ضروری ولابدی ہوگا، مثلاً: جلنا یا جلانا، انقلاب ماہیت کا ایک طریقہ ہے؛ مگر یہ ضروری نہیں کہ جو بھی شئی جلے گی خواہ جل کر اپنا وجود اور اپنی حقیقت نہ کھوئی ہو؛ اس پر انقلاب ماہیت کا حکم لگے گا، بلکہ اس کے لئے انقلابِ ماہیت بمعنی مذکور لازم ہوگا۔

اسی طرح خلط واختلاط ''انقلاب ماہیت'' کا ایک طریقہ اور ذریعہ ہے، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بلا اپنی سابقہ حقیقت وتاثیر کھوئے، اس پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے گا، بلکہ اس کے لئے ''انقلابِ ماہیت'' ضروری ہوگا۔

حقیقت و ماہیت اور تاثیر کھونے کی مثال گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا اور حقیقت و ماہیت نہ کھونے کی مثال ادویہ وغیرہ میں ''الکحل'' اور ''اسپرٹ'' وغیرہ کا ملنا یا ملانا ہے۔

انقلابِ ماہیت کے اسباب میں سے ایک سبب کیمیاوی عمل ہے، مگر یہاں پر بھی وہی بات رہے گی کہ اس سے پورے طور پر ''انقلابِ ماہیت'' ہوجائے۔ ورنہ (سابقہ خاصیت پورے طور پر ختم ہوکر ایک دوسری شئی وجود میں نہ آئے تو اس صورت میں بھی) ''تبدیلیِ ماہیت وحقیقت کا حکم نہیں لگے گا (دیکھئے: الموسوعۃ الفقہیہ ۴/ ۲۷۸، الاشباہ والنظائر/ ۴۷)۔

# انقلاب ماہیت کے اسباب و وسائل

مولانا شوکت ثناء قاسمی ☆

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کے تمام چیزوں کو انسانوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں، جن کو انسان مختلف شکلوں میں اپنی مختلف ضرورتوں کے لئے استعمال کرتا ہے، لیکن ان میں بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جن کا استعمال شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہے، اور جن چیزوں کے استعمال کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، اس کو عام حالات میں اس کی اصل شکل وصورت میں استعمال کرنے کی شرعی گنجائش نہیں ہوسکتی ہے، البتہ اگر اس کی حقیقت و ماہیت بدل جائے تو ناپاک شئ بھی پاک ہوسکتی ہے جیسا کہ گدھا نمک کے کان میں گر کر نمک بن جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔

فقہاء احناف کے یہاں انقلاب حقیقت سے ناپاک اشیاء پاک ہوسکتی ہیں، لیکن یہ اصول دوسرے فقہاء کرام تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد انقلاب حقیقت کی وجہ سے سوائے خمر کے جب کہ وہ خود بخود بلا دخل انسانی کے اگر سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ کسی بھی ناپاک شئ کو پاک نہیں قرار دیتے ہیں (دیکھئے: المبدع فی شرح المقنع ار ۲۴۳، المغنی ار ۵۶، معونۃ أولی النہی ار ۱۵۱، وھکذا فی روضۃ الطالبین ار ۲۷)۔

اور علامہ وہبہ زحیلی ائمہ کے مذاہب پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"فلا تطهر نجاسة بالاستحالة ولا بنار، فرماد الروث النجس نجس

☆ استاذ جامعہ عائشہ نسواں حیدرآباد، اے پی۔

والتراب المجبول بروث حمار أو بغل ونحوه مما لا يؤكل لحمه نجس ولو احترق كالخزف، والصابون المعمول من زيت نجس ودخان النجاسة وغبارها نجس و ما تصاعد من بخار رماد نجس الى جسم صقيل أو غيره نجس، ولو وقع كلب فى ملاحة فصار ملحا أو فى صبانة فصار صابونا فهو نجس" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۱۵۱)۔

البتہ احناف کے یہاں انقلاب ماہیت طہارت کے اسباب میں داخل ہے۔لہذا ان کے یہاں انقلاب ماہیت کی وجہ سے پاکی کا حکم لگایا جائے گا، چنانچہ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

"السابع انقلاب العين فإن كان فى الخمر فلا خلاف فى الطهارة وإن كان فى غيره كالخنزير والميتة تقع فى المملحة فتصير ملحا يؤكل، والسرقين والعذرة تحترق فتصير رمادا تطهر عند محمد خلا فا لأبى يوسف وكثير من المشائخ اختاروا قول محمد و فى الخلاصة، وعليه الفتوىٰ" (البحر الرائق ۱/ ۲۶۴، فتح القدیر ۱/ ۱۷۶، حلبی کبیر/ ۹۳)۔

خلاصہ یہ کہ انقلاب ماہیت اور تبدیل حقیقت کی وجہ سے احناف کے یہاں ناپاک چیز پاک ہوجاتی ہے۔ برخلاف ائمہ ثلاثہ کے کہ ان کے یہاں ناپاک شئ ناپاک ہی رہے گی۔

ائمہ ثلثہ کے مسلک کے مطابق ان سوالات کا جواب نہایت ہی مشکل ہے، البتہ احناف کے یہاں مفتی بہ قول کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سوالوں کا جواب درج ذیل ہے:

۱- کسی بھی شئ کے وہ بنیادی عناصر جس کے رہتے ہوئے یہ سمجھا جائے کہ اس شئ کی حقیقت و ماہیت تبدیل نہیں ہوئی بلکہ یہ شئ اپنی اصل شکل وصورت پر باقی ہے۔ وہ بنیادی عناصر رنگ، بو اور صورت و کیفیت ہے، لہذا اگر کسی چیز کے اندر مختلف قسم کی تبدیلیاں ہوچکی ہوں اور اس کی ظاہری شکل وصورت بھی بدل گئی ہوں لیکن ان چیزوں میں تبدیلی نہیں آئی یا ایک دو کے

اندر آئی تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ اس شیٔ کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی۔

چنانچہ امام غزالی درج ذیل حدیث کے تحت تحریر کرتے ہیں:

"خلق الله الماء طهوراً لا ينجسه شيء إلا ما غير طعمه أو لونه أو ريحه وهذا فيه تحقيق و هو أن طبع كل مائع أن يقلب إلى صفة نفسه كل ما يقع فيه وكان مغلوباً من حجمه فكما ترى الكلب يقع في المملحة فيستحيل ملحا يحكم بطهارته لصيرورته ملحا و زوائل صفته الكلية عنه" (احیاء علوم الدین ار ۱۳۱، البحر الرائق ار ۲۹، ۲۳۶)۔

۲- انقلاب ماہیت سے مراد یہ ہے کہ وہ شیٔ فی نفسہ یا کسی چیز کی وجہ سے اپنی حقیقت کو چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے جیسے ہرن کا خون مشک بن جائے۔ شراب سرکہ بن جائے یا بنالیا جائے۔ یا نطفہ گوشت پوست بن جائے۔

ان صورتوں میں خون اپنی حقیقت دمویہ اور شراب حقیقت خمریہ اور نطفہ حقیقت منویہ چھوڑ دے اور دوسری حقیقتوں میں تبدیل ہو گئے، علامہ وہبہ زحیلی نے بھی اس پر گفتگو کی ہے، (دیکھئے: الفقہ الاسلامی وادلتہ ار ۱۵۰)۔

لیکن شیٔ کے متعلق انقلاب حقیقت کا اس وقت حکم لگایا جائے گا جب کہ اس شیٔ کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک تبدیل ہو جائے جیسا کہ شراب سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ اور نطفہ گوشت کا لوتھڑا بننے کے بعد دم کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں، لیکن محض آثار کا زائل ہو جانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں۔ جیسا کہ فقہاء نے تصریح کی ہے، کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے۔ یا گھڑے یا دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب، پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے، حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل مقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہیں ہوگا۔ لیکن چونکہ شراب

نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی رہے گا، اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزاء کے ہے، چونکہ شراب کے اجزاء کم ہیں اور آٹے کے زیادہ، اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں ہوتے ہیں، یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب (کفایت المفتی ۲/ ۳۸۳)۔

علامہ ابن عابدین ناپاک زبیب جب کہ اس کو پکا کر شیرہ بنالیا جائے اس کے عدم طہارت کا حکم بیان کرتے ہیں (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۴۱)۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب حقیقت کے لئے شئ کے بنیادی عناصر میں سے ہر ایک کا تبدیل ہوجانا ضروری ہے۔

۳- کسی چیز میں اگر ایسی تبدیلی ہوجائے کہ اس کے جوہری عناصر ختم ہوجائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے۔ لیکن نئی پیدا ہونے والی چیز کے اندر کچھ سابق خصوصیات وکیفیات باقی ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ حقیقت منقلبہ کے بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں ہے، جیسے شراب سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے، یا صابن میں قدر دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے، کیونکہ رقت حقیقت خمریہ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۳۹)۔

البتہ انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت احتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب اور اختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے، اور انقلاب کو اختلاط اور اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ میں احناف کے یہاں مفتی بہ قول کے مطابق نجس العین اور غیر نجس العین اور اسی طرح ان دونوں کے مختلف اجزاء میں کوئی فرق نہیں ہے، اگر ان دونوں کے اندر انقلاب ماہیت پالیا گیا تو وہ چیز ناپاک ہوجائے گی (دیکھئے: کبیری/ ۱۸۸، فتح القدیر ۱/ ۱۷۶)۔

ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہاں ان دونوں کے درمیان فرق ہے، یہ حضرات نجس العین کے انقلاب حقیقت کی وجہ سے طہارت کے قائل نہیں ہیں۔

۵- سوال میں مذکورہ قلب ماہیت کے اسباب کے علاوہ ہر وہ چیز جو قلب ماہیت کے حصول میں موثر ہو سکتی ہے، اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ فقہاء کرام نے جو چند صورتیں ذکر کی ہیں، یہ ان کے اپنے زمانے کے لحاظ سے تھا اور آج جب کہ مختلف قسم کے کیمیکل ایجاد ہو چکے ہیں، جن کے ذریعہ یہ مقصد بہ آسانی حاصل کیا جا سکتا ہے، لہذا موجودہ دور کے تمام وہ کیمیکل جو اس مقصد کے حصول کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ یا کئے جا سکتے ہیں، وہ سب کے سب اسباب قلب ماہیت کے تحت داخل ہوں گے۔

۶- اگر کسی چیز کی حقیقت و ماہیت بالکل بدل جائے یا کسی چیز کے ذریعہ بدل دی جائے، تو اس کے احکام بھی بدل جائیں گے، اور اگر محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جائیں تو اس کی وجہ سے اس کے احکام نہیں بدلیں گے۔ مثلاً شراب میں نمک ڈال کر سرکہ بنا دیا جائے، تو اس کی حرمت اور ناپاکی ختم ہو جائے گی (ہندیہ ۱/ ۴۳)۔

لیکن اگر کسی طرح اس کے بعض اجزاء نکال لئے جائیں جس کی وجہ سے بو وغیرہ ختم ہو جائے تو اس کے باوجود بھی وہ ناپاک رہے گا، کیونکہ اس کی وجہ سے اس چیز کی حقیقت نہیں تبدیل ہوئی بلکہ تجزیہ کر کے اس کے بعض اجزاء کو نکال لیا گیا۔

حاصل یہ ہے کہ حقیقت و ماہیت کا بدل جانا جس کو انقلاب ماہیت اور استحالہ وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے، دوسرا ہے ایک شئ کے مختلف اجزاء کو ایک دوسرے سے علاحدہ کر لینا جس کو ''تجزیہ'' کہا جاتا ہے، کسی چیز کے بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں، مگر محض تجزیہ سے احکام نہیں بدلتے۔

سوال میں مذکورہ صورت تجزیہ ہی کے تحت آتی ہے، نہ کہ استحالہ کے تحت، لہذا افلٹر اور

کشید کرنے کا جو عمل ہے وہ قلب ماہیت میں داخل نہیں ہوگا۔

۷- دوا انسان کی ایک ایسی ضرورت ہو چکی ہے جس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں، بلکہ یہ کہا جائے کہ انسانی زندگی کا ایک لازمی جزء بن چکی ہے، آج کی نت نئی بیماریوں کا وجود اور اس کے مطابق دواؤں کی تشخیص عام ہوگئی ہے، ان میں سے بعض دوائیں مفرد ہوا کرتی ہیں اور بعض مرکب، جو مختلف اجزاء وعناصر سے مل کر تیار ہوتی ہے، خواہ وہ دوائیں جامد ہوں یا سیال، نیز اس میں ملنے والی چیزیں پاک اور حلال بھی ہوتی ہیں اور ناپاک وحرام بھی جیسا کہ آج کل عام طور سے انگریزی دواؤں میں ''الکحل'' کا استعمال ہوتا ہے جو اصل شراب ہے، اسی طرح مختلف جانوروں کا خون اور اس کے دوسرے اجزاء بھی شامل کئے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے دواز وداثر اور مؤثر ہوا کرتی ہے۔

الکحل ملی ہوئی چیزوں اور خصوصاً اس سے بنی ہوئی دواؤں کا استعمال جب کہ وہ انگور کے شیرہ اور تمر سے نہ بنا ہوا ہو امام اعظم کے یہاں اس کا استعمال جائز اور درست ہے، اور عام طور سے انگریزی دواؤں میں جس الکحل کی آمیزش ہوتی وہ شیرۂ انگور اور تمر سے بنا ہوا نہیں ہوتا ہے (دیکھئے: تکملۃ فتح الملہم ۱؍ ۵۵۱)۔

البتہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مطلقاً تمر اور انگور کے علاوہ سے بنی ہوئی شراب بھی حرام ہے، اس لئے اس سے بنا ہوا الکحل بھی ناپاک اور حرام ہوگا۔

امام اعظم کے نزدیک شراب یا اسی طرح دوسری نجس وحرام چیز اگر دوا وغیرہ میں ملی ہو تو اس کا استعمال کرنا جائز ودرست نہیں ہے، وہ حرام وناجائز چیزوں سے علاج کو جائز نہیں سمجھتے، لیکن بعد کے فقہاء احناف نے ازراہ حاجت وضرورت اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

''وفی الدر المختار: وجوزه فی النهاية بمحرم إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاء ولم يوجد مباحا يقوم مقامه'' (الدر المختار ۵؍ ۳۹)۔

نجس اشیاء ملی دواؤں کا استعمال عام ہو گیا ہے اور ابتلاء عام کی صورت پیدا ہو گئی ہے جو فقہی احکام میں تخفیف کا باعث بن جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں:

"فمن القواعد الشرعية المتفق عليها "أن الأمر إذا ضاق اتسع" (الاشباہ والنظائر)۔

اور شوافع کے یہاں اگر شراب وغیرہ کو کسی دوسری دوا میں ملا کر استعمال کیا تو درست ہے بشرطیکہ کوئی بلا شراب ملی ہوئی دوا دستیاب نہ ہو۔

"لا يجوز استعمال الأشربة المحرمة للدواء صرفا ولكن إذا كانت مستهلكة مع دواء آخر فيجوز التداوى بها إن عرف بنفعها بأن لا يغنى طاهر" (نہایۃ المحتاج ۸/ ۱۲)۔

فقہاء کی ان عبارتوں اور ابتلاء عام کو مدنظر رکھتے ہوئے، نجس اشیاء ملی ہوئی دوا کے کوئی متبادل دوا نہ ملنے یا اس کے حاصل کرنے کی استطاعت نہ ہونے یا اس کی تلاش میں مرض کے بڑھ جانے اور شدت اختیار کر لینے کی صورت میں اس کا استعمال درست ہے۔

۸ – صابن خواہ مردار کی چربی سے بنا ہوا ہو یا مذبوح وحلال جانور کی چربی وتیل سے بہر صورت انقلاب ماہیت اور عموم بلویٰ کی وجہ سے پاک اور اس کا استعمال درست ہے، چنانچہ علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

"يطهر زيت تنجس بجعله صابونا به يفتى للبلوى" (الدر المختار مع رد المحتار ۱/ ۵۱۹)۔

اور علامہ ابن عابدین نے اس عبارت کے تحت لمبی بحث کی ہے، اس کے لئے (دیکھئے حوالہ سابق ۱/ ۵۱۹)۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ صابن میں خواہ مردار کی چربی ملی ہوئی ہو یا غیر مردار کی

بہر صورت تبدیل کی وجہ سے پاک ہے، البتہ اگر بسکٹ وغیرہ میں مردار کی چربی وغیرہ ملا دی گئی تو اس بسکٹ کا استعمال کرنا درست نہیں ہوگا، جیسا کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو روٹی ناپاک ہے۔ اسی طرح بسکٹ بھی ناپاک ہوگی، کیونکہ مردار کی چربی اس صورت میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑ رہی ہے، اس لئے ناپاکی کا حکم باقی رہے گا اور اس کا محسوس نہ ہونا اجزاء کے قلیل ہونے کی وجہ سے ہے، چونکہ چربی کے اجزاء کم ہیں اور بسکٹ کے زیادہ، اس لئے وہ بسکٹ میں محسوس نہیں، پس اس کو اختلاط کہا جائے گا نہ کہ انقلاب اور زیادہ سے زیادہ تبدل وصف کا حکم لگایا جا سکتا ہے، اور محض تبدل وصف کی وجہ سے کوئی چیز پاک نہیں ہوتی ہے (دیکھئے: رد المحتار ار ۵۹)۔

محض ایک وصف کا بدل جانا انقلابِ حقیقت نہیں ہے، بلکہ اس کو انقلاب وصف کہا جا سکتا ہے، اور کسی ناپاک شئ کے پاک ہونے کے لئے انقلاب حقیقت ضروری ہے، اور بسکٹ میں ملی ہوئی شراب وغیرہ نجس اشیاء کا محض وصف بدل جاتا ہے، نہ کہ اس کی حقیقت، لہذا اس جیسی بسکٹ وغیرہ نجس ہی رہے گی، اس کا کھانا درست نہیں ہوگا، اور یہی حکم مردار اور خنزیر کی ہڈی وغیرہ سے بنا ہوا ٹوتھ پیسٹ کا بھی ہوگا۔

سوال ۹ کا جواب جواب ۷ میں آچکا۔

۱۰- جلاٹین اگر ماکول اللحم اور مذبوح جانور کے چمڑے یا ہڈی سے تیار کر کے مختلف چیزوں میں استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ اگر مردار یا خنزیر کے چمڑے یا ہڈی سے تیار کر کے مختلف مراحل سے گزار کر اس کے بال اور نجس رطوبات کو زائل کر دیا جاتا ہے، نہ کہ حقیقت و ماہیت تبدیل کر دی جاتی ہے۔ بلکہ محض اس کو استعمال کے قابل بنانے کے لئے یہ مختلف صورتیں اختیار کی جاتیں ہیں، تا کہ اس کو مزہ بڑھانے کے لئے استعمال کیا جا سکے، میرے خیال میں یہ عمل قلب ماہیت میں داخل نہیں ہوگا۔ لہذا اس سے مل کر بنی ہوئی اشیاء نجس اور ناپاک

ہوں گی، نیز اس سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ دوسری قسم کی ٹافیاں بسکٹ اور آئس کریم بکثرت موجود ہیں جس سے انسان اپنی ضرورت کی تکمیل کرسکتا ہے، علاوہ ازیں اگر ان چیزوں کا استعمال نہ کیا جائے تو کوئی حرج ونقصان نہیں ہوسکتا ہے، لہذا سوال میں مذکورہ صورت قلب ماہیت میں داخل نہ ہونے کی وجہ سے جلاٹین میں ملی ہوئی اشیاء کا استعمال ناجائز وحرام ہے۔

# کیا کیمیاوی عمل انقلاب ماہیت کے دائرہ میں آتا ہے؟

مولانا امتیاز احمد ☆

اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو حلال طیب فرمایا ہے، اور بعض کو حرام و ناجائز، جو چیزیں ہمارے لئے حلال ہیں اور ان کا استعمال درست ہے، اس میں انسان کے فائدے ہیں اور جن چیزوں کا استعمال درست نہیں ہے، ان کا استعمال انسان کے لئے نقصان دہ ہے۔

یوں تو احناف کا راجح مسلک اور نقطہ نظر یہی ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، علامہ ابن نجیم نے ''الاشباہ'' میں اباحت، حظر اور توقف تینوں قول ذکر کرنے کے بعد صاحب ہدایہ کا نقطۂ نظر اباحت کا ذکر کیا ہے۔

''مصنف کی کتاب شرح منار میں ہے کہ بعض حنفیہ کے نزدیک اشیاء میں اصل اباحت ہے، احناف میں سے امام کرخی کا یہی نقطہ نظر ہے، اور اصحاب الحدیث کے نزدیک اصل حرمت ہے، اور ہمارے بعض اصحاب فرماتے ہیں کہ اس میں توقف ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شئی کے لئے کوئی نہ کوئی حکم ضرور ہوتا ہے، مگر عقل سے اس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا اور ہدایہ کی فصل حداد میں ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے'' (الاشباہ / ۶۵)۔

علامہ حموی نے اس پر نوٹ لکھتے ہوئے علامہ ابن ہمام کے استاذ قاسم بن قطلو بغا کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آخری قول جمہور اصحاب احناف کے یہاں مختار قول ہے:

☆ ریسرچ اسکالر المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد۔

''علامہ قاسم ابن قطلو بغانے اپنے بعض تعالیق میں ذکر کیا ہے، مختار قول جمہور اصحاب احناف کے نزدیک اباحت کا ہے'' (حوالہ سابق)۔

اسی بنیاد پر جن چیزوں کے حرام اور ناجائز ہونے کی صراحت نہیں کی گئی ہے، فقہاء احناف اسے جائز اور مباح الاصل سمجھتے ہیں، لیکن جن چیزوں کے حرام اور نجس ہونے کی صراحت قرآن وحدیث میں کر دی گئی ہے، ان کا استعمال بالاتفاق درست نہیں، ناپاک اشیاء میں بعض تو ایسی ہیں جن کی نجاست پر سب کا اتفاق ہے اور بعض ایسی ہیں جس میں اختلاف ہے، جیسے 'منی' احناف کے یہاں ناپاک ہے، امام شافعی کے یہاں پاک۔ اور بعض نجاستیں ایسی ہیں جس میں خود اصحاب احناف کا غلیظ اور خفیفہ ہونے میں اختلاف ہے، جیسے ماکول اللحم جانوں کے فضلہ، صاحبین کے نزدیک خفیفہ ہے، اور امام صاحب کے نزدیک غلیظ ہے (بدائع الصنائع ۱/ ۱۹۳)۔

بہر صورت علی اختلاف الاقوال جو اشیاء ناپاک ونجس ہیں، اگر ان کی تطہیر کر دی جائے تو ان کا استعمال شرعاً درست ہو جاتا ہے، کھانے کی قبیل سے ہو تو اسے کھایا بھی جا سکتا ہے۔

فقہاء نے تطہیر کی کئی صورت لکھی ہے، ''جامع الرموز'' میں تطہیر نجاست کی دس صورتیں لکھی گئی ہیں:

یہ بات علم میں رہے کہ جن چیزوں سے نجاست کی تطہیر کر دی جاتی ہے، وہ درست ہیں، احراق کے سوا دسوں کو صراحتاً مصنف نے ذکر کیا ہے۔

وہ دس یہ ہیں: ۱-دھونا، ۲-پوچھنا، ۳-کھرچنا، ۴-سوکھنا، ۵-جلانا، ۶-انقلاب، ۷-جفاف، ۸-دباغت، ۹-ذبح، ۱۰-نزح (نکالنا) (جامع الرموز ۱/ ۱۵۵)۔

علامہ حصکفی اور علامہ شامی نے تیس سے زائد صورت تطہیر نجاست کی لکھی ہے (دیکھئے شامی مع الدر المختار ۱/ ۵۷)۔

تطہیر کی ان صورتوں میں سے ایک صورت انقلاب ہے، جیسا کہ مذکور ہوا۔ تطہیر کی اسی

صورت پر مجھے اس وقت روشنی ڈالنی ہے، اور اس سے متعلقہ سوالات کا جواب دینا ہے۔

۱- انقلابِ ماہیت کا لغوی معنیٰ ماہیت کا بدل جانا ہے، ''لسان العرب'' میں ہے: ''التغير عن العين'' ذات شئ کا بدل جانا اور فقہی اصطلاح میں انقلاب ماہیت یہ ہے کہ شئ اپنی حقیقت اصلیہ مختصہ کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جائے۔ اور کسی اچھی چیز کی ماہیت اور عینیت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک اس کے بنیادی عناصر اس میں پائے جائیں اور بنیادی عناصر تین ہیں:

۱- رنگ، ۲- مزہ، ۳- خاصیت

اگر کسی چیز کی ظاہری شکل بدل گئی مگر مزہ باقی ہے تو سمجھا جائے گا کہ ابھی وہ شئ اپنی عینیت پر باقی ہے، اگر مزہ بھی بدل گیا مگر رنگ کا اثر ہے، تو بھی ابھی اس کی پوری عینیت ختم نہیں ہوئی، مزہ اور رنگ دونوں ختم ہو گئے مگر اس کی بو باقی ہے، تو ابھی بھی یہی سمجھا جائے گا کہ اس کی عینیت باقی ہے، البتہ رنگ کے سلسلہ میں یہ تفصیل سامنے رہے کہ رنگ گہرا نہ ہو، اگر رنگ کا گہرا پن زائل ہو گیا اور بقیہ دو وصف بھی بدل گئے ہیں، تو اس کی عینیت کے بدل جانے کا حکم لگایا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ انقلاب ماہیت کے لئے تینوں بنیادی وصف کا بدلنا ضروری ہے، صرف رنگ کے سلسلہ میں مذکورہ وضاحت پیشِ نظر رہے۔

امام غزالیؒ نے ''احیاء علوم الدین'' میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

اگر نجاست عینیہ ہے تو عینی نجاست کا زائل کرنا اور مزہ کا باقی رہنا عین شئ کی بقاء پر دلالت کرتا ہے، اسی طرح رنگ کی بقاء کا حکم ہے مگر وہ رنگ جو چسپاں رہے، وہ معاف ہے، ہٹانے اور کھرچ ڈالنے کے بعد، بہر حال بو تو اس کی بقاء بھی عین شئ کی بقاء پر دلالت کرتی ہے''

(احیاء علوم الدین ۱/ ۱۵۵، نیز دیکھئے: رد المحتار ۱/ ۵۹)۔

اگر یہ بنیادی عناصر کسی شئ میں موجود ہوں، اس کے ساتھ اس میں دیگر تغیرات ہو گئے

ہوں تو ان تغیرات کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا، اور شئ کی ماہیت علی حالہ باقی رہے گی۔ جیسے (Filter Water) اس میں دوا ڈال کر عام پانی سے اسے ممتاز کیا جاتا ہے، اور اب یہ پانی عام پانی کے مقابلہ میں ذرا بہتر شمار ہوتا ہے، اور صحت وغیرہ کے لئے مفید سمجھا جاتا ہے، دوا ڈالنے کی وجہ سے اس میں تو تغیر ہوا وہ تغیر ضرور ہے مگر پانی کے جتنے اوصاف ہیں وہ سب باقی ہیں، لہذا اس فلٹر شدہ پانی سے بھی وضو اور غسل کیا جاسکتا ہے، الغرض کسی بھی شئ کے ایسے بنیادی وصف جو اس کے ساتھ خاص ہوں، ان کے بدل جانے سے انقلاب ماہیت کی صورت پائی جائے گی، اگر ایسا نہ ہو تو اسے انقلاب ماہیت نہیں کہیں گے، اگر وہ شئ ناپاک ہے تو ناپاکی کا حکم علی حالہ اس میں باقی رہے گا۔

۲- ابھی جیسا کہ سوال ا: کے جواب میں عرض کیا جاچکا ہے کہ انقلاب ماہیت یا استحالہ عین یا تحویل عین کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ شئ اپنی حقیقت کھو کر دوسری حقیقت اختیار کرلے اس طور پر کہ اس کا کوئی وصف باقی نہ رہے، البتہ رنگ کے سلسلہ میں جو تفصیل گزری ہے، وہ ملحوظ رہے، بعض حضرات نے رنگ کا سرے سے اعتبار ہی نہیں کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر بو اور عینیت ختم ہوگئی تو وہ شئ پاک سمجھی جائے گی اگر وہ ناپاک شئ ہو جیسا کہ جامع الرموز میں ہے:

"وفی مبسوط شیخ الاسلام أن النجاسة بالنتن والعین لا اللون وفی الخزانة کل نجس یزول طعمه وریحه طهر" (جامع الرموز ار ۹۵) (اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ نجاست کا تعلق نتن (بو) اور عین سے ہے نہ کہ رنگ سے اور خزانۃ المفتیین میں ہے ہر وہ نجس جس کا طعم اور جس کی بو زائل ہو جائے وہ پاک ہے)۔

رنگ کے سلسلہ میں فقہاء کے ان اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر رنگ ہلکا ہو تو اس کا ازالہ کردینا چاہئے، بغیر ازالہ کے گویا اس کی تطہیر ممکن نہیں، اگر رنگ گاڑھا ہے تو اس کا ہلکا ہو جانا ہی کافی ہے۔ الغرض انقلاب ماہیت میں سرے سے رنگ کا اعتبار نہ ہو یہ بھی نہیں، اور رنگ کا پورا اعتبار ہی کیا جائے ایسا بھی نہیں۔

۳-شئ میں اگر تبدیلی ہوگئی اور اس کے جوہری عناصر ختم ہو گئے اور مزاج میں بھی تبدیلی ہوگئی ہے، اس کے بعد دو صورت ہوسکتی ہے، جیسا کہ سوال میں درج کیا گیا کہ جن اشیاء سے مل کر یہ نئی چیز بنی ہے، ان کا کوئی بھی اثر باقی رہے یا نہ رہے، ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت تو ایسی ہے جس کے انقلاب ماہیت ہونے میں کوئی شبہ نہیں، نام، مزاج، بنیادی عناصر کے ازالہ کے ساتھ کسی وصف کا باقی نہ رہنا صاف بتاتا ہے کہ انقلابِ ماہیت ہوگیا، اگر ناپاک اشیاء سے انقلابِ ماہیت پاک اشیاء کی طرف ہوا ہے تو اس کے پاک ہونے کا حکم لگے گا، فقہاء اس کی مثال میں خمر کے سرکہ اور خنزیر کے نمک کی کان میں گر کر نمک ہوجانے کو پیش کرتے ہیں، ان دونوں مثالوں میں پہلی صورت و حقیقت کی کوئی بھی کیفیت دوسری شئ میں باقی نہیں رہتی، البتہ دوسری صورت جس میں نام، مزاج اور عناصر کے ختم ہوجانے کے باوجود کچھ نہ کچھ اثر شئ اول کا باقی رہتا ہے، اس کے انقلاب ماہیت ہونے میں ذرا شبہہ ہوسکتا ہے کہ جب اثر باقی ہے، تو انقلاب ماہیت کیونکر متحقق ہوا، جیسے صابن جو ناپاک چربی خواہ وہ مردار کی ہو یا خنزیر وغیرہ کی تیار کیا گیا ہو تو اس میں ماہیت، نام وغیرہ بدلنے کے باوجود چربی کی دسومت کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہا ہے، مگر فقہاء اس کے باوجود اس کی حلت کے قائل ہیں اور اس اثر کا کوئی اعتبار نہیں کرتے، اس سے معلوم ہوا کہ موروثی طور پر کچھ اثر باقی رہے تو گویا وہ کالعدم کے درجہ میں ہے یا وہ شئ اس کے اوصاف مختصہ میں سے نہیں ہے، گویا کہ جن چیزوں کا اثر باقی رہا ہے، وہ ایسے اوصاف ہیں جو اس کے ساتھ خاص نہیں ہوتے ہیں، اگر خاص ہوں گے تو سمجھا جائے گا کہ بنیادی عناصر ہی ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں، لہذا اس وقت اس کے انقلاب ماہیت نہ ہونے کا حکم لگے گا، واضح رہے کہ انقلابِ ماہیت کا یہ مسئلہ احناف کے یہاں امام محمدؒ کے قول کے مطابق ہے، انقلابِ ماہیت سے تطہیر کے قائل امام محمد ہیں اور اسی پر فتوی دیا جاتا ہے (دیکھئے: حلبی کبیری ر ۱۸۹، فتح القدیر ۱ر ۱۷۶)۔

۴-احناف کے یہاں تو اس مسئلہ میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی

فرق نہیں ہے، اگر انقلاب ماہیت ہوگیا تو وہ خواہ انقلاب ماہیت نجس العین کا ہوا ہو یا غیر نجس العین کا ہر دو صورت میں اس شئ کی پاکی کا حکم دیا جائے گا، احناف کے یہاں جیسا کہ امام محمدؒ کی رائے کو اختیار کرتے ہوئے انقلابِ ماہیت کو منجملہ تطہیر نجاست کے اسباب میں سے ایک شمار کیا گیا ہے۔ اور اس میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، اصل بنیادی چیز جس کی بنیاد پر کسی شئ کی ناپاکی کا حکم لگایا ہے وہ اس کے بنیادی اوصاف ہیں، جب اوصاف بدل گئے تو اس ناپاکی کا حکم ختم ہو جائے گا۔

حلبی کبیری میں ہے:

''اکثر مشائخ احناف نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اس لئے شریعت نے وصف نجاست کو اسی حقیقت پر مرتب کیا ہے اور وہ (انقلاب کی وجہ سے) بالکلیہ زائل ہوگیا، کیونکہ نمک ہڈی اور گوشت کے علاوہ شئ ہے، پس جب حقیقت نمک سے بدل گئی تو اس پر نمک کا حکم مرتب ہوگا، اسی طرح راکھ ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے نمک کھایا اور اس راکھ پر نماز پڑھی تو جائز ہے'' (حلبی کبیری ر ۱۸۹)۔

البتہ دوسرے ائمہ شوافع، حنابلہ کے یہاں تقسیم ہے، ان دونوں حضرات کے یہاں انقلابِ ماہیت نجس العین کے سوائے خمر کے نہیں ہوسکتا، جیسا کہ ''روضۃ الطالبین میں شوافع کی ترجمانی کرتے ہوئے علامہ ''نووی'' رقم طراز ہیں:

''النجس ضربان: نجس العين وغيره ، فنجس العين لا يطهر بحال إلا الخمر فتطهر بالتخلل'' (روضۃ الطالبین ار ۳۷۰) (نجاست کی دو قسمیں ہیں: نجس العین اور غیر نجس العین، نجس العین تو کسی حال میں پاک نہیں ہوسکتا سوائے خمر کے، البتہ خمر سرکہ بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے)۔

علامہ زین الدین تنوخی حنبلی کے کلام میں بھی اس کی صراحت ملتی ہے:

''نجاستوں میں سے کوئی بھی نجاست پاک نہیں ہوتی ہے، استحالہ کے ذریعہ سوائے شراب کے، جب کہ وہ خود سے سرکہ بن جائے، پس اگر بالقصد اسے سرکہ بنایا جائے تو پاک نہیں ہوگا، ایک قول میں ہے: پاک ہو جائے گا، بہر حال خمر کے علاوہ نجاستیں استحالہ سے پاک نہیں ہوتی ہیں، جیسے خنزیر کو اگر نمک کی کان میں ڈال دیا جائے اور وہ نمک بن جائے، اسی طرح راکھ میں ڈال دیا جائے اور وہ راکھ بن جائے، یا اس جیسی دوسری چیزیں ہوں'' (المبدع فی شرح المقنع ار ۲۴۲، المغنی ار ۵۶)۔

غیر نجس العین میں اگر بنیادی اوصاف ختم ہو گئے تو شوافع کے یہاں اسی کی تطہیر ہو جائے گی، اس بابت علامہ نووی رقم طراز ہیں:

''بہر حال نجاست عینیہ تو ضروری ہے اس کے رنگ، بو، مزہ کا زائل کرنا، پس اگر اسے کیا گیا اور مزہ باقی رہا تو پاک نہیں ہوگا اور صرف رنگ باقی رہا اور اس کا زائل کرنا آسان تھا تو پاک نہیں ہوگا، اور اگر اس کا زائل کرنا مشکل ہو، جیسے حیض کا خون جو کپڑے میں لگ جائے اور بسا اوقات مبالغہ سے دھونے، ناخن وغیرہ سے کھرچنے کے باوجود وہ رنگ زائل نہیں ہوتا ہے، (تو اس خفیف رنگ کے باقی رہنے کے باوجود) وہ پاک ہو جائے گا'' (روضۃ الطالبین ار ۲۷)۔

مالکیہ کے یہاں انقلاب ماہیت کا اعتبار ہے، جس طرح احناف کے یہاں ہے۔

علامہ دسوقی نے حاشیہ دسوقی میں اس کی طرف روشنی ڈالی ہے، شراب کے سرکہ ہو جانے یا کسی جز کو ڈال کر سرکہ بنا لئے جانے کے بعد اس کی تطہیر کا حکم رقم فرماتے ہیں:

''واختلفوا فی تخلیلها فقیل بالحرمة لوجوب اراقها وقیل بالکراهة وقیل: بالاباحة وعلی کل یطهر بعد التخلیل'' (حاشیہ دسوقی ار ۱۸۹)۔

فقہاء کے ان اقوال سے معلوم ہوا، احناف و مالکیہ کے یہاں انقلاب ماہیت کا اعتبار ہے اور نجس العین اور غیر نجس العین، اسی طرح ان دونوں کے مختلف اجزاء کے درمیان کوئی فرق

نہیں ہے، حنابلہ اور شوافع کے یہاں صرف غیر نجس العین میں ہے، اور نجس العین میں سوائے خمر کے انقلاب ماہیت کا اعتبار نہیں اور خمر کی تطہیر کی بھی، حنابلہ کے یہاں اعتبار اس وقت ہے جب کہ وہ خود سے خمر سے سرکہ بن گیا ہو، اگر آدمی کی اپنی کوشش کا اس میں دخل ہے تو ان کے یہاں دو قول ہے، راجح قول عدم تطہیر کا ہے، جب کہ شوافع کے یہاں ایسی بات نہیں (دیکھئے: المقنع ۱/ ۳۱۴)۔

۵- قلب ماہیت کے اسباب جو عموماً فقہاء کی کتابوں میں ملتے ہیں، ان میں تتریب (مٹی میں ملا دینا)، تشمیس (دھوپ دکھانا)، القاء شئ (کسی چیز کا ڈالنا) اور ہوا کے ذریعہ سکھانا ہے۔

فقہاء کے یہاں ان ہی چند چیزوں کا ذکر ملتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کل کے دور میں جو چیزیں بھی انقلاب ماہیت کے لئے استعمال کی جائیں گی، وہ ان اشیاء میں سے کسی کے مثل ہوں گی۔ مثلاً دواؤں کے ذریعہ انقلاب ماہیت کریں تو القاء شئ کے زمرہ میں داخل ہوگی، اگر الیکٹرک یا کسی مشینی آلات کے ذریعہ انقلاب ماہیت کیا جائے، تو یہ تشمیس یا نار کی قبیل سے ہوگا، اگر ماحولیاتی کیفیات پیدا کر کے اس کی عینیت کو بدلیں تو یہ ریح (ہوا) کے حکم میں آجائے گی۔ الغرض آج کل جو بھی چیز اس کے لئے استعمال کی جائے بشرطیکہ وہ شئ پاک اور درست ہو تو وہ اس باب میں مؤثر ہو سکتے ہیں۔

۶- فلٹر کرنے، کشید کرنے، اسی طرح، ناپاک پانی سے ناپاک عنصر نکالنے، شراب سے اس کے جوہری جزء نکالنے، کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی چیز کی خاصیت کو سلب کرنے جیسے عمل کو انقلاب ماہیت تو نہیں کہیں گے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ان عمل کے ذریعہ اگر ناپاک جزء کو پاک کیا گیا، تو وہ جزء پاک ہو جائے گا، مثلاً پانی میں اگر غلاظت ملی ہوئی ہے، کسی عمل کے ذریعہ اس ناپاکی کو بالکل الگ کر لیا گیا، تو وہ پانی پاک ہو جائے گا، اس لئے علامہ شامی، حصکفی وغیرہم

نے تطہیر نجاست کی جو کئی صورتیں لکھیں ہیں ان میں سے ایک نزح ہے (شامی مع الدر ار ۷۱۵)۔

سوال میں یہ درج صورتیں اسی قبیل سے ہوں گی، البتہ اصلی شراب کو سدالللباب اس سے مستثنیٰ رکھنا مناسب ہوگا، کیونکہ اس عمل کو حیلہ بنا کر لوگ شراب پینے کو جائز سمجھنے لگیں گے، اور یہ بات تو واضح ہے کہ سب کو شراب کے جوہری جزء کی علاحدگی کا ادراک نہ ہوگا، خاص خاص لوگ ہی اس بات کو جانتے ہیں کہ اس عمل کشید کے بعد شراب کا جوہری جزء یقیناً ختم ہوگیا۔

فقہاء کے یہاں اس طرح کے جزئیہ کی بھی صراحت ملتی ہے کہ اگر خمر میں گوشت پکایا گیا تو اب اس کو پاک کرنے کے لئے صاف پانی میں دو تین بار ابال دیا جائے۔ اس طرح دو تین مرتبہ کے عمل سے شراب کا عنصر اس سے بذریعہ بھاپ نکل جاتا ہے، اس طرح وہ گوشت پاک ہو جاتا ہے (ہندیہ ار ۴۲)، یہ قول احناف میں سے امام ابو یوسف کا ہے۔

۷-نجاست کی تطہیر میں انقلاب حقیقت کا تو اعتبار ہے، لیکن اختلاط شی کا اعتبار نہیں، لہذا انقلاب حقیقت اور اختلاط شیٔ کے درمیان تمیز کرنا ضروری ہے، انقلاب حقیقت بولتے ہیں، کسی چیز کے آثار مختصہ کا اس میں باقی نہ رہنا، اگر بعض آثار زائل ہو جائیں یا بوجہ قلت، دکھائی نہ دیں تو یہ انقلاب حقیقت نہیں بلکہ اسے اختلاط کہا جائے گا، اور اختلاط کے سلسلہ میں فقہاء کی جزئیات میں اسی کی تصریح ملتی ہے کہ اس سے پاک شیٔ ناپاک ہو جایا کرتی ہے، اور ناپاک اپنی ناپاکی پر باقی رہتی ہے، جیسے اگر کسی نے آٹا شراب سے گوندھا تو آٹا ناپاک ہو جائے گا۔ بلکہ اگر اس سے روٹی پکالی گئی ہے تو وہ بھی ناپاک رہے گی۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب نے ''کفایت المفتی'' میں اس پر روشنی ڈالی ہے، اور علامہ انور شاہ کشمیری کی اس پر تصویب موجود ہے (کفایت المفتی ۳ر ۳۸۳)۔

اب مسئولہ سوال پر غور کیا جائے، دوائیں جو تیار ہوتی ہیں، اگر جامد اشیاء سے تیار ہوتی ہیں، تو یہ خلط ہے، اگر وہ جامد شیٔ ناپاک ہے تو دواء ناپاک ہوگی، اگر سیال مادہ سے دوائیں تیار کی

گئی ہوں تو اس وقت اس کی کیفیت کا اثر ہوگا، چنانچہ سیال مادہ سے بنی دوا انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک کہلائے گی، میرے خیال میں اسی طرح جامد و سیال کے درمیان فرق کرنا مناسب ہے۔

آج کل جو دوائیں بنتی ہیں، ان میں اختلاط کی کیفیت نہیں ہوتی، بلکہ انقلاب ماہیت کی شکل پیدا ہو جاتی ہے، اور ''الکحل'' کا مادہ گو اپنا اثر رکھتا ہے، مگر اس کی اپنی حقیقت جو اس میں سے بنی وہ نہیں رہتی، اس لئے الکحل کے ذریعہ تیار شدہ دوا انقلاب ماہیت کی وجہ سے قابل استعمال ہیں۔

۸-صابن جو عموماً چربی سے تیار ہوتے ہیں، تیار ہو جانے کے بعد اس کی حقیقت بدلی باتی ہے، اگر وہ چربی مذبوح ماکول اللحم کی ہو تو اس میں کوئی حرج ہی نہیں، وہ بلاشبہ درست اور طاہر ہے، اس طرح کی چربیوں سے تیار شدہ صابن کا استعمال نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے، لیکن اگر مردار یا خنزیر وغیرہ کی چربی سے صابن بنایا گیا ہو تو اب صابن بن جانے کے بعد اس کی حقیقت بدل گئی، اس لئے اب ایسے صابن یا اس جیسی چیزوں کا استعمال درست ہے، البتہ یہ بات واضح رہے کہ ایک مسلمان کے لئے مردار کی چربی یا خنزیر کی چربی سے اس طرح کی اشیاء تیار کرنا جائز نہیں ہے، گو تیار ہو جانے کے بعد اس کا استعمال ہو، لہذا غیر مسلموں کے ذریعہ بنائی ہوئی ایسی چیزوں کا استعمال میں لانا درست ہے، البتہ بسکٹ یا ٹوتھ پسٹ وغیرہ میں جو ہڈیوں کے پاؤڈر ملاتے ہیں، یہ از قبیل اختلاط ہوں گے، اس لئے اگر صحیح قرینہ سے معلوم ہو جائیں تو ان کا استعمال درست نہ ہوگا۔ انقلاب حقیقت تطہیر نجاست کی ایک شکل ہے، نہ کہ اختلاط۔

۹-شروع میں یہ بات گزر چکی ہے، اشیاء نجس کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں: ان میں سے ایک طریقہ ذبح بھی ہے، اگر جانور ماکول اللحم ہے تو اس جانور کے گوشت پوست اور ہڈی وغیرہ استعمال کرنے میں تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اگر غیر ماکول اللحم اور غیر نجس

العین ہے تو اس وقت ذبح کے بعد اس کے گوشت کی حلت کا تو حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے، البتہ اس کے چمڑے، ہڈی وغیرہ کھانے کے علاوہ دوسری چیزوں میں استعمال میں لائے جا سکتے ہیں، لیکن خون دونوں کا حرام ہے، خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم، اس لئے خون جس جانور کا ہو اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اگر دواؤں میں اسے ملایا گیا تو وہ دوا ناپاک رہے گی۔

اگر انقلاب حقیقت کی شکل پیدا ہوگئی تو اس پر پاکی کا حکم لگایا جا سکتا ہے، مذکورہ بالا وضاحت سے باقی اعضاء کے احکام سمجھے جاسکتے ہیں۔

۱۰- جلاٹین کی جو صورت سوال میں درج کی گئی ہے، اس سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس میں دباغت کا عمل نہیں ہوا، دواء کے ذریعہ صرف اسے گلا دیا گیا، لہذا یہ انقلاب حقیقت نہیں ہوا، اب اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ خنزیر یا مردار کے چمڑے یا ہڈی پر یہ عمل کیا گیا ہے اور پھر اسے بسکٹ، ٹافی اور آئس کریم میں استعمال کیا گیا ہے، تو ان کا استعمال کرنا درست نہ ہوگا، اس کے علاوہ دوسرے ماکول اللحم جانور کا ہو تو اس وقت ان چیزوں کا استعمال درست ہوگا۔

## خلاصہ بحث

۱- کسی بھی شیٔ کے بنیادی عناصر رنگ، مزہ، بو اور صورت وشکل ہیں، ان کی موجودگی کے ساتھ دیگر تغیرات کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲- انقلاب ماہیت کا مطلب کسی بھی شیٔ کا اپنی حقیقت مختصہ کو چھوڑ کر دوسری حقیقت میں تبدیل ہو جانا ہے، اور اس کے لئے اس کے بنیادی عناصر رنگ، مزہ، بو اور صورت کا بدلنا ضروری ہے۔

۳- نئی اشیا اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات لئے ہوئے ہوں، اگر وہ

خصوصیات اس کے اوصاف مختصہ میں سے ہوں تو اس کا اعتبار ہے، ورنہ وہ کالعدم کے درجہ میں ہے، جیسے پاک چربی سے تیار ہوا صابن، اس میں اگر چہ دسومت باقی رہتی ہے، اس کے باوجود فقہا اس صابن کی حلت کے قائل ہیں۔

۴- حنفیہ و مالکیہ کے یہاں کوئی فرق نہیں، ناپاک شی انقلاب حقیقت کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، خواہ نجس العین ہو یا غیر نجس العین، شوافع وحنابلہ کے یہاں فرق ہے، ان کے یہاں نجس العین کی تطہیر سوائے خمر کے نہیں ہو سکتی، غیر نجس العین کی تطہیر انقلاب ماہیت کے ذریعہ کی جاسکتی ہے۔

۵- کتب فقہ میں انقلاب ماہیت کے جن اسباب کا تذکرہ ملتا ہے، آج کل کے مشینی دور میں وہ تمام چیزیں ان کے مثل کی قبیل سے ہیں۔

۶- فلٹر کرنے، کشید کرنے یا کیمیاوی عمل کے ذریعہ ناپاک جزء کو علیحدہ کرنے کا عمل انقلاب ماہیت کی قبیل سے نہیں ہے، لہذا ان جیسے عمل سے بھی تطہیر ہو سکتی ہے۔

۷- اگر جامد مادے سے دوائیں تیار کی گئی ہیں تو وہ از قبیل اختلاط نہیں، لہذا وہ ناپاک ہوں گی، اگر سیال مادہ سے ہی تیار کی گئی ہیں تو وہ انقلاب ماہیت ہے، لہذا اس کا استعمال درست ہوگا، الکحل سے تیار شدہ دوا انقلاب ماہیت کے حکم کے تحت آکر جائز کہلاتی ہے۔

۸- صابن میں انقلاب ماہیت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے، لہذا ایسے صابن کا استعمال جو ناپاک چربی سے بنائے گئے ہوں درست ہوگا، گو یہ عمل فی نفسہ درست نہیں اور ایک مسلمان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں، ٹوتھ پسٹ بسکٹ میں انقلاب ماہیت نہیں ہوتا ہے، اس لئے ناپاک ہڈیوں کے پاؤڈر سے تیار شدہ ٹوتھ پسٹ وغیرہ کا استعمال درست نہیں۔

۹- خون بہر حال حرام ہے، خواہ مأکول اللحم ہو یا غیر مأکول اللحم، دواؤں میں ان کا ملانا حرام ہے، اگر انقلاب حقیقت کی صورت پیدا نہ ہو تو دوا بھی حرام ہوگی، اور بقیہ اعضاء مذبوح

یاماً کول اللحم کے جانور کے ہوں تو وہ درست ہیں ورنہ نہیں۔

۱۰- جلاٹین کے سوال میں درج صورت انقلاب ماہیت کی قبیل سے نہیں ہے، اس لئے اگر وہ ناپاک جانوروں کے چمڑے اور ہڈی ہوں تو ان سے بنی اشیاء کا استعمال درست نہیں ہے۔

# انقلاب ماہیت کی صورتیں

مولانا محمد صادق مبارکپوری ☆

۱- جب تک کسی شئ کا اثر، کیفیت اور خاصیت نہ بدلے اس کو قلب ماہیت نہیں کہیں گے۔

۲- انقلاب ماہیت کا مطلب یہ ہے کہ پہلی حقیقت معدوم ہوکر نئی حقیقت اور نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے، نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت اور کیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص و آثار باقی رہیں، بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری اور آثار و خواص و علامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں، جیسے شراب سے سرکہ (منتخبات نظام الفتاوی ر ۲۹۱)۔

مزہ، بو، خاصیت میں سے ہر ایک کا بدلنا ضروری ہے، بدائع الصنائع میں ہے: ''إن النجاسة لما استحالت و تبدلت أوصافها و معانيها خرجت عن كونها نجاسة'' (۱ر ۳۲)۔

۳- شئ کا جوہری عنصر ختم ہو جائے، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں تبدیلی آجائے، اس کی دو صورت ہے:

پہلی صورت یہ ہے کہ کوئی اثر اور خاصیت باقی نہ رہے۔

☆ جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور، اعظم گڈھ یوپی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کا مختص اثر اور خاصیت باقی رہے، ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ شیٔ اول میں انقلاب ماہیت ہو جائے گی، شیٔ ثانی میں انقلاب ماہیت نہیں ہوگی، بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں۔

۴-نجس العین اور غیر نجس العین دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، دونوں انقلاب ماہیت سے پاک ہو جائیں گے (کفایت المفتی ۲/ ۳۱۱)۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "الحمار والخنزير إذا وقع فصار ملحا..... يطهر عندهما خلافا لأبي يوسف" (۱/ ۴۵، کذا فی الدر المختار ۱/ ۳۳۹، حلبی کبیری/ ۱۸۸)۔

۶- مذکورہ عمل قلب ماہیت کے تحت نہیں آئے گا، بلکہ تجزیہ کے تحت آئے گا، اس میں محض اس کے بعض اجزاء کسی طرح الگ کر لئے جاتے ہیں، تو اس کی وجہ سے احکام نہیں بدلیں گے، ناپاک شیٔ ناپاک ہی رہے گی (نظام الفتاوی ۱/ ۲۹۱)۔

۷- یہ قلب ماہیت نہیں ہوگا، بلکہ یہ شیٔ کا اختلاط اور خلط ہوگا، لہذا اس سے تبدیلی ماہیت نہ ہوگی۔

۸- یہ قلب ماہیت ہے، فقہاء کرام نے اس کو دو وجوہ سے پاک قرار دیا ہے، ایک ایسے ناپاک اجزاء صابن میں مل کر اپنی اصلی حقیقت کھو دیتے ہیں، کوئی شیٔ جب اس حد تک پہنچ جائے تو اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں، جیسے مشک ناپاک خون ہے، لیکن جب مشک بن گیا تو پاک ہے، وجہ دوم: اس کا استعمال اس قدر کثیر ہے کہ اس سے بچنا دشوار ہے، ایسی چیز کو فقہائے کرام کی اصطلاح میں عموم بلوی کہتے ہیں، اس کی وجہ سے حکم میں نرمی آجاتی ہے، اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے صابن کا استعمال جائز اور درست ہو، علامہ شامی لکھتے ہیں:

"جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد ويفتى به للبلوى" (۱/ ۳۱، عالمگیری ۱/ ۴۵)۔

۹- جانوروں کا خون دوا میں ڈالنے سے نجس شی کا اختلاط اور خلط ہوگا، انقلاب ماہیت نہیں ہوگا: "نظیرہ فی الدر المختار ا ذا وقعت نجاسة... ولو قطرة بول أو دم فی بئر دون القدر الکبیر ینزح کل مائها بعد ا خراجها(۱/ ۱۵۶)۔

۱۰- اگر خنزیر وغیرہ کے چمڑے اور ہڈی کی حقیقت و ماہیت کیمیائی عمل کے ذریعہ بالکل بدل چکی ہو تو اس صورت میں اس کی نجاست اور حرمت کا حکم ختم ہو جائے گا، اگر اس کی حقیقت و ماہیت نہیں بدلی ہے تو پھر وہ حرام اور نجس ہے اور جس چیز میں وہ شامل ہوگی، وہ حرام ہو جائے گی (فقہی مقالات مولانا محمد تقی صاحب عثمانی ا/ ۱۵۵)۔

# تبدیلی ماہیت کے مختلف اسباب

مولانا محمد بن طیب الکومان قاسمی ☆

۱- کسی شئ کی حقیقت اور ماہیت کا بدلنا یعنی ناپاک چیز کا پاک ہونا، یا پاک چیز کا ناپاک ہونا، اس کے لئے عموماً مسائل میں یہ صورت دیکھنے کو ملتی ہے، کہ پاک چیز کے ناپاک ہونے کے لئے تو صرف ایک وصف یا چند اوصاف کا بدلنا کافی ہوتا ہے، جیسے پانی کا ایک وصف ہے، اس کا مطہر ہونا۔ لیکن جب اس پانی کے اندر نجاست گرتی ہے تو پانی کے اندر انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے، حالانکہ پانی کے عین میں یہاں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی بلکہ اس کے صرف ایک وصف یعنی اس کی ''طہوریت'' میں تبدیلی واقع ہوئی ہے تو معلوم ہوا کہ پاک چیز کے ناپاک ہونے کے لئے عین میں تبدیلی ضروری نہیں، بلکہ کسی ایک وصف کا بدل جانا تبدیلیٔ ماہیت کے لئے کافی ہے۔ ''و کل ماءٍ وقعت فیه النجاسة لم یجز الوضوء به...'' (البنایہ فی شرح الہدایہ ۱/ ۳۴۳)، رہی بات عین شئ کے بدلنے سے پاک چیز کا ناپاک ہونا تو اس میں کوئی شبہ نہیں۔

اور ناپاک چیز کے پاک ہونے کے لئے عموماً یہ صورت دیکھنے میں آتی ہے کہ اس کے لئے شئ کے عین اور حقیقت کا بدلنا ضروری ہوتا ہے، جیسے گدھے کا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جانا، یا گوبر اور دیگر نجاستوں کا جلانے کی وجہ سے راکھ بن جانا، یا کنویں میں نجاست کا گر کر کیچڑ بن جانا کہ یہ ناپاک چیزیں جو پاک ہوئی ہیں، وہ نجاست کے عین کے بدلنے کی وجہ سے ہوئی

☆ ریسرچ اسکالر المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

ہیں: "لا يكون نجساً رماد قذر ...... ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً ولا قذر وقع في بير فصار حماة لا نقلاب العين" (الدرالمختار ۱؍۵۵)۔

لیکن کبھی وصف کے بدلنے سے بھی ناپاک چیز پاک ہو جاتی ہے، اور اس کے اندر انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے جیسے ناپاک گیہوں کہ اگر اس کو پیس کر آٹا بنالیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے، حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اس ناپاک گیہوں کے پاک ہونے میں عین میں تبدیلی واقع نہیں ہوئی کہ اب گیہوں کا کوئی جزء باقی نہیں رہا، بلکہ یہ آٹا تو بعینہ وہی گیہوں ہے، اور اس میں جو تبدیلی واقع ہوئی ہے، وہ وصف میں ہوئی ہے، کہ پہلے گیہوں دانے کی شکل میں اور سخت تھا اور اب پسنے کی وجہ سے وہ گیہوں باریک ہو گیا اور دانے کی شکل ختم ہو گئی، تو معلوم ہوا کہ ناپاک چیز کے پاک ہونے کے لئے ہمیشہ عین شی کا بدلنا ضروری نہیں، بلکہ وصف کا بدلنا بھی انقلاب ماہیت کے لئے کافی ہو جاتا ہے (دیکھئے: ردالمختار ۱؍ ۵۹)۔

۲- بیشتر فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ انقلاب ماہیت یا استحالہ عین کسی شی کی پوری حقیقت کے بدلنے کے ذریعہ ہوتا ہے، کیونکہ انقلاب ماہیت کی وجہ سے طہارت کا حکم، جو کہ امام محمد علیہ الرحمہ کا مفتی بہ قول ہے، وہ پوری حقیقت اور ماہیت کے بدلنے ہی کی صورت میں ہے، لیکن اس انقلاب ماہیت کے ضمن میں جو مثالیں اور جزئیات بیان کی جاتی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے علامہ شامی نے اپنی رائے لکھی ہے، کہ "انقلاب ماہیت" یا استحالۂ عین کبھی تو کسی شی کی پوری حقیقت بدلنے کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسے شراب کا سرکہ بن جانا، یا گدھے کا کان میں گر کر نمک بن جانا، یا گندگی کو جلانے کی وجہ سے راکھ بن جانا وغیرہ کہ اس کے اندر جو انقلاب ماہیت یا استحالہ عین ہوا ہے، وہ پوری حقیقت کے بدلنے کے ذریعہ ہوا ہے، اور کبھی انقلاب ماہیت کا تحقق صرف ایک یا چند اوصاف کے بدلنے کے ذریعہ بھی ہو جاتا ہے، جیسے نجس کشمش سے بنایا ہوا شیرہ، یا وہ نجس دودھ جس کی پنیر بنالی جائے، یا نجس گیہوں جس کا آٹا بنالیا جائے، یا نجس آٹے کی روٹی بنالی

جائے، کہ ان تمام کے اندر جو انقلابِ ماہیت ہوا ہے، وہ وصف کے بدلنے سے ہوا ہے، نہ کہ پوری حقیقت کے بدلنے سے۔ اس لئے یہاں یہی کہا جائے گا، کہ انقلاب ماہیت کے لئے پوری حقیقت کا بدلنا ضروری نہیں بلکہ بعض اوصاف کا بدلنا بھی انقلابِ ماہیت کے لئے کافی ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۱/ ۵۴۰)۔

۳- اگر کسی شئ میں ایسی تبدیلی ہو جائے کہ جس کی وجہ سے اس کے بنیادی عناصر بالکل ختم ہو جائیں اور اس کے مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آ جائے حتی کہ نام بھی بدل جائے تو بہر حال اسے تبدیلیٔ ماہیت قرار دیا جائے گا، اور جو اشیاء انقلابِ ماہیت کے باوجود اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات برقرار رکھتی ہوں، تو ایسی بقاء تبدیلی ماہیت کے لئے مضر نہیں، اس لئے اس کو بھی تبدیلی ماہیت قرار دیا جائے گا: "إن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة و تنتفي الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل" (رد المحتار ۱/ ۵۳۴)۔

۴- انقلابِ ماہیت کے مسئلے کے تحت مختلف نجس اشیاء کے مابین کوئی فرق نہیں ہوگا، خواہ وہ نجس العین ہوں یا غیر نجس العین، حنفیہ کے یہاں دونوں کا حکم یکساں ہے، اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں، مثلاً خنزیر یا گدھا اگر نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائیں تو دونوں کا حکم یکساں ہوگا، اسی طرح ہر دو کے اجزاء بھی پاک قرار پائیں گے: "ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً...... لا نقلاب العين به يفتى فإن الملح غير العظم واللحم" (شامی ۱/ ۵۳۴)۔

چنانچہ " فإن الملح غير العظم واللحم" سے پتہ چلتا ہے کہ انقلابِ ماہیت کے بعد جو حکم نجس اشیاء کا ہے، وہی حکم اس کے اجزاء کا بھی ہوگا۔

## ۵-انقلاب ماہیت کے مختلف اسباب

کسی بھی چیز کی حقیقت کے بدل جانے کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں، جن کو انقلاب ماہیت کے اسباب سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جو حسب ذیل ہیں:

۱-پتھر یا لکڑی کو تراشنا یا چھیلنا

۲-زمین کو اور مٹی کو الٹ پلٹ کر دینا

۳-گوبر اور گندگی کو جلا دینا

۴-ناپاک تیل کا صابون بنا دینا

۵-شراب کو سرکہ بنا دینا

۶-یا سرکہ کا خود بخود شراب بن جانا

۷-شرعی طور پر ذبح کرنا

۸-دباغت دینا

۹-روئی کو دھونا

۱۰-کنویں کا نجس ہونے کے بعد خشک ہو جانا

۱۱-حلال گوشت جس پر گندگی لگی ہو اس کو پکا لینا،

۱۲-کسی بھی چیز کی حقیقت اور عین کا بدل جانا جیسے جاندار وغیرہ کا نمک کی کان وغیرہ میں گر کر نمک بن جانا، کنویں، حوض وغیرہ میں گندگی کا گر کر کیچڑ بن جانا

۱۳-کسی چیز کے بنیادی اوصاف میں تبدیلی واقع ہو جانا جیسے دودھ کا پنیر میں ملا دینا،

یہ تمام انقلابِ ماہیت کے اسباب کے تحت آتے ہیں (ملخصاً عن رد المحتار ۱؍ ۵۱۷)۔

۶-ایک شئ سے دوسری شئ اور دوسری شئ سے تیسری شئ کا سلسلہ وار نکالنا، گندے پانی

سے اس کی گندگی کے عنصر کو نکالنا، اسی طرح مختلف شرابوں وغیرہ سے کیمیاوی عمل کے ذریعہ اس کی گندگی کے عنصر کو نکالنا اور اس طرح کی جو دیگر اشیاء جو سب کی سب فلٹر اور کشید کے عمل کے تحت آتی ہیں اور اس کی وجہ سے اس کی کیفیت اور خاصیت بدل جاتی ہے، یہ تمام قلبِ ماہیت کے تحت آئیں گی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے شراب یا نمک وغیرہ ڈال کر اس کو سرکہ بنالیا جائے، یا شیرۂ انگور سے بنی شراب کو اتنا پکایا جائے کہ وہ دوثلث سے زائد خشک ہو جائے، چنانچہ اس کے اندر بھی وہی صورت ہو رہی ہے، جو کشید اور فلٹر کے عمل کی صورت میں اوپر کی صورتوں میں پیش آرہی تھی، اس لئے ہم ان جزئیات کو مقیس علیہ بنا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح شراب کے سرکہ بننے اور خشک ہو جانے کی صورت میں شراب میں انقلاب ماہیت کا تحقق ہو کر وہ پاک ہوگئی، اسی طرح اگر مذکورہ بالا گندی چیزوں میں ایک شیٔ کو دوسری شیٔ میں تبدیل کر دیا جائے اور اس کے لئے کچھ کیمیاوی اشیاء استعمال کی جائیں تو اس سے ان چیزوں میں بھی انقلاب ماہیت کا تحقق ہو جائے گا، اور وہ اشیاء بھی پاک ہو جائیں گی (تفصیل کے لئے دیکھئے: تکملۃ فتح الملہم ۳؍ ۶۰۰-۶۰۸، رد المحتار ۱؍ ۵۱۸)۔

۷- دوائیں وغیرہ مختلف اجزاء وعناصر سے ملا کر تیار کی جاتی ہیں، اگر یہ اجزاء وعناصر نجس ہوں چاہے سیال ہوں یا جامد اور ان کو ملانے کی صورت میں مجموعی شکل وتاثیر تو بدلتی ہو لیکن ہر جزء اپنی جملہ صفات اور خصوصیات کے ساتھ باقی رہتا ہو، تو اس کو انقلاب ماہیت قرار نہیں دیا جا سکتا اور اس کے ذریعہ سے جو چیزیں بنائی جائیں ان پر طہارت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے، کیونکہ طہارت کا حکم لگانے کے لئے ضروری ہے کہ نجس اشیاء کا عین اور اس کی ماہیت بدل جائے جو کہ ایک بدیہی بات ہے، اور جب نجس اجزاء اپنے تمام صفات اور خصوصیات کے ساتھ باقی ہوں تو کیونکر ان پر انقلاب ماہیت کا حکم لگایا جائے؟

رہی بات انگریزی دواؤں میں بکثرت ''الکحل'' کے استعمال کی تو اس کے اندر بھی یہی

دیکھا جائے گا کہ وہ الکحل ناپاک چیز سے نکالا گیا ہے، یا پاک چیز سے، اگر وہ ناپاک چیز سے نکالا گیا ہو یعنی جن اجزاء سے شراب بنائی جاتی ہے، ان میں کے نجس اجزاء سے اگر الکحل نکالا جائے اور دواء میں بھی اس کے اجزاء باقی رہے تو اس کو بھی قلب ماہیت نہیں قرار دیا جاسکتا، اور اگر قلب ماہیت ہو جائے تو اس کو پاک قرار دیا جائے گا۔

لیکن چونکہ ''الکحل'' عام طور پر ''اشربہ اربعہ محرمہ'' (یعنی شیرۂ انگور جس کو بالکل پکایا نہ گیا ہو یا وہ شیرۂ انگور جس کو دوثلث کم خشک ہونے تک پکایا گیا ہو یا کھجور اور کشمش کے شیرہ سے بنائی ہوئی وہ شراب جس کو بالکل پکایا نہ گیا ہو) کے علاوہ سے اخذ کیا جاتا ہے (تکملۃ فتح الملہم ۳/ ۵۵۱)۔

اور حنفیہ کے نزدیک چار شرابوں کے علاوہ دیگر شرابوں کو حد سکر سے کم پینا حلال ہے، اور وہ نجس بھی نہیں جیسا کہ ابھی گزرا، اس لئے باوجودیکہ ''الکحل'' شراب کی اصل ہے، لیکن جب وہ نجس اجزاء سے اخذ نہیں کیا جاتا تو پھر دواؤں وغیرہ میں اس کے استعمال کے لئے تبدیلئ ماہیت کی سرے سے ضرورت نہیں بلکہ اس کو بلا انقلابِ ماہیت بھی استعمال کیا جاسکتا ہے (تکملہ ۳/ ۶۰۱)۔

۸- مردار اور خنزیر کو یا ان کے اجزاء کو صابن وغیرہ بنا کر استعمال کرنا یہ انقلابِ ماہیت ہی میں شامل ہے، اور اس طرح قلب ماہیت کے ذریعہ خنزیر وغیرہ کو صابن وغیرہ بنا کر استعمال کرنا درست ہے، اور مغربی ممالک میں جو بسکٹ، ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں مردار کی اور خنزیر وغیرہ کی چربی اور ہڈیاں استعمال کی جاتی ہیں وہ تمام کی تمام قلبِ ماہیت کے تحت آنے کی وجہ سے حلال اور پاک ہوں گی۔ چنانچہ فقہاء نے خنزیر کے بارے میں تشریح کی ہے کہ اگر وہ نمک بن جائے تو وہ نجس نہیں ہوگا: ''ولا ملح كان حماراً أو خنزيراً'' (أى لا يكون نجساً) (رد المحتار ۱/ ۳۴۴) اور صابن کے سلسلے میں یہ صراحت لکھی ہے: ''ويطهر زيت تنجس بجعله

صابوناً به يفتى للبلوىٰ ..... وعليه يتفرع ما لو وقع ا نسان أو كلب فى قدر الصابون فصار صابوناً يكونا طاهراً لتبدل الحقيقة" (ردالمحتار ۱/ ۵۱۹)۔

ان عبارتوں میں گرچہ ہر جگہ خنزیر کے جواز کی عبارتیں نہیں ملتیں، لیکن ظاہری بات ہے کہ شریعت نے جو خنزیر کو حرام قرار دیا ہے وہ "نفسِ خنزیر" کے سلسلے میں ہے، نہ کہ "صابن" یا نمک" ہونے کے سلسلے میں، لہذا جس چیز پر حرمت کا حکم لگا تھا، جب وہی مفقود ہے، تو حرمت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون اگر انقلاب ماہیت کے بعد استعمال کیا جاتا ہے تو وہ درست ہے ورنہ نہیں، کیونکہ "دم مسفوح" نجس العین ہے، "و نار كما لو أحرق موضع الدم من رأس الشاة" (ردالمحتار ۱/ ۵۱۸)۔

۱۰- میتہ غیر مأکول اللحم اور میتہ مأکول اللحم کی جلد (سوائے آدمی اور خنزیر کے) دباغت کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے، اس کے بعد اگر اس کو کھانے کے علاوہ گوند وغیرہ دیگر چیزوں میں استعمال کیا جائے تو یہ درست ہے، لیکن اگر اس کو کھانے کے لئے استعمال کیا جائے، تو حنفیہ کے نزدیک تو بہر حال اس کے جواز کا کوئی قول نہیں ملتا۔

"لكن إذا كان جلد حيوان ميت مأكول اللحم لا يجوز أكله وهو الصحيح" (شامی ۱/ ۲۵۶، طحطاوی علی مراقی الفلاح/ ۹۰)۔

اسی طرح میتہ غیر مأکول اللحم دونوں کی جلد کو دباغت دینے کے بعد کھانے کے جواز کے سلسلے میں کچھ اقوال ملتے ہیں، لیکن وہ غیر مفتی بہ ہیں (تفصیل کے لئے مراجعت کریں: المجموع شرح المہذب ۱/ ۲۲۹، ۲۳۰)۔

# ادارۃ القرآن کراچی کی چند اہم اور مفید مطبوعات

| | | | |
|---|---|---|---|
| اعلاء السنن<br>تالیف: مولانا ظفر احمد عثمانی<br>زیر نگرانی حضرت تھانوی<br>تمام ابواب فقہ سے متعلق احناف کے<br>مستدلات پر مشتمل ۱۰۶۲۱۰ احادیث احکام کا<br>مجموعہ ۲۲ اجزاء مع الفہارس وترقیم الاحادیث | جامع احادیث الاحکام<br>(متن اعلاء السنن ۲ جلد)<br>تالیف<br>مولانا ظفر احمد عثمانی | الفقہ الحنفی وادلتہ<br>(من القرآن والحدیث) شیخ سعد محمد سعید<br>صاغرجی ـ ۳ جلد اس کتاب میں ابواب فقہ<br>کو نئے اسلوب سے مدلل پیش کیا گیا ہے | شرح الحموی<br>علی الاشباہ والنظائر لابن نجیم<br>(غمز عیون البصائر) ۳ جلدیں کمپوزنگ<br>اور تصحیح شدہ اشاعت |
| شرح الزیادات للامام محمد شرح للعلامۃ<br>قاضی خان<br>تحقیق: ڈاکٹر قاسم اشرف نور<br>۲ جلد ظاہر الروایۃ کی اہم کتاب پہلی اشاعت قاضی خان کی<br>شرح کے ساتھ | جمع الفوائد<br>من جامع الاصول ومجمع الزوائد للعلامۃ محمد بن<br>سلیمان المغربی ۱۰۹۴ھ مع تخریج احادیث اطراف المسانید<br>پورے ذخیرہ حدیث کا مجموعہ جس میں تکرار اور طویل اسناد کو<br>نکال کر احادیث کا جامع انسائیکلوپیڈیا بنا دیا گیا | مجموعہ رسائل لکھنوی<br>علامہ عبدالحی لکھنوی<br>مختلف علمی موضوعات پر نادر و نایاب ۳۶ رسائل<br>کے مجموعہ کی پہلی اشاعت ۶ جلد | مصنف عبدالرزاق<br>علامہ عبدالرزاق الصنعانی<br>۱۲ جلد مع فہرست |
| شرح الطیبی<br>علی مشکوٰۃ المصابیح<br>عالم اسلام میں پہلی اشاعت<br>مع الفہارس | الکوکب الدری<br>علی جامع الترمذی ـ ۲ جلد<br>علامہ گنگوہی | الدیباج<br>شرح صحیح مسلم ابن الحجاج<br>۲ جلد<br>علامہ سیوطی | انوار المحمود<br>شرح سنن ابی داؤد<br>تقاریر حضرت شیخ الہند و حضرت کشمیری و حضرت علامہ خلیل احمد<br>سہارنپوری و حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی |
| الہدایہ (درسی)<br>حاشیہ عبدالحی لکھنوی<br>مع ج، علامہ مرغینانی<br>عربی ٹائپ پر پہلی بار | کنز الدقائق<br>مع حاشیہ مولانا اعزاز علی<br>عربی ٹائپ پر پہلی بار | المختصر القدوری<br>مع حاشیہ المعتصر القدوری<br>عربی ٹائپ پر پہلی بار | شرح مقامات<br>الحریری للشریشی<br>علامہ شریشی |
| تسہیل القطبی<br>تصحیح واضافہ<br>مولانا محمد انور بدخشانی | القاموس الفقہی<br>لغۃ واصطلاحا<br>دکتور سعدی ابوجیب | شرح العینی<br>علی الکنز مع شرح الطائی ۲ جلد | کشف الحقائق<br>شرح کنز الدقائق ـ ۲ جلد مع شرح الوقایہ<br>علامہ عبدالحکیم افغانی |
| الفہرس الموضوعی<br>لآیات القرآن الکریم<br>ترتیب الآیات حسب الموضوعات | مکانۃ الامام ابوحنیفہ<br>بین المحدثین<br>دکتور قاسم حارثی | درس ترمذی ۳ جلد<br>تقاریر علامہ محمد تقی عثمانی<br>ترتیب رشید اشرف سیفی | جدید فقہی مباحث<br>مولانا مجاہد الاسلام قاسمی<br>عصر جدید اسلامی معیشت تجارت دیگر اہم موضوعات<br>پر اہل تحقیق مباحث |